وفاق المدارس العربیہ پاکستان

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے للبنین اور للبنات

کے دراسات دینیہ سال دوم کے پاسٹ پیپرز

اہل سنت بورڈز پاکستان کا واٹس ایپ چینل جوائن کرنے کے لیے کلک کریں۔

اہل سنت بورڈز پاکستان

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول الله** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نور اللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّدرسول الله** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد **محمد یٰسین شاکر**

نمبر شمار	اجمالی فہرست	صفحہ نمبر
پہلا پرچہ	تفسیر	٠٤
دوسرا پرچہ	حدیث	٦٥
تیسرا پرچہ	فقہ	٩٣
چوتھا پرچہ	تاریخ و ادب	١١٣
پانچواں پرچہ	صرف و نحو	١٣٧
چھٹا پرچہ	سیرت و اخلاق	١٧٢

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الورقة الاولیٰ: فی التفسیر

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٣٢ھ

الشق الاوّل ...... قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٩٤ وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًاۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝٩٥ وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ يَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ يُّعَمَّرَ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝٩٦ (پ ا۔ بقرہ: ۹۴ تا ۹۶)

آیات کا شان نزول لکھنے کے بعد مطلب خیز ترجمہ کیجئے اور خط کشیدہ الفاظ کے صیغے بھی بتائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا شانِ نزول (۲) آیات کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق۔

جواب ...... **۱** آیات کا شانِ نزول:۔ بعض یہودی یہ دعویٰ کرتے تھے کہ آخرت کی نعمتیں خالص ہمارا ہی حق ہیں۔ ہمارے ساتھ کوئی اور فرقہ وگروہ ان نعمتوں میں شریک نہیں۔ تو اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس دعویٰ کو باطل کرنے کے لئے یہ آیات نازل فرمائیں کہ اگر آخرت کی نعمتیں صرف تمہارا حق ہیں اور تم اس دعویٰ میں سچے ہو تو پھر اس کی تصدیق کے لئے موت کی تمنا کرو۔ مگر تم ہرگز سزا کے خوف سے اس کی تمنا نہ کرو گے۔

۲ آیات کا ترجمہ:۔ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے لئے صرف آخرت کا گھر ہو اللہ کے ہاں دوسرے لوگوں کے علاوہ تو تم موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔ اور وہ ہرگز اس کی تمنا وآرزو نہ کریں گے کبھی بھی بوجہ ان اعمال کے جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے گنہگاروں کو۔ اور تو دیکھے گا ان کو سب لوگوں سے زیادہ حریص زندگی پر اور مشرکین سے بھی زیادہ حریص، چاہتا ہے ایک ایک ان میں سے کہ عمر پاوے ہزار برس اور نہیں بچانے والا اس کو عذاب سے اس قدر جینا، اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھتا ہے ان کے اعمال کو۔

۳ الفاظِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق:۔ **"لن یتمنوا"** صیغہ جمع مذکر غائب نفی تاکید بلن معلوم از مصدر **تمنّی** (تفعّل) بمعنیٰ تمنا کرنا۔

"احرص" صیغہ واحد مذکر بحث اسم تفضیل از مصدر **حرص** (نصر وضرب) بمعنیٰ حرص ولالچ کرنا۔

"یُعَمَّرُ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث مضارع مجہول از مصدر **تعمیر** (تفعیل) بمعنیٰ زندہ رکھنا۔

"بمزحزحه" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از مصدر **زحزحة** (فعللة) بمعنیٰ دور کرنا، دور ہونا اور ہٹانا۔

الشق الثانی ...... وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ۝١١٣ (پ ۵۔ نساء: ۱۱۳)

آیت کا مکمل پس منظر بیان کرنے کے بعد تفسیر کیجئے اور بتایئے کہ **"طائفة منهم"** سے کون مراد ہیں، نیز **"الحكمة"** سے کیا مراد ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyahmultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیت کا پس منظر (۲) آیت کی تفسیر (۳) **طائفة منهم** اور **الحكمة** کی مراد۔

جواب ...... **۱** آیت کا پس منظر:۔ بنو ابیرق کے ایک منافق شخص (بشیر) نے حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی بخاری سے آٹا اور ہتھیار چرا لئے۔ تلاش کے سلسلہ میں لوگوں کو بشیر پر شبہ ہوا تو بنو ابیرق نے بشیر کی حمایت اور براءت کی اور چوری میں حضرت لبید رضی اللہ عنہ کا نام لے دیا۔ حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے ذریعہ بارگاہِ رسالت میں صورتحال پیش کردی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کا وعدہ فرمالیا۔ بنو ابیرق کو خبر ہوئی تو اپنے ایک سردار اسیر کے پاس مشورہ کے لئے جمع ہوئے اور پھر سب مل کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ وحضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ وہ بلا تحقیق ایک دیندار گھرانہ پر چوری کا الزام لگا رہے ہیں۔ اس سے مقصود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف داری اور ہمدردی حاصل کرنا تھا۔ خیر اس میں تو کامیابی نہ ہوئی لیکن جب حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حاضرِ خدمت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ایسے لوگوں پر بے سند کیوں الزام لگاتے ہو؟ غرضیکہ انہوں نے اپنے چچا حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے جا کر جب یہ

باتیں نقل کیں تو وہ اللہ پر بھروسہ کر کے خاموش ہو گئے جس پر یہ دو رکوع کی آیات "اَجۡرًا عَظِیۡمًا" تک نازل ہوئیں لیکن جب چوری ثابت ہو گئی اور مالِ مسروقہ برآمد ہو گیا اور وہ مالک کو دلایا گیا تو بشیر ناراض ہو کر مرتد ہو گیا اور مشرکین مکہ سے جا ملا۔اس پر آیت "وَمَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ الخ" نازل ہوئی مکہ میں جا کر بھی حسبِ عادت بشیر نے کسی کے نقب لگایا کہ اتفاق سے اس پر دیوار گری اور وہ مر گیا۔

۲ آیت کی تفسیر:۔ واقعہ کا پس منظر معلوم ہونے کے بعد تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو خطاب کر کے ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر میرا فضل اور رحمت آپ کے ساتھ نہ ہوتی جس نے واقعہ کی حقیقت آپ کو بتلا دی تو یہ لوگ آپ کو غلطی میں مبتلا کر سکتے تھے مگر یہ میرا فضل اور خصوصی کرم ہے کہ یہ لوگ آپ کو غلطی سے مبتلا نہیں کر سکتے۔ بلکہ خود ہی گمراہی اور ضرر میں مبتلا ہوتے ہیں اور آپ کو یہ ذرہ برابر بھی نقصان وضرر نہیں پہنچا سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کتاب ودانشمندی کی ایسی باتیں نازل فرمائیں جن کو آپ نہیں جانتے تھے۔

۳ طائفة منهم اور الحكمة کی مراد:۔ "طائفة منهم" سے مراد بنو ابیرق، اس کا خاندان اور اس کے حمایتی لوگ ہیں اور الحكمة سے مراد آنحضرت ﷺ کی سنت اور تعلیمات ہیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ...... وَاِذَا سَمِعُوۡا مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَى الرَّسُوۡلِ تَرٰۤى اَعۡيُنَهُمۡ تَفِيۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُوۡا مِنَ الۡحَـقِّ‌ ۚ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰهِدِيۡنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الۡحَـقِّ ۙ وَنَطۡمَعُ اَنۡ يُّدۡخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوۡا جَنّٰتٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا‌ ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۸۵﴾ (پ ۷۔ مائدہ:۸۳تا۸۵)

آیات کا ماقبل کے ساتھ ربط بیان کرنے کے بعد صرف ترجمہ تحریر کریں اور بتائیں کہ یہ آیتیں کب اور کس کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ربط (۲) آیات کا ترجمہ (۳) نزولِ آیات کا وقت اور متعلقہ اشخاص۔

جواب ...... ۱ آیات کا ماقبل سے ربط:۔ ماقبل میں یہود ومشرکین کی دوستی اور مسلمانوں سے ان کی عداوت کا ذکر تھا اور قرآن کریم عدل وانصاف کا سب سے بڑا داعی ہے اسلئے تمام یہود ونصاریٰ کو ایک ہی صف میں شمار نہیں کیا بلکہ جن کے اندر کوئی خوبی اور کمال تھا اس کا بھی اظہار کیا۔ چنانچہ ان آیات میں نصاریٰ کے ایک خاص گروہ اور جماعت کا ذکر ہے جو قرآن سُن کر روئے اور مسلمان ہو گئے اور اس سے مراد شاہِ حبشہ نجاشی اور اس کے مصاحب ہیں جنہوں نے مہاجرینِ حبشہ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا تھا۔

۲ آیات کا ترجمہ:۔ اور جب سنتے ہیں وہ اس چیز کو جو نازل کی گئی رسول پر تو دیکھے گا تو ان کی آنکھوں کو کہ اُبلتی ہیں وہ آنسوؤں سے اس وجہ سے کہ پہچان لیا انہوں نے حق کو۔ کہتے ہیں وہ کہ اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے، پس لکھ دے تو ہم کو گواہی دینے والوں (ماننے والوں) میں سے، اور کیا ہوا ہم کو کہ ہم نہ ایمان لائیں (یقین کریں) اللہ پر اور اس چیز پر جو آئی ہمارے پاس حق سے اور طمع رکھیں ہم اس بات کی کہ داخل کرے گا ہمیں ہمارا رب نیک بختوں کے ساتھ پھر بدلہ میں دیں گے اللہ تعالیٰ ان کو ان کے کہنے پر ایسے باغات کہ بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں، رہیں گے وہ اس میں ہمیشہ، اور یہ نیکی کرنے والوں کا بدلہ ہے۔

0313-3357912 maktabazakariyamultan@gmail.com

۳ نزولِ آیات کا وقت اور متعلقہ اشخاص:۔ یہ آیات ہجرت حبشہ کے بعد شاہ حبشہ نجاشی اور اسکے مصاحبین کے متعلق نازل ہوئیں۔

الشق الثانی ...... كُتِبَ عَلَيۡكُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ اِنۡ تَرَكَ خَيۡرَا ۖۚ اۨلۡوَصِيَّةُ لِلۡوَالِدَيۡنِ وَالۡاَقۡرَبِيۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ۚ حَقًّا عَلَى الۡمُتَّقِيۡنَؕ‏ ﴿۱۸۰﴾ فَمَنۡۢ بَدَّلَهٗ بَعۡدَمَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثۡمُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يُبَدِّلُوۡنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌؕ ﴿۱۸۱﴾ فَمَنۡ خَافَ مِنۡ مُّوۡصٍ جَنَفًا اَوۡ اِثۡمًا فَاَصۡلَحَ بَيۡنَهُمۡ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۸۲﴾ (پ ۲۔ بقرہ:۱۸۰تا۱۸۲)

آیات مذکورہ کا ترجمہ اور مختصر تشریح بیان کرتے ہوئے بتائیے کہ موت کے وقت والدین اور اقربین کیلئے وصیت کرنا فرض ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟ اور کیا وصیت میں تبدیلی کرنا ممنوع ہے؟ اس کا شریعت میں کیا اصول ہے؟ مخطوطہ حصہ کی مراد وضاحت سے تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال کا خلاصہ چھ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا تشریح (۳) والدین واقربین کیلئے وصیت کا حکم مع الوجہ (۴) وصیت میں تبدیلی کا حکم (۵) وصیت کے بارے میں اصولِ شرعی (۶) عبارتِ مخطوطہ کی مراد۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ جب تم میں سے کسی کے پاس موت حاضر ہو تو والدین اور رشتہ داروں کیلئے تم پر وصیت کرنا فرض کیا گیا ہے انصاف کے ساتھ، یہ حکم متقین پر لازم ہے۔ پھر جو شخص بدل ڈالے وصیت کو بعد اسکے کہ سُن لیا اس نے وصیت کو تو اس کا گناہ انہی لوگوں پر ہے جنہوں نے اس کو بدلا۔ بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔ پھر جو شخص خوف کرے وصیت کرنے والے کی طرف سے طرفداری کا یا گناہ کا پھر ان میں صلح کرادے تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے، بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

❷ آیات کی تشریح:۔ لوگوں میں دُستور تھا کہ مردہ کا سارا مال اسکی بیوی اور بیٹوں کو ملتا تھا والدین اور تمام اقارب اس سے محروم رہتے تھے۔تو پہلی آیت میں والدین اور اقارب کیلئے انصاف کیساتھ حصہ دینے اور وصیت کرنے کا حکم ہے۔

دوسری آیت میں فرمایا کہ مردہ نے تو وصیت کردی تھی مگر بعد والوں نے اس کی تعمیل نہ کی تو مردہ پر اس کا کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ وصیت میں تبدیلی کرنے والے مجرم اور گنہگار رہوں گے اللہ تعالیٰ سب کی باتوں کو سنتا اور نیتوں کو جانتا ہے۔

تیسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ مردہ نے غلطی سے وصیت صحیح نہیں کی، کسی کی بے جا رعایت کی ہے یا دانستہ طور پر حکم الٰہی کے خلاف کیا ہے تو اس نے اہل وصیت اور وارثوں کے درمیان حکم شریعت کے موافق صلح کرادی تو وصیت میں یہ تغیر و تبدیلی جائز ہے۔ ایسی صورت میں یہ شخص گنہگار نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

❸ والدین واقربین کے لئے وصیت کا حکم مع الوجہ:۔ والدین اور دیگر رشتہ دار ورثاء کے لئے بوقتِ موت وصیت آیات و احادیثِ متواترہ سے منسوخ ہو چکی ہے۔ لہٰذا موصی کے لئے اقرباء اور والدین کے لئے وصیت فرض نہیں ہے۔ البتہ بوقتِ ضرورت اگر اس نے وصیت کردی تو پھر وہ بھی دیگر ورثاء کی اجازت پر موقوف ہے۔

وصیت للوالدین کے نسخ کی دلیل حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دیدیا ہے (بصورتِ میراث) اب کسی وارث کیلئے اس وقت تک وصیت جائز نہیں ہے جب تک بقیہ تمام ورثاء اجازت نہ دے دیں۔

❹ وصیت میں تبدیلی کا حکم:۔ مُوصی اپنی زندگی میں وصیت میں تبدیلی کرنا چاہتا ہے تو تبدیلی بھی کرسکتا ہے اور اگر بالکل وصیت کو ختم کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے اور مُوصی کے علاوہ دوسرے شخص کی طرف سے تبدیلی کی تفصیل تشریح میں ضمناً گزر چکی ہے۔

❺ وصیت کے بارے میں اصولِ شرعی:۔ وصیت کے بارے میں اصولِ شرعی یہ ہے کہ ثُلثِ مال (ایک تہائی) سے کم میں وصیت جائز ہے اور ایک ثُلث سے زائد کی وصیت یا اسی طرح کسی وارث کے لئے مطلقاً وصیت دیگر ورثاء کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ اجازت دیں گے تو یہ وصیت درست ہوگی ورنہ درست نہ ہوگی۔

❻ عبارتِ مخطوطہ کی مراد:۔ تشریح کے ضمن میں عبارتِ مخطوطہ کی مراد گزر چکی ہے۔

السوال الثالث ١٤٣٢ھ

الشق الاوّل ...... قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ﴿١﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ﴿٢﴾ وَّاَنَّهُ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ﴿٣﴾ (پ٢٩۔جن:١تا٣)

آیات کا سلیس ترجمہ کریں، مختصر تفسیر قلم بند کریں، آیات کا شانِ نزول تفصیل سے بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (١) آیات کا ترجمہ (٢) آیات کی تفسیر (٣) آیات کا شانِ نزول۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ کہہ دیجئے اے پیغمبر کہ میری طرف وحی آئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے قرآن کریم کو غور سے سنا اور انہوں نے کہا کہ بے شک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہِ راست کی رہنمائی کرتا ہے اس لئے ہم اُس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو ہرگز شریک نہیں مانیں گے اور یہ کہ ہمارے پروردگار کی شان بہت اونچی ہے، نہ اُس نے (اپنے لئے) کوئی بیوی بنائی ہے اور نہ کوئی اولاد۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ جس طرح آنحضرت ﷺ کو انسانوں کیلئے نبی بنا کر بھیجا گیا تھا اسی طرح آپ جنات کے بھی نبی تھے چنانچہ

آپ ﷺ نے جنات کو بھی تبلیغ فرمائی۔ ان آیات میں جنات کے ایک واقعہ کا ذکر ہے جس کی وضاحت شانِ نزول میں آئے گی۔

چنانچہ اللہ رب العزت آپ ﷺ کو حکم دے رہے ہیں کہ اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ میرے پاس اس بات کی وحی آئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے قرآن کریم کو سنا اور واپس اپنی قوم میں جا کر کہا کہ ہم نے ایک عجیب وغریب کلام سنا ہے جو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے اُس کلام کو سن کر ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں چنانچہ آج کے بعد ہم کسی چیز کو اپنے پروردگار کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ نیز ہمارا پروردگار بڑی عظمت اور شان والا ہے اور وہ بیوی بچوں اور خاندان وقبیلہ سے پاک ہے۔

③ آیات کا شانِ نزول:۔ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے جنات کو آسمانوں کے قریب تک پہنچنے کی اجازت تھی مگر آپ ﷺ کی بعثت کے بعد جنات کو آسمانوں کے قریب جانے سے روک دیا گیا کہ جب بھی کوئی جنّ یا شیطان آسمان کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتا تو اُسے ایک روشن شعلے کے ذریعے مار بھگایا جاتا جب جنات نے اِس بدلتی ہوئی صورتحال کو دیکھا تو اُن کے دل میں جستجو پیدا ہوئی کہ اس تبدیلی کی کیا وجہ ہے کہ انہیں آسمان کے پاس جانے سے روک دیا جاتا ہے اس جستجو کے لئے اُن کی ایک جماعت دنیا کا دورہ کرنے کے لئے نکلی، یہ وہ وقت تھا جب آپ ﷺ طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے اور نخلہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے، وہاں آپ ﷺ نے فجر کی نماز میں قرآن کریم کی تلاوت شروع کی تو جنات کی یہ جماعت جو وہاں سے گزر رہی تھی اُس نے یہ کلام سنا تو اُسے اطمینان سے سننے کیلئے وہیں رک گئی اور اِس تلاوت کا اُن کے دلوں پر ایسا اثر ہوا کہ وہ جنات مسلمان ہو گئے اور پھر اپنی قوم کے پاس بھی اسلام کے داعی بن کر گئے۔ چنانچہ ان آیات کا شانِ نزول اس واقعہ کو بیان کیا جاتا ہے۔ (آسان ترجمہ)

الشق الثانی ...... يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ① اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ② لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ③ آیات کا ترجمہ کریں۔ یہ آیات کس واقعہ کے متعلق نازل ہوئیں؟ غیر مسلموں سے دوستی، حسنِ سلوک اور معاملات کا کیا حکم ہے؟ مسلمان عورتوں سے کن امور میں بیعت لی جاتی تھی؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا واقعۂ نزول ③ غیر مسلموں سے دوستی، حسنِ سلوک اور معاملات کا حکم ④ آپ ﷺ کے خواتین سے بیعت لیئے جانے والے امور۔ (ممتحنۃ: ۱ تا ۳)

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو ایسا دوست نہ بناؤ کہ ان کے پاس دوستی کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ تمہارے پاس جو دین حق آیا ہے اس کے یہ منکر ہیں۔ رسول کو اور تمہیں اس بات پر (مکہ سے) نکالتے ہیں کہ تم اپنے پروردگار اللہ پر ایمان لائے ہو۔ اگر تم میری راہ میں جہاد کے لیے اور میری رضا جوئی کے لیے نکلتے ہو تو ان کو دوست نہ بناؤ تم ان کے پاس پوشیدہ دوستی کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم مخفی اور ظاہر کرتے ہو اور جس نے تم میں سے یہ کام کیا تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔ اگر وہ تم پر قابو پالیں تو وہ تمہارے دشمن ہو جائیں اور تم پر اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں پھیلا کر تمہارے ساتھ برائی کریں گے اور وہ چاہتے ہیں کہ تم بھی کافر بن جاؤ۔ تمہاری رشتہ داریاں اور تمہاری اولاد قیامت کے دن تمہارے کچھ کام نہ آئے گی۔ اللہ ہی تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

② آیات کا واقعۂ نزول:۔ یہ آیات صحابیِ رسول ﷺ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ کے واقعہ سے متعلق ہیں جو اصحابِ بدریین میں سے تھے ان سے اہل وعیال کی دیکھ بھال اور حفاظت کے سلسلہ میں ایک کوتاہی ہوئی کہ آپ ﷺ کا کفارِ مکہ پر حملہ کی خفیہ تیاری کا راز کفارِ مکہ تک پہنچانا چاہا لیکن اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ ﷺ کو آگاہ کر دیا جس سے یہ سارا راز کھل گیا (حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے جو خط کفارِ مکہ کو لکھا اس کا مفہوم یہ ہے از حاطب بن ابی بلتعہ بنام اہل مکہ، رسول اللہ ﷺ تم پر حملہ کرنے کا ارادہ کر

رہے ہیں تم اپنی احتیاط کرلو۔(مظہری))اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ایک ضابطہ اور اصول مؤمنین کے لئے بیان فرمایا کہ اے ایمان والو! تم میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو کیونکہ وہ دینِ اسلام اور قرآن پاک کے منکر ہیں اور ان کفار کو خط لکھنا اور ان کو دوستی کا پیغام دینا ناجائز اور حرام ہے۔ بالخصوص جبکہ ان کفار نے آپ ﷺ اور مسلمانوں کو طرح طرح کی ایذائیں دے کر ترکِ وطن پر مجبور کردیا، محض اس قصور پر کہ تم ایک اللہ کو کیوں مانتے ہو۔ ظاہر بات ہے کہ اس سے بڑھ کر دشمنی اور ظلم کیا ہوگا مگر تعجب ہے کہ تم ایسے دین دشمن لوگوں کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہو، اگرچہ تمہاری نیت صحیح تھی جس کی وجہ سے تمہیں معاف کردیا گیا مگر عمل یقیناً غلط تھا جس پر توبیخ کی جارہی ہے۔ چنانچہ جب آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو حضرت علی، ابو مرثد، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم کو اس خط کے واپس لانے کا فرمایا، جب خط واپس ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا تو انہوں نے بیوی بچوں کی دیکھ بھال کا عذر پیش کیا تو آپ ﷺ نے اس عذر کو قبول فرمالیا۔

③ غیر مسلموں سے دوستی، حسنِ سلوک اور معاملات کا حکم:۔ مسلمان غیر مسلموں سے رواداری، ہمدردی، خیرخواہی، عدل وانصاف، احسان وسلوک اور دنیاوی معاملات (لین دین وغیرہ) سب کچھ کرسکتے ہیں اور ایسا کرنا بھی چاہیے کہ ان کو اس کی تعلیم دی گئی ہے لیکن ان سے ایسی گہری دوستی اور تعلقات قائم کرنا جس سے اسلام کے امتیازی نشانات گڈمڈ ہوجائیں اس کی اجازت نہیں۔

④ آپ ﷺ کے خواتین سے بیعت لیئے جانے والے امور:۔ ① شرک سے بچیں گی ② چوری نہ کریں گی ③ زنا سے بچیں گی ④ اپنی بچیوں کو قتل نہ کریں گی۔ لڑکیوں کو زندہ دفن کرکے ہلاک کردینے کا رواج تھا، اس کو روکا گیا ⑤ افترا اور بہتان نہ باندھیں گی ⑥ یہ ایک عام ضابطہ ہے کہ وہ کسی بھی نیک کام میں آپ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی نہ کریں گی۔(معارف القرآن)

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ......مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۗ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾ (پ ا۔ بقرہ:۱۰۶،۱۰۷)

آیات کا شانِ نزول لکھنے کے بعد ترجمہ کریں، نسخ کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں، نسخ کی کتنی صورتیں ہیں مفصل تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا شانِ نزول (۲) آیات کا ترجمہ (۳) نسخ کا لغوی واصطلاحی معنی (۴) نسخ کی صورتیں۔

جواب ...... ① آیات کا شانِ نزول:۔ جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا تو یہود نے اس موقعہ پر مسلمانوں پر طعن کیا اور مشرکین بھی احکام کی منسوخی کی وجہ سے مسلمانوں کو طعن کا نشانہ بناتے رہتے تھے انکے اعتراضات کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

② آیات کا ترجمہ:۔ جو منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلادیتے ہیں تو لے آتے ہیں (نازل کرتے ہیں) اس سے بہتر یا اس کے برابر۔ کیا نہیں معلوم آپ کو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ کیا نہیں معلوم آپ کو کہ اللہ کے لئے ہی ہے آسمان وزمین کی سلطنت (بادشاہت) اور نہیں ہے تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار۔

③ نسخ کا لغوی واصطلاحی معنی:۔ نسخ کا لغوی معنی نقل کرنا جیسے کتاب سے کوئی چیز نقل کرنا اور اصطلاح میں نسخ کسی حکمِ شرعی کا تبدیل ہوجانا ہے خواہ اس کا متبادل حکم ہو یا نہ ہو جیسے ایک سخت حکم کے بعد نرم حکم آگیا یا نرم حکم کے بعد سخت حکم آگیا جیسے شراب کے بارے میں احکام نازل ہوئے اور کبھی ایک حکم ختم ہوجاتا ہے اسکا بدل اور متبادل نازل ہی نہیں ہوتا۔

④ نسخ کی اقسام:۔ نسخ کی تین اقسام ہیں: ① تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں جیسے سورت احزاب کے متعلق منقول ہے کہ وہ سورت بقرہ کے برابر تھی اب ان آیات کی نہ تلاوت باقی ہے اور نہ احکامات معلوم وباقی ہیں۔ ② تلاوت منسوخ ہو حکم منسوخ نہ ہو جیسے آیت رجم کی تلاوت منسوخ ہے حکم باقی ہے۔ ③ حکم منسوخ ہو تلاوت باقی ہو جیسے اینما تولوا فثم وجه الله آیت کی

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تلاوت باقی ہے مگر یہ حکم **فول وجهك شطر المسجد الحرام** سے منسوخ ہے۔

الشق الثانی ...... وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۲۱﴾ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

آیت کا ماقبل سے ربط بیان کرنے کے بعد واضح ترجمہ کریں۔ **اذهمت طائفتان** سے کونسی دو جماعتیں مراد ہیں نیز یہ بتائیں کہ ان کے ہمت ہارنے کی کیا وجہ تھی غزوہ احد کا مختصر پسِ منظر تحریر کریں۔ (پ۴۔ال عمران:۱۲۱تا۱۲۳)

﴿ خلاصۂ سوال ﴾...... اس سوال کا خلاصہ پانچ امور ہیں (۱) ماقبل سے ربط (۲) آیات کا ترجمہ (۳) طائفتان کی وضاحت (۴) ہمت ہارنے کی وجہ (۵) غزوہ احد کا پس منظر۔

جواب ...... **۱** ماقبل سے ربط:۔ ماقبل والی آیات میں یہ بیان ہوا تھا کہ اگر مسلمان صبر وتقوی پر قائم رہیں تو کوئی طاقت انہیں نقصان وضرر نہیں پہنچا سکتی اور غزوہ احد کے موقعہ پر جو عارضی شکست اور تکلیف پہنچی وہ بعض حضرات کی طرف سے انہی دو چیزوں میں کوتاہی کی بناء پر تھی۔ مذکورہ آیات میں اس غزوہ احد کا ذکر ہے۔

۲ آیات کا ترجمہ:۔ اور جب صبح کے وقت نکلے آپ ﷺ اپنے گھر سے کہ بٹھلانے لگے مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانوں پر اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ جب ارادہ کیا دو گروہوں نے تم میں سے کہ نامردی (بزدلی) کریں اور اللہ مددگار تھا ان کا اور اللہ ہی پر چاہیئے کہ بھروسہ کریں مؤمن لوگ اور البتہ تمہاری مدد کی اللہ تعالیٰ نے بدر (کی لڑائی) میں اور تم کمزور تھے، پس اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم شکر ادا کرو۔

۳ طائفتان کی وضاحت:۔ اس سے مراد بنو حارثہ اور بنو سلمہ ہیں۔

۴ ہمت ہارنے کی وجہ اور غزوۂ اُحد کا پسِ منظر:۔ یہ آیات غزوۂ اُحد کے متعلق نازل ہوئیں، ان آیات میں جنگ اُحد کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب بدر کی جنگ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اور ستر سرداران قریش مارے گئے اور اسی مقدار میں گرفتار ہوئے تو ان کے رشتہ دار وعزیز واقارب نے تمام عرب کو غیرت دلائی کہ تجارتی قافلہ جو کچھ بھی ملک شام سے لایا ہے وہ اس مھم کی نذر کردو کہ ہم محمد ﷺ اور ان کی جماعت سے اپنے مقتولین کا بدلہ لے سکیں۔ چنانچہ ۳ھ میں قریش اور دیگر قبائل مل کر مدینہ پر چڑھائی کی غرض سے تین ہزار کا لشکر نکل پڑا۔ جس وقت یہ لشکر جبل اُحد کے قریب خیمہ زن ہوا تو آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا۔ آپ ﷺ کی رائے یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے اور عبداللہ بن ابی کی رائے بھی یہی تھی۔ مگر بعض پُرجوش مسلمان جو غزوہ بدر میں شریک نہ ہوئے تھے اور شوقِ شہادت پورا کرنے کے لئے بے چین تھے انہوں نے اصرار کیا کہ شہر سے نکل کر مقابلہ کیا جائے تا کہ دشمن ہمیں کمزور و بُزدل نہ سمجھے اور کثرت رائے اسی طرف ہوگئی چنانچہ آپ ﷺ گھر تشریف لے گئے اور زرہ پہن کر باہر نکلے اور ایک ہزار کا لشکر کفار کے مقابلہ کے لئے نکل پڑا۔ راستہ میں عبداللہ بن ابی تین سو آدمیوں کا لشکر لے کر یہ کہتا ہوا علیحدہ ہوگیا کہ میرا مشورہ نہیں مانا دوسروں کی رائے پر عمل کیا تو ہم خواہ مخواہ اپنے آپ کو ہلاکت میں کیوں ڈالیں۔ بالآخر آنحضرت ﷺ نے میدان جنگ میں پہنچ کر سات سو سر بکف وسرفروش نوجوانوں کی صفوں کو ترتیب دیا۔ اسی اثناء میں عبداللہ بن ابی کی علیحدگی کی وجہ سے دو قبیلے بنو حارثہ و بنو سلمہ کے دلوں میں بھی کچھ کمزوری پیدا ہوئی اور مسلمانوں کی قلت کو دیکھ کر میدان چھوڑنے کا ارادہ کیا۔ مگر حق تعالیٰ نے ان کی مدد اور دستگیری فرمائی اور ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا کہ مسلمان قلت و کثرت کو نہیں دیکھتا بلکہ اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اعانت ونصرت ہی اصل چیز ہے جیسا کہ جنگِ بدر میں ہوا۔ پس مسلمانوں کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیئے اور اللہ سے ہی ڈرنا چاہیئے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

چنانچہ جنگ کا آغاز ہوا۔ ابتداءً مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا اور مقابل فوج میں ابتری پھیل گئی۔ مسلمان یہ سمجھے کہ فتح ہوگئی اور وہ مال غنیمت کی طرف متوجہ ہوگئے، ادھر پُشت کی جانب ٹیلہ پر چند نوجوان جو حفاظت کے لئے بیٹھے تھے وہ بھی اپنی جگہ چھوڑ کر پہاڑ کے دامن کی طرف آ گئے کہ فتح ہوگئی ہے، اس موقعہ پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ (جو ابھی کافر تھے) نے موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے پہاڑی کا چکر

کاٹ کر پشت کی طرف سے حملہ کر دیا اور یہ سیلاب اچانک مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا۔ دوسری طرف جو دشمن بھاگ گئے تھے وہ بھی لوٹ آئے، اس طرح ایک دم لڑائی کا پانسہ پلٹ گیا اور اس غیر متوقع صورت حال کی وجہ سے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد پراگندہ ہو کر میدان سے چلی گئی۔ البتہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ابھی تک مقابلہ میں ڈٹے ہوئے تھے کہ اسی دوران یہ افواہ اڑ گئی کہ نبی کریم ﷺ شہید ہو گئے۔ اس افواہ کی وجہ سے باقی لوگ بھی ہمت ہار گئے۔ اس وقت آپ ﷺ کے گرد صرف دس بارہ جان نثار باقی رہ گئے تھے اور آپ ﷺ خود بھی زخمی ہو گئے تھے۔ جب شکست کی تکمیل میں کوئی کسر باقی نہ رہی تو اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور ﷺ کی خیریت معلوم ہوئی اور وہ ہر طرف سے سمٹ کر حضور ﷺ کے گرد جمع ہو گئے اور آپ ﷺ کو پہاڑی کی طرف لے گئے اور اس طرح یہ جنگ عارضی شکست کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ...... اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (پ۸۔اعراف:۵۴)

آیت کا ترجمہ کریں۔ چھ دن میں زمین و آسمان کے پیدا کرنے میں کیا حکمت ہے جبکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ سارا جہان ایک دن میں پیدا کرے؟ نیز یہ بتائیں کہ دن اور رات کا وجود تو حرکتِ آفتاب سے پہچانا جاتا ہے اس وقت جب یہ آفتاب نہ تھا تو یہ چھ دن کس حساب سے تھے۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) چھ دن میں کائنات کو پیدا کرنے کی حکمت (۳) چھ دن کے حساب کی وضاحت

جواب ...... (۱) آیت کا ترجمہ:۔ بے شک تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہے جس نے پیدا کیا آسمان و زمین کو چھ دن میں پھر قرار پکڑا عرش پر اوڑھتا ہے رات پر دن کو کہ وہ اس کے پیچھے چلا آتا ہے دوڑتا ہوا اور (پیدا کیا اس نے) سورج، چاند اور ستاروں کو اپنے حکم کے تابعدار۔ سُن لو اسی کے لائق ہے (اسی کا کام ہے) پیدا کرنا اور حکم کرنا۔ بڑی برکت والا ہے اللہ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

(۲) چھ دن میں کائنات کو پیدا کرنے کی حکمت:۔ اللہ تعالیٰ آنکھ جھپکنے کی مقدار میں کائنات کو تخلیق کر سکتے تھے مگر بتقاضائے حکمت اس میں چھ دن لگائے تاکہ انسان کو نظامِ عالم کے چلانے میں تدریج اور پختہ کاری کی تعلیم دی جائے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ غور و فکر اور وقار و تدریج سے کام کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔

(۳) چھ دن کے حساب کی وضاحت:۔ دن اور رات کا وجود تو آفتاب کی حرکت سے پہچانا جاتا ہے مگر کائنات کے وجود سے قبل دن رات کا اندازہ کس طرح لگایا گیا تو جواب کا حاصل یہ ہے کہ چھ دن سے مراد اتنا وقت اور زمانہ ہے کہ جس میں چھ دن ورات سما سکتے ہیں یعنی چھ دن ورات کے وقت کی مقدار میں کائنات کو پیدا فرمایا۔

الشق الثانی ...... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (حجرات: ۱۱ تا ۱۳) آیات کا ترجمہ کریں۔ آیات کی تفسیر اس انداز میں کریں کہ معاشرتی ہدایات و آداب واضح ہو جائیں۔ نیز بتائیں کہ غیبت کس کو کہتے ہیں اور غیبت کی جائز صورتیں کون کونسی ہیں؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں: (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) غیبت کی تعریف و جائز صورتیں۔

جواب ...... (۱) آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! نہ مذاق کرے ایک قوم دوسری قوم سے (مرد دوسرے مرد سے) عجب نہیں کہ وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ مذاق کرے کوئی عورت کسی عورت سے شاید کہ وہ بہتر ہوں ان سے، اور نہ طعنے دو ایک دوسرے کو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے پکارو، ایمان لانے کے بعد بدتہذیبی کا نام لگنا بہت بُرا ہے اور جو لوگ باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔ اے ایمان والو! بچو تم بہت زیادہ بدگمانیاں کرنے سے بیشک بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور نہ کسی کی عیب جوئی کرو اور نہ کسی کی

غیبت کرو یعنی تمہارا بعض بعض کی غیبت نہ کرے، کیا تم سے کوئی یہ بات پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، سو اس کو تم ناپسند سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اے ایمان والو! بیشک ہم نے تمہیں ایک مذکر و مؤنث (جوڑے) سے پیدا کیا اور ہم نے تمہاری باہم پہچان کیلئے خاندان و قبیلے بنائے، بیشک تم میں سے زیادہ مکرم اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ تقوی والا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ سب جاننے والا خبر رکھنے والا ہے۔

۲ آیات کی تفسیر:۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے چند آداب بیان فرمائے ہیں منجملہ ان آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے گو لفظ قوم کا ہے مگر مراد اس سے افراد ہیں اور مجموعی حالت بھی مراد ہے اسی طرح قوم کا لفظ بظاہر مردوں کو شامل تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو بھی مخاطب فرمایا **و لا نساء من نساء الخ** اور نہ کوئی عورت دوسری عورت سے تمسخر کرے، کیا معلوم کہ وہی اس سے خدا کے نزدیک بہتر ہو تو کیا یہ دوسری عورت سے مذاق اور تمسخر کر کے حیثیتِ الٰہی پر ہنستی ہے؟

اسی طرح ایک ادب یہ بھی ہے کہ کوئی کسی کو طعنہ نہ دے کیونکہ طعنہ زنی دل کو دکھانے والی چیز ہے جس سے محبت و اتفاق میں فرق آجاتا ہے۔ اسی طرح کسی چڑانے والے نام سے نہ پکارو جیسا کہ اگر کوئی یہودی مسلمان ہو جائے اس کو کہنا اے یہودی وغیرہ ذالک، پھر اسی کو مؤکد کرنے کیلئے کہا کہ **بئس الاسم الخ** کہ ایمان لانے کے بعد فسق اور برائی کے ناموں سے پکارنا یا گنہگار ہونے کا دھبہ لگنا بہت بری بات ہے اور جو کوئی ایسے ناموں کے لینے سے باز نہ آئے تو وہی ظالم یعنی برا، گنہگار اور دل دکھانے والا ہے۔

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اس لئے ظن و گمان کی جتنی قسمیں ہیں ان سب اقسام کے احکام کی تحقیق کر لیا کرو کہ کون سا گمان جائز ہے اور کون سا ناجائز ہے، پھر جائز کی حد تک رہو۔ امام قرطبیؒ نے فرمایا کہ یہاں ظن سے مراد تہمت ہے یعنی کسی پر کسی قوی دلیل کے بغیر گناہ یا عیب کا الزام لگانے سے منع کیا گیا ہے۔ اور کسی کے عیب کا سراغ نہ لگایا کرو اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے۔ آگے غیبت کی مذمت ہے کہ کیا تم میں کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس کو تو تم ضرور برا سمجھتے ہو، تو سمجھ لو کہ کسی بھائی کی غیبت بھی اسی کے مشابہ ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو یعنی غیبت چھوڑ دو توبہ کر لو، بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ آخری آیت میں اشارۃً قومی لسانی و خاندانی فخر و تکبر سے منع کیا گیا ہے کہ تم سب انسان ایک ہی مرد و عورت (حضرت آدم و اماں حوا علیہما السلام) کی اولاد ہو، یہ خاندان و قبیلے وغیرہ محض تمہاری شناخت و پہچان کیلئے ہیں، کسی خاندان و قبیلے کو دوسرے خاندان و قبیلے پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز و مکرم وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہے، بیشک اللہ تعالیٰ سب معاملات سے باخبر ہے۔

۳ غیبت کی تعریف و جائز صورتیں:۔ غیبت: کسی کی عدم موجودگی میں اسکے متعلق کوئی ایسی بات کہنا جس کو وہ سنتا تو اس کو ایذاء ہوتی اگرچہ وہ سچی بات ہی ہو۔ عام حالات میں غیبت ناجائز و حرام ہے البتہ درج ذیل صورتوں میں جائز ہے:

① مظلوم سلطان و حاکم کے سامنے ظالم کے ظلم کو بیان کرے تو یہ غیبت ہے کہ ظالم کی برائیاں اور زیادتیاں بیان ہو رہی ہیں لیکن یہ ظلم سے نجات پانے کیلئے جائز ہے۔ ② نہی منکر اور برائیوں کی اصلاح کے لئے ذکر کرنا اور یہ اس شخص یا ادارے سے کہنا جائز ہے جو قوت اقدام رکھتا ہو۔ ③ استفتاء مسئلہ معلوم کرنے کیلئے کسی کی غلطی بیان کرنا کیونکہ اگر مفتی کے سامنے بات واضح نہ کریگا تو فتویٰ کیسے دیا جائیگا۔ ④ لوگوں کو کسی شریر و فسادی کی شرارتوں کی خبر دینا تاکہ لوگ سنبھل جائیں اور اس کے شر و فساد سے بچ سکیں۔ ⑤ مشورے کے وقت کسی ایک کی رائے میں نقص کے پہلو کو واضح کرنا تاکہ صحیح فیصلہ کی راہ ہموار ہو سکے۔ ⑥ مشتری کو بائع و مبیعہ کا عیب بتانا تاکہ وہ دھوکے سے بچ سکے اور عبد سارق، زانی، شارب خمر کی اطلاع دینا۔ ⑦ ایسے عالم برحق کو کسی مبتدع اور فاسق کی خبر دینا جو اس کے پاس آمد و رفت رکھتا ہو اور استفادہ کرتا ہو تاکہ یہ بھی بدعات و خرافات میں ملوث نہ ہو جائے۔ ⑧ راویوں، گواہوں، مصنفوں کے متعلق جرح کرنا تاکہ غلط فیصلہ اور ان کے تقریری و تحریری شرور سے بچ سکیں۔ ⑨ **مجاهر و معلن** (ایسا آدمی جو کھلے عام فسق و فجور کا مرتکب ہو) کا ایسے آدمی سے ذکر کرنا جس کے بس میں اس کی درستگی ہو۔ ⑩ ایسے الفاظ جن میں عیب کا معنی ہو لیکن

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

متعارف ہوگئے ہوں کہ اب عیب کا معنی معروف نہ ہو بلکہ بطور علامت استعمال ہوتے ہوں مثلاً **اعمش ازرق اعمی قصیر۔**

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ...... وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَن يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً ۚ وَمَن قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَن يَصَّدَّقُوا ۚ فَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ وَإِن كَانَ مِن قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ (پ۵۔نساء:۹۲)

آیات کا ترجمہ کریں۔قتل کی اقسام ذکر کریں اور آیت میں مذکور دیت وکفارہ کی تفصیل بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حاصل تین امور ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) قتل کی اقسام (۳) دیت وکفارہ کی تفصیل۔

جواب ...... ❶ آیت کا ترجمہ:۔ اور نہیں ہے جائز کسی مسلمان کے لئے یہ کہ قتل کرے کسی مؤمن کو مگر خطاء اور جس شخص نے قتل کیا کسی مؤمن کو خطاء تو آزاد کرے کسی مسلمان کی گردن اور دیت (خونبہا) سپرد کرے اس کے گھر والوں کی طرف مگر یہ کہ وہ معاف کر دے۔ پھر اگر ہو مقتول ایسی قوم میں سے جو تمہاری دشمن ہے اور وہ (مقتول) مسلمان تھا تو آزاد کرے ایک مسلمان کی گردن اور اگر ہو وہ ایسی قوم میں سے کہ تمہارے اور ان کے درمیان عہد ہے تو فدیہ (خون بہا) سپرد کرے اس کے گھر والوں کی طرف اور آزاد کرے ایک مسلمان کی گردن۔ پھر جو شخص نہ پائے (استطاعت نہ ہو) تو دو مہینوں کے مسلسل روزے رکھے۔

❷ قتل کی اقسام:۔ قتلِ عمد: کسی شخص کو آلۂ قتل سے یا کسی ایسی نوکدار چیز سے قصداً قتل کرنا جو تفریقِ اجزاء میں آلۂ قتل کی مثل ہو (جس سے عام طور پر قتل واقع ہوجاتا ہو) مثلاً تلوار، چھری، کلاشنکوف، پستول، نوکدار پتھر وغیرہ۔

حکم: اس کا موجب گناہ ہے اور قصاص ہے الاّ یہ کہ ورثاء معاف کردیں اور اس میں کفارہ نہیں ہے۔

قتل شبہِ عمد: کسی کو ایسی چیز سے قصداً قتل کرنا جو نہ آلۂ قتل ہے اور نہ تفریقِ اعضا میں اسکی مثل مثلاً بڑا پتھر، لاٹھی۔

حکم: اس کا موجب گناہ ہے اور اس پر کفارہ اور دیت، قصاص نہیں ہے۔

قتل خطاء: اس کی دو قسمیں ہیں: ① خطاء فی القصد یہ ہے کہ کسی شخص کو شکار سمجھ کر تیر مار دیا۔ ② خطاء فی الفعل یہ ہے کہ کسی شکار کو تیر مارا مگر وہ آدمی کو لگ گیا۔ حکم: اسکی سزا کفارہ اور عاقلہ پر دیت ہے، اس میں گناہ نہیں ہے۔

قتل جاری مجریٰ خطا: یہ ہے کہ کوئی پہلوان شخص سو رہا تھا اس نے کروٹ لی تو کوئی کمزور شخص یا کوئی بچہ اس کے نیچے آکر مر گیا۔

حکم: اس میں بھی کفارہ اور عاقلہ پر دیت ہے البتہ گناہ نہیں ہے۔

قتل بسبب: کہ کسی نے حاکم کی اجازت کے بغیر غیر کی مِلک (زمین) میں کنواں کھودا، یا پتھر رکھ دیا اور کوئی شخص کنویں میں گر کر یا پتھر سے ٹکرا کر مر گیا۔ حکم: اس میں بھی فقط عاقلہ پر دیت ہے اور کفارہ واجب نہیں ہے۔

❸ دیت وکفارہ کی تفصیل:۔ اس آیت میں قتل خطاء کے دو حکم بتلائے گئے ہیں۔ پہلا حکم کفارہ کا ہے کہ ایک مسلمان غلام کو آزاد کرے اگر غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ ہو تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے۔ یہ بارگاہِ الٰہیہ میں قتل اور غلطی کا کفارہ ہے جو کسی صورت میں معاف نہ ہوگا دوسرا حکم ورثاء کو فدیہ اور خون بہا دینا ہے یہ ورثاء کا حق ہے یہ حق (فدیہ) ورثاء کے معاف کرنے سے معاف بھی ہوجائے گا۔ پھر ورثاء کی تین صورتیں ہیں ① ورثاء مسلمان ہوں ② ورثاء کافر ہوں مگر ان کے درمیان اور مسلمانوں کے درمیان مصالحت ہو ان دونوں صورتوں میں ورثاء کو فدیہ ادا کرنا لازم ہے ③ ورثاء کافر ہوں اور مسلمانوں سے کوئی مصالحت بھی نہ ہو اس صورت میں ان کو فدیہ کی ادائیگی لازم نہیں ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی ...... وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٩﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ﴿٢٠﴾ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ﴿٢١﴾ (پ۸۔اعراف:۱۹تا۲۱) آیات کا ترجمہ کریں۔حضرت آدمؑ کا قصہ

اوراس قصۂ آدمؑ کے تکرار کی حکمت بھی بیان کریں۔ جب شیطان جنت سے باہر تھا تو حضرت آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام کے ساتھ اس کی گفتگو کس طرح ہوئی، نیز بتائیے کہ **یبدی** اور **تکونا** کس باب سے ہیں اور کون سے صیغے ہیں اور تکونا کا نون کیوں حذف ہوا ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل پانچ امور ہیں ① آیات کا ترجمہ ② حضرت آدمؑ کا قصہ اور تکرار کی حکمت ③ حضرت آدم علیہ السلام و شیطان میں گفتگو کی کیفیت ④ مذکورہ صیغوں کی وضاحت ⑤ **تکونا** کے حذفِ نون کی وجہ۔

جواب...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے آدم ٹھہر تو اور تیری بیوی جنت میں پس کھاؤ تم جہاں سے چاہو اور نہ قریب جاؤ اس درخت کے پس ہو جاؤ گے تم گنہگاروں میں سے (نقصان اٹھانے والوں میں سے) پس بہکایا ان کو شیطان نے تا کہ ظاہر کرے ان پر وہ چیز جو چھپی ہوئی تھی ان کی شرمگاہوں سے اور کہا کہ نہیں روکا تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے مگر اس لئے کہ ہو جاؤ تم فرشتے یا ہو جاؤ تم ہمیشہ رہنے والے اور قسم اٹھائی ان کے سامنے کہ بے شک میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔

② حضرت آدم علیہ السلام کا قصہ اور تکرار کی حکمت:۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت اور خلیفۃ اللہ بننے کی صلاحیت فرشتوں پر واضح ہو گئی اور انہوں نے سجدہ کر کے اسے تسلیم کر لیا اور ابلیس اپنے تکبر اور معارضہ کی وجہ سے کافر ہو کر نکال دیا گیا تو اس وقت حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو حکم ملا کہ تم دونوں جنت میں رہو اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ مگر فلاں معین درخت کے قریب نہ جانا اس سے مکمل پرہیز کرنا، شیطان جو آدم علیہ السلام کی وجہ سے مردود ہوا تھا اور خار کھائے ہوئے تھا اس نے کسی طرح موقعہ پا کر ان کے سامنے قسمیں کھائیں اور اپنے آپ کو خیر خواہ ظاہر کر کے اور مصلحتیں بتا کر حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو اس درخت کے کھانے پر آمادہ کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے اس درخت کو کھا لیا۔ انکی اس لغزش کی وجہ سے ان کو زمین پر اترنے کا حکم ملا کہ جاؤ تم بھی زمین پر اتر جاؤ اور وہاں زندگی بسر کرو اور وہاں کی زندگی جنت کی طرح بے غل وغش نہ ہوگی بلکہ آپس کے اختلافات بھی ہونگے، دشمنیاں بھی ہونگی، جس کی وجہ سے زندگی کا لطف پورا نہ ہوگا۔

قرآن کریم کتابِ ہدایت وتربیت ہے کتابِ تاریخ نہیں، اس کا انداز مشفقانہ ومربیانہ ہے، تاریخانہ نہیں۔ تو جس مقام پر ہدایت کیلئے جتنے واقعہ کی ضرورت تھی اتنا واقعہ ذکر کر دیا گیا لہٰذا تکرار نہیں ہے اور تکرار بھی وہ مخل ہوتا ہے جو بعینہٖ دوبارہ ذکر کیا جائے کہیں بھی بعینہٖ تکرار نہیں ہر جگہ نیا اسلوب، نیا انداز اور جدت ہے۔

③ حضرت آدم علیہ السلام و شیطان میں گفتگو کی کیفیت:۔ شیطان جنات میں سے ہے اور جنات کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے ایسے تصرفات پر قدرت دی ہے جو انسان نہیں کر سکتا ان کو مختلف شکلیں تبدیل کرنے کی بھی قدرت حاصل ہوتی ہے تو ممکن ہے کہ اس نے اپنی قوت جنیہ کے ذریعہ مسمریزم کی صورت میں حضرت آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام کے ذہن کو متاثر کیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی دوسری شکل مثلاً سانپ وغیرہ کی شکل میں جنت میں داخل ہو گیا ہو اور اسی وجہ سے آدم علیہ السلام کو اسکی دشمنی کا بھی خیال نہ رہا ہو۔

④ مذکورہ صیغوں کی وضاحت:۔

"**یبدی**" صیغہ واحد مذکر غائب بحث اثبات فعل مضارع معروف از مصدر **الابداء** (افعال) بمعنی ظاہر کرنا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

"**تکونا**" صیغہ تثنیہ مذکر ومؤنث حاضر بحث اثبات فعل مضارع معروف از مصدر **الکون** (نصر) بمعنی ہونا۔

⑤ **تکونا** کے حذفِ نون کی وجہ:۔ "**تکونا**" اصل میں **تکونان** تھا اَن ناصبہ کی وجہ سے نونِ تثنیہ گر گیا تو **تکونا** ہو گیا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل...... لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾ (پ۲۶۔ فتح: ۱۸ تا ۲۰)

آیات کا سلیس ترجمہ کریں، مختصر تفسیر قلم بند کریں، صلح حدیبیہ کا واقعہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں(۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) صلح حدیبیہ کا واقعہ۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ راضی ہو گئے مؤمنین سے جبکہ بیعت کر رہے تھے وہ آپ ﷺ سے ایک درخت کے نیچے۔ پس جان لیا اس نے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، پس نازل کر دیا اطمینان ان پر اور جلد ہی ان کو فتح دے گا اور بہت سی غنیمتیں جن کو وہ لیں گے اور اللہ بڑا غالب حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جنہیں تم حاصل کرو گے پس جلدی پہنچا دی تمہیں اُن میں سے یہ غنیمت اور روک دیا لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے اور تاکہ ہو جائے مؤمنین کے لئے قدرت کا ایک نمونہ اور چلائے تمہیں سیدھے راستے پر۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ رب العزت نے اختصار کے ساتھ صلح حدیبیہ اور فتح خیبر کا ذکر کیا ہے چنانچہ فرمایا کہ جن لوگوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ ﷺ کے ہاتھ پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے بیعت کی تھی اللہ رب العزت اُن سب مؤمنین سے راضی ہو گیا ہے اور اُن کے دلوں میں اخلاص اور عہد کو پورا کرنے کا جو عزم تھا اللہ تعالیٰ کو وہ بھی معلوم تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں اطمینان کو پیدا کر دیا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے میں اُن کو ذرہ برابر بھی تردد نہیں ہوا اور اُس کے ساتھ ساتھ حسّی طور پر فتح خیبر کی صورت میں ایک فتح بھی عطاء کر دی جس کے نتیجہ میں بہت سی غنیمتیں مسلمانوں کو حاصل ہوئیں اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور حکمت سے جس وقت جس کے لئے مناسب سمجھتا ہے اُسے فتح عطاء کرتا ہے، پس اسی فتح خیبر پر ہی بس نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے اور بھی بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو مسلمان حاصل کریں گے۔ فتح خیبر کی صورت میں ایک غنیمت عطاء کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین سے لوگوں کے ہاتھوں کو روک دیا اور لوگوں کے دلوں پر مؤمنین کا رعب ڈال دیا جس کی وجہ سے اُن کو زیادہ دست درازی کی ہمت نہ ہوئی اور اس واقعہ کو اہلِ ایمان کے لئے دیگر وعدوں کے سچے ہونے کا ایک نمونہ بنایا تاکہ اہلِ ایمان کا ایمان مزید پختہ ہو جائے اور آئندہ کے لئے ہر کام میں توکل اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ والے راستے پر چلیں یعنی مؤمنین کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ کے لئے اس واقعہ کو سوچ کر اللہ تعالیٰ پر اعتماد سے کام لیں۔

❸ صلح حدیبیہ کا واقعہ:۔ صلح حدیبیہ ۶ھ میں ہوئی جب نبی کریم ﷺ نے مکہ معظمہ جانے کا ارادہ کیا اور عمرہ کا احرام باندھ کر صحابہ کی ایک بڑی جماعت جس کی تعداد چودہ، پندرہ سو بیان کی جاتی ہے وہ ساتھ تھی جب آپ ﷺ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا کہ قریشِ مکہ سے جا کر کہو کہ ہم عمرہ کرنے کیلئے آئے ہیں جنگ کیلئے نہیں، اور آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حدیبیہ مقام پر پڑاؤ ڈالا، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے تو قریش نے کہا کہ آپ اکیلے عمرہ کر لیں تو انہوں نے اکیلے اس بات کو پسند نہ کیا اور قریش نے یہ خبر مشہور کر دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے جب یہ خبر آپ ﷺ کے پاس پہنچی تو آپ ﷺ نے تمام صحابہ سے ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ لینے کی) جہاد کی بیعت لی، اسی بیعت کو بیعتِ رضوان کہا جاتا ہے، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے قریش نے اپنی طرف سے سہیل بن عمرو کو شرائط صلح طے کرنے کیلئے بھیجا تو درج ذیل شرائط طے ہوئیں اور عہد نامہ تحریر کیا گیا اور دس سال کیلئے باہمی صلح ہوگئی: ① مسلمان اس وقت واپس جائیں گے ② آئندہ سال آئیں گے اور تین دن مکہ میں قیام کر کے واپس چلے جائیں گے ③ ہتھیار لگا کر نہ آئیں تلوار ہاتھ میں ہو تو میان میں بند کر کے رکھیں ④ مکہ مکرمہ سے کسی مسلمان کو نہ لے جائیں ⑤ اگر کوئی مسلمان مکہ میں رہنا چاہے تو اس کو منع نہ کریں ⑥ اگر کوئی شخص مکہ سے مدینہ چلا جائے تو اسے واپس کر دیں ⑦ اگر مدینہ سے کوئی آجائے تو کفار اسے واپس نہ کریں گے۔ (سیرت رسول)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی ...... اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ (پ۳۔ال عمران:۵۵)

آیت کریمہ کا ترجمہ کریں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے بارے میں اہلسنت کا عقیدہ تفصیل سے تحریر کریں، آیت میں **انی متـــوفيك** کا جملہ وفات پر دلالت کر رہا ہے تو پھر حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ کیوں درست ہوگا؟ اسی جملہ کی نحوی ترکیب لکھیں نیز خط

کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق بھی لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل پانچ امور ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) اہلسنت کا عقیدۂ حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام (۳) **انیّ متوفیك** کا مطلب (۴) **انیّ متوفيك** کی ترکیب (۵) خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ...... ① آیت کا ترجمہ:۔ اور (یاد کریں اس وقت کو) جب کہا اللہ تعالیٰ نے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام! میں لے لونگا تجھ کو اور اٹھا لونگا تجھ کو اپنی طرف اور پاک کردوں گا تجھ کو کافروں سے اور غالب رکھوں گا تیری اتباع کرنے والوں کو کافروں پر قیامت کے دن تک پھر میری ہی طرف تمہارا لوٹنا ہے پھر فیصلہ کروں گا میں تمہارے درمیان اس چیز کا جسکے بارے میں تم اختلاف کرتے ہو۔

② اہلسنت والجماعت کا عقیدۂ حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام:۔ یہود کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر چڑھائے گئے اور پھر دفن کر دیئے گئے۔ دوبارہ نہ زندہ ہوئے اور نہ آسمانوں کی طرف اٹھائے گئے۔

عیسائیوں کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر بھی چڑھائے گئے دفن بھی کئے گئے اور پھر زندہ ہو کر آسمانوں پر بھی چلے گئے۔

اہلسنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ سولی پر چڑھائے گئے، نہ دفن کئے گئے بلکہ زندہ ہی آسمانوں پر اٹھائے گئے ہیں اور قربِ قیامت میں نازل ہوں گے اور شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسداری اور پیروی کریں گے کیونکہ سابقہ تمام شریعتیں ختم ہو چکی ہیں اب قیامت تک شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم باقی ہے۔

اہلسنت والجماعت کی پہلی دلیل آیت کریمہ "**وماقتلوه وماصلبوه ولٰكن شبه لهم**" ہے۔

دوسری دلیل آیت کریمہ "**وماقتلوه يقينابل رفعه الله اليه**" ہے۔

اسکے علاوہ متعدد احادیث سے بھی ثابت ہے مثلاً "**ان عيسى لم يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة**"۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے "**بانه سينزل ويقتل الدجال ثم انه تعالىٰ يتوفاه بعد ذلك...... لاتقوم الساعة حتى ينزل عيسى بن مريم حكما مقسطا واماما عادلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويقتض المال حتى لايقبله احد.**" اسی طرح اجماعِ امت سے بھی آپ علیہ السلام کی حیات ثابت ہے۔

③ **انی متوفیك** کا مطلب:۔ **مُتَوَفِّي، تَوَفّی** مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور **تَوَفّی** کا معنی پورا پورا لینا اور وصول کرنا ہے اور موت پر وفات کا اطلاق کنایہ ہے کیونکہ موت کے وقت انسان اپنی اجلِ مقدر پوری کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روح اس سے پوری پوری وصول کر لی جاتی ہے۔ **توفی** یہاں پر حقیقی معنی میں مستعمل ہے اور وہ حقیقی معنی روح مع الجسم پورا پورا وصول کرنا ہے اور اہلسنت والجماعت کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ باری تعالیٰ نے آپ کو روح مع الجسم پورا پورا اوپر اٹھا لیا ہے لہٰذا کوئی اشکال نہیں ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے **متوفيك** وفات (موت) والے معنی میں ہی مستعمل ہے مگر آیت میں تقدیم وتاخیر ہے کہ تقدیرا **رافعك** پہلے اور **متوفيك** بعد میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ پہلے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیں گے پھر دنیا میں نزول ہوگا پھر وفات متعارف (موت) طاری ہوگی لہٰذا کوئی اشکال نہیں ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

④ **انی متوفيك** کی ترکیب:۔ **ان** حرف مشبہ بالفعل **ی** ضمیر متکلم اس کا اسم **متوفيك** صیغہ اسم فاعل اس میں ضمیر اس کا فاعل **ك** ضمیر خطاب مفعول بہ، اسم فاعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر انّ کی خبر، انّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

⑤ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "**مُتَوَفِّي**" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از مصدر **تَوَفِّيًا** (تفعل) بمعنی پورا پورا وصول کرنا۔

"**رَافِعٌ**" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از مصدر **اَلرَّفْعُ** (فتح) اٹھانا، بلند کرنا۔

"**مُطَهِّرٌ**" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از مصدر **تطهير** (تفعیل) بمعنی پاک کرنا۔

"**جَاعِلٌ**" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از مصدر **جَعْل** (فتح) بمعنی کرنا، بنانا۔

"**اِتَّبَعُوْاك**" صیغہ جمع مذکر غائب ماضی معروف از مصدر **اتّباع** (افتعال) بمعنی پیروی کرنا، نقش قدم پر چلنا۔

"فَاَحْكُمُ" صیغہ واحد متکلم مضارع معروف از مصدر حُکْم (نصر) بمعنی فیصلہ کرنا۔

"تَخْتَلِفُوْنَ" صیغہ جمع مذکر حاضر مضارع معروف از مصدر اختلاف (افتعال) بمعنی اختلاف کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٣٤ھ

الشق الاوّل ...... وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ
حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ
لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝
يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝
يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَ
لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ
لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝ (لقمان ١٣ تا ١٩)

آیات کا ترجمہ کریں۔ مذکورہ آیات میں لقمان حکیم کی کن کن نصیحتوں کا ذکر ہے؟ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ کا مطلب واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات میں مذکور لقمان حکیم کی نصیحتوں کی وضاحت ③ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ کا مطلب۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور جب کہا لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کر رہے تھے کہ اے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نیکی کا حکم دیا کہ اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کے (کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے) اس کو پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے اس لیے ہم نے حکم دیا کہ میرا اور اپنے والدین کا شکرادا کرو، (تمہیں) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرا جس کا تجھے علم نہیں تو تو ان کی بات نہ مان اور دنیا میں دستور کے موافق (بھلائی سے) ان کے ساتھ رہ، اور ایسے شخص کا راستہ اپنا (پیروی کر) جو میری طرف رجوع کرے، پھر میری ہی طرف تم سب کو لوٹنا ہے پھر میں تمہیں بتاؤں گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ اے بیٹے اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر و چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں ہو تب بھی اللہ اس کو حاضر کردے گا، بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور بہت باخبر ہے۔ اے بیٹے نماز قائم کر اور نیکی کا حکم کر اور برائی سے منع کر اور تجھے جو مصیبت پہنچے اس پر صبر کر، بیشک یہ ہمت والے کام ہیں۔ اور لوگوں کے سامنے اپنے گال مت پھلا اور زمین پر اتراتا ہوا مت چل، بیشک اللہ کو کوئی اتراتا ہوا بڑائی کرنے والا پسند نہیں ہے۔ اور اپنی چال میں اعتدال رکھ اور اپنی آواز آہستہ رکھ، بیشک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

② آیات میں مذکور لقمان حکیم کی نصیحتوں کی وضاحت:۔ ① عقائد کی اصلاح و درستگی: اللہ تعالیٰ کو سارے عالم کا خالق و مالک

0313 6357913 maktabazakariyamultani@gmail.com

بلا شرکتِ غیر یقین کر، اس کے ساتھ کسی غیر اللہ کو شریک نہ کر۔ (ضمناً اللہ تعالیٰ نے اپنی نصیحت و وصیت کا ذکر کیا، اپنی شکرگزاری و اطاعت کے ساتھ ساتھ والدین کی شکرگزاری اور اطاعت کا حکم دیا، لیکن شرک ایسا ظلم و سنگین جرم ہے کہ وہ ماں باپ کے کہنے سے اور مجبور کرنے سے بھی کسی کیلئے جائز نہیں ہوتا)۔ ② عقیدہ کی تعلیم: اس کا اعتقاد رکھا جائے کہ آسمان و زمین اور ان کے اندر جو کچھ ہے اسکے ایک ایک ذرہ پر اللہ تعالیٰ کا علم بھی محیط اور وسیع ہے اور سب پر اس کی قدرت بھی کامل ہے۔ کوئی چیز کتنی ہی چھوٹی سے چھوٹی ہو جو عام نظروں میں نہ آسکتی ہو اسی طرح کوئی چیز کتنی ہی دور دراز ہو اسی طرح کوئی چیز کتنے ہی اندھیروں اور پردوں میں ہو اللہ تعالیٰ کے علم و نظر سے نہیں چھپ سکتی، اور وہ جس کو جب چاہیں جہاں چاہیں حاضر کر سکتے ہیں۔ ③ اصلاحِ اعمال: اعمال واجبہ میں سب سے بڑا اور اہم عمل نماز ہے، خود اہم ہونے کے ساتھ وہ دوسرے اعمال کی درستی کا ذریعہ بھی ہے، اسلئے اے میرے بیٹے نماز کو قائم کرو، اسکے تمام ارکان و آداب کو پوری طرح بجالانا، اسکے اوقات کی پابندی کرنا اور اس پر مداومت کرنا سب اقامتِ صلوۃ کے

مفہوم میں داخل ہیں۔ ④ اصلاحِ خلق: نماز جیسے اہم فریضہ کے ساتھ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا فریضہ ذکر فرمایا کہ لوگوں کو نیک کاموں کی دعوت دو اور برے کاموں سے روکو، یہ دو فریضے ہیں ایک اپنی اصلاح اور دوسرا عام مخلوق کی اصلاح۔ دونوں ایسے ہیں کہ دونوں کی پابندی میں خاصی مشقت ومحنت برداشت کرنا پڑتی ہے، اس پر ثابت قدم رہنا آسان نہیں، خصوصا اصلاحِ خلق کیلئے امر بالمعروف کی خدمت کا صلہ دنیا میں ہمیشہ عداوتوں اور مخالفتوں سے ملا کرتا ہے۔ اسلئے یہ وصیت بھی فرمائی کہ ان کاموں میں تمہیں جو کچھ تکلیف پیش آئے اس پر صبر وثبات سے کام لو۔ ⑤ آدابِ معاشرت: لوگوں کی ملاقات اور گفتگو میں ان سے منہ پھیر کر گفتگو نہ کرو جو ان سے اعراض کرنے اور تکبر کرنے کی علامت ہے اور اخلاق شریفانہ کے خلاف ہے۔ زمین کو اللہ تعالیٰ نے سارے عناصر سے پست افتادہ بنایا ہے تم اسی سے پیدا ہوئے اسی پر چلتے پھرتے ہو اپنی حقیقت کو پہچانو اِترا کر نہ چلو جو متکبرین کا طریقہ ہے اور اللہ تعالیٰ کسی متکبر وفخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو، نہ بہت دوڑ بھاگ کر چلو کہ وہ وقار کے خلاف ہے۔ اور نہ بہت آہستہ چلو، جو تکبر اور تصنع کرنے والوں کی عادت ہے جو لوگوں پر اپنا امتیاز جتانا چاہتے ہیں، یا عورتوں کی عادت ہے جو شرم وحیا کی وجہ سے تیز نہیں چلتیں، یا پھر بیماروں کی عادت ہے۔ آواز کو پست کرو، پست کرنے سے مراد یہ ہے کہ ضرورت سے زیادہ بلند آواز نہ نکالو، اور شور نہ کرو۔ کیونکہ چوپاؤں میں سب سے زیادہ مکروہ آواز گدھے کی ہے جو بہت شور کرتا ہے۔ (تلخیص از معارف القرآن)

③ **وهنا علی وهن** کا مطلب:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے **وهنا علی وهن** کا ترجمہ سختی پر سختی، ضحاک نے ضعف پر ضعف اور مجاہد نے مشقت پر مشقت کیا ہے۔ جب عورت حاملہ ہوتی ہے تو اس پر کمزوری اور مشقت طاری ہوجاتی ہے۔ (حمل کا ضعف، خون چھوٹنے (وضعِ حمل) کا ضعف اور دودھ پلانے کا ضعف) اس طرح ضعف پر ضعف بڑھتا جاتا ہے۔ (مظہری)

الشق الثانی ...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ (پ۱۔ بقرہ:۱۰۴ تا ۱۰۶)

آیات کریمہ کا مطلب خیز ترجمہ کریں، آیات کریمہ سے ثابت شدہ مسائل کی تشریح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا حاصل دو امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) مسائل کی تشریح۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تم نہ کہو "**راعنا**" اور تم کہو "**انظرنا**" اور تم سنتے رہو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ نہیں پسند کرتے کافر لوگ اہلِ کتاب میں سے اور مشرکین میں سے اس بات کو کہ اترے تم پر کوئی خیر (بھلائی، نیک بات) تمہارے پروردگار کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ خاص کرتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے جو منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں ہم اس کو تو بھیج دیتے ہیں ہم اس سے بہتر یا اس کی مثل کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

② مسائل کی تشریح:۔ پہلی آیت کریمہ میں مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لفظ راعنا کی بجائے لفظ انظرنا کے استعمال کا حکم دیا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ یہودی اکثر شرارت کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو راعنا سے خطاب کرتے جس کا معنی عبرانی میں بددعا ہے اور کبھی **راعینا** (عین کو کھینچ کر) کہتے جس کا معنی عربی میں ہمارا چرواہا ہے۔ عربی میں اس کا اصل معنی یہ ہے کہ ہماری رعایت کیجئے۔ تو مسلمان یہودیوں کی اس سازش کو نہ سمجھتے تھے اور وہ اس کے اچھے معنی (ہماری رعایت کیجئے) کے ساتھ استعمال کرتے تھے جس کی وجہ سے یہودیوں کی شرارت کو تقویت ملتی اور آپس میں بیٹھ کر ہنستے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس لفظ (**راعنا**) کو ترک کرنے کا حکم دیا اس حکم سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر اپنے کسی جائز فعل سے دوسروں کو ناجائز کام کی گنجائش ملتی ہو تو اس جائز فعل کو بھی ترک کر دینا چاہیئے بشرطیکہ وہ فعل شرعی ضرورت اور مقاصد شرعیہ میں سے نہ ہو۔

جب تحویلِ قبلہ کا حکم ہوا تو یہود نے اس پر طعن کیا اور مشرکین بھی بعض احکام کی منسوخی پر مسلمانوں کو طعن کا نشانہ بناتے تھے تو

اس موقعہ پر تیسری آیت کریمہ (ماننسخ من آية) نازل ہوئی جس میں ان کے اعتراضات کا جواب ہے۔

تو اس مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ احکام خداوندی میں نسخ کوئی عیب والی بات نہیں ہے جو ناممکن ہے بلکہ احکام خداوندی میں نسخ ممکن ہے اور واقع ہے اور اس کی صوت یہ ہے کہ احکم الحاکمین ذات کو پہلے ہی معلوم ہوتا ہے کہ حالات بدلیں گے اور اس وقت کے مناسب دوسرا حکم ہو گا۔ چنانچہ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے ایک حکم دیا اور اس وقت کے مناسب دوسرا حکم ہوگا۔ چنانچہ اسکی عام سی مثال یہ ہے کہ ماہر ڈاکٹر ایک مریض کو کوئی دوا لکھ کر دیتا ہے اس کو معلوم ہے کہ اس کے استعمال سے مریض کا حال تبدیل ہوگا چنانچہ دو دن کے بعد اس نے دوسری دوا تجویز کر دی جس سے وہ مکمل تندرست ہو گیا تو ڈاکٹر کو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تو نے پہلے ہی دن یہ دوا کیوں تجویز نہ کی تھی۔ یہی مثال وصورت احکم الحاکمین کے احکامات کی ہے پہلے ایک حکم دیا پھر جب حالات تبدیل ہوئے تو دوسرا حکم نامہ جاری کر دیا۔ اس میں عیب والی کوئی بات نہیں ہے۔

السوال الثالث ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ...... وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ (پ۵۔نساء: ۱۲۸، ۱۲۹)

آیات کریمہ کا ترجمہ کریں، آیات میں مذکور مسائل کی وضاحت کریں، خط کشیدہ جملہ کی وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) مسائل کی وضاحت (۳) جملۂ مخطوطہ کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور اگر کوئی عورت خوف کرے اپنے خاوند کے لڑنے کا یا اعراض (جی بھرنا، منہ موڑنا) کرنے کا تو کچھ حرج نہیں ان دونوں پر کہ صلح کرلیں وہ آپس میں کسی طرح صلح کرنا اور صلح کرنا بہتر ہے (خوب اچھی چیز ہے) اور دلوں میں حرص موجود ہے اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیزگاری کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال کی خبر رکھنے والا ہے۔ اور تم ہرگز استطاعت نہیں رکھتے اس بات کی کہ عدل و انصاف کرو عورتوں کے درمیان، اگرچہ تم اس کی حرص کرو پس نہ میلان کرو مکمل میلان (ایک ہی عورت کی طرف) کہ چھوڑ دو (دوسری) عورت کو مثل درمیان میں لٹکتی ہوئی اور اگر اصلاح کرتے رہو اور پرہیزگاری کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

❷ مسائل کی وضاحت:۔ ان آیات میں زوجین کے درمیان اختلاف کی صورت میں صلح کرنے کی تفصیل کا ذکر ہے کہ اگر عورت اپنے خاوند سے صلح کرے یعنی اپنے تمام حقوق یا بعض حقوق کا مطالبہ چھوڑ کر زوج سے صلح کرلے تو یہاں پر یہ مسئلہ قابل وضاحت ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے بعض حقوق کا مطالبہ ترک کرنے پر راضی ہوگئی تو یہ صلح عورت کے ان حقوق کو تو قطعی طور پر ختم کر دے گی جو بوقت صلح زوج پر لازم ہیں مثلاً دینِ مہر شوہر پر وقتِ صلح سے پہلے لازم ہے لہٰذا جب عورت نے پورا مہر یا اس کا کچھ حصہ معاف کر دیا تو یہ قطعی طور پر معاف ہو جائے گا عورت دوبارہ اس کا مطالبہ نہیں کر سکتی اور وہ حقوق جو بوقت صلح لازم نہیں ہیں مثلاً آئندہ کے حقوق تو یہ حقوق معاف کر دے تو یہ حقوق ہمیشہ کیلئے معاف نہ ہونگے بلکہ عورت جب چاہے یہ کہہ سکتی ہے کہ آئندہ میں اپنا حق چھوڑنے پر راضی نہیں ہوں، آئندہ مجھے میرا حق ادا کیا جائے تو اب مرد کو اختیار ہوگا کہ صلح برقرار رکھے یا عورت کو آزاد کر دے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❸ جملۂ مخطوطہ کی وضاحت:۔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ تم سب بیویوں میں کوشش کے باوجود قلبی میلان میں برابری و مساوات نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ تمہارے اختیار میں نہیں ہے تو پھر مکمل طور پر ایک ہی طرف ڈھل جاؤ یعنی قلبی میلان کے ساتھ اختیاری معاملات میں بھی اس کو ترجیح دو جس کے نتیجہ میں دوسری عورت درمیان میں لٹک کر رہ جائے یعنی خاوند نہ اسکے حقوق ادا کرے اور نہ اس کو طلاق دیکر آزاد کرے، ہرگز ایسا نہیں ہونا چاہیے لہٰذا اختیاری معاملات میں مساوات اور عدل وانصاف کرو۔

الشق الثانی ...... مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ (پ۲۴۔حم سجدہ: ۴۳، ۴۴)

آیات مبارکہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھئے، **اولئك ينادون من مكان بعيد** کا مفہوم وضاحت کے ساتھ تحریر کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **اولئك ينادون من مكان بعيد** کا مفہوم

جواب ...... **①** آیات کا ترجمہ:۔ آپ سے نہیں کہا جاتا مگر وہی جو آپ سے پہلے رسولوں کیلئے کہا گیا بلاشبہ آپ کا رب مغفرت والا ہے اور دردناک عذاب والا ہے اور اگر ہم اس کو قرآن عجمی بنادیتے تو یہ لوگ کہتے کہ اسکی آیات کو کیوں واضح طریقہ پر بیان نہیں کیا گیا۔ یہ کیا بات ہے کہ رسول عربی ہے اور کتاب عجمی ہے؟ آپ فرمادیجئے کہ وہ ایمان والوں کیلئے ہدایت اور شفاء ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے انکے کانوں میں بوجھ ہے اور ان پر گمراہی کا سبب بنا ہوا ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دور سے پکارا جاتا ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ پہلی آیت میں آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے اور دوسری آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ قریش مکہ نے ایک مرتبہ کہا کہ قرآن عربی ہی میں کیوں ہے، عجمی زبان میں بھی ہوتا تو اس کا معجزہ اور زیادہ جاتا؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید فرمائی کہ اس صورت میں بھی لوگ ایمان نہ لاتے اور حجت نکالتے کہ ہم تو عرب ہیں ہمارے سامنے تو عربی ہی میں صاف صاف بیان ہوتا اور یہ اعتراض بھی کرتے **اعجمى وعربى**۔

③ **اولئك ينادون من مكان بعيد** کا مفہوم:۔ اس کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایک تمثیل ہے جو آدمی کلام کو سمجھتا ہو عرب اس کو کہتے **انت تسمع من قريب** اور کلام کو نہ سمجھے اس کو کہتے ہیں **انت تنادٰى من بعيد** مطلب یہ ہے کہ کفار قرآنی ہدایات کو سننے اور سمجھنے کا ارادہ نہیں رکھتے اس لئے ان کو ہدایت کی تعلیم دینا گویا کسی کو بہت دور سے پکارنا ہے۔

دوسرا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن ان کو برے ناموں کے ساتھ دور سے پکارا جائے گا تاکہ اہلِ موقف بھی اس آواز کو سن لیں جس سے ان کی شہرت اور رسوائی ہوجائے کہ یہ لوگ ایسے ایسے تھے۔

﴿الورقة الاولىٰ: فى التفسير﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ...... وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۱۲﴾ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ (پ۸۔اعراف:۱۱تا۱۳)

آیات کا بامحاورہ ترجمہ کریں، مختصر تفسیر لکھیں، حضرت آدم وحواء علیہما السلام کے زمین پر آنے کا واقعہ تفصیل سے لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ حضرت آدم وحواءؑ کے زمین پر آنے کا واقعہ۔

جواب ...... **①** آیات کا ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری صورتیں بنائیں اور فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو پس اُن سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ تھا اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تجھے کس چیز نے منع کیا کہ تو سجدہ نہ کرے جبکہ میں نے تجھے حکم دیا؟ اُس نے کہا کہ میں اُس سے بہتر ہوں تُو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اُس کو تُو نے مٹی سے پیدا کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تُو یہاں سے اُتر جا، تُو اس لائق نہیں کہ تُو اِس میں تکبر کرے پس تُو نکل جا بیشک تو ذلیل ہونے والوں میں سے ہے۔

0313 6757913 maktabazakariyamultan@gmail.com

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ رب العزت اختصار کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں کے سجدہ کرنے اور ابلیس کے سجدہ نہ کرنے کو ذکر فرمارہے ہیں تو فرمایا کہ ہم نے آدم علیہ السلام کا مادہ تیار کرنے کے بعد اُن کی شکل وصورت بنائی، اُن کے اندر روح پھونکنے کے بعد جب وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوئے اور اُن کو علومِ اسماء سے مشرف کیا گیا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو، حکم کی تکمیل میں سب فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ میں اس سے بہتر وافضل ہوں کیونکہ مجھے آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور اُسے مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور میرے مادہ کے افضل ہونے کی وجہ سے میں اُس سے افضل ہوں لہٰذا میں اُسے سجدہ نہیں کرسکتا۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ اگر تُو میرا نافرمان ہے تو پھر تُو آسمان سے نیچے اتر جا تجھے تکبر کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں بالخصوص آسمانوں میں رہ کر تو تُو بالکل تکبر نہیں

کر سکتا کیونکہ یہاں پر سب فرمانبرداروں کا ہی مقام ہے اور اس تکبر کرنے کے نتیجے میں تیرا شمار ہمیشہ ذلیل لوگوں میں ہوگا۔

۳ حضرت آدم وحواء علیہما السلام کے زمین پر آنے کا واقعہ:۔ جب حضرت آدمؑ کی فضیلت اور خلیفۃ اللہ بننے کی صلاحیت فرشتوں پر واضح ہوگئی اور انہوں نے سجدہ کر کے اسے تسلیم کر لیا اور ابلیس اپنے تکبر اور معارضہ کی وجہ سے کافر ہو کر نکال دیا گیا تو اس وقت حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو حکم ملا کہ تم دونوں جنت میں رہو اس کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ مگر فلاں معین درخت کے قریب نہ جانا اس سے مکمل پرہیز کرنا، شیطان جو آدم علیہ السلام کی وجہ سے مردود ہوا تھا اور خار کھائے ہوئے تھا اس نے کسی طرح موقعہ پا کر ان کے سامنے قسمیں کھائیں اور اپنے آپ کو خیر خواہ ظاہر کر کے اور مصلحتیں بتا کر حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو اس درخت کے کھانے پر آمادہ کر لیا، چنانچہ انہوں نے اس درخت کو کھا لیا۔ ان کی اس لغزش کی وجہ سے ان کو زمین پر اترنے کا حکم ملا کہ جاؤ تم بھی زمین پر اتر جاؤ اور وہاں زندگی بسر کرو اور وہاں کی زندگی جنت کی طرح بے غل وغش نہ ہوگی بلکہ آپس کے اختلافات بھی ہونگے، دشمنیاں بھی ہونگی جس کی وجہ سے زندگی کا لطف پورا نہ ہوگا۔

الشق الثانی ...... فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٣٧﴾ وَعَادًا وَثَمُودَا وَقَد تَّبَيَّنَ لَكُم مِّن مَّسَاكِنِهِمْ ۖ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَارُونَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُم مُّوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا سَابِقِينَ ﴿٣٩﴾ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٠﴾ (پ۲۰۔عنکبوت:۳۷ تا ۴۰) آیات کا سلیس ترجمہ کریں، مختصر تفسیر بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر۔

جواب ...... ۱ آیات کا ترجمہ:۔ پس انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا تو اُن کو زلزلہ نے پکڑ لیا اور صبح کی انہوں نے اس حال میں کہ وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے تھے اور ہلاک کیا قومِ عاد اور ثمود کو اور واضح ہو چکے ہیں تم پر اُن کے گھر اور مزین کیا اُن کیلئے شیطان نے اُنکے اعمال کو اور روک دیا انہیں سیدھے راستے سے حالانکہ وہ ہوشیار لوگ تھے اور ہلاک کیا قارون، فرعون وہامان کو اور تحقیق آئے تھے اُنکے پاس موسیٰ علیہ السلام کھلی نشانیاں لے کر پس تکبر کیا انہوں نے زمین میں حالانکہ وہ ہم سے سبقت کرنے والے نہ تھے پھر ہر ایک کو پکڑا ہم نے اس کے گناہ کی وجہ سے پھر بعض اُن میں سے وہ تھے جن پر ہم نے پتھر برسائے اور بعض اُن میں سے وہ تھے جن کو چیخ وچنگھاڑ نے پکڑا اور بعض اُن میں سے وہ تھے جنہیں ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعض اُن میں سے وہ تھے جنہیں ہم نے غرق کر دیا اور اللہ تعالیٰ اُن پر ظلم کرنے والا نہ تھا مگر وہ خود ہی اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے۔

۲ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ رب العزت مختلف نافرمان قوموں کا تذکرہ کرتے ہیں جن پر مختلف صورتوں میں عذاب نازل کئے گئے چنانچہ فرمایا کہ قوم مدین نے اپنے پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلایا تو اس کے نتیجہ میں اُن پر زلزلے کا عذاب نازل ہوا۔ اسی طرح قوم عاد وثمود بڑی فہم وفراست کے مالک تھے، تم نے ملک شام کی طرف آتے جاتے ہوئے اُن کی بستیوں کو دیکھا ہوگا کہ وہ بڑے بڑے مضبوط محلات وبستیوں کے مالک تھے اور شیطان نے اُن کے لئے ان کے اعمال کو مزین کیا جس کی وجہ سے وہ راہِ راست سے ہٹ گئے، وہ فہم وفراست کے مالک ہونے کے باوجود آخرت اور ایمان کی فہم وفراست سے محروم رہے، اسی طرح قارون، فرعون اور ہامان وغیرہ ان سب لوگوں کے پاس بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ رب العزت کی نشانیاں واحکامات لے کر پہنچے مگر انہوں نے بھی تکبر کیا اور ہمارے عذاب سے نہ بچ سکے چنانچہ ان سب نافرمان قوموں میں سے کسی پر ہم نے سخت ہوا کا عذاب بھیجا اس سے مراد قومِ عاد ہے اور بعضوں پر ہولناک وسخت آواز کا عذاب آیا اس سے مراد قومِ ثمود ہے اور بعضوں کو زمین میں دھنسا دیا گیا اس سے مراد قارون ہے اور بعضوں کو پانی میں غرق کر دیا گیا اس سے مراد فرعون وہامان ہیں۔ آخر میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ ہم ظالم نہیں ہیں کہ بلاوجہ کسی کو سزا یا عذاب میں مبتلا کریں حقیقت یہ ہے کہ یہ نافرمان لوگ اپنی شرارتوں ونافرمانیوں کی وجہ سے اپنے اوپر ظلم کرنے کے نتیجہ میں خود ہی عذاب کے مستحق بن چکے تھے اور اپنے نفسوں کو دھوکے میں ڈال کر اپنا نقصان خود کر چکے تھے۔ (معارف القرآن ج۶ ص ۶۸۹)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ...... اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَاَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَلَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَقۡدِرُوۡا عَلَیۡہِمۡ ۚ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۴﴾ (پ۶۔مائدہ:۳۳،۳۴)

آیات کریمہ کا سلیس ترجمہ کریں۔قطاعِ طریق کی سزا کی تمام صورتیں واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حاصل دوامر ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) قطاعِ طریق کی سزا۔

جواب ...... **①** آیات کا ترجمہ:۔ یہی بدلہ (جزاوسزا) ہے ان لوگوں کا جولڑائی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اور اسکے رسول ﷺ سے اور دوڑتے ہیں زمین میں فساد کرتے ہوئے کہ وہ قتل کردیئے جائیں یا سولی پر چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں مخالف جانب سے یا وہ دور کردیئے جائیں (ملک بدر) اس جگہ سے۔یہ ان کی رسوائی ہے دنیا میں اور ان کیلئے آخرت میں بڑا عذاب ہے مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی تمہارے ان پر قدرت پانے سے پہلے (گرفتاری سے پہلے) تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

② قطاعِ طریق کی سزا:۔ قطاعِ طریق (ڈاکو) کے چار احوال ہیں تو اللہ تعالیٰ نے چار سزائیں اس آیت کریمہ کے اندر بیان کردی۔

① ڈاکو صرف قتل کرے، مال حاصل نہ کر سکے تو اس کو "**یقتلوا**" کے حکم سے قتل ہی کیا جائے گا۔

② ڈاکو قتل بھی کرے، مال بھی حاصل کرے تو اس کو "**یصلّبوا**" کے حکم سے سولی پر چڑھا دیا جائے گا۔

③ ڈاکو قتل نہ کرے صرف مال چھین لے تو "**تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف**" کے حکم سے اس کا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں (مخالف جانب سے) کاٹ دیا جائے۔ ④ ڈاکو نہ مال چھین سکے اور نہ قتل کر سکے، قصد و تیاری کے فوراً بعد گرفتار ہو گیا تو اس کو "**ینفوامن الارض**" کے حکم سے ملک بدر کردیا جائے۔ **(واللہ اعلم بالصواب)**

الشق الثانی ...... وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہٖۤ اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تَذۡبَحُوۡا بَقَرَۃً ؕ قَالُوۡۤا اَتَتَّخِذُنَا ہُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ اَنۡ اَکُوۡنَ مِنَ الۡجٰہِلِیۡنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنۡ لَّنَا مَا ہِیَ ؕ قَالَ اِنَّہٗ یَقُوۡلُ اِنَّہَا بَقَرَۃٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِکۡرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَیۡنَ ذٰلِکَ ؕ فَافۡعَلُوۡا مَا تُؤۡمَرُوۡنَ ﴿۶۸﴾

آیات کا ترجمہ و شانِ نزول تحریر کریں **سورۃ البقرہ** کی وجہ تسمیہ واضح کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی و صرفی تحقیق کریں۔ (پ۱۔بقرہ:۶۷،۶۸)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شانِ نزول (۳) **سورۃ البقرہ** کی وجہ تسمیہ (۴) الفاظ مخطوطہ کی لغوی و صرفی تحقیق۔

جواب ...... **①** آیات کا ترجمہ:۔ اور (یاد کرو اس وقت کو کہ) جب کہا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم سے کہ تم ایک گائے ذبح کرو، انہوں نے کہا کہ کیا تو ہم سے ہنسی مذاق کرتا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ پناہ مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کی اس بات سے کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔انہوں نے کہا کہ دُعا کر تو اپنے رب سے ہمارے لئے کہ بیان کرے وہ کہ وہ گائے کیسی ہو، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ بوڑھی ہو اور نہ بن بیاہی۔درمیان میں ہو ان کے (بڑھاپہ اور جوانی کے) بس کر ڈالو (اب تم) جو تم حکم دیئے گئے ہو۔

② آیات کا شانِ نزول:۔ بنی اسرائیل میں عامیل نامی ایک شخص مارا گیا تھا اور اس کے قاتل کے بارے میں کچھ علم نہ تھا کہ کس نے قتل کیا ہے۔تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک گائے ذبح کرو اور اس کے گوشت کا ٹکڑا اس مردے کے جسم پر مارو۔جس کے نتیجہ میں وہ مردہ زندہ ہو جائے گا اور اپنے قاتل کے بارے میں نشاندہی کردے گا۔چنانچہ اسی طرح ہوا کہ جب گائے ذبح کر کے اسکے گوشت کا ٹکڑا مردہ کے جسم پر مارا گیا تو اس مردہ نے اپنے وارثوں کے قاتل ہونے کی نشاندہی کردی۔تو یہ آیات اسی واقعہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

③ **سورۃ البقرہ** کی وجہ تسمیہ:۔ اس سورۃ میں خاص طور پر بنی اسرائیل کے اس گائے والے واقعہ کا ذکر ہے تو اسی گائے کے نام پر سورۃ کا نام سورۃ البقرہ رکھ دیا گیا۔اسے تسمیہ الکل باسم الجزء کہتے ہیں یعنی جُزء کے نام پر کُل کا نام بقرۃ رکھ دیا گیا ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

۴ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "بِکْرٌ" اسم جامد بمعنی کنواری اور ہر چیز کا اول، اس کی جمع اَبْکَارٌ ہے۔
"تذبحوا" صیغہ جمع مذکر حاضر، مضارع معروف از مصدر اَلذَّبْحُ (فتح) بمعنی ذبح کرنا۔
"اَتَتَّخِذُنَا" صیغہ واحد مذکر حاضر مضارع معروف از مصدر اِتِّخَاذ (افتعال) بمعنی پکڑنا، بنانا۔
"هُزُوًا" یہ مصدر ہے (سمع) بمعنی ٹھٹھا کرنا۔ "عَوَانٌ" اسم جامد بمعنی ادھیڑ عمر، اس کی جمع عُوْنٌ ہے۔
"یُبَیِّنْ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف، از مصدر تبیین (تفعیل) بمعنی بیان کرنا، ظاہر وواضح کرنا۔
"فَارِضٌ" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر فُرُوْضًا و فَرَاضَةً (ضرب وکرم) بمعنی گائے کا عمر رسیدہ ہونا۔
"تُؤْمَرُوْنَ" صیغہ جمع مذکر حاضر مضارع مجہول از مصدر الامر (نصر) بمعنی حکم کرنا۔

السوال الثالث ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ...... لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾ (پ ۷۔ مائدہ:۸۹)

سلیس ترجمہ کریں، یمین کی اقسام، تعریف اور حکم بیان کریں، قبل الحنث کفارہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟ احناف کا مذہب بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) یمین کی اقسام تعریف وحکم (۳) قبل الحنث کفارہ کی ادائیگی کا حکم مع الدلیل۔

جواب ...... ۱ آیات کا ترجمہ:۔ نہیں مواخذہ (پکڑ) کرتا اللہ تعالیٰ تمہارا تمہاری لغو (بیہودہ) قسموں پر اور لیکن مواخذہ کرے گا تمہارا ان قسموں پر جن کو تم نے مضبوط باندھا، پس اس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے درمیانہ درجہ کا کھانا جو تم کھلاتے ہو اپنے گھر والوں کو یا کپڑا پہنانا ہے دس مسکینوں کو یا ایک گردن (غلام) آزاد کرنا ہے۔ بس جو شخص نہ پائے (ان امور میں سے کچھ نہ کر سکے) تو روزے رکھنے ہیں تین دن کے، یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم قسم اٹھالو اور حفاظت کرو اپنی قسموں کی، اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام تا کہ تم (اس کا) شکر ادا کرو۔

۲ یمین کی اقسام، تعریف وحکم:۔ یمین (قسم) کی تین اقسام ہیں: غموس، منعقدہ، لغو۔

یمین غموس: کسی امر ماضی پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہوئے قسم کھانا۔ مثلاً زید کو معلوم ہے کہ رات کو بکر نہیں آیا مگر وہ جان بوجھ کر کہتا ہے کہ اللہ کی قسم رات بکر آیا ہے۔ یمین منعقدہ: کسی امر مستقبل کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھانا مثلاً اللہ کی قسم میں تجھے ضرور ماروں گا۔

یمینِ لغو: کسی امرِ ماضی پر اپنے گمان میں سچی قسم کھانا حالانکہ حقیقت میں وہ جھوٹی قسم ہو مثلاً زید نے رات کو بکر کے آنے کا انتظار کیا مگر بکر نہ آیا تو زید سو گیا۔ اس کے بعد بکر آیا مگر زید کو اس کا علم نہ ہوا۔ چنانچہ زید سے کسی نے صبح کو بکر کے بارے میں معلوم کیا تو زید نے کہا کہ اللہ کی قسم بکر نہیں آیا۔ حالانکہ وہ حقیقت میں آیا ہوا ہے مگر زید کو اس کا علم نہیں ہے۔

یمین کا حکم: صرف یمین منعقدہ میں کفارہ واجب ہے باقی میں صرف توبہ واستغفار ہے۔

۳ قبل الحنث کفارہ کی ادائیگی کا حکم مع الدلیل:۔ حانث ہونے سے پہلے کفارہ کے ادا کرنے سے کفارہ کی ادائیگی معتبر نہ ہوگی۔ دلیل یہ ہے کہ کفارہ کا سبب حانث ہونا ہے، نہ کہ قسم اٹھانا، لہٰذا جس طرح وقت سے پہلے نماز پڑھنا اور رمضان سے پہلے رمضان کا روزہ رکھنا درست نہیں ہے اسی طرح حانث ہونے سے پہلے کفارہ کی ادائیگی بھی درست نہ ہوگی۔

الشق الثانی ...... وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ڰ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَاۗءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَاۗءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓي اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاۗءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۳۹﴾ (پ ۸۔ انعام:۱۳۸،۱۳۹)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

آیات کا ترجمہ وتشریح کرتے ہوئے مشرکین کے مزعوماتِ باطلہ کی وضاحت کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) تشریح ومشرکین کے مزعومات باطلہ کی وضاحت (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور کہتے ہیں وہ کہ یہ مویشی اور کھیتی ممنوع ہے نہ کھائے اس کو کوئی بھی مگر جس کو ہم چاہیں ان کے خیال کے موافق اور بعض مویشی کہ حرام ہے ان کی پیٹھ پرسوار ہونا اور بعض مویشی کہ نہیں نام لیتے ان پر اللہ تعالیٰ کا۔ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہوئے۔ عنقریب سزا دیگا وہ ان کو اس چیز کی جو وہ گھڑتے (جھوٹ بناتے) ہیں اور کہتے ہیں وہ کہ جو بچہ ان مویشی کے پیٹوں میں ہے وہ خاص ہے ہمارے مردوں کے لئے اور وہ حرام ہے ہماری عورتوں پر اور اگر وہ مردہ ہے تو وہ سب اس میں برابر کے شریک ہیں۔ عنقریب سزا دے گا وہ ان کو ان کی وصفوں (تقریروں) کی، بے شک وہ حکمت والا، جاننے والا ہے۔

② آیات کی تشریح ومشرکین کے مزعومات باطلہ کی وضاحت:۔ ماقبل والی آیات میں اور ان آیات میں مشرکین کے مزعوماتِ باطلہ اور رسوماتِ جاہلیت کا ذکر ہے۔ تو فرمایا کہ ان رسومات میں سے ایک رسم یہ تھی کہ بتوں کے نام پر کچھ کھیت وقف کر دیتے تھے اور کہتے کہ اس کا اصل مصرف فقط مرد ہیں عورتوں کو دینا یا نہ دینا ہماری مرضی پر موقوف ہے۔ عورتوں کو مطالبہ کا حق نہیں ہے۔ ایک رسم یہ تھی کہ بعض جانوروں کو بھی مردوں کے لئے خاص کر دیتے تھے۔ اسی طرح بعض جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور ان پر سواری اور بار برداری کو حرام سمجھتے تھے۔ اسی طرح بعض جانوروں کو بتوں کے نام پر خاص کر دیتے تھے، ان کا دودھ نکالتے وقت، سوار ہوتے وقت، ذبح کرتے وقت کہیں بھی ان پر اللہ کا نام نہیں لیتے تھے۔ اسی طرح بعض جانوروں کا نام بحیرہ یا سائبہ رکھ کر بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے۔ پھر اُن کے ذبح کے وقت اگر بچہ نکلتا تو وہ سب کے لئے حلال ہوتا تھا۔ اسی طرح بعض جانوروں کا دودھ بھی مردوں کے لئے حلال اور عورتوں کے لئے حرام سمجھتے تھے۔ اسی طرح بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حامی یہ چار قسم کے جانوروں کی تعظیم کو عبادت سمجھتے تھے۔ (معارف القرآن)

③ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "حِجْرٌ" یہ اسم جامد ہے بمعنی حرام وممنوع۔ مصدر (نصر) بمعنیٰ روکنا۔

"انعام" یہ نَعَمٌ کی جمع ہے بمعنیٰ چوپایا۔ "وَصْفَهُمْ" یہ مصدر ہے (ضرب) بمعنی بیان کرنا۔

"حُرِّمَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی مجہول از مصدر تحریم (تفعیل) بمعنیٰ حرام کرنا۔

"یَفْتَرُوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معروف از مصدر اَلْاِفْتِرَاءُ (افتعال) بمعنیٰ تہمت لگانا اور جھوٹ باندھنا۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ...... يٰبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِىَ الَّتِىْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّىْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ (پ۱۔ بقرہ: ۴۷،۴۸)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

دونوں آیتوں کا عمدہ ترجمہ کریں، ان آیات کی بہترین تفسیر سپرد قلم کریں، آیات میں **یوما** سے کون سا یوم مراد ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا خلاصہ تین اُمور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **یوما** کی مراد۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے بنی اسرائیل یاد کرو میری ان نعمتوں (احسانات) کو جو میں نے تم پر انعام کی اور (یاد کرو) اس بات کو کہ فضیلت دی میں نے تمہیں تمام عالم پر اور ڈرو اس دن سے کہ نہیں کام آئے گا اس دن کوئی شخص کسی کے کچھ بھی اور نہ قبول کی جائے گی اس کی طرف سے سفارش اور نہ لیا جائے گا اس کی طرف سے بدلا اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے۔

② آیات کی تفسیر:۔ ماقبل کی آیات میں بنی اسرئیل کو کمال ایمان اور تقویٰ حاصل کرنے کا حکم تھا اور یہ کام صبر، حضور واستغراقِ عبادات کے ذریعہ سے دشوار تھا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس کا آسان طریقہ بتلا دیا، وہ طریقہ شکر ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل پر وقتاً فوقتاً کئے گئے احسانات وانعامات کو یاد دلا کر اور انکی بدکرداریاں ظاہر کر کے شکر کی ترغیب دے رہے ہیں کہ

اے بنی اسرائیل! جو میں نے تم پر احسانات وانعامات کئے مثلاً ہزاروں انبیاء تم میں بھیجے، کتابیں نازل ہوئیں، فرعون سے نجات دلا کر ملک شام پر تسلط دیا۔ من وسلویٰ نازل کیا، پتھر سے بارہ چشمے جاری کئے ۔ یہ سب وہ انعامات ہیں جو صرف تمہیں عطا ہوئے اور پھر وقت کے تمام فرقوں اور گروہوں پر تمہیں فضیلت دی اور میری ان نعمتوں کو یاد کر کے میرا شکر ادا کرو اور کامل مومن ومتقی وپرہیز گار بن جاؤ اور منعم ومحسن کا شکر یہ انسان تو کجا حیوان بھی ادا کرتے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اپنے منعم ومحسن کے مطیع وفرمانبردار ہوجاتے ہیں۔

جب کوئی شخص کسی بلاء میں مبتلا ہوجائے تو اسکے رفیق ودوست احباب اولاً ادائے حقِ لازم کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوسکے تو سفارش سے بچانے کی سعی کرتے ہیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو فدیہ اور تاوان دے کر چھڑانے کی تدبیر کرتے ہیں۔ اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو آخر میں اپنے مددگاروں کو جمع کر کے بزورِ بازو طاقت سے اسکے چھڑانے کی فکر کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا کہ روزِ قیامت سے بھی ڈرو اس دن جو میرے دربار میں پھنس گیا اس کیلئے ان چار چیزوں سے کوئی چیز بھی معین ومددگار ثابت نہ ہوگی۔ کوئی شخص کتنا ہی مقرب خداوندی ہو وہ کسی بھی نافرمان عدو اللہ کافر کو منجملہ چاروں صورتوں میں سے کسی صورت سے بھی نفع نہ پہنچا سکے گا۔ (اعاذنا اللّٰہ منہ)

❸ **یوما کی مراد:۔** آیت کریمہ میں **یوما** سے مراد روزِ محشر ویوم حساب وکتاب ہے۔

الشق الثانی ...... وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ۭ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ۭ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ (پ۶۔مائدہ:۲۷،۲۸) آیات کا سلیس ترجمہ کریں اور حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کا نام لکھیں، مختصر تفسیر قلم بند کریں، تدفین کا حکم بیان کریں کہ مردے کو دفن کرنا سنت ہے یا مستحب؟

﴿ خلاصۂ سوال ﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کا نام (۳) آیات کی تفسیر (۴) تدفین کا حکم۔

جواب ...... ❶ **آیات کا ترجمہ:۔** اور سنائیں آپ ﷺ ان کو آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا حقیقی حال جب نیاز کی (صدقہ کیا) دونوں نے کچھ پس نیاز قبول کرلی گئی ایک کی طرف سے اور نہ قبول کی گئی دوسرے کی طرف سے۔ اس نے کہا کہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ صرف پرہیز گاروں سے قبول کرتا ہے۔ اگر تو اپنا ہاتھ پھیلائے گا (بڑھائے گا) میری طرف تا کہ مجھے مار ڈالے تو بھی میں اپنا ہاتھ نہ پھیلاؤں گا تیری طرف تا کہ تجھے مار ڈالوں۔ بے شک میں ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

❷ **حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کا نام:۔** حضرت آدم علیہ السلام کے قاتل بیٹے کا نام قابیل اور مقتول کا نام ہابیل تھا۔

❸ **آیات کی تفسیر:۔** جب حضرت آدم اور حواء علیہما السلام دنیا میں آئے اور توالد وتناسل کا سلسلہ شروع ہوا تو ہر ایک حمل سے ان کے دو بچے پیدا ہوئے، ایک لڑکا اور دوسری لڑکی اس وقت جب کہ آدم علیہ السلام کی اولاد میں بجز بہن بھائیوں کے کوئی اور نہ تھا اور بھائی بہن کا آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت کی ضرورت کے لحاظ سے شریعت آدم علیہ السلام میں یہ حکم جاری فرمایا کہ ایک حمل سے جو لڑکا اور لڑکی پیدا ہو وہ تو آپس میں حقیقی بہن بھائی سمجھے جائیں اور ان کے درمیان نکاح حرام قرار پائے لیکن دوسرے حمل سے پیدا ہونے والے لڑکے کیلئے پہلے حمل سے پیدا ہونے والی لڑکی حقیقی بہن کے حکم میں نہیں ہوگی بلکہ ان کے درمیان رشتۂ ازدواج ومناکحت جائز ہوگا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

لیکن ہوا یہ کہ پہلے لڑکے قابیل کے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی وہ حسین وجمیل تھی اور دوسرے لڑکے ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی لڑکی بدشکل تھی جب نکاح کا وقت آیا تو حسبِ ضابطہ ہابیل کے ساتھ پیدا ہونے والی بدشکل لڑکی قابیل کے حصہ میں آئی اس پر قابیل ناراض ہوکر ہابیل کا دشمن ہوگیا۔ اور اس پر اصرار کرنے لگا کہ میرے ساتھ جو لڑکی پیدا ہوئی ہے وہی میرے نکاح میں دی جائے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے شرعی قاعدہ کے موافق اس کو قبول نہ فرمایا اور ہابیل وقابیل کے درمیان رفعِ اختلاف کیلئے یہ صورت تجویز فرمائی کہ تم دونوں اپنی اپنی قربانی اللہ کے لئے پیش کرو جس کی قربانی قبول ہوجائے گی یہ لڑکی اس کو دی جائے گی۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کو یقین تھا کہ قربانی اسی کی قبول ہوگی جس کا حق ہے یعنی ہابیل کی۔ اس زمانہ میں قربانی قبول ہونے کی ایک واضح اور کھلی علامت یہ تھی کہ

آسمان سے ایک آگ آتی اور قربانی کو راکھ کر جاتی تھی اور جس قربانی کو آگ نہ کھاتی تو یہ اس کے نامقبول ہونے کی علامت ہوتی تھی۔ اب صورت یہ پیش آئی کہ ہابیل کے پاس بھیڑ بکریاں تھیں اس نے ایک عمدہ دُنبہ کی قربانی کی، قابیل کاشتکار آدمی تھا اس نے کچھ غلہ گندم وغیرہ قربانی کیلئے پیش کیا اور حسبِ دستور آسمان سے آگ آئی اور ہابیل کی قربانی کو راکھ کر گئی اور قابیل کی قربانی جوں کی توں پڑی رہ گئی۔ اس پر قابیل کو اپنی ناکامی کے ساتھ رسوائی کا غم وغصہ اور بڑھ گیا اور اس سے رہا نہ گیا اور کھلے طور پر اپنے بھائی سے کہہ دیا **لاقتلنّك** (میں تجھے قتل کر ڈالوں گا) ہابیل نے اس وقت بھی غصہ کی بات کا جواب غصہ کے ساتھ دینے کی بجائے ایک ٹھنڈی اور اصولی بات کہی جس میں اسکی ہمدردی اور خیر خواہی بھی تھی کہا **انّما یتقبل الله من المتقین** یعنی اللہ تعالیٰ کا دستور یہی ہے کہ متقی و پرہیزگار کا عمل قبول فرمایا کرتے ہیں۔ اگر تم تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرتے تو تمہاری قربانی بھی قبول ہوتی، تم نے ایسا نہیں کیا تو قربانی قبول نہ ہوئی، اس میں میرا کیا قصور ہے؟ اس طرح قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا۔ ان آیات میں اسی واقعہ کا ذکر ہے۔

④ تدفین کا حکم:۔ مُردے کو دفن کرنا فرضِ کفایہ ہے جیسا کہ نمازِ جنازہ ادا کرنا فرضِ کفایہ ہے۔ (احکامِ میت)

السوال الثانی ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ...... وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (پ۱۰۔ انفال:۴۸)

آیت کا ترجمہ کریں۔ آیت کی تفسیر سپرد قلم کریں۔ اس آیت میں جو واقعہ ذکر ہوا ہے وہ کون سے غزوہ کے متعلق ہے اور وہ غزوہ کب پیش آیا۔ **زین، تراء ت، نکص، بریء، غالب، اخاف**، مذکورہ بالا الفاظ کے صیغے بتائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) آیت کا ترجمہ (۲) آیت کی تفسیر (۳) غزوہ کی نشاندہی اور وقوع (۴) مذکورہ صیغوں کی وضاحت۔

جواب ...... ① آیت کا ترجمہ:۔ اور جب مزین کیا شیطان نے (ان کی نظروں میں) ان کے اعمال کو اور کہا کہ کوئی بھی غالب نہ ہوگا تم پر آج کے دن لوگوں میں سے اور بے شک میں تمہارا پڑوسی (حمایتی) ہوں۔ پھر جب آمنے سامنے ہوئے دونوں گروہ (لشکر، فوجیں) تو وہ الٹا پھرا اپنی ایڑیوں پر اور بولا کہ بے شک میں بری ہوں تم سے (میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں) بیشک میں دیکھ رہا ہوں وہ جو تم نہیں دیکھتے۔ بیشک میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔

② آیت کی تفسیر:۔ قریش اپنی قوت وجمعیت پر بہت مغرور تھے۔ مگر بنی کنانہ کے ساتھ اکثر اوقات ان کی چپقلش رہتی تھی۔ اس وجہ سے ان کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں بنی کنانہ ہماری کامیابی کے راستہ میں رُکاوٹ اور آڑ نہ بن جائیں۔ تو اس موقعہ پر شیطان ان کی ہمت بڑھانے کیلئے بنی کنانہ کے سردار سراقہ بن مالک کی صورت میں اپنی فوج لے کر ابوجہل کے پاس آیا اور کہا کہ ہماری طرف سے بےفکر رہو۔ ہماری مدد تمہارے ساتھ ہے۔ پھر جب غزوہ بدر میں مسلمانوں کا اور قریش کا لشکر آمنے سامنے ہوا تو شیطان کو جبریلؑ وغیرہ فرشتے نظر آئے تو شیطان ابوجہل کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا کر الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہوا ابوجہل نے کہا کہ اے سراقہ عین موقع پر دھوکہ دے کر کہاں جا رہے ہو تو شیطان نے کہا کہ میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ مجھے وہ چیز نظر آ رہی ہے جو تمہیں نظر نہیں آ رہی (فرشتے) اور اس خدائی فوج کے ڈر سے میرا دل گھبرا رہا ہے اور اب ٹھہرنے کی ہمت نہیں ہے۔ خطرہ ہے کہ کہیں سخت عذاب اور آفت میں نہ جکڑا جاؤں۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ملعون نے جھوٹ بولا۔ اس کے دل میں اللہ کا خوف نہ تھا۔ بلکہ وہ جانتا تھا کہ اب قریش کا لشکر ہلاکت میں گھر چکا ہے اور کوئی قوت انہیں ہلاکت سے نہیں بچا سکتی۔ اس وجہ سے وہ بھاگ نکلا تھا اور یہ اس کی قدیم عادت ہے کہ اپنے متبعین کو دھوکہ دے کر اور ہلاکت میں پھنسا کر عین وقت پر کھسک جاتا ہے۔ (**فاعتبروا یااولی الابصار**)۔

③ غزوہ کی نشاندہی اور وقوع:۔ مذکورہ واقعہ غزوہ بدر کے متعلق ہے جیسا کہ تفسیر میں گزر چکا ہے اور یہ غزوہ سن دو ہجری میں پیش آیا تھا۔

④ مذکورہ صیغوں کی وضاحت:۔ "بَرِیْءٌ" صیغہ واحد مذکر صفت مشبہ از مصدر **البراء ة** (سمع) بمعنی بری ہونا۔

0313 6357918 maktabazakariyamultan@gmail.com

"زَيَّنَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر تزیین (تفعیل) بمعنی مزین کرنا، خوشنما کر کے پیش کرنا۔
"تَرَآءَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی معروف از مصدر التراائی (تفاعل) بمعنی ایک دوسرے کو دیکھنا، آمنے سامنے ہونا۔
"نَكَصَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر نَكْصًا (نصر، ضرب) بمعنی کام سے رکنا، پیچھے ہٹنا۔
"غَالِبٌ" صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از مصدر الغلبۃ (نصر) بمعنی غلبہ پانا۔
"اَخَافُ" صیغہ واحد متکلم مضارع معروف از مصدر الخوف (سمع) بمعنی ڈرنا۔

الشق الثانی ...... لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲۶﴾ وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾ (پ۲۔بقرہ:۲۲۶،۲۲۷) آیات کا ترجمہ کیجئے۔ایلاء کی شرعی تعریف کر کے اس کا حکم تحریر کیجئے۔چار ماہ کے اختتام پر خود بخود طلاق واقع ہوگی یا شوہر کے طلاق دینے سے طلاق واقع ہوگی؟ اس میں امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کا اختلاف ضرور لکھئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں: (۱) آیات کا ترجمہ (۲) ایلاء کی تعریف وحکم (۳) چار ماہ کے اختتام پر وقوعِ طلاق میں ائمہؒ کا اختلاف۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ جو لوگ قسم کھاتے ہیں اپنی عورتوں کے پاس جانے سے ان کیلئے چار ماہ ٹھہرنا (مہلت) ہے، پس اگر وہ باہم مل گئے تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر انہوں نے طلاق کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

❷ ایلاء کی تعریف وحکم:۔ ایلاء یہ ہے کہ شوہر قسم کھائے کہ میں چار ماہ یا اس سے زائد عرصہ تک اپنی بیوی کے قریب نہیں جاؤنگا اور اس سے وطی ومباشرت نہیں کرونگا۔ ایلاء کا حکم: اگر شوہر نے ان چار ماہ میں اپنی بیوی سے مباشرت کر لی تو قسم میں حانث ہو جائے گا اور اس پر کفارہ لازم ہوگا اور اگر وہ چار ماہ تک اپنی بیوی کے قریب نہ گیا تو قسم پوری ہو جائیگی اور ایک طلاق بائنہ واقع ہو جائے گی۔

❸ چار ماہ کے اختتام پر وقوعِ طلاق میں ائمہ کا اختلاف:۔ حضرات حنفیہ کے نزدیک چار ماہ کی مدت گزرنے کے بعد خود بخود طلاق بائنہ واقع ہو جائیگی اور امام اوزاعی کے نزدیک طلاق رجعی واقع ہوگی، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مدت گزرنے سے طلاق واقع نہیں ہوگی بلکہ اس کو قاضی کے پاس جانا ہوگا قاضی اسے رجوع یا طلاق کا حکم دے گا، اگر وہاں قاضی نہیں ہے تب بھی ان کے نزدیک توقف کیا جائے گا حتی کہ شوہر رجوع کرے یا طلاق دے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ...... اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ (پ۴۔آل عمران:۱۷۲تا۱۷۴)

آیات کا ترجمہ کیجئے، مذکورہ آیات کس غزوہ سے متعلق ہیں اس کا نام وتاریخ وقوع تحریر کیجئے۔آیات کا شانِ نزول و پورا واقعہ تحریر کیجئے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) غزوہ متعلقہ بالاآیات کا نام و وقوع (۳) آیات کا شانِ نزول وواقعہ۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول کا حکم مانا بعد اس کے کہ پہنچ چکے تھے ان کو زخم، جو نیک ہیں ان میں سے اور پرہیزگار ہیں ان کیلئے بڑا ثواب ہے، جن لوگوں کو کہا لوگوں نے یہ کہ بے شک (مکہ کے) لوگوں نے جمع کیا ہے سامان تمہارے مقابلہ کیلئے پس تم ان سے ڈرو تو اور زیادہ ہوا ان کا ایمان اور کہا انہوں نے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے پھر لوٹے مسلمان اللہ تعالیٰ کے احسان وفضل کے ساتھ کہ نہیں پہنچی انہیں کوئی ناگواری (تکلیف) اور اتباع کی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی مرضی کی اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

❷ غزوہ متعلقہ بالاآیات کا نام ووقوع:۔ بعض حضرات کے بقول یہ آیات غزوہ حمراء الاسد کے متعلق نازل ہوئیں جس کا وقوع

۳ھ میں ہوا، اور بعض حضرات کے بقول بدرِ صغریٰ کے متعلق نازل ہوئیں جسکا وقوع ۴ھ میں ہوا۔

۳ آیات کا شانِ نزول وواقعہ:۔ ابوسفیان جب اُحد سے مکہ کو واپس گیا تو راستہ میں خیال آیا کہ ہم نے بڑی غلطی کی، ہزیمت یافتہ اور زخم خوردہ مسلمانوں کو یونہی چھوڑ کر چلے آئے، مشورے ہونے لگے کہ پھر مدینہ واپس چل کر ان کا قصہ تمام کردیں، آپ ﷺ کو خبر ہوئی تو اعلان فرمایا کہ جولوگ کل ہمارے ساتھ لڑائی میں حاضر تھے آج دشمن کا تعاقب کرنے کیلئے تیار ہوجائیں مسلمان مجاہدین باوجود یہ کہ تازہ زخم کھائے ہوئے تھے، اللہ اور رسول ﷺ کی پکار پر نکل پڑے۔ آپ ﷺ ان مجاہدین کی جماعت لیکر مقام حمراء الاسد تک (جو مدینہ سے آٹھ میل ہے) پہنچے ابوسفیان کے دل میں یہ سن کر کہ مسلمان اس کے تعاقب میں چلے آرہے ہیں، سخت رعب ودہشت طاری ہوگئی، دوبارہ حملہ کا ارادہ فسخ کرکے مکہ کی طرف بھاگا۔ عبدالقیس کا ایک تجارتی قافلہ مدینہ آرہا تھا، ابوسفیان نے اُن لوگوں کو کچھ دیکر آمادہ کیا کہ وہ مدینہ پہنچ کر ایسی خبریں شائع کریں جن کو سُن کر مسلمان ہماری طرف سے مرعوب وخوفزدہ ہوجائیں، انہوں نے مدینہ پہنچ کر کہنا شروع کیا کہ مکہ والوں نے بڑا بھاری لشکر اور سامان مسلمانوں کے استیصال کی غرض سے تیار کیا ہے، یہ سن کر مسلمانوں کے دلوں میں خوف کی جگہ جوش ایمان بڑھ گیا اور کفار کی جماعت کا حال سُن کر کہنے لگے "**حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل**" ساری دنیا کے مقابلہ میں اکیلا خدا ہم کو کافی ہے۔ اسی پر یہ آیات نازل ہوئیں، بعض کہتے ہیں کہ جنگ اُحد تمام ہونے پر ابوسفیان نے اعلان کیا تھا کہ اگلے سال بدر پر پھر لڑائی ہے، حضرت ﷺ نے قبول کرلیا۔ جب اگلا سال آیا آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ جہاد کے لئے چلو، اگر کوئی نہ جائے گا تب بھی اللہ کا رسول ﷺ تنہا جائے گا۔ اُدھر سے ابوسفیان فوج لیکر مکہ سے نکلا تھوڑی دور چل کر ہمت ٹوٹ گئی، رعب چھا گیا، قحط سالی کا عذر کرکے چاہا کہ مکہ واپس جائے مگر صورت ایسی ہو کہ الزام مسلمانوں پر رہے، ایک شخص مدینہ جارہا تھا، اس کو کچھ دے کر کہا کہ وہاں پہنچ کر اس طرف کی ایسی خبریں مشہور کرنا جن کو سن کر مسلمان خوف کھائیں اور جنگ کو نہ نکلیں وہ مدینہ پہنچ کر کہنے لگا کہ مکہ والوں نے بڑی بھاری جمعیت اکٹھی کی ہے تم کو لڑنا بہتر نہیں مسلمانوں کو حق تعالیٰ نے استقلال دیا۔ انہوں نے یہ ہی کہا کہ ہم کو اللہ کافی ہے۔ آخر مسلمان حسب وعدہ بدر پہنچے، وہاں بڑا بازار لگتا تھا، تین روز رہ کر تجارت کرکے خوب نفع کما کر مدینہ واپس آئے اس غزوہ کو بدرِ صغریٰ کہتے ہیں۔ اس وقت جن لوگوں نے رفاقت کی اور تیار ہوئے ان کو یہ بشارت ہے کہ اُحد میں زخم کھا کر اور نقصان اٹھا کر بھی انہوں نے ایسی جرأت کی۔ مسلمانوں کی اس جرأت ومستعدی کی خبر سن کر مشرکین راستہ سے لوٹ گئے چنانچہ مکہ والوں نے اس مہم کا نام "جیش السویق" رکھ دیا۔ یعنی وہ لشکر جو محض ستو پینے گیا تھا پی کر واپس آیا (تنبیہ) یہ جو فرمایا "**للذین احسنوا منھم واتقوا**" محض ان کی مداح سرائی اور تنویہ شان کیلئے ہے ورنہ وہ سب کے سب ایسے ہی تھے۔

الشق الثانی ...... قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ (پ۱۔ بقرہ: ۹۷، ۹۸)

آیات کا ترجمہ اور شانِ نزول تحریر کریں، مختصر تفسیر قلم بند کریں، اللہ کے مقرب فرشتوں کے نام اور انکے ذمے کام کی تفصیل لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شانِ نزول (۳) آیات کی تفسیر (۴) مقرب فرشتوں کے نام اور انکے کام۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ...... ۱ آیات کا ترجمہ:۔ کہہ دیجئے کہ جو شخص دشمن ہو جبرائیل کا، پس بے شک اُس نے اتارا ہے اِس کلام کو تیرے دل پر اللہ کے حکم سے جو تصدیق کرنے والا ہے اُس کلام کی جو اُس سے پہلے ہے اور وہ ہدایت ہے اور مؤمنین کیلئے خوشخبری ہے جو شخص دشمن ہو اللہ تعالیٰ کا اور اسکے فرشتوں کا اور اسکے رسولوں کا اور جبرائیل کا اور میکائیل کا پس بے شک اللہ تعالیٰ دشمن ہے کافروں کا۔

۲ آیات کا شانِ نزول:۔ جب یہود کو آپ ﷺ کی زبانِ اطہر سے یہ معلوم ہوا کہ وحی لانے والا فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہے تو انہوں نے کہا اِس سے تو ہماری پرانی عداوت ہے، ہماری قوم پر مشکل حالات وپریشان کن احکامات اِسی کے ذریعے آتے رہے ہیں لہٰذا اِس کے ذریعے آنیوالی وحی ہمیں قبول نہیں ہے، ہم آپ ﷺ پر نازل شدہ وحی تب قبول کریں گے جب اِسے بارش اور رحمت برسانے والا فرشتہ یعنی حضرت میکائیل علیہ السلام لیکر نازل ہوں گے تو یہود کے اس مطالبے کے ردّ میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

۳ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ رب العزت یہود کے اس مطالبے کو رد کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر آپ ان یہود سے کہہ دیں کہ جو شخص جبرائیل علیہ السلام سے عداوت رکھے (اُس کا کام وہی جانے) اس امر کو قرآن کریم کے نہ ماننے میں کیا دخل ہے کیونکہ جبرائیل علیہ السلام تو صرف سفیر و قاصد ہیں انہوں نے سفارت کے طور پر اللہ رب العزت کی طرف سے قرآن کریم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اطہر تک پہنچایا ہے لہٰذا سفیر کی طرف نہ دیکھو بلکہ خود قرآن کریم کی طرف دیکھو کہ وہ کیسا ہے۔ قرآن کریم کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنے سے پہلے نازل شدہ تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق بھی کرتا ہے، مصالحِ ضروریہ کی رہنمائی بھی کرتا ہے، اہلِ ایمان کو خوشخبری بھی سناتا ہے اور یہ خصوصیات آسمانی کتاب کی ہی ہوسکتی ہیں پس قرآن کریم اِس اعتبار سے آسمانی کتاب اور قابلِ اتباع ہوا، پھر جبرائیل علیہ السلام کی عداوت کے نتیجہ میں قرآن کریم کو نہ ماننا حماقت ہے۔ باقی جبرائیل علیہ السلام کی عداوت کے متعلق اللہ رب العزت کا فیصلہ یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ سے عداوت رکھنا یا اُسکے کسی دوسرے فرشتے سے یا اُس کے کسی رسول سے یا خود میکائیل علیہ السلام سے عداوت رکھنا جس کی دوستی کا یہ دَم بھرتے ہیں اِن سب کی عداوت رکھنا، یہ سب ہم پلہ شمار کئے جاتے ہیں اور جو ان کا دشمن ہوگا اللہ تعالیٰ اُس کا دشمن ہوگا۔ (معارف القرآن ۱:۲۶۷)

۴ مقرب فرشتوں کے نام اور انکے کام:۔ مشہور اور مقرب فرشتے چار ہیں ① حضرت جبرائیل علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کی کتابیں و احکام پیغمبروں تک پہنچاتے ہیں۔ ② حضرت اسرافیل علیہ السلام جو قیامت کے موقع پر صُور پھونکیں گے۔ ③ حضرت میکائیل علیہ السلام جو بارش کے انتظام اور مخلوق کو روزی پہنچانے پر مقرر ہیں۔ ④ حضرت عزرائیل علیہ السلام جو مخلوق کی جان نکالنے پر مقرر ہیں۔ (تعلیم الاسلام)

الورقة الاولیٰ: فی التفسیر

السوال الاوّل ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ...... الٓمّٓ ﴿١﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿٢﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿٣﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿٤﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٥﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦﴾ (پ۲۱۔ روم: ۱تا۶)

آیات مبارکہ کا ترجمہ و تفسیر کریں۔ آیات کا شانِ نزول تحریر کریں، **بضع سنین** کی لغوی تحقیق کریں۔ **ادنی الارض** سے کیا مراد ہے؟ **للّٰہ الامر من قبل ومن بعد** اور **لایخلف اللّٰہ وعدہ ولکن اکثر الناس لایعلمون** کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل پانچ امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شانِ نزول (۳) آیات کی تفسیر (۴) **بضع سنین** کی لغوی تحقیق، **ادنی الارض** کی مراد (۵) آیات مذکورہ کی ترکیب۔

جواب ...... ۱ آیات کا ترجمہ:۔ "**اللّٰہ اعلم بمرادہ**" رومی مغلوب ہوگئے قریب کے مُلک میں اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند برسوں میں اللہ ہی کے اختیار میں ہے سب کام پہلے بھی اور بعد میں بھی اور اس دن خوش ہوں گے مسلمان اللہ کی نصرت سے وہ اللہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ غالب ہے نہایت رحم والا ہے یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

۲ آیات کا شانِ نزول:۔ نبوت کے پانچویں سال بصری اور اذرعات کے درمیان ایرانیوں نے رومیوں کو ایک مہلک شکست دی اور قیصر نے ہرقل شاہ روم کو قسطنطنیہ تک بھگا دیا یہ خبر سن کر کفارِ مکہ نے مسلمانوں پر آوازے کسے کہ جس طرح ہمارے بھائی یعنی مجوسیوں نے تمہارے بھائیوں یعنی اہلِ کتاب کو ہرادیا ہے اسی طرح ہم بھی تم کو مٹادیں گے (اہلِ کتاب کو مسلمانوں کا بھائی کہنا چند احکام کے اندر مشابہت کی وجہ سے تھا) اس پر مسلمانوں کو بہت دُکھ ہوا اور بہت پریشان ہوئے جس پر اللہ نے یہ آیات نازل فرمائیں، جن کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ عنقریب رومی یعنی اہلِ کتاب اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے غالب آنے والے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو کہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، چنانچہ اسی طرح ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد رومی ایرانیوں پر غالب آگئے۔

۳ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں نو سال کے اندر اندر رومیوں کی عظیم الشان فتح کی پیشین گوئی ہے اور یہ قرآن کریم کے کلامِ

الٰہی ہونے کی بڑی محکم دلیل ہے اور یہ شکست ازرعات اور بصریٰ کے درمیان ملک شام میں واقع ہوئی جو عرب کے بالکل قریب ہے اور رومی ایرانیوں پر عنقریب فتح یاب ہوں گے چنانچہ نو سال کے اندر اندر رومیوں کو ایرانیوں پر بڑی بھاری فتح ہوئی اور بات دراصل یہ ہے کہ رومیوں کی شکست اور ان کی فتح یہ سب اللہ کے اختیار میں ہے اور جب رومیوں کو فتح ہوگی تو مسلمان اس سے بہت زیادہ خوش ہوں گے اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اپنی مدد سے نوازے وہ غالب ہے مہربان ہے۔

۴ **بضع سنین** کی لغوی تحقیق، **ادنی الارض** کی مراد:۔ تین سے لیکر نو تک لفظ **بضع** بولا جاتا ہے۔ **سنین، سنة** کی جمع ہے بمعنی سال۔

ادنی الارض کی تفسیر میں علماء کے مختلف اقوال ہیں: بعض کہتے ہیں کہ عرب کے قریب کی زمین اطراف شام اذرعات، بصریٰ ہے اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اردن اور فلسطین مراد ہے۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ارضِ جزیرہ مراد ہے۔

۵ آیات مذکورہ کی ترکیب:۔ **للہ** لام حرف جار لفظ **اللہ** مجرور **ثابت** کے متعلق ہے، **ثابت** اسم فاعل **ھو** ضمیر اس کا فاعل، **من قبل و من بعد** کی تقدیری عبارت ہے **من قبل کل شیئ و من بعد کل شیئ**، **کل شیئ** مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ **قبل** کا اور اسی طرح **بعد** کا مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوئے **من** حرف جار کے، جار مجرور ملکر متعلق ہوا **ثابت** کا، **ثابت** اسم فاعل اپنے فاعل اور تینوں متعلقات سے ملکر خبر مقدم، **الامر** مبتداء مؤخر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

لایخلف فعل **اللہ** فاعل **وعدہ** مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ، فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، **واؤ** عاطفہ **لکنّ** حرف مشبہ بالفعل **اکثر** اسم تفضیل مضاف **الناس** مضاف الیہ فاعل، اکثر اسم تفضیل مضاف اپنے مضاف الیہ فاعل سے ملکر اسم ہوا **لکنّ** کا **لایعلمون** فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر **لکنّ** کی خبر، **لکنّ** اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

الشق الثانی ...... مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

آیات مذکورہ کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، شانِ نزول بیان کریں، خط کشیدہ لفظ کی لغوی تحقیق کریں۔ (پ۲۲۔احزاب: ۴۰)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شانِ نزول (۳) خط کشیدہ لفظ کی لغوی تحقیق۔

جواب ...... ۱ آیات کا ترجمہ:۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے بھی باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور انبیاء علیہم السلام کے خاتم (ختم کرنے والے) ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کو جاننے والا ہے۔

۲ آیات کا شانِ نزول:۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا تو لوگوں نے طعنہ دینا شروع کردیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے (زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ) کی بیوی سے نکاح کرلیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی ایک شخص کے بھی نسب میں حقیقی باپ نہیں ہیں وہ تو اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتے ہیں۔

۳ خط کشیدہ لفظ کی لغوی تحقیق:۔ "**خاتم**" تاء کے فتحہ کیساتھ بمعنی مہر اور تاء کے کسرہ کے ساتھ بمعنی ختم کرنیوالا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ...... لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ (پ۲۶۔فتح: ۱۸و۱۹)

آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، مختصر شانِ نزول بیان کریں، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی اور لغوی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شانِ نزول (۳) لغوی اور صرفی تحقیق۔

جواب ...... ۱ آیات کا ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ راضی ہوگئے مؤمنین سے جبکہ بیعت کررہے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک درخت کے نیچے۔ پس جان لیا اس نے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، پس نازل کردیا اطمینان ان پر اور جلد ہی ان کو فتح دے گا اور بہت سی غنیمتیں جن کو وہ لیں گے اور اللہ بڑا غالب حکمت والا ہے۔

② آیات کا شانِ نزول:۔ یہ آیات اصل میں اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر ایک درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جھوٹی خبر پر انکے خون کا بدلہ لینے کے لئے جہاد کی بیعت کی تھی، جس بیعت کو بیعتِ رضوان بھی کہتے ہیں۔

③ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی اور صرفی تحقیق:۔ "یاخذون" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **الاخذ** (نصر) بمعنی پکڑنا۔

"رَضِی" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معروف از مصدر **الرضوان** (سمع) بمعنی راضی ہونا۔

"**یبایعونك**" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف از مصدر **المبایعة** (مفاعلہ) بمعنی بیعت کرنا۔

"**اثابهم**" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از مصدر **اثابة** (افعال) بمعنی بدلہ دینا۔ "**مغانم**" مغنم کی جمع ہے بمعنی غنیمت۔

الشق الثانی ...... یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ﴿۱۹﴾ (پ۲۱۔لقمان:۱۷تا۱۹)

مذکورہ آیات مبارکہ کا سلیس ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق کریں، **ان انکر الاصوات لصوت الحمیر** کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات مبارکہ کا ترجمہ (۲) خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق (۳) **ان انکر الاصوات لصوت الحمیر** کی نحوی ترکیب۔

جواب ...... ① آیات مبارکہ کا ترجمہ:۔ اے بیٹے قائم رکھ نماز کو اور سکھلا بھلی بات اور منع کر برائی سے اور تحمل کر جو تجھ پر پڑے، بیشک یہ ہیں ہمت کے کام اور اپنے گال مت پُھلا لوگوں کی طرف اور مت چل زمین پر اِتراتا ہوا، بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی اتراتا ہوا بڑائیاں کرنے والا اور چل درمیانی چال اور نیچی کر آواز اپنی، بیشک بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

② خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:۔ "**اقم**" صیغہ واحد مذکر حاضر بحث امر حاضر معلوم از مصدر **اِقَامَةً** (افعال) بمعنی قائم کرنا۔

"**صلٰوة**" اسم ہے بمعنی دعاء۔ "**اِنْهَ**" صیغہ واحد مذکر حاضر بحث امر حاضر معلوم از مصدر **اَلنَّهْیُ** (فتح) بمعنی روکنا۔

"**اصابك**" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر **اِصَابَةً** (افعال) بمعنی پہنچانا۔

"**اغضض**" صیغہ واحد مذکر حاضر بحث امر حاضر معلوم از مصدر **غِضَاضًا، غَضَاضَةً** (نصر) بمعنی نگاہ یا آواز پست کرنا۔

③ **ان انکر الاصوات لصوت الحمیر** کی نحوی ترکیب:۔ **ان** حرف مشبہ بالفعل **انکر** اسم تفضیل مضاف **الاصوات** مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر **ان** کا اسم، **لام** تاکیدیہ **صوت** مضاف **الحمیر** مضاف الیہ، مضاف اور مضاف الیہ ملکر **انّ** کی خبر، **اِنّ** اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ...... وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ بَیْنَ یَدَیْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ یَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ ﴿۱۲﴾ یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰی مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَیَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ مَا لَبِثُوْا فِی الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ ﴿۱۴﴾ (پ۲۲۔سباء:۱۲تا۱۴)

آیات کا سلیس ترجمہ تحریر کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کریں، جس پیغمبر کا یہ واقعہ بیان ہو رہا ہے ان کا نام متعین کر کے ان کی موت کا واقعہ مختصر بیان کریں، **دابة الارض** سے کیا مراد ہے؟ **الریح** اور **آل داؤد** کے منصوب ہونے کی وجہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں ① آیات کا ترجمہ ② خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق ③ پیغمبر کا نام اور وفات کا واقعہ ④ **دابة الارض** کی مراد ⑤ **الریح** اور **آل داؤد** کے منصوب ہونے کی وجہ۔

جواب ...... **①** آیات کا ترجمہ:۔ اور (ہم نے تابع کردیا) سلیمان علیہ السلام کے ہوا کو اس کا صبح کا چلنا ایک ماہ کی مسافت تھی اور شام کا چلنا بھی ایک ماہ کی مسافت اور ہم نے بہادیا اس کیلئے ایک چشمہ پگھلے ہوئے تانبے کا اور بعض جن تھے جو کام کرتے تھے اسکے سامنے اپنے رب کے حکم سے اور جو پھر جاتا تھا ان میں سے ہمارے حکم بجالانے سے ہم چکھاتے تھے اس کو عذاب بھڑکتی آگ کا، وہ بناتے تھے اس کیلئے جو کچھ وہ چاہتا محرابیں، مورتیں اور لگن حوض جیسے اور دیگیں جمی رہنے والی، اے آل داؤد! ہمارا شکر کرتے رہو اور میرے بندوں میں سے شکر گزار تھوڑے ہیں۔ پس جب حکم کیا ہم نے اس پر موت کا تو نہ پتہ دیا ان جنوں کو اسکی موت کا مگر گھن کے کیڑے نے جو کھا رہا تھا اسکے عصا کو پس جب وہ گر پڑا تو معلوم کیا جنوں نے اگر وہ جانتے ہوتے غیب کو تو نہ پڑے رہتے اس ذلت کے عذاب میں۔

② خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ **"تماثیل"** یہ جمع ہے **تمثال** کی بمعنی مورتیں (صورتیں)۔

"محاریب" یہ **محراب** کی جمع ہے بمعنی بلند مکان، **محاریب** سے مراد بقول ضحاک رحمۃ اللہ علیہ بیت المقدس ہے۔

"جفان" یہ **جفنه** کی جمع ہے بمعنی ٹب یا تسلہ۔ **"کالجواب"** یہ **جابیة** کی جمع ہے بمعنی چھوٹا حوض۔

"قدور" یہ **قِدر** کی جمع ہے بمعنی ہنڈیا جو ایک ہی جگہ رکھی رہیں۔ **"عین القطر"** **عین** بمعنی چشمہ اور **قطر** بمعنی پیتل۔

"اسلنا" صیغہ جمع متکلم بحث ماضی معروف از مصدر **الاسالة** (افعال) بمعنی بہانا۔

③ پیغمبر کا نام اور وفات کا واقعہ:۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ ان آیات میں مذکور ہے، جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب ہوا تو وہ ایک لاٹھی لے کر اپنی ٹھوڑی سے لگا کر تخت پر بیٹھ گئے اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی موت کا فیصلہ فرما دیا لہٰذا ان کو موت آ گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو موت بھی آ گئی اور بدستور لاٹھی سے ٹیک لگائے بیٹھے رہے، اور لاٹھی کو گھن کا کیڑا کھاتا رہا، جب ایک سال گزر گیا تو گھن کے کھانے کی وجہ سے لاٹھی ٹوٹ گئی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاش مبارک گر پڑی، اس کے بعد تابع جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا علم ہوا۔

④ **دابة الارض** کی مراد:۔ اس سے گھن کا کیڑا یعنی دیمک مراد ہے۔

⑤ **الریح** اور **آل داؤد** کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ **الریح:** یہ **سَخَّرْنَا** فعل محذوف کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے ای **سخرنا الریح**۔ **آل داؤد:** یہ منادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور حرف ندا محذوف ہے۔

الشق الثانی ...... وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۚ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ آیات کا ترجمہ کریں۔ آیات میں کفار کے جس شبہ کا جواب دیا گیا ہے وہ شبہ اور اس کا جواب تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) کفار کا شبہ اور اس کا جواب۔ (پ۲۵۔ زخرف: ۳۲،۳۱)

جواب ...... **①** آیات کا ترجمہ:۔ اور کہتے ہیں (یہ مشرک لوگ) کہ کیوں نہیں نازل کیا گیا یہ قرآن ان دو بستیوں میں سے کسی ایک بڑے آدمی پر، کیا وہ تیرے رب کی رحمت کو بانٹتے ہیں، ہم نے بانٹ دی ہے ان میں ان کی روزی دنیا کی زندگی میں اور بلند کر دیئے درجے بعض کے بعض پر تا کہ بنائے انکا بعض بعض کو خدمتگار اور تیرے رب کی رحمت بہتر ہے ان چیزوں سے جن کو وہ جمع کرتے ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

② کفار کا شبہ اور اس کا جواب:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین عرب کے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے جو آپ ﷺ کی رسالت پر کیا کرتے تھے۔ وہ اعتراض یہ ہے کہ اگر کسی انسان ہی کو نبوت سونپنی تھی تو حضور ﷺ مالی اعتبار سے کوئی صاحبِ حیثیت نہیں ہیں یہ منصب حضور ﷺ کی بجائے مکہ اور طائف کے کسی بڑے دولت مند اور صاحبِ جاہ و منصب انسان کو کیوں نہیں دیا گیا؟

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے انکے اس اعتراض کا جواب دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تمہیں اس معاملہ میں کوئی دخل دینے کا حق ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نبوت کا منصب کس کو دے رہا ہے اور کس کو نہیں دے رہا، نبوت کی تقسیم تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے کہ کسی کو نبی بنانے سے پہلے تم سے رائے لی جائے، یہ کام کلیۃً اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہی اپنی عظیم مصلحتوں کے مطابق اس کو انجام دیتا ہے۔

الورقۃ الاولٰی: فی التفسیر

السوال الاوّل ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ...... اَفَلَمْ یَنْظُرُوْٓا اِلَی السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَ زَیَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝۶ وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَیْنَا
فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ ۝۷ تَبْصِرَةً وَّ ذِكْرٰی لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ۝۸ وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا
بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِیْدِ ۝۹ وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ ۝۱۰ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ وَ اَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝۱۱ (پ۲۶۔ق:۶تا۱۱)

خط کشیدہ الفاظ کی لغوی اور صرفی تحقیق کریں، ترجمہ کریں، **تبصرۃً وذکریٰ لکل عبد منیب** اور **رزقا** ترکیب میں کیا واقع ہے؟ نیز بتائیں کہ **میتا، بلدۃ** کی صفت ہے یا نہیں؟ اگر صفت ہے تو مطابقت کیوں نہیں اور اگر صفت نہیں ہے تو کیا واقع ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق (۲) آیات کا ترجمہ (۳) **تبصرۃ وذکریٰ لکل عبد منیب** اور **رزقا** کی ترکیب (۴) **میتا** کی ترکیبی تحقیق۔

جواب ...... ❶ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **"القینا"** صیغہ جمع متکلم ماضی معلوم از مصدر **القاء** (افعال) بمعنی ڈالنا۔

"بنینٰھا" صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر **بِنَایَۃٌ** (ضرب) بمعنی بنانا، تعمیر کرنا۔

"انبتنا" صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر **اِنْبَاتٌ** (افعال) بمعنی اُگانا۔

"نَزَّلْنَا" صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معلوم از مصدر **تَنْزِیْلٌ** (تفعیل) بمعنی تدریجاً اتارنا۔

❷ آیات کا ترجمہ:۔ کیا پس انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ کیسے ہم نے اس کو بنایا اور اسکو مزین کیا اور نہیں ہے اس کیلئے پھٹن اور زمین کو ہم نے بچھا دیا اور ڈالے ہم نے اس کے اندر مضبوط پہاڑ اور اگائیں اس میں ہر قسم کی خوشنما چیزیں، بصیرت اور نصیحت ہے ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی برکت والا پھر اُگایا ہم نے اسکے ذریعے سے باغ اور اناج جن کے کھیت کاٹے جاتے ہیں اور کھجوریں لمبی لمبی جن کے خوشے گتھے (گھنے) ہوئے ہوتے ہیں۔ روزی بندوں کے لئے اور زندہ کیا ہم نے اس سے ایک مردہ شہر کو اسی طرح ہے دوبارہ نکلنا۔

❸ **تبصرۃ وذکریٰ لکل عبد منیب** اور **رزقا** کی ترکیب:۔ **تبصرۃ وذکری** مفعول لہ ہیں یا حال ہیں **مددنھا** کی ھا ضمیر سے، **رزقًا** مفعول لہ ہے **انبتنا** فعل سے یا **رزقًا** مفعول مطلق ہے **انبتنا** فعل سے **من غیر لفظہ**۔

❹ **میتا** کی ترکیبی تحقیق:۔ **میتا بلدۃ** کی صفت ہے اور صفت مشبہ کا صیغہ مذکر ومؤنث دونوں کی صفت آسکتا ہے، یا **بلدۃً موضعًا** مذکر کی تاویل میں ہوکر موصوف ہے۔

الشق الثانی ...... اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ۝۷۹ اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ بَلٰی وَ رُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ ۝۸۰
قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ۝۸۱ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝۸۲ (پ۲۵۔زخرف:۷۹تا۸۲)

0313.6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

مذکورہ آیات کا ترجمہ کریں، ابتدائی آیات کا شانِ نزول بتائیں، **قل ان کان للرحمٰن ولد** اس آیت میں حضرات مفسرین کے اقوال ذکر کرکے راجح قول متعین کریں، آخری آیت **سبحٰن رب السمٰوات** کی آخر تک نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) ابتدائی آیات کا شانِ نزول (۳) **قل ان کان للرحمٰن ولد** میں حضرات مفسرین کے اقوال اور راجح قول کی تعیین (۴) **سبحٰن رب السمٰوات** سے آخر تک نحوی ترکیب۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ کیا انہوں نے طے کرلی ہے کوئی بات تو ہم بھی طے کرنے والے ہیں کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کا بھید اور ان کا مشورہ؟ کیوں نہیں اور ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ان کے پاس لکھتے رہتے ہیں کہہ دیجئے اگر ہو (خدائے) رحمان کی کوئی اولاد تو بلاشبہ میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرنے والا ہوں، پاک ہے رب آسمانوں اور زمین کا، مالک عرش کا اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔

۲ ابتدائی آیات کا شانِ نزول:۔ کفارِ عرب پیغمبر ﷺ کے مقابلہ میں طرح طرح کے منصوبے بناتے اور تدبیریں کرتے رہتے تھے مگر اللہ کی خفیہ تدبیر ان کے سب منصوبوں پر پانی پھیر دیتی تھی، ان ابتدائی آیتوں کے بارے میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ کافروں نے ملکر مشورہ کیا کہ ہمارے تغافل (غفلت) سے اس نبی کی دعوت بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے، لہٰذا آئندہ اگر کوئی اس دین میں آئے تو اسی کے رشتہ دار اس کو مار مار کر نبی ﷺ کے دین سے ہٹا دیں اور جو اجنبی شخص شہر میں آئے اس کو پہلے سنادو کہ اس شخص (ﷺ) کے پاس نہ بیٹھے۔ اس موقع پر آیات نازل ہوئیں کہ ہم نے بھی ان کی تدبیر کے مقابلہ میں ان کو ذلیل ورسوا کرنے اور اپنے پیغمبر ﷺ کو عروج دینے کی تدبیر کرلی ہے اور ہماری تدبیر ہی غالب رہے گی۔

۳ قل ان کان للرحمٰن ولد میں حضرات مفسرین کے اقوال اور راجح قول کی تعیین:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حسن اور سدی رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ اِنْ، مَا کے معنی میں ہے یعنی مَاکان للرحمٰن ولدٌ یہاں پر جملہ تام ہوگیا کہ آپ کہہ دیجئے رحمٰن کیلئے اولاد نہیں ہے، اگلا الگ جملہ ہے فانا اول العابدین ای موحدین میں تو مکہ والوں میں سے پہلا موحد ہوں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اِنْ شرطیہ ہے اور کلام علیٰ سبیل الفرض والمحال ہے کہ آپ کہہ دیجئے کہ اگر رحمٰن کیلئے اولاد ثابت ہوتی تو سب سے پہلے میں اس اولاد کی عبادت کرتا لیکن محال ہے کہ اس کیلئے اولاد ہو یہ کلام ایسے ہے جیسے کوئی مناظرہ کرنے والا دوسرے کو کہے کہ اگر تمہارا قول ثابت ہوجائے تو میں سب سے پہلے اس کا اعتقاد رکھوں گا۔ عابدین معتقدین کے معنی میں ہے۔

۴ سبحٰن رب السمٰوات سے آخر تک نحوی ترکیب:۔ سبحٰن مصدر مضاف رب مضاف الیہ مضاف السمٰوات معطوف علیہ واؤ حرف عطف الارض معطوف، معطوف علیہ و معطوف ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ حرف عطف محذوف ہے رب العرش مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف، معطوف علیہ و معطوف ملکر سبحٰن مصدر کا مضاف الیہ عن حرف جار مَا موصولہ یَصِفُوْن فعل اس میں ضمیر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا سبحٰن مصدر کے، سبحٰن مصدر اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر مفعول مطلق ہوا فعل محذوف اُسَبِّحُ کا، اُسبِّح فعل اس میں انا ضمیر مستتر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ...... وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ۝ (پ۲۳۔ صٰفّٰت: ۱۳۹ تا ۱۴۶)

حضرت یونس علیہ السلام کا مختصر قصہ ذکر کیجئے، آیات کا ترجمہ کیجئے، آیات کی تشریح کیجئے کہ نبی کی عصمت بالکل پاک صاف رہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ (۲) آیات کا ترجمہ (۳) آیات کی تشریح۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ...... ۱ حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ:۔ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم عراق میں موصل کے مشہور مقام نینوی میں رہتی تھی، اللہ نے اس قوم کی ہدایت کیلئے اپنے نبی حضرت یونس علیہ السلام کو بھیجا، انہوں نے ایمان لانے سے انکار کیا حضرت یونس علیہ السلام نے بحکمِ الٰہی انکو تین دن کے اندر اندر عذاب آنے سے آگاہ کیا اس پر قومِ یونس علیہ السلام نے آپس میں مشورہ کیا اور طے پایا کہ اگر یونس علیہ السلام رات کو ہمارے اندر رہتے ہیں تو کچھ نہیں ہوگا اور اگر کہیں چلے جائیں تو عذابِ الٰہی کا یقین کرلو حضرت یونس علیہ السلام بارشادِ خداوندی اس بستی سے چلے گئے، صبح کو عذابِ الٰہی کے آثار نمودار ہوئے، قوم نے حضرت یونس علیہ السلام کو تلاش کیا تاکہ ایمان لائیں جب حضرت یونس علیہ السلام کہیں نہ ملے تو انہوں نے خود ہی توبہ واستغفار، گریہ وزاری شروع کردی اور میدان میں ساری قوم بمع جانوروں کے آگئی اور خوب روئے، اللہ نے انکی توبہ قبول کرلی اور آنیوالے عذاب کو ہٹا دیا، دوسری طرف حضرت یونس علیہ السلام بستی سے باہر عذابِ الٰہی کے آنے کے انتظار میں تھے کیونکہ ان کو قوم کی توبہ کا حال معلوم نہ تھا، جب عذاب ٹل گیا تو ان کو فکر لاحق ہوئی کہ مجھے جھوٹا قرار دیا جائیگا اسلئے

انہوں نے بحرِ روم کی طرف رُخ کیا اور کشتی میں سوار ہو گئے جب سمندر کے درمیان میں کشتی پہنچی تو وہیں رُک گئی چنانچہ کشتی والوں نے کہا کہ ہم قرعہ ڈالتے ہیں جس کا نام نکلے گا اس کو سمندر میں پھینکا جائیگا تا کہ وزن کم ہو اور کشتی چل پڑے چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکلا مگر لوگوں نے سمندر میں ڈالنے سے انکار کر دیا تو پھر خود یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کشتی سے سمندر میں ڈال دو لوگوں نے ایسا کرنے سے گریز کیا، حضرت یونس علیہ السلام نے خود ہی سمندر میں چھلانگ لگا دی، اُدھر سے اللہ کے حکم سے مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے لیا، آپ علیہ السلام نے **لاالٰہ الّا انت سبحانك انی کنت من الظالمین** دعا کی اللہ نے قبول فرمائی، مچھلی نے سمندر کے کنارے پر پھینک دیا، اللہ نے کدو کی بیل سائے کیلئے اور بکری دودھ کے لئے اپنی قدرت سے مقرر کر دی اس طرح حضرت یونس علیہ السلام کو اس لغزش (کوئی نقل وحرکت اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں ہونی چاہیے تھی) پر تنبیہ ہوگئی اور قوم کو بھی پورا حال معلوم ہو گیا۔

۲ آیات کا ترجمہ:۔ اور بیشک یونس علیہ السلام البتہ رسولوں میں سے تھے، جب بھاگے وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف پھر قرعہ ڈلوایا پس تھا وہ خطاوار پھر لقمہ بنالیا اس کو مچھلی نے اور وہ الزام کھایا ہوا تھا اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے (آیت کریمہ کا ورد نہ کرتے) تو مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک رہتے۔ پھر ڈال دیا ہم نے اُس کو چٹیل میدان میں اِس حال میں کہ وہ بیمار تھے اور اُگایا ہم نے اُس پر ایک بیل والا درخت۔

۳ آیات کی تشریح:۔ حضرت یونس علیہ السلام نے جو قوم کو تین دن کے اندر عذاب آجانے سے ڈرایا تھا ظاہر یہ ہے کہ یہ اپنی رائے سے نہیں بلکہ وحیِ الٰہی سے ہوا تھا اور اس وقت قوم کو چھوڑ کر ان سے الگ ہو جانا بھی جو قدیم عادتِ انبیاء علیہم السلام ہے، ظاہر یہ ہے کہ یہ بھی بحکمِ خداوندی ہوا ہوگا یہاں تک کوئی بات لغزش کی موجبِ عتاب نہیں تھی مگر جب قوم کی سچی توبہ اور الحاح وزاری کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر ان سے عذاب ہٹا دیا اس وقت حضرت یونس علیہ السلام کا اپنی قوم میں واپس نہ آنا اور بقصدِ ہجرت سفر اختیار کرنا یہ اپنے اجتہاد کی بناء پر ہوا کہ اس حالت میں اگر میں واپس اپنی قوم میں گیا تو جھوٹا سمجھا جاؤں گا اور میری دعوت بے اثر و بے فائدہ ہو جائے گی بلکہ اپنی جان کا بھی خطرہ ہے اور اگر میں اُن کو چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں تو یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ مواخذہ وگرفت نہیں ہوگی اپنے اجتہاد کی بناء پر ہجرت کا قصد کر لینا اور اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کا انتظار نہ کرنا اگرچہ کوئی گناہ نہیں تھا مگر اللہ تعالیٰ کو یونس علیہ السلام کا یہ طرزِ عمل پسند نہ آیا کہ وحی کا انتظار کئے بغیر ایک فیصلہ کر لیا یہ اگرچہ کوئی گناہ نہیں تھا مگر خلافِ اولیٰ ضرور ہوا۔ انبیاء علیہم السلام اور مقربانِ بارگاہِ الٰہی کی شان بہت بُلند ہوتی ہے اُن کو مزاج شناس ہونا چاہیے، ان سے اس معاملے میں ادنیٰ کوتاہی ہوتی ہے تو اس پر بھی عتاب اور گرفت ہوتی ہے یہی معاملہ تھا جس پر عتاب ہوا۔ تفسیر قرطبی میں نقل کیا گیا ہے کہ ظاہر ہے کہ یہ صورتِ غضب یونس علیہ السلام کی اس وقت پیش آئی جبکہ قوم سے عذاب ہٹ گیا ان کو یہ پسند نہ تھا اور مچھلی کے پیٹ میں چند روز رہنا بھی کوئی تعذیب نہیں بلکہ تادیب کے طور پر تھا جیسے اپنے نابالغ بچوں پر زجر و تنبیہ تعذیب نہیں ہوتی تادیب ہوتی ہے تا کہ آئندہ وہ احتیاط برتیں۔

الشق الثانی ..... وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ڼ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ (پ ۲۱۔ لقمان: ۱۲،۱۳)

ترجمہ وتفسیر کریں، حضرت لقمانؒ کا تعارف لکھیں اور کیا وہ نبی تھے؟ شرک کی تعریف اور اس کا ظلم عظیم ہونا واضح کریں، خط کشیدہ آیات کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ..... اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) حضرت لقمانؒ کا تعارف اور نبی یا ولی ہونے کی وضاحت (۴) شرک کی تعریف (۵) شرک کا ظلم عظیم ہونا (۶) خط کشیدہ کی ترکیب۔

جواب ..... ۱ آیات کا ترجمہ:۔ اور البتہ تحقیق دی ہم نے لقمان رحمۃ اللہ علیہ کو حکمت یہ کہ اللہ کا شکر کرو اور جو شکر کرتا ہے اس کا نفع اسی کے لئے ہے اور جو شخص ناشکری کرے پس اللہ غنی ہے تعریف کے لائق ہے اور جب کہا لقمان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کر رہے تھے کہ اے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا بیشک شرک کرنا بڑا ظلم ہے۔

۲ آیات کی تفسیر:۔ اس سورت کے شروع میں فرمایا تھا **تلك آيات الكتاب الحكيم** (یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں) اس جگہ سے

بعض اہلِ حکمت کے اقوال کا ذکر ہے۔ چنانچہ فرمایا ہم نے لقمانؒ کو دانشمندی عطا فرمائی جس کی حقیقت علم مع العمل ہے اور ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ سب نعمتوں پر عموماً اور اس نعمتِ حکمت پر خصوصاً اللہ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ذاتی نفع کیلئے شکر کرتا ہے یعنی اس کا نفع ہے کہ اس سے نعمت میں ترقی ہوتی ہے اور جو ناشکری کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ تو بے نیاز اور سب خوبیوں والا ہے اور چونکہ لقمانؒ حکمت یعنی علم وعمل کے ساتھ موصوف ہیں اس سے مفہوم ہوا کہ انہوں نے تعلیم شکر پر بھی شکر کیا ہوگا۔ پس وہ شاکر بھی تھے اور شاکر ہونے سے ان کی حکمت میں ترقی بھی ہوئی ہوگی پس وہ اعلیٰ درجے کے حکیم ہوئے اور ایسے حکیم کی تعلیم ضرور قابلِ عمل ہونی چاہیے سوان کی تعلیمات ان لوگوں کے سامنے ذکر کیجئے کہ جب حضرت لقمانؒ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، بیشک شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے اور ظلم کی حقیقت کسی چیز کو بے محل استعمال کرنا ہے اور یہ بات شرک میں سب سے زیادہ واضح ہے۔

۳ __حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف اور نبی یا ولی ہونے کی وضاحت:۔__ وہب بن منبہ کی روایت کے مطابق حضرت لقمانؒ حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے اور مقاتل نے ان کا خالہ زاد بھائی بتلایا ہے۔ تفسیر بیضاوی میں ہے کہ ان کی عمر دراز ہوئی، یہاں تک کہ حضرت داد علیہ السلام کا زمانہ پایا۔ درمنثور میں حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ لقمان ایک حبشی غلام تھے، نجاری کا کام کرتے تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ سے ان کے حالات دریافت کئے گئے تو فرمایا کہ پست قد پست ناک کے حبشی تھے اور مجاہد نے فرمایا کہ وہ حبشی غلام موٹے ہونٹ والے پھٹے ہوئے قدموں والے تھے۔

جمہور سلف کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ نبی نہیں تھے بلکہ ولی کامل اور حکیم تھے۔

۴ __شرک کی تعریف:۔__ اللہ کی ذات وصفات میں کسی کو کسی درجے میں شریک ٹھہرانے کا نام شرک ہے۔

۴ __شرک کا ظلم عظیم ہونا:۔__ ظلم کی حقیقت علماء نے یہ بیان کی ہے کہ کسی چیز کو بے محل استعمال کیا جائے اور یہ بات شرک میں سب سے زیادہ واضح ہے کہ خالق، مالک اور رازق کی جگہ بتوں کی پرستش کی جائے، اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہوسکتا ہے۔

۵ __خط کشیدہ کی ترکیب:۔__ "**من کفر فان اللہ غنی حمید**" **من** موصولہ **کفر** فعل ضمیر فاعل، فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ ہوا موصول کا، موصول صلہ مل کر مبتداء متضمن معنی شرط، **فا** جزائیہ **انّ** حرف مشبہ بالفعل **اللہ** اس کا اسم **غنی** خبرِ اوّل **حمید** خبرِ ثانی، **انّ** اپنے اسم ودونوں خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر متضمن معنی جزاء، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"**انّ الشرک لظلم عظیم**" **انّ** حرف مشبہ بالفعل **الشرک** اس کا اسم لام تاکیدیہ ظلم عظیم موصوف صفت ملکر خبر، **اِنَّ** اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ...... وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۗ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۗ نِعْمَ الْعَبْدُ ۗ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ (پ ۲۳۔ ص: ۴۱ تا ۴۴) ترجمہ وتشریح کریں، **انی مسنی الشیطان** کی بے غبار تشریح کریں آخری آیت کے ذیل میں بتائیں کہ حیلہ کرنا کب جائز ہے؟ **نعم العبد انه اوّاب** کی ترکیب لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **مسنی الشیطان** کی تشریح (۴) حیلہ کرنے کا جواز (۵) **نعم العبد انه اوّاب** کی ترکیب۔

جواب ...... **۱** __آیات کا ترجمہ:۔__ اور یاد کرو ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کو جب کہ پکارا اس نے اپنے رب کو کہ بیشک پہنچائی ہے مجھ کو شیطان نے تکلیف اور عذاب (ہم نے حکم دیا کہ) زمین پر لات مارو (جس سے تمہارے لئے چشمہ نکل آئے گا) ہم نے فرمایا تمہارے نہانے اور پینے کے لئے سرد چشمہ بہہ رہا ہے (جس میں نہانے سے ان کو شفاء ہوئی) اور عطاء کئے ہم نے ان کو اہل وعیال اور اتنے ہی اور بھی اپنی مہربانی سے تاکہ عقلمندوں کے لئے یادگار رہے اور حکم دیا ہم نے کہ جھاڑو کا مٹھا ہاتھ میں لیکر مارو اور اپنی قسم

0313 6557913 maktabazakariyahu

میں جھوٹے نہ بنو بیشک ہم نے ایوب علیہ السلام کو صابر پایا اور وہ بڑے اچھے بندے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں آپ ﷺ کو کفارِ مکہ کی تکلیف پر صبر کرنے کا حکم ہے اور مثال حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ کو بنایا کہ جس طرح انہوں نے صبر سے کام لیا آپ ﷺ بھی صبر کریں چنانچہ جب حضرت ایوب علیہ السلام بیمار ہوئے تو شیطان طبیب کی صورت میں ان کی بیوی کے پاس آیا اور کہا میں طبیب ہوں اور اس شرط پر علاج کرتا ہوں کہ جب ایوب علیہ السلام کو شفاء ہو جائے تو کہنا کہ میں نے شفاء دی ہے اس بات کی حضرت ایوب علیہ السلام اللہ سے شکایت کررہے ہیں کہ اس نے مجھے دکھ دیا۔ حکم ہوا کہ زمین پر پاؤں مار، اس کے مارنے سے سرد چشمہ نمودار ہوا جس میں نہانے سے وہ تندرست ہو گئے اور ان کی مردہ اولاد زندہ ہو گئی اور بھی پیدا ہوئے۔ ایوب علیہ السلام نے قسم کھائی کہ اگر میں تندرست ہو گیا تو بیوی کو سو کوڑے ماروں گا کہ اس نے کیوں شیطان کی بات سنی، خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ تو قسم میں بھی جھوٹا نہ ہو اور بیوی بھی بے خطا ہے تیری خدمت گزار ہے لہٰذا تو جھاڑو لے جس میں سو تنکے ہوں وہ مار دو قسم پوری ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ایوب علیہ السلام کے صبر کی تعریف کررہے ہیں کہ وہ بڑے صابر اور نیک بندے تھے۔

❸ **مسنی الشیطان** کی تشریح:۔ اس جملے کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ اس سے مراد حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کے دنوں میں شیطان کا دل میں وسوسے ڈالنا ہے جس سے ایوب علیہ السلام کو بہت تکلیف ہوتی تھی اور دوسری تشریح حضرت ایوب علیہ السلام کا وہ معروف و مشہور قصہ ہے جو بھی اوپر آیات کی تفسیر میں مندرج ہے کہ شیطان طبیب کی شکل میں حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کے پاس آیا تھا الخ۔

❹ حیلہ کرنے کا جواز:۔ کسی نامناسب یا مکروہ بات سے بچنے کیلئے کوئی شرعی حیلہ اختیار کیا جائے تو یہ جائز ہے جیسے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعہ کے اندر حیلہ کیا گیا جو کہ جواز پر دلالت کرتا ہے، لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس قسم کے حیلے اس وقت جائز ہوتے ہیں جبکہ انہیں شرعی مقاصد کے ابطال کا ذریعہ بنایا جائے اور اگر حیلہ کا مقصد یہ ہو کہ کسی حقدار کا حق باطل کیا جائے یا کسی صریح فعل حرام کو اس کی روح برقرار رکھتے ہوئے اپنے لئے حلال کر لیا جائے تو ایسا حیلہ بالکل ناجائز ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حیلہ اگر شرعی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کیا جائے تو درست ہے ورنہ لنفسہٖ جائز نہیں۔

❺ **نعم العبد انه اوّاب** کی ترکیب:۔ **نعم** فعل از افعال مدح **العبد** مخصوص بالمدح فاعل **اَنَّ** حرف از حروف مشبہ بالفعل **ۂ** ضمیر اس کا اسم **اوّاب** خبر، **اَنَّ** اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مفعول بہٖ فعل مدح **نعم** کا، **نعم** فعل مدح اپنے مخصوص بالمدح فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوا۔

الشق الثانی ...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ② (پ۲۶۔ حجرات: ۱، ۲)

ترجمہ و تفسیر کریں، شانِ نزول تحریر کریں نیز وضاحت کریں کہ حبط اعمال کا موجب تو کفر ہے مگر اس آیت میں آپ ﷺ کے سامنے **رفع صوت** اور **جہر بالقول** کو بھی حبطِ اعمال کا موجب قرار دیا گیا ہے وضاحت کریں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول (۴) حبطِ اعمال کے موجب کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پہل نہ کرو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سننے والے جاننے والے ہیں، اے ایمان والو! نہ بلند کرو تم اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز پر اور زور سے نہ بولو آپ ﷺ کے سامنے جیسے ایک دوسرے کے سامنے زور سے بولتے ہو کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر ہی نہ ہو۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں کچھ آدابِ نبوی ﷺ کا ذکر ہے کہ اے مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے کسی بات میں بھی قولاً، فعلاً سبقت نہ کیا کرو، اللہ سے ڈرتے رہا کرو بے شک اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے اور اسی طرح اے مسلمانو! نبی ﷺ کی

آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو اور حضور ﷺ کے سامنے زور سے نہ بولا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے کے سامنے زور سے بولتے ہو کہ کہیں سوءِ ادبی کی وجہ سے تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو یعنی مجلسِ رسول اللہ ﷺ کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے شور وغل نہ کیا کرو ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔

❸ آیات کا شانِ نزول:۔ ایک مرتبہ قبیلہ بنو تمیم کے لوگ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ بات زیرِ غور تھی کہ اس قبیلہ پر حاکم کس کو بنایا جائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قعقاع ابن معبد رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کے متعلق رائے دی، اس معاملہ میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے مابین آپ ﷺ کی مجلس میں گفتگو بڑھی اور دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت قتادہ رضی اللہ عنہ ذکر کیا ہے کہ قبیلہ بنو تمیم کے لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کا ذکر اوپر آیا ہے یہ دوپہر کے وقت مدینہ میں پہنچے جبکہ آپ ﷺ کسی حجرہ میں آرام فرما رہے تھے، یہ لوگ اعرابی آدابِ معاشرت سے ناواقف تھے۔ انہوں نے حجرہ کے باہر سے ہی پکارنا شروع کر دیا کہ **اخرج الینا یا محمد** اس پر یہ آیات نازل ہوئیں جن میں اس طرح پکارنے کی ممانعت اور انتظار کرنے کا حکم دیا گیا۔

❹ حبطِ اعمال کے موجب کی وضاحت:۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آواز کا بلند کرنا جو صورۃً بے باکی اور بے پرواہی ہے اور بلند آواز سے ایسے باتیں کرنا جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف باتیں کرتے ہیں ایک قسم کی گستاخی ہے۔ اپنے تابع اور خادم سے اس طرح کی گفتگو تکلیف دہ اور ایذاء رساں ہوتی ہے اور اللہ کے رسول کو ایذاء پہنچانا تمام اعمالِ خیر کو برباد کرنے والا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں جو شخص رسول اللہ ﷺ کو کسی طرح کی ایذاء پہنچائے آپ ﷺ کی ذات یا صفات میں کوئی عیب نکالے خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً وہ کافر ہو گیا اور آیت **ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ الآیۃ** کی رُو سے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی۔ اور مذکورہ آیت کے پیشِ نظر یہ فعل موجب حبطِ اعمال ہوگا۔

الورقة الاولٰى: فی التفسیر

السوال الاوّل ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل...... وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ (پ۲۳۔ صٰفّٰت: ۷۵تا۸۲) آیات کریمہ کا ترجمہ کریں، آیات کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے **اهل** اور **کرب عظیم** کا مصداق تحریر کریں، **هم الباقین** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **اهل** اور **کرب عظیم** کا مصداق (۴) **هم الباقین** کی ترکیبی حیثیت۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور نوح علیہ السلام نے ہمیں پکارا پس ہم خوب اچھا جواب دینے والے ہیں اور نجات دی ہم نے ان کو اور ان کے گھر والوں کو بڑی بھاری مصیبت سے اور ہم نے ان کی ذریّت کو باقی رہنے والا کر دیا اور پیچھے چھوڑا ہم نے اس پر پیچھے آنے والوں میں کہ سلام ہو نوح علیہ السلام پر سارے جہاں میں، بیشک ہم ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں نیکی کرنے والوں کو، بیشک تھے وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے پھر غرق کر دیا ہم نے دوسروں کو۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی سرکشی سے تنگ آ کر ہمیں امداد کے لئے پکارا تو ہم نے بروقت ان کی فریاد سن لی اور ہم اچھے فریاد سننے والے ہیں اور ہم نے ان کو اور انکے تابعین کو بڑے بھاری غم سے جو کفار کی تکذیب اور ایذاء رسانی سے پیش آیا تھا نجات دی یعنی طوفان سے کفار کو غرق کیا اور انکے تابعین کو بچا لیا اور ہم نے انہی کی اولاد کو باقی رہنے دیا یعنی انہی سے نسل کا سلسلہ چلا اور ہم نے ان کیلئے پیچھے آنے والوں میں یہ بات

مدت دراز کیلئے رہنے دی کہ نوح علیہ السلام پر سارے عالم والوں کی طرف سے سلام ہو اور ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے پھر ہم نے کافروں کو غرق کر دیا۔

۳ **اهل اور کرب عظیم کا مصداق:۔** اهل سے مراد ان کے متبعین ہیں۔ کرب عظیم سے مراد تکذیب اور کفار کی ایذاء رسانی ہے۔

۴ **هم الباقین کی ترکیبی حیثیت:۔** هم ضمیر فصل ہے اور الباقین جعلنا کا مفعول ثانی ہے، پوری آیت کی ترکیب یہ ہے جعلنا فعل وفاعل ذریته مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ اوّل هم ضمیر فصل الباقین مفعول ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی ...... وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ (پ۲۵۔ شوریٰ: ۳۷ تا ۴۰)

آیات کا ترجمہ کریں، آیات کی تفسیر کرتے ہوئے اسلام میں شوریٰ کی اہمیت پر روشنی ڈالیں، گناہ کبیرہ کی تعریف ذکر کریں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) شوریٰ (مشورہ) کی اسلام میں اہمیت (۴) گناہِ کبیرہ کی تعریف۔

جواب ...... ۱ **آیات کا ترجمہ:۔** جو لوگ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں اور جب غضب میں ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے اور جو مال ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو وہ اس سے بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ برائی ہے اس کی مثل، پس جس نے معاف کر دیا اور صلح کر لی تو اس کا اجر اللہ پر ہے بیشک اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

۲ **آیات کی تفسیر:۔** جو لوگ کبیرہ گناہوں (شرک، قتل، چوری وغیرہ) اور بے حیائی کے کاموں مثلاً زناء وغیرہ سے اجتناب کرتے ہیں اور ان کو کہیں سے اگر تکلیف پہنچے اور وہ اس سے ناراض ہو جائیں تو فوراً معاف کر دیتے ہیں اور یہ لوگ ہمیشہ اللہ کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ضروری واہم امور میں باہم مشورہ کرتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے اس کے حکم پر خرچ کرتے ہیں اور جب ان کو کسی کی طرف سے ظلم پہنچے تو صرف بدلہ پر اکتفاء کرتے ہیں اور کوئی زیادتی نہیں کرتے اور برائی کے بدلہ میں ویسی ہی برائی جائز ہے زیادتی درست نہیں ہے پس جس نے برائی کرنے والے کو معاف کر دیا اور اس سے صلح کر لی تو اس کے لئے بہت بڑا ثواب ہے، جو اللہ کے ذمے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

۳ **شوریٰ (مشورہ) کی اسلام میں اہمیت:۔** حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر ہمیں کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جس میں قرآن نے کوئی فیصلہ نہیں کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس کا کوئی حکم ہمیں نہیں ملا تو ہم کیسے عمل کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے لئے میری امت کے عبادت گزاروں کو جمع کرلو اور آپس میں مشورہ کر کے طے کرلو کسی کی تنہا رائے سے فیصلہ نہ کرو، اس روایت کے بعض الفاظ میں فقہاء و عابدین کا لفظ آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ مشورہ ان لوگوں سے لینا چاہیے جو فقہاء دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے اور عبادت گزار ہوں۔ صاحب روح المعانی نے فرمایا کہ جو مشورہ اس طریق پر نہیں بلکہ بے علم بے دین لوگوں میں دائر ہو اس کا فساد اس کی اصلاح پر غالب رہے گا اور ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی کام کا ارادہ کیا اور اس میں مشورہ لیکر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ارشد امور کی طرف ہدایت فرما دے گا یعنی اس کا رُخ اس طرف پھیر دے گا جو اس کے لئے انجام کے لحاظ سے کارِ خیر اور بہتر ہو۔ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مہماتِ مملکت میں مشورہ لینا واجب ہے اسلام میں امیر کا انتخاب بھی مشورہ پر موقوف کر کے زمانۂ جاہلیت کی شخصی بادشاہتوں کو ختم کیا ہے، اسلام نے سب سے پہلے اس کو ختم کر کے حقیقی جمہوریت کی بنیاد ڈالی مگر مغربی جمہوریت کی طرح عوام کو ہر طرح کے اختیارات نہیں

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

دیئے، اہلِ شوریٰ پر بھی کچھ پابندیاں عائد فرمائی ہیں وغیرہ۔

④ گناہِ کبیرہ کی تعریف:۔ فرائض یا واجبات کوترک کرنا اور محرمات کا عمل میں لانا گناہِ کبیرہ کہلاتا ہے مثلاً شرک باللہ، زنا، قتل، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد سے بھاگنا، پاکدامنوں پر تہمت لگانا وغیرہ۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ (پ۲۵۔زخرف:۸۷تا۸۹) آیاتِ کریمہ کا ترجمہ کیجئے، **وقيله يٰرب ان هؤلاء قوم لايؤمنون** کی نحوی ترکیب کیجئے، **ليقولن** کونسا صیغہ ہے اور لفظ **الله** اس کے بعد ترکیب میں کیا واقع ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) **وقيله الخ** کی ترکیب (۳) **ليقولن** صیغہ کی وضاحت (۴) لفظ اللہ کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور البتہ اگر آپ ان سے سوال کریں کہ کس نے پیدا کیا ان کو البتہ ضرور بالضرور کہیں گے کہ اللہ نے، پھر کہاں پھرے جاتے ہیں وہ اور رسولوں کا یارب کہہ کر پکارنے کی قسم کہ یہ قوم ایمان نہیں لائے گی۔ پس درگذر کیجئے آپ ان سے اور سلام کہہ دیجئے پس عنقریب جان لیں گے وہ۔

② **وقيله الخ** کی ترکیب:۔ **واؤ** قسمیہ **قيل** مصدر مضاف **يا** حرف نداء قائمقام فعل **ادعو** کے، **ادعو** فعل اس میں **انا** ضمیر اس کا فاعل رَبِّ منادیٰ (رَبِّ اصل میں **ربی** تھا ی کو تخفیف کی وجہ سے گرا دیا تو رَبِّ ہوگیا) **اِنَّ** حرف مشبہ بالفعل **هؤلاء** اس کا اسم **قوم** موصوف **لايومنؤن** فعل ضمیر اس کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر **قوم** کی صفت موصوف صفت ملکر اِنَّ کی خبر اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر نداء **ادعو** فعل اپنے فاعل اور مفعول بہٖ (منادیٰ) اور نداء سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر قِیل کا مفعول بہٖ قِیل مصدر اپنے لفظاً مضاف الیہ معناً فاعل اور مفعول بہٖ سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور ہوا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا **اُقسم** فعل محذوف کے **اقسم** فعل اس میں **اَنا** ضمیر اس کا فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

③ **ليقولن** صیغہ کی وضاحت:۔ صیغہ جمع مذکر غائب بحث مضارع معلوم مؤکد بلام تاکید ونون ثقیلہ از مصدر **القول** (نصر) بمعنی کہنا۔

④ لفظ اللہ کی ترکیبی حیثیت:۔ لفظ اللہ فعل محذوف خلق کا فاعل ہے **اى خلقهم الله**۔

الشق الثانی ...... وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (پ۲۱۔لقمان:۶تا۹)

آیاتِ کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، شانِ نزول بیان کریں، کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح کرنے کے بعد بتائیں کہ **مستكبرا** اور **حقا** کیوں منصوب ہیں، وجہِ نصب تحریر کریں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) آیات کا شانِ نزول (۴) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح (۵) **مستكبرًا** اور **حقًا** کے منصوب ہونے کی وجہ۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو لوگوں کو بغیر علم کے اللہ کے راستے سے گمراہ کرنے کے لئے کھیل کود کی چیزوں کو خریدتے ہیں اور اللہ کی آیات کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے اور جب ان پر ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو تکبر کرتے ہوئے اس سے پیٹھ پھیر جاتے ہیں گویا کہ انہوں نے اس کو سنا ہی نہیں اور گویا کہ ان کے کانوں میں بوجھ ہے، پس آپ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجئے، بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کیئے ان کیلئے نعمتوں کے باغات ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ کا وعدہ حق ہے اور وہ غالب ہے حکمت والا ہے۔

۲ آیات کی تفسیر:۔ لوگوں میں سے بعض آدمی ایسے بھی ہیں جو قرآن سے اعراض کر کے ان باتوں کا خریدار بنتے ہیں یعنی ایسی باتیں اختیار کرتے ہیں جو اللہ سے غافل کرنے والی ہیں سواوّل تو لہو کا اختیار کرنا جبکہ اس کے ساتھ آیات الٰہیہ سے اعراض بھی ہو خود بھی کفر وضلال ہے پھر خاص کر جبکہ اس کو اس غرض سے اختیار کیا جائے تا کہ اسکے ذریعے سے دوسروں کو بھی اللہ کی راہ یعنی دین حق سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اسی گمراہ کرنے کیساتھ اس راہِ حق کی ہنسی اُڑا دے تا کہ دوسروں کے دل سے بالکل اس کی وقعت اور تاثیر نکل جاوے تب تو کفر بر کفر اور ضلال کے ساتھ اضلال بھی ہے اور ایسے لوگوں کیلئے آخرت میں ذلت کا عذاب ہونے والا ہے جیسا کہ انکے اضداد کیلئے فلاح کا ہونا معلوم ہوا اور اس شخص مذکور کے اعراض کی یہ حالت ہے کہ جب اسکے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا ایسی بے التفاتی سے منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ثقل ہے یعنی جیسے بہرا ہے سو اس شخص کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے یہ تو اعراض کرنیوالے کی سزا کا بیان ہوا، آگے اہلِ ہدیٰ کی جزاء کا بیان ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کیلئے عیش کی جنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہ اللہ نے سچا وعدہ فرمایا ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے، پس کمالِ قدرت سے یہ وعد اور وعید کو واقع کر سکتا ہے اور حکمت سے اس کو حسب وعدہ واقع کریگا۔

۳ آیات کا شانِ نزول:۔ ان آیات کا شانِ نزول ایک خاص واقعہ ہے کہ نضر بن حارث مشرکینِ مکہ میں سے ایک بڑا تاجر تھا اور تجارت کیلئے مختلف ملکوں کا سفر کرتا تھا وہ ملک فارس سے شاہانِ عجم کسریٰ وغیرہ کے تاریخی قصے خرید کر لایا اور مکہ کے مشرکین سے کہا کہ محمد ﷺ تم کو قوم عاد اور ثمود وغیرہ کے واقعات سناتے ہیں میں تمہیں ان سے بہتر رستم اور اسفندیار اور دوسرے شاہانِ فارس کے قصے سناتا ہوں۔ یہ لوگ اس کے قصہ کو شوق ورغبت سے سننے لگے کیونکہ ان میں کوئی تعلیم تو تھی نہیں جس پر عمل کرنے کی مشقت اُٹھانی پڑے صرف لذیذ قسم کی کہانیاں تھیں ان کی وجہ سے بہت سے مشرکین جو اس سے پہلے کلام الٰہی کے اعجاز اور یکتائی کی وجہ سے اس کو سننے کی رغبت رکھتے اور چوری چوری سنا بھی کرتے تھے ان لوگوں کو قرآن سے اعراض کا بہانہ ہاتھ آ گیا اور درمنثور میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مذکور الصدر تاجر باہر سے ایک گانے والی کنیز، لونڈی خرید کر لایا تھا اور اس کے ذریعہ اس نے لوگوں کو قرآن سننے سے روکنے کی یہ صورت نکالی کہ جو لوگ قرآن سننے کا ارادہ کریں اپنی اس کنیز سے ان کو گانا سنواتا تھا اور کہتا تھا کہ محمد تم کو قرآن سنا کر کہتے ہیں نماز پڑھو، روزہ رکھو اور اپنی جان دو جسمیں تکلیف ہی تکلیف ہے آؤ تم یہ گانا سنو اور جشن طرب مناؤ۔ قرآن کریم کی مذکورہ آیات اسی واقعہ پر نازل ہوئیں اور اس میں اشتراء لھوالحدیث سے وہ قصے، کہانیاں شاہانِ عجم کی یا یہ لونڈی گانے والی مراد ہے۔

۴ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح:۔ "الحدیث" اسم ہے اس کی جمع احادیث ہے بمعنی بات، خبر۔

"لھو" اسم ہے بمعنی کھیل کود، وہ چیز جس سے انسان لذت حاصل کرے۔ مصدر لھوا (نصر) بمعنی کھیلنا۔

"ھُزُوًا" اسم ہے بمعنی مذاق۔ ھَزِئَ یَھْزَؤُ (سمع) بمعنی ٹھٹھا، مذاق کرنا۔ "وَقْرًا" اسم ہے اسکی جمع اَوْقَارٌ ہے بمعنی بوجھ۔

"وَلّٰی" صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف از مصدر تولیہ (تفعیل) بمعنی پیٹھ پھیرنا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

۵ مستکبرًا اور حقًا کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ مستکبرًا ولّٰی کی ضمیر فاعل سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ حَقًّا وَعْدًا مفعول مطلق محذوف کی صفت ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

السوال الثالث ۱۴۳۹ھ

الشق الاول ...... یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ اُحِلَّتْ لَکُمْ بَھِیْمَۃُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ۝۱ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰہِ وَلَا الشَّھْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْھَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرِضْوَانًا وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْکُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝۲ (مائدۃ:۱،۲)

آیات کا ترجمہ وتفسیر کریں۔عقود سے کیا مراد ہے؟اور اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ سے کن حرام جانوروں کی طرف اشارہ ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ عقود کی مراد ④ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ سے اشارہ کردہ حرام جانوروں کی وضاحت۔

جواب...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! پورا کرو عقدوں (عہدوں، وعدوں) کو۔ حلال کئے گئے تمہارے لئے چوپائے، مویشی، علاوہ ان کے جو تم پر (آگے) تلاوت کئے جائیں گے۔ مگر نہ حلال سمجھو شکار کو احرام کی حالت میں، بے شک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

اے ایمان والو حلال نہ سمجھو یعنی بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی اور نہ ادب والے مہینہ کی اور نہ ان جانوروں کی جو قربانی کیلئے حرم لے جائے جائیں اور نہ ان کی جن کے گلے میں پٹا ڈالا گیا ہو اور نہ آن لوگوں کی جو اپنے رب کا فضل اور اس کی رضامندی حاصل کرنے کے ارادہ سے بیتِ حرام جانے کا ارادہ کرنے والے ہوں۔ اور جب تم احرام کھول دو تو تم شکار کرسکتے ہو اور تمہیں اس قوم کی دشمنی جو تمہیں حرمت والی مسجد سے روکتی تھی اس پر آمادہ نہ کرے کہ زیادتی کرنے لگو اور نیکی و پرہیزگاری میں ایک دوسرے کا تعاون کرو اور گناہ وظلم پر تعاون نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ ابتدائی آیت کے پہلے جملہ میں خداوندِ کریم نے اہلِ ایمان کو معاہدات و سمجھوتوں کے پورا کرنے کا حکم دیا ہے کہ مؤمن ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کسی کے ساتھ کسی بھی قسم کا جائز و مطابق شریعت معاہدہ کرے تو اس کو پورا کرے۔ اسکے بعد دوسرے جملہ میں اس معاہدہ کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے حلال وحرام کی پابندی کے متعلق لیا ہے کہ تمہارے لئے اللہ تعالیٰ نے اونٹ، گائے، بھینس، بکری وغیرہ جانوروں کو حلال کیا ہے تم ان کو شرعی قاعدہ کے مطابق ذبح کرکے استعمال کرسکتے ہو۔

اس کے بعد چند جانوروں کے استثناء کی طرف اشارہ کیا گیا کہ جن جانوروں کی حرمت قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے وہ تم پر حرام ہیں ان کو تم استعمال نہیں کرسکتے۔ اسی طرح تمہارے لئے جنگلی جانور اور ان کا شکار بھی حلال ہے، ان کو بھی تم استعمال کرسکتے ہو مگر جس وقت تم حج یا عمرہ کا احرام باندھ لو تو اس وقت شکار کرنا جرم وگناہ ہے اس سے بچو۔ اسکے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حکمت وبصیرت والا ہے وہ جو حکم بھی دیتا ہے اپنی حکمت وبصیرت کی روشنی میں دیتا ہے، لہٰذا اس کے احکام وفیصلے بغیر کسی چوں وچرا کے تسلیم کرو، کسی کو یہ حق نہیں کہ اپنے مالک کے احکام تسلیم کرنے سے انکار کرے۔

اے ایمان والو خدا تعالیٰ کے دین کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو یعنی جن چیزوں کے ادب کی حفاظت کے واسطے خدا تعالیٰ نے کچھ احکام مقرر کئے ہیں ان احکام کے خلاف کرکے ان کی بے ادبی نہ کرو، مثلاً حرم اور احرام کا یہ ادب مقرر کیا گیا ہے کہ اس میں شکار نہ کرو تو شکار کرنا بے ادبی اور حرام ہوگا اور نہ حرمت والے مہینے کی بے ادبی کرو کہ اس میں کافروں سے لڑنے لگو اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور کی بے ادبی کرو کہ اس سے تعرض کرنے لگو اور نہ ان جانوروں کی بے ادبی کرو جن کے گلے میں اللہ کی نیاز ہونے کی علامت ونشانی لگی ہو اور نہ ان لوگوں کی بے حرمتی کرو جو کہ بیتِ حرام یعنی بیت اللہ کے قصد سے جارہے ہوں اور اپنے رب کے فضل ورضامندی کے طالب ہوں یعنی ان چیزوں کے ادب سے کافروں کے ساتھ بھی تعرض مت کرو اور آیت میں جو احرام کے ادب سے شکار کو حرام فرمایا گیا ہے وہ احرام ہی تک ہے ورنہ جس وقت تم احرام سے باہر آجاؤ تو تمہیں اجازت ہے کہ تم شکار کرسکتے ہو بشرطیکہ وہ شکار حرم میں نہ ہو۔ اوپر جن چیزوں کے تعرض سے منع کیا گیا ہے اس میں ایسا نہ ہو کہ تمہیں اس قوم کی دشمنی جنہوں نے تمہیں حدیبیہ والے سال حرمت والی مسجد سے روکا تھا اس پر آمادہ کرے کہ تم بھی ان سے زیادتی کرنے لگو اور تم شرع کی حد سے نکل جاؤ یعنی احکام مذکورہ کے خلاف کر بیٹھو۔ اور نیکی اور تقوی کی باتوں میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو مثلاً ان احکام میں دوسروں کو بھی عمل کرنے کی ترغیب دو اور گناہ وزیادتی کی باتوں میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو مثلاً اگر کوئی ان احکام کے خلاف کرنے لگے تو تم اسکی اعانت مت کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ اس سے سب احکام کی پابندی آسان ہوجاتی ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ احکام کی مخالفت کرنے والے کو سخت سزا دینے والے ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

۳ عقود کی مراد:۔ عقود میں تمام معاہدات وعقود داخل ہیں خواہ وہ معاہدات انسان کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوں، جیسے ایمان، طاعت، حلال وحرام کی پابندی وغیرہ۔خواہ وہ معاہدہ انسان کا اپنے نفس کے ساتھ ہو، جیسے کسی چیز کی نذر ماننا یا حلف وقسم کے ذریعہ کوئی چیز اپنے اوپر لازم کرنا وغیرہ۔ خواہ وہ معاہدہ ایک انسان کا دوسرے انسان کے ساتھ ہو، جیسے حکومتوں کے بین الاقوامی معاہدات وسمجھوتے، جماعتوں کے باہمی عہد ومیثاق، نکاح، تجارت، شرکت، اجارہ، ہبہ وغیرہ یہ تمام امور معاہدات اور عقود میں داخل ہیں۔

۴ الّا ما یتلٰی علیکم سے اشارہ کردہ حرام جانوروں کی وضاحت:۔ سوائے ان جانوروں کے جن کی آگے تلاوت کی جارہی ہے۔ جن چیزوں کو مستثنیٰ کیا گیا ہے اور ان کا حکم سنایا گیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں: مردار جن کو ذبح کرنے کے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔جن جانوروں کو بتوں کی بھینٹ کے طور پر ذبح کیا گیا ہو۔گلا گھونٹ کر مارے ہوئے جانور۔چوٹ کے صدمہ سے مرے ہوئے جانور۔کسی اونچی جگہ سے لڑھک کر گر کر مرے ہوئے جانور اور وہ چوپائے جن کا کچھ حصہ درندوں نے کھالیا ہو۔(مظہری)

الشق الثانی ...... وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾ (پ۲۴۔مؤمن:۲۸) آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **رجل مؤمن** کا نام لکھیں، **بینات** کا مصداق لکھیں۔خط کشیدہ دونوں جملوں کی نحوی ترکیب لکھیں اور **یکتم** اور **یعدکم** کی ضمیر مرفوع کا مرجع متعین کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **رجل مومن** کا نام (۴) **بینات** کا مصداق (۵) خط کشیدہ جملوں کی ترکیب (۶) **یکتم** اور **یعدکم** کی ضمیر مرفوع کا مرجع۔

جواب ...... ۱ آیات کا ترجمہ:۔ آلِ فرعون میں سے ایک مومن آدمی نے کہا جو اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کیا تم ایسے آدمی کو قتل کرتے ہو جس کا قصور صرف یہ ہے کہ وہ یوں کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس واضح دلائل لایا ہے تمہارے رب کی طرف سے اور اگر وہ بالفرض جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو بعض اس چیز کا جس کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے ضرور تم کو پہنچ کر رہے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ اس کو جو حد سے بڑھنے والا جھوٹا ہے ہدایت نہیں دیتا۔

۲ آیات کی تفسیر:۔ فرعون کے خاندان میں سے ایک ایماندار مرد نے (جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آیا تھا مگر فرعون کے ڈر سے اس کو مخفی رکھتا تھا) کہا کہ تم ایک شخص کو اس جرم پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتا ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ وہ تمہارے پاس اپنی صداقت پر معجزات ونشانیاں لیکر آیا ہے، مطلب یہ کہ یہ کوئی ایسا جرم نہیں ہے جس پر قتل کیا جائے، پس اگر وہ جھوٹا ہے تو اسکا وبال اسی پر ہے اور اگر وہ سچا ہے تو پھر تمہیں اسکی بات نہ ماننے کی وجہ سے عذاب چکھنا پڑے گا وہ شخص دل میں موسیٰ علیہ السلام کو سچا جانتا تھا مگر انکے سمجھانے کیلئے اس طریق پر مصلحت آمیز کلام کرتا تھا کہ جو انکے دل میں اثر کرے بشرطیکہ کچھ عقل سلیم بھی ہو۔

۳ رجل مومن کا نام:۔ اس مومن آلِ فرعون کا نام بعض نے حبیب بتلایا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ حبیب اس شخص کا نام ہے جسکا قصہ سورۂ یٰسین میں گزرا، اسکا نام شمعان ہے اور بعض نے اسکا نام حزقیل بتلایا ہے، ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی قول نقل کیا ہے۔

0313-6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

۴ بینات کا مصداق:۔ اس کا مصداق معجزات ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ بطور دلیلِ نبوت عطا فرماتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں سے ید بیضاء وعصاء مشہور ہیں۔

۵ خط کشیدہ جملوں کی ترکیب:۔ "**یکتم ایمانه**" **یکتم** فعل اس میں **ھو** ضمیر راجع بسوئے **رجل مومن** اس کا فاعل، **ایمان** مضاف ۂ ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"**یصبکم بعض الذی یعدکم**" **یصیب** فعل **کم** ضمیر مفعول بہ **بعض** مضاف **الذی** اسم موصول **یعد** فعل اسمیں **ھو** ضمیر فاعل **کم** ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا، اسم موصول اپنے صلہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا **بعض** مضاف کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر فاعل ہوا **یصیب** فعل کا، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

❻ یکتم اور یعدکم کی ضمیر مرفوع کا مرجع:۔ یکتم کی ضمیر کا مرجع رجل مومن ہے اور یعدکم کی ضمیر کا مرجع حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔

﴿الورقة الاولٰی: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل...... اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ (پ۲۱۔روم:۸،۹)

آیات کریمہ کا ترجمہ کریں، آیات کریمہ کی تفسیر تحریر کریں، **فینظروا** کی اعرابی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **فینظروا** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ کیا نہیں غور کیا انہوں نے اپنے نفسوں میں، نہیں پیدا کیا اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے مگر حقیقی مصلحت سے اور ایک وقت مقررہ کے لئے اور بہت سے لوگ اپنے رب کے ملنے سے منکر ہیں، کیا نہیں چلے پھرے وہ زمین میں کہ وہ غور کرتے کیسا ہوا ان لوگوں کا انجام جو ان سے پہلے ہوئے تھے وہ زیادہ طاقتور تھے ان سے اور انہوں نے زمین کو جوتا اور آباد کیا، زیادہ اس سے جو انہوں نے آباد کیا اور آئے تھے ان کے پاس رسول واضح دلائل لیکر، پس نہیں تھا اللہ ایسا کہ ظلم کرتا ان پر مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور جبروت کا مشاہدہ کرایا ہے کہ یہ لوگ دنیا کی چند روزہ فانی لذتوں میں ایسے مست ہوگئے کہ اس کارخانہ کی حقیقت اور انجام سے بالکل غافل ہوگئے، یہ خود بھی اگر اپنے اندر غور کرتے تو ان پر کائنات کا راز منکشف ہوجاتا کہ اللہ نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بیکار پیدا نہیں فرمایا بلکہ ان چیزوں کی تخلیق سے مقصود خالقِ کائنات کو پہچاننا ہے اور اس کی رضا کی جستجو میں لگنا ہے اور اس کی ناراضگی سے بچنا ہے۔ اس کے بعد یہ معلوم کرنا کہ اللہ کن اعمال سے راضی ہوتا ہے اور کن سے ناراض ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ ان دونوں قسم کے کاموں کی کچھ جزاء وسزا ہونا بھی ضروری ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ دنیا دارالجزاء نہیں ہے کہ اس میں انسان کو اس کے اچھے یا برے عمل کی جزا ملے اس لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسا دن آئے جس میں ہر ایک کو اس کے کئے کا بدلہ ملے اسی کا نام قیامت ہے اور آخرت ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہی لوگ اگر غور وفکر کرتے تو آسمان وزمین اور ان کی مخلوقات اس کی گواہی دیتی کہ یہ چیزیں دائمی نہیں کچھ مدت کے لئے ہیں بلکہ ان کے بعد دوسرا عالم آنے والا ہے جو دائمی ہوگا۔ دوسری آیت میں ارشاد فرمایا کہ اہلِ مکہ اپنے تجارتی سفروں میں ان قوموں کی بستیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں جنہوں نے اپنے نبی کی بات نہ مانی تو اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا باوجود اس بات کے کہ وہ طاقت کے اعتبار سے کفارِ مکہ سے زیادہ تھے تو اہلِ مکہ کو ان کے انجام میں غور کر کے عبرت پکڑنی چاہیے تھی کہ اگر ہم نے اپنے نبی کی بات کو نہ مانا تو ہمارا حشر بھی انہی قوموں کی طرح ہوگا جو ہم سے پہلے گزر چکی ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❸ **فینظروا** کی ترکیبی حیثیت:۔ **فینظروا** کا عطف ہے **یسیروا** پر اصل میں **یسیرون** تھا لَمْ کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا **فا** عاطفہ ہے اور **ینظرون** کا **یسیرون** پر عطف ہونے کی وجہ سے **ینظرون** پر جزم آئی اور نون اعرابی گر گیا۔

الشق الثانی...... يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (پ۲۲۔احزاب:۶۹تا۷۱) آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، پہلی آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جس واقعے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اسے بیان کریں، **یصلح لکم** کے مجزوم ہونے کی وجہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ (۴) **یصلح لکم** کے مجزوم ہونے کی وجہ۔

جواب...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے ایمان والو! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دینے والے لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ پس لوگوں نے جس کو عیب خیال کیا تھا اللہ نے ان کو اس سے بری کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے ہاں بڑی عزت والے تھے، اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست کر دیں گے اور تمہاری مغفرت کر دیں گے اور جو آدمی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے وہ بہت بڑی کامیابی کو پہنچتا ہے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ اے مسلمانو! تم ان منافقین (قارون اور اسکے ہمراہیوں) کی سی چال نہ چلو جنہوں نے ایک عورت کو لالچ دیکر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچائی تھی اور اللہ نے انکو اس تہمت سے بری کیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نزدیک اولوالعزم پیغمبروں میں سے تھے۔ مسلمانو! اللہ سے ڈر کر ہمیشہ سچ کہا کرو کہ اس سچ بولنے کی برکت سے اللہ تمہارے اعمال کو صحیح کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والے کو بڑی بھاری کامیابی نصیب ہوگی۔

❸ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت زیادہ شرمیلے تھے جب غسل کرتے تو پردہ کر کے غسل کرتے جبکہ ان کی قوم میں پردہ کر کے نہانے کا رواج نہیں تھا تو اس پر بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر کوئی عیب ہے جس کو وہ ہم سے چھپاتا ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات سنی تو ان کو بہت زیادہ رنج ہوا۔ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر پر کپڑے رکھ کر نہا رہے تھے کہ پتھر کپڑے لیکر بھاگ گیا اور جہاں بنی اسرائیل کا مجمع تھا وہاں لیکر آ گیا، موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پیچھے بھاگ رہے تھے جب قوم کی نظر موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر پڑی تو انہیں یقین ہو گیا ان کے جسم پر کوئی عیب نہیں ہے اسی کو اللہ نے فرمایا **فبرأه الله مما قالوا الخ**۔

❹ **یصلح لکم** کے مجزوم ہونے کی وجہ:۔ یہ امر کا جواب ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے جو کہ **قولوا** ہے، مطلب یہ ہے کہ جب تم درست بات کہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری اصلاح کرے گا۔

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٤٠ھ

الشق الاول...... وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٩﴾ (پ۲۴۔ زمر: ۶۸، ۶۹) آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، **من شاء الله** کا مصداق کون ہے اور **صعق** سے کیا مراد ہے؟ **نفخات** کی تعداد کتنی ہوگی اور آیت میں کونسا **نفخه** مراد ہے؟ تفصیل سے لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں پانچ امور حل طلب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) **من شاء الله** کا مصداق (۴) **صعق** کی مراد (۵) **نفخات** کی تعداد اور آیت والے **نفخه** کی تعیین۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور پھونکا جائے گا صور میں تو بے ہوش ہو جائے گا جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ آسمان میں مگر جس کو اللہ چاہیں گے، پھر دوبارہ صور میں پھونکا جائے گا پس اچانک وہ کھڑے ہو کر دیکھ رہے ہوں گے اور چمک اٹھے گی زمین اپنے رب کے نور کی وجہ سے اور رکھی جائے گی کتاب (رکھی جائے گی) اور لایا جائے گا نبیوں، شہداء کو اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور وہ ظلم نہیں کیے جائیں گے۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ جب پہلی بار صور پھونکا جائے گا تو سب عالم فوراً بے ہوش ہو کر فنا ہو جائیں گے چند مخصوص فرشتے یہ فوراً فنا نہیں ہوں گے بلکہ کچھ دیر بعد یہ بھی فنا ہو جائیں گے صرف اللہ کی ذات باقی رہ جائے گی، پھر حضرت اسرافیل علیہ السلام بحکم الٰہی دوبارہ زندہ ہو کر دوسری بار صور پھونکیں گے تو سب زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے اور محشر کے عجیب منظر کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوں گے اور اس وقت محشر کی زمین اللہ تعالیٰ کی تجلی سے منور ہو جائے گی اور اعمال نامے سامنے رکھ دیئے جائیں گے اور انبیاء، شہداء اور دیگر

فرشتوں کو گواہ بنا کر حاضر کیا جائے گا اور انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔

③ مـن شـاء الله کا مصداق:۔ اسکا مصداق بعض کے نزدیک چار مشہور فرشتے (جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام) ہیں اور بعض نے ان کے ساتھ عرش اٹھانے والے فرشتوں کو بھی شامل کیا ہے اور بعض کے نزدیک انبیاء اور شہداء مراد ہیں۔

④ صـعـق کی مراد:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ صور پھونکنے کے نتیجے میں تمام زندہ لوگ مرجائینگے اور جو مردہ ہیں اُنکی روحیں بے ہوش ہوجائینگی۔

⑤ نفخات کی تعداد اور آیت والے نفخہ کی تعیین:۔ نفخات کی تعداد میں علماء مفسرین کا اختلاف ہے چنانچہ بعض حضرات نے فرمایا کہ ایک نفخہ عالم کے فناء ہونے کا، دوسرا زندہ ہونے کا، تیسرا حشر کے بعد بیہوشی کا اور چوتھا خبردار ہونے کا ہوگا۔ جمہور کہتے ہیں کہ تین بار صور پھونکا جائیگا ① گھبراہٹ اور بے ہوشی کا کماقال **ونفخ فی الصور ففزع** ② موت کا ③ دوبارہ زندہ ہونے کا۔

علماء محققین کے نزدیک نفخات کی تعداد دو ہے اور قرآن سے بھی اسی کا ثبوت ملتا ہے پہلی مرتبہ میں سب مرجائیں گے اور دوسری مرتبہ میں سب زندہ ہوجائیں گے، آیت میں انہی دو کا ذکر ہے۔

الشق الثانی ...... وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ **الْفُلْكُ** بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ **بِالْبَيِّنٰتِ** فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴿۴۷﴾ (پ۲۱۔ روم:۴۶،۴۷) آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں؟ **مبشرات** کی ترکیبی حیثیت واضح کرنے کے بعد **وکان حقا علینا نصر المؤمنین** کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق (۴) **مبشرات** کی ترکیبی حیثیت (۵) **وکان حقًا الخ** کی ترکیب۔

جواب ...... **① آیات کا ترجمہ:۔** اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبریاں لانے والی اور تاکہ چکھائے تم کو کچھ مزہ اپنی مہربانی کا اور تاکہ چلیں کشتیاں اس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو تم اس کے فضل کو اور تاکہ تم شکرگزار بن جاؤ اور ہم بھیج چکے ہیں تم سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس، سو پہنچے وہ ان کے پاس نشانیاں لیکر پھر بدلہ لیا ہم نے ان سے جو گنہگار تھے اور حق ہے ہم پر ایمان والوں کی مدد کرنا۔

② آیات کی تفسیر:۔ ان آیات میں اوّل تو ہواؤں کا ذکر فرمایا جن کے چلنے سے یہ اندازہ ہوجاتا ہے کہ بارش آنیوالی ہے، یہ ہوائیں بارش آنے سے پہلے بارش کی خوشخبری دے دیتی ہیں پھر جب بارش ہوجاتی ہے انسان اس کے منافع سے مستفید ہوتے ہیں ان منافع میں سے یہ بھی ہے کہ انکے ذریعے بادبانی کشتیاں چلتی ہیں، جب ان کشتیوں میں سوار ہوکر سفر کرتے ہیں تو ان سفروں میں اللہ تعالیٰ کا رزق بھی تلاش کرتے ہیں اور تجارت کیلئے مال بھی لاتے ہیں اور آل و اولاد کیلئے کھانے پینے کیلئے بھی ان سب چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے انعامات بھی ہیں اور اسکی قدرت کے دلائل بھی ہیں، ان دلائل کے ذریعے اسکو پہچانے اور اسکی نعمتوں کا شکر ادا کرے۔ اسکے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ جو آپ کی بات نہیں مانیں گے ہم ان سے یعنی مجرمین سے انتقام لیں گے اور جو مؤمنین ہیں ہم انکی مدد کرینگے۔

③ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "**البیّنٰت**" یہ **بینة** کی جمع ہے بمعنی واضح نشانی۔

"**اَلْفُلْكُ**" بمعنی کشتی **فلك** اگر واحد ہو تو **قفل** کے وزن پر ہوگا اور اگر جمع ہو تو **اُسْدٌ** کے وزن پر ہوگا۔

④ مبشرات کی ترکیبی حیثیت:۔ **مبشراتٍ** لفظ **الریح** سے حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

⑤ وکـان حقًا الخ کی ترکیب:۔ **واؤ** استینافیہ **کان** ناقصہ **حقا** مصدر **علینا** جار مجرور ملکر مصدر کے متعلق ہوکر **کان** کی خبر مقدم **نصر المؤمنین** مضاف و مضاف الیہ ملکر اسم مؤخر، **کان** اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٤٠ھ

الشق الاوّل ...... وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۭ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿٥﴾ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ نِ الْكَوَاكِبِ ﴿٦﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿٧﴾ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ﴿٨﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿٩﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿١٠﴾ (پ۲۳۔الصافات:۱تا۱۰)

آیات کا ترجمہ وتفسیر لکھیں۔شیاطین آسمانوں پر کیوں جاتے تھے؟ اوران کے وہاں جانے پر پابندی کب لگی؟ شہاب ثاقب سے کیا مراد ہے؟ **والصّٰفّٰت صفًا** کا جواب قسم تحریر کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق لکھیں۔**حفظا** ، **دحورا** کیوں منصوب ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ شیاطین کے آسمانوں پر جانے کا مقصد، پابندی اور شہابِ ثاقب کی مراد ④ **والصّٰفّٰت صَفًّا** کا جوابِ قسم ⑤ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق ⑥ **حفظًا** اور **دحورًا** کے منصوب ہونے کی وجہ۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ قسم ہے صف بنا کر کھڑے ہونیوالے فرشتوں کی، پھران فرشتوں کی جو ڈانٹنے والے ہیں جھڑک کر، پھرانکی جو ذکر کی تلاوت کرنیوالے ہیں، بلاشبہ تمہارا معبود ایک ہے جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے ان سب کا رب ہے اسی طرح مشارق کا رب ہے، بیشک ہم نے قریب والے آسمان کو زینت دی ہے خاص زینت یعنی ستاروں کے ذریعے اورحفاظت کی ہے سرکش شیطان سے، یہ عالم بالا کی باتیں نہیں سن سکتے اوردھکیل دیئے جاتے ہیں ہر جانب سے بھگانے کیلئے اوران کیلئے دائمی عذاب ہے۔سوائے اس شیطان کے جواچک کرلے بھاگے تو اسکے پیچھے ایک شعلہ دہکتا ہوا لگ جاتا ہے۔

② آیات کی تفسیر:۔ پہلی تین آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہتمام شان کی وجہ سے فرشتوں کے مختلف کاموں کی قسمیں کھائیں اور پھر اثبات توحید کیلئے فرمایا کہ تمہارا معبود ایک ہے جوتمام آسمانی اور زمینی چیزوں کا رب ہے اور مالک ہے اور پھر اللہ کی کاریگری کہ آسمانوں کوستاروں سے مزین کیا اوراحکامِ الٰہی اورغیب کی باتوں کوسرکش شیاطین اور جنات سے محفوظ کرنے کیلئے حفاظت کا انتظام کردیا اور بازنہ آنے والوں کے لئے **عذاب واصب** (دائمی عذاب) کی ڈانٹ پلائی۔

③ شیاطین کے آسمانوں پرجانے کا مقصد، پابندی اورشہابِ ثاقب کی مراد:۔شیاطین غیبی خبروں کی سن گن لینے کیلئے آسمان کے قریب جاتے ہیں، لیکن انہیں فرشتوں کی باتیں سننے کا موقع نہیں دیا جاتا۔کوئی شیطان اگرکوئی آدھی تہائی بات سن بھاگتا ہے تو اسے ایک دہکتے ہوئے شعلہ کے ذریعے مارلگائی جاتی ہے، تاکہ وہ دنیا میں پہنچ کراپنے معتقد کاہنوں اورنجومیوں کوکچھ بتانہ سکے، اسی دہکتے ہوئے شعلے کوشہاب ثاقب کہا گیا ہے۔ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل تک شیاطین آسمانی خبریں فرشتوں کی باہمی گفتگو سے سُن لیا کرتے تھے، بعثتِ نبوی کے بعد حفاظتِ وحی کا مزید یہ انتظام ہوا کہ شیاطین کواس چوری سے بھی بذریعہ شہابِ ثاقب روک دیا گیا۔اور یہ مضمون سورۂ حجر میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔(معارف القرآن)

④ **والصّٰفّٰت صَفًّا** کا جوابِ قسم:۔ اس کا جواب قسم اسی سورت کی چوتھی آیت **انّ الٰهكم لواحد** ہے۔

⑤ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "**زاجرات**" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل ازمصدر **اَلزَّجرُ** (نصر) بمعنی ڈانٹنا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

"**الصّٰفّٰت**" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل ازمصدر **الصَّفُّ** (نصر) بمعنی صف بنانا۔

"**التّٰلِيٰت**" صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل ازمصدر **التلاوةُ** (نصر) بمعنی تلاوت کرنا۔

"**مارد**" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل ازمصدر **مرادةً** و**مُرُوْدَةً** (کرم) و**مُرُوْدًا** (نصر) بمعنی سرکشی کرنا۔

"**يسّمّعون**" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معروف ازمصدر **اِسَّمُّعٌ** (اِفَّعُّل) بمعنی کان لگانا۔مجرد **سَمْعًا** بمعنی سننا۔

"**مَلَأ**" قوم کی جماعت، اشراف قوم، **مَلَاء: يَمْلَاءُ مَلَاءً** بھرنا **مَلُوٌّ** (کرم) بمعنی تونگر، مالدار ہونا۔

"**يُقْذَفُوْنَ**" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع مجہول ازمصدر **القذف** (ضرب) بمعنی پھینکنا۔

"**دحورًا**" مصدر ہے ازباب فتح بمعنی دھتکارنا، دفع کرنا، دور کرنا۔

"**واصب**" صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل ازمصدر **الوصب** (سمع) بمعنی ہمیشہ رہنا، ثابت ہونا۔

❻ **حفظًا** اور **دحورًا** کے منصوب ہونے کی وجہ:۔ **حفظًا** مفعول لہٗ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے دوسرا احتمال مفعول مطلق ہونے کا ہے اس صورت میں اس کا فعل محذوف ہوگا **حفظنٰھا حفظا** ۔ **دحورًا** بھی مفعول لہٗ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس میں دوسرا احتمال مفعول مطلق ہونے کا ہے۔ اگر مفعول مطلق ہو تو **یقذفون** سے مفعول مطلق ہوگا **من غیر لفظہٖ** ۔ تیسرا احتمال **دحورًا** مصدر اسم فاعل کے معنی میں ہو کر حال ہوگا **یقذفون** کی ضمیر فاعل سے۔

الشق الثانی ...... حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝ (پ ۲۴۔ حم سجدہ: ۱ تا ۵) آیات کا ترجمہ اور تفسیر تحریر کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے حروف مقطعات کی مراد سے متعلق اہل علم کا اختلاف تحریر کریں، **تنزیل**، **قرانا** اور **بشیرا** کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق (۴) حروفِ مقطعات کا اختلاف (۵) **تنزیل، قُرانا** اور **بشیرًا** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ **حم** (**اللّٰہ اعلم بمرادہ**) یہ قرآن بڑے مہربان نہایت رحم کرنیوالے کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے، ایک کتاب ہے الگ الگ کی گئی ہیں اس کی آیتیں، قرآن عربی میں ہے ان لوگوں کیلئے جو عقلمند ہیں، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا، پس اعراض کیا ان میں سے اکثر لوگوں نے پس وہ نہیں سنتے اور وہ کہتے ہیں ہمارے دل پردوں میں ہیں اس بات سے جس کی طرف تو بلاتا ہے ہمیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ یعنی ثقل ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان پردہ ہے، پس تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ **حٰم** سے کسی خاص بات کی طرف اشارہ کر کے قرآن مجید کا اللہ کی کتاب ہونا بیان فرمایا ہے کہ بندوں کی حاجت روائی کے لئے اس رحمٰن رحیم نے یہ کتاب نازل کی ہے جس میں یہ صفتیں ہیں کہ یہ ایسی کتاب ہے جس میں آیات تفصیل سے ہیں، ابہام نہیں کہیں وعظ و نصیحت ہے کہیں مسائل حلت و حرمت ہیں اور کہیں آخرت کا ذکر ہے اور کہیں پہلوں کا عبرت انگیز نصیحت خیز حال ہے۔ عربی زبان میں عرب کی سہولت کیلئے بشیر و نذیر ہے، کتاب اللہ کی خوبی اور اس کی ضرورت کے بعد **فاعرض** سے **عٰملون** تک کفار کی اس سے اعراض اور نفرت بیان کر کے ان کی بدبختی اور حماقت کو بیان کیا گیا ہے۔

❸ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق:۔ "**اٰذان**" **اُذُن** کی جمع ہے بمعنی کان۔ مصدر **اَذَنًا** (سمع) بمعنی کان لگانا، سننا۔

"**اَكِنَّة**" **الكِنَان** کی جمع ہے بمعنی چیز کی حفاظت اور اس کی پوشیدگی۔ **كَنًّا وكُنُوْنًا** (نصر) بمعنی چھپانا و بچانا۔

"**وَقْرٌ**" یہ مصدر ہے (ضرب) بمعنی کان کا بوجھل ہونا یا بہرا ہونا۔

"**حجاب**" پردے کو کہتے ہیں اس کی جمع **حُجُب** ہے۔ مصدر **حَجْبًا و حِجَابًا** (نصر) بمعنی چھپانا۔

❹ حروفِ مقطعات کا اختلاف:۔ حروفِ مقطعہ جو سورتوں کے شروع میں آئے ہیں انکے متعلق بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ ان سورتوں کے نام ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ یہ اسمائے الٰہیہ کے رموز ہیں مگر جمہور صحابہ اور تابعین اور علماءِ امت کے نزدیک راجح یہ ہے کہ یہ حروف رموز و اسرار ہیں جس کا علم سوائے خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں اور ہوسکتا ہے رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم بطور ایک راز کے دیا گیا ہو جس کی تبلیغ اُمت کیلئے روک دی گئی ہو اس لئے آنحضرت ﷺ سے ان حروف کی تفسیر و تشریح میں کچھ منقول نہیں۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں اسی کو اختیار فرمایا ہے اور ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے قرطبی وغیرہ سے نقل کر کے اسی مضمون کو ترجیح دی ہے اور بعض اکابر علماء سے جو ان کے معانی منقول ہیں اس سے صرف تمثیل، تشبیہ اور تسہیل مقصود ہے یہ نہیں کہ اس سے اللہ کی یقینی مراد یہی ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❺ **تنزیل، قُرانا** اور **بشیرًا** کی ترکیبی حیثیت:۔ **تنزیل:** یہ خبر ہے اور اس کا مبتداء **حم** ہے گویا کہ **حم** مبتدا اور **تنزیل** خبر ہے۔ **قُرانا:** اس کی ترکیب میں دو احتمال ہیں یہ منصوب ہے اس وجہ سے کہ یہ مدح ہے اور یا یہ حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔

بشیرًا: یہ **قرانًا** کی صفت ہے۔

﴿الورقة الاولیٰ: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ...... اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَ یَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ ۝ (پ۲۱۔روم:۴۸،۴۹)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر کریں، خط کشیدہ کلمات کی تحقیق لکھیں، **من قبل ان ینزل** اور **من قبله** کا تعلق کس سے ہے، وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کلمات کی تحقیق (۴) **من قبل ان ینزل** اور **من قبله** کا متعلق۔

جواب ...... **۱** آیات کا ترجمہ:۔ اللہ وہ ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ اٹھالاتی ہیں بادل کو پھر پھیلا دیتا ہے وہ ان کو جس طرف چاہے اور کر دیتا ہے ان کو ٹکڑے پھر دیکھے گا تو بارش کو نکلتی ہے انکے درمیان سے، پس جب اللہ حکم دیتا ہے اس بارش کو اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے تو اسی وقت وہ خوش ہوجاتے ہیں اگرچہ بارش کے نازل ہونے سے پہلے وہ البتہ ناامید ہونے والے ہوں۔

۲ آیات کی تفسیر:۔ ان آیات سے پہلے (**ومن آیته**) ہواؤں کے کچھ فوائد کا بیان تھا پھر ایک آیت کو درمیان میں جملہ معترضہ کے طور پر ذکر فرمایا اور پھر ان مذکورہ آیات میں ہواؤں کا تذکرہ ہے اور انکے بعض فوائد کا بیان ہے چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اللہ وہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے یہ ہوائیں بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان بادلوں کو جیسے چاہے پھیلا دیتا ہے کہ بادلوں کے اندر سے بارش آرہی ہے پھر اللہ ان بارشوں کو اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پہنچا تا ہے، جنہیں بارش پہنچ گئی وہ خوش ہوجاتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے یہ لوگ ناامید ہو چکے تھے ناامیدوں کی امیدوں کو پورا کرنا یہ اللہ کا انعام ہے، بارش آنے پر خوشی بھی منائیں اور شکر بھی کریں۔

۳ خط کشیدہ کلمات کی تحقیق:۔ "**یبسطُ**" صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **البَسْطُ** (نصر) بمعنی پھیلانا۔

"**تُثِیْرُ**" صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **الاثارة** (افعال) بمعنی جوش دلانا، بلند کرنا۔

"**كِسَفًا**" **كِسفَةٌ** کی جمع ہے بمعنی ٹکڑا اور **کسفة** کی دوسری جمع **کساف** اور **کسوف** آتی ہے۔

"**خِلٰلِ**" یہ **خَلَلٌ** کی جمع ہے بمعنی سستی، فساد، شگاف (سوراخ) دراڑ۔

"**یستبشرون**" صیغہ جمع مذکر غائب فعل مضارع معروف از مصدر **استبشار** (استفعال) بمعنی خوش ہونا۔

"**مُبْلِسِیْنَ**" صیغہ جمع مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **ابلاس** (افعال) بمعنی شکستہ دل ہونا، غمگین ہونا۔

۴ **من قبل ان ینزل** اور **من قبله** کا متعلق:۔ **من قبله** ثانی، اوّل کی تاکید ہے اور یہ **مبلسین** کے متعلق ہے۔

الشق الثانی ...... اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۝ فَوَاكِهُ وَ هُمْ مُّكْرَمُوْنَ ۝ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۝ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ۝ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ ۝ بَیْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ۝ لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ ۝ وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ ۝ كَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝ (پ۲۳۔صٰفّٰت:۴۱تا۴۹)

آیات کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں، **فواکه** و **متقابلین** ترکیب میں کیا واقع ہیں؟ وضاحت کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) خط کشیدہ کلمات کی تحقیق (۴) **فواکه** اور **متقابلین** کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... **۱** آیات کا ترجمہ:۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے روزی معلوم ہے یعنی میوے اور انہی کو نعمتوں کے باغات میں عزت دی جائے گی، تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے ہوں گے ان میں صاف شراب کا دور چلے گا جو سفید ولذیذ ہوگی پینے والوں کے لئے، نہ اس میں دردِ سر ہوگا اور نہ اس سے مخمور (نشہ والا) ہوں گے، ان کے پاس نیچی نگاہ رکھنے والی بڑی آنکھوں والی عورتیں

ہوں گی گویا کہ وہ پردوں میں چھپے ہوئے انڈے ہیں۔

❷ آیات کی تفسیر:۔ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے جنت میں ملنے والے انعامات کو ذکر فرمایا کہ جو اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں ان کے لئے عمدہ رزق اور بہت سی انواع واقسام کے جنتی میوے ہوں گے اور بلند تختوں پر بیٹھ کر ایک دوسرے کا نظارہ کریں گے اوران پر شراب طہور اور معین کا دور چلے گا لیکن وہ شراب دنیا کی شراب کی طرح نہیں ہوگی بلکہ عمدہ، صاف وپاکیزہ ہوگی جس کو پی کر انسان مخبوط الحواس نہیں ہوں گے اوران کے لئے شرم وحیاء کی پیکر بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی جو اپنے شوہروں کے سوا کسی کی طرف نظریں اُٹھا کرنہیں دیکھیں گی اور صفائی اور خوبصورتی میں گویا گرد وغبار سے محفوظ انڈے ہیں۔

❸ خط کشیدہ کلمات کی تحقیق:۔"فَوَاكِهُ" فاكهة کی جمع ہے بمعنی ہمہ قسم کا پھل جس کو کھا کر لذت حاصل کی جائے۔

"مُكْرَمُوْنَ" صیغہ جمع مذکر بحث اسم مفعول از مصدر اکرام (افعال) بمعنی عزت واکرام کرنا۔

"سُرُرٍ" سریر کی جمع ہے بمعنی تختِ عمومی وتختِ شاہی۔ "غَوْلٌ" اسم ہے بمعنی دردِسر اور غول مصدر (نصر) بمعنی ہلاک کرنا۔

"يُنْزَفُوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع مجہول از مصدر نَزْف (سمع) بمعنی بدمست ہونا اور بے عقل ہونا۔

❹ فواكه اور متقابلين کی ترکیبی حیثیت:۔فواكهُ کی ترکیب میں دو احتمال ہیں ① یہ بدل ہے رزق معلوم سے ② یہ خبر ہے مبتداء محذوف هو کی۔متقابلین یہ مکرمون سے حال ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ...... حٰمٓ ﴿۱﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿۳﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ﴿۴﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۵﴾ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۷﴾ (پ۲۵۔دخان:۱تا۷)

آیات کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر لکھیں، لیلة مبركة کی تعیین کریں، امرا اور رحمة کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) لیلة مبٰركة کی تعیین (۴) امرًا اور رحمة کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔حم (الله اعلم بمراده) قسم ہے واضح کتاب کی بیشک ہم نے اس کتاب کو مبارک رات میں نازل کیا کیونکہ بلاشبہ ہمیں ڈرانا مقصود تھا۔اسی میں جدا کیا جاتا ہے ہر ایک امر حکمت والا جو حکم ہماری طرف سے ہوتا ہے کیونکہ ہم رسول بنا کر بھیجنے والے ہیں۔آپ کے رب کی رحمت سے بیشک وہ سننے والا جاننے والا ہے اور وہ آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے وہ اس کا رب ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔

❷ آیات کی تفسیر:۔حٰـــم کی مراد تو اللہ ہی جانتے ہیں قسم ہے اس کتاب واضح المعنی کی ہم نے اس کو لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر ایک برکت والی رات (شب قدر) میں اتارا ہے کیونکہ ہم بوجہ شفقت کے اپنے ارادہ میں اپنے بندوں کو آگاہ کرنے والے تھے یعنی ہم کو یہ منظور ہوا کہ ان کو مضرتوں سے بچانے کیلئے خیر وشر پر مطلع کردیں یہ قرآن کو نازل کرنے کا مقصد تھا آگے اس شب کے برکات ومنافع کا بیان ہے کہ اس رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری پیشی سے حکم صادر ہو کر طے کیا جاتا ہے یعنی سال بھر کے معاملات جو سارے کے سارے ہی حکمت پر مبنی ہوتے ہیں جس طرح انجام دینے اللہ کو منظور ہوتے ہیں اسی طریقے کو متعین کر کے انکی اطلاع متعلقہ فرشتوں کو کر کے انکے سپرد کر دیئے جاتے ہیں چونکہ وہ رات ایسی ہے اور نزولِ قرآن سب سے حکمت والا امر تھا اسلئے اس کیلئے بھی یہی رات منتخب کی گئی اور قرآن اسلئے نازل کیا گیا کہ ہم بوجہ رحمت جو آپ کے رب کی طرف سے ہوئی آپ کو پیغمبر بنانے والے تھے تاکہ آپ کی معرفت اپنے بندوں کو آگاہ کریں بیشک وہ بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے اسلئے بندوں کی رعایت کرتا ہے اور وہ اللہ ایسا ہے جو آسمان اور زمین اور جو کچھ انکے درمیان ہے سب کا مالک ہے اگر تم یقین کرنا چاہو تو یہ توحید کے دلائل یقین کرنے کیلئے کافی ہیں۔

❸ لیلة مبٰركة کی تعیین:۔اس سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک شب قدر ہے جو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہوتی

0313 6357913 maktabazakriyamultan@gmail.com

ہےاور بعض مفسرین عکرمہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے کہ اس سے مراد نصف شعبان کی رات یعنی شب براءۃ ہے۔

④ **امرًا اور رحمۃ کی ترکیبی حیثیت:۔** "امرًا" بمعنی فرقًا یہ مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے(یفرق فرقًا) یا مفعول مطلق من غیر لفظہ ہے۔ "رحمۃ" یہ مفعول لہٗ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

الشق الثانی ...... وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا هُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّھُمْ وَلَا يَنْفَعُھُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۭ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَھُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ (پ ا۔ بقرہ:۱۰۲)

آیت کریمہ کا سلیس ترجمہ کریں، شانِ نزول تحریر کریں، سحر کا حکم واضح کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل چار امور ہیں: ① آیت کا ترجمہ ② آیت کا شانِ نزول ③ سحر کا حکم ④ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق

جواب ...... ① **آیت کا ترجمہ:۔** اور اتباع کی انہوں نے اس علم کی جو پڑھتے تھے شیاطین سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت کے وقت اور نہیں کفر کیا سلیمان علیہ السلام نے اور لیکن کفر کیا شیاطین نے کہ وہ سکھلاتے تھے لوگوں کو جادو اور (اتباع کی انہوں نے) اس علم کی جو نازل کیا گیا دو فرشتوں پر بابل شہر میں۔ یعنی ہاروت و ماروت پر اور نہیں سکھلاتے تھے وہ دونوں فرشتے کسی کو یہاں تک کہ کہہ دیتے وہ کہ بیشک ہم آزمائش ہیں۔ پس تو کافر مت ہو پھر سیکھتے لوگ ان فرشتوں سے وہ (جادو) کہ جدائی ڈالتے وہ اس کے ذریعہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان اور وہ نہیں نقصان پہنچا سکتے تھے اس کے ذریعہ کسی کو مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور سیکھتے لوگ وہ چیز جو نقصان پہنچائے ان کو اور نہ نفع پہنچائے ان کو اور البتہ تحقیق وہ جان چکے ہیں کہ جس شخص نے اختیار کیا اس (جادو) کو تو نہیں ہے اس کے لئے آخرت میں کوئی حصّہ اور البتہ بہت بُری ہے وہ چیز کہ بیچا انہوں نے اس کے بدلہ میں اپنے نفسوں کو اگر وہ جانتے ہوتے۔

② **آیت کا شانِ نزول:۔** ایک زمانہ میں بابل اور اسکے آس پاس کے علاقوں میں جادوگری کا بہت زیادہ رواج تھا حتیٰ کہ لوگوں نے جادوگروں کے مقابلہ میں انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی تعلیمات کو بھی چھوڑ دیا تھا۔ اور ہمہ تن انہی لایعنی مشاغل میں منہمک ہوگئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انکی اصلاح کیلئے ہاروت و ماروت نامی دو فرشتے باقاعدہ اس کام کیلئے مقرر کئے اور انہوں نے بابل کو اپنا مرکز بنا کر اپنا کام اس طرح شروع کیا کہ سحر کے اصول و فروع اچھی طرح ظاہر کر کے لوگوں کو اس سے بچنے اور جادوگروں سے پرہیز و نفرت کی تلقین کرنے لگے۔ اس مقصد کیلئے لوگ آتے اور اس بدعملی و بداعتقادی سے بچنے کیلئے اسکے اصول و فروع سیکھنے کی درخواست کرتے، پھر یہ فرشتے ان کو آگاہ کر دیتے کہ ہم اور ہماری آمد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہے کہ کون سحر کی تعلیم حاصل کر کے اسکی آفات و شرور سے بچتا ہے اور کون شیاطین و غیر اللہ سے مدد طلب کر کے اپنا ایمان اور آخرت برباد کرتا ہے اس تنبیہ کے ساتھ وہ اپنا اطمینان کر کے لوگوں میں تعلیم جاری کرتے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں چونکہ اسی سحر کا چرچا تھا، شیاطین آسمانی باتیں چوری کر کے ساحروں کو بتلاتے اور وہ ان کو باقاعدہ مدون و مرتب کر لیا کرتے تھے۔ اس طرح لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ جنات غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کتابوں کو جمع کر کے دفن کر دیا تھا تا کہ لوگوں کے عقائد خراب نہ ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد شیاطین نے پھر لوگوں کی ان کتابوں کی طرف رہنمائی کی اور انہوں نے ان کتابوں کو نکالا تو اس میں سحر تھا اس کی وجہ سے مشہور ہوگیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اسی سحر کی بنیاد پر حکومت کرتے تھے لوگوں کے اسی نظریہ کو ختم کرنے کے لئے فرشتوں کا نزول ہوا تھا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہود ساحر سمجھتے تھے اور ان کی سلطنت کی بنیاد بھی اسی سحر کو قرار دیتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے حضرت سلیمان علیہ السلام کا ذکر کرتے تو لوگ کہتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ سلیمان علیہ السلام کو بھی انبیاء علیہم السلام میں شمار کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ تو ساحر اور جادوگر تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہود کے نظریہ کی تردید اور حضرت سلیمانؑ کی براءت کیلئے یہ آیات نازل فرمائیں۔

③ **سحر کا حکم:۔** جس سحر میں کوئی کفریہ عمل اختیار کیا گیا ہو جیسے شیاطین سے مدد طلب کرنا یا ستاروں کی تاثیر کو مستقل ماننا وغیرہ یہ سحر

بالاجماع کفر ہے اور جس میں افعالِ کفر نہ ہوں مگر معاصی کا ارتکاب ہو وہ گناہ کبیرہ ہے اور اگر سحر میں صرف مباح اور جائز اُمور سے کام لیا جائے اور کسی ناجائز مقصد کے لئے استعمال نہ کیا جائے تو پھر جائز ہے اور اگر قرآنی کلمات اور احادیث وغیرہ سے کام لیا جائے مگر ناجائز مقصد کے لئے ہو تب بھی ناجائز ہے۔

④ الفاظ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "بَابِلَ" دریاءِ فرات کے کنارے پر واقع مشہور شہر ہے۔

"اِتَّبَعُوْا" صیغہ جمع مذکر غائب ماضی معروف از مصدر اَلْاِتِّبَاعُ (افتعال) بمعنی پیروی کرنا۔

"تَتْلُوْ" صیغہ واحد مؤنث غائب مضارع معروف از مصدر تِلَاوَۃ (نصر) بمعنی پڑھنا۔

"ھاروت وماروت" دو فرشتوں کے نام ہیں جو سحر کی تعلیم کے لئے زمین پر اتارے گئے تھے۔

"بِضَآرِّیْنَ" صیغہ جمع مذکر اسم فاعل از مصدر ضَرَرٌ (نصر) بمعنی نقصان پہنچانا۔

"بِئْسَ" فعل از افعال ذم ہے اور جامد ہے مذمت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

"شَرَوْا" صیغہ جمع مذکر غائب بحث ماضی معروف از مصدر شِرَاءً (ضرب) بمعنی خرید وفروخت کرنا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ...... سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَیْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِیْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾ (پ۲۔بقرہ: ۱۴۲و۱۴۳)

آیات کا ترجمہ کریں۔تحویلِ قبلہ کا واقعہ لکھیں۔**أمة وسطًا** اور **لتکونوا شهداء على الناس** کا کیا مطلب ہے؟ **وما كان الله ليضيع ايمانكم** سے کیا مراد ہے؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② تحویلِ قبلہ کا واقعہ ③ **أمة وسطًا** اور **لتکونوا شهداء على الناس** کا مطلب ④ **وما كان الله ليضيع ايمانكم** کی مراد۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اب کہیں گے بیوقوف لوگ کہ کس چیز نے پھیر دیا مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے جس پر وہ تھے، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی کا ہے مشرق اور مغرب وہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔اور اسی طرح بنایا ہم نے تم کو امت معتدل تا کہ تم گواہ بنو لوگوں پر اور رسول تم پر گواہی دینے والا ہو اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ کہ جس پر آپ پہلے تھے مگر اس لئے کہ معلوم کریں کون رسول کی اتباع کرتا ہے اور کون پھر جاتا ہے الٹے پاؤں اور بیشک یہ بات بھاری ہوئی مگر ان لوگوں پر جن کو اللہ نے ہدایت عطاء فرمائی اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کرے تمہارا ایمان بیشک اللہ لوگوں پر بہت شفیق نہایت مہربان ہے

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

② تحویلِ قبلہ کا واقعہ:۔ ابتداءِ اسلام میں مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس تھا آپ ﷺ جب مکہ میں تھے تو اس طور پر نماز پڑھتے تھے کہ آپ ﷺ کا رخ بیت المقدس اور بیت اللہ دونوں کی طرف ہوتا تھا مگر جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اب دونوں کی طرف رخ کرنا ناممکن تھا کیونکہ دونوں مخالف سمت پر واقع تھے۔اجتماع نہیں ہوسکتا تھا تو آپ ﷺ سولہ سترہ ماہ تک صرف بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے رہے مگر آپ ﷺ کی دلی خواہش تھی کہ آپ ﷺ کے آبائی قبلہ (بیت اللہ) کو ہی آپ ﷺ کا قبلہ قرار دیا جائے چنانچہ آیت کریمہ **فول وجهك شطر المسجد الحرام** نازل ہوئی کہ اپنا رخ بیت المقدس سے بیت اللہ کی طرف پھیر لو تو اس طرح تحویلِ قبلہ کا یہ حکم ہجرت سے چھ ماہ بعد نصف رجب کو پیر کے دن نازل ہوا۔(کمالین)

③ **أمة وسطًا** اور **لتکونوا شهداء على الناس** کا مطلب:۔ امتِ وسط یعنی معتدل کا مطلب یہ ہے کہ یہ امت ٹھیک سیدھی راہ پر ہے جس میں کچھ بھی کجی کا شائبہ نہیں اور افراط وتفریط سے بالکل بری ہے۔

جیسے تمہارا قبلہ کعبہ ہے جو تمام قبلوں سے افضل ہے ایسا ہی ہم نے تم کو سب امتوں سے افضل اور تمہارے پیغمبر کو سب پیغمبروں سے کامل اور برگزیدہ کیا تا کہ اس فضیلت اور کمال کی وجہ سے تم تمام امتوں کے مقابلہ میں گواہ مقبول الشہادۃ قرار دیئے جاؤ اور محمد ﷺ تمہاری عدالت وصداقت کی گواہی دیں۔احادیث میں وارد ہے کہ جب پہلی امتوں کے کافر اپنے پیغمبروں کے دعوے کی تکذیب کرینگے اور کہیں گے کہ ہمیں تو کسی نے بھی دنیا میں ہدایت نہیں کی اس وقت آپ ﷺ کی امت انبیاء علیہم السلام کے دعوے کی صداقت پر گواہی دے گی اور رسول اللہ ﷺ جو اپنے امتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں ان کی صداقت وعدالت پر گواہ ہونگے اسوقت وہ امتیں کہیں گی کہ انہوں نے تو نہ ہمارا زمانہ پایا نہ ہم کو دیکھا پھر گواہی کیسے مقبول ہو سکتی ہے اس وقت آپ کی امت جواب دیگی کہ ہم کو خدا کی کتاب اور اس کے رسول کے بتلانے سے اس امر کا علم یقینی ہوا اس کی وجہ سے ہم گواہی دیتے ہیں۔(تفسیر عثمانی)

④ **وما كان الله ليضيع ايمانكم کی مراد:۔** یہود نے کہا کہ اگر کعبہ اصلی قبلہ ہے تو اتنی مدت کی نماز جو بیت المقدس کی طرف پڑھی تھی وہ ضائع ہوئی بعض مسلمانوں کو شبہ ہوا کہ بیت المقدس جب اصلی قبلہ نہ تھا تو جو مسلمان اسی حالت پر مر گئے ان کے ثواب میں نقصان رہا باقی زندہ رہنے والے تو آئندہ اس کا تدارک کر لیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ جب تم نے بیت المقدس کی طرف نماز محض مقتضائے ایمانی اور اطاعتِ حکم خداوندی کے سبب پڑھی ہے تو تمہارے اجر وثواب میں کسی طرح کا نقصان نہ ڈالا جائے گا۔(ایضا)

الشق الثانی ...... اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۞ (پ۵۔نساء:۵۸،۵۹)

آیات کا شان نزول اور متعلقہ واقعہ تفصیل کے ساتھ ذکر کیجئے "**اولی الامر**" کی تعیین میں اہل علم کے اقوال ذکر کر کے انکی اطاعت کی حدود بیان کیجئے، آیات کا سلیس ترجمہ وتفسیر کرتے ہوئے امانات کا مصداق بیان کریں اور **نعما یعظکم به** کی نحوی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں: ① آیات کا شانِ نزول وواقعہ ② **اولی الامر** کی تعیین اور اطاعت کی حد بندی ③ آیات کا ترجمہ ④ آیات کی تفسیر ⑤ امانات کا مصداق ⑥ **نعّما یعظکم به** کی ترکیب۔

جواب ...... ① **آیات کا شانِ نزول وواقعہ:۔** یہود کی عادت تھی کہ امانت میں خیانت کرتے تھے اور خصومات میں رشوت کی وجہ سے خلافِ حق کا حکم دیتے تھے۔تو اس آیت میں مسلمانوں کو ان دونوں بُری باتوں سے منع فرمایا گیا ہے۔ایک روایت میں ہے کہ جب آنحضرت ﷺ فتح مکہ کے موقعہ پر بیت اللہ میں داخل ہونے لگے تو عثمان بن طلحہ نے بیت اللہ کی چابی دینے سے انکار کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے زبردستی چابی چھین کر بیت اللہ کا دروازہ کھول دیا۔جب آنحضرت ﷺ بیت اللہ سے باہر تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ یہ چابی مجھے مل جائے تو اس موقع پر آیت نازل ہوئی اور چابی عثمان بن طلحہ کے حوالہ کر دی گئی۔

② **اولی الامر کی تعیین اور اطاعت کی حد بندی:۔اولی الامر** لغت میں ان لوگوں کو کہتے ہیں جن کے ہاتھ میں کسی چیز کا نظام وانتظام ہو۔اسی لئے حضرات مفسرین ابن عباس، مجاہد رضی اللہ عنہم اور حسن بصریؒ نے **اولی الامر** کا مصداق علماء وفقہاء کو قرار دیا ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ کے نائب وخلیفہ ہیں اور نظامِ دین ان کے ہاتھ میں ہے اور ایک جماعتِ مفسرین جن میں حضرت ابو ہریرہؓ بھی شامل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ **اولی الامر** سے مراد حکام وامراء ہیں جن کے ہاتھ میں نظامِ حکومت ہے اور تفسیر ابنِ کثیر ومظہری میں ہے کہ یہ لفظ علماء اور حکام وامراء دونوں طبقوں کو شامل ہے کیونکہ نظامِ امر انہی دونوں کے ساتھ وابستہ ہے اور اولی الامر سے مراد حاکم بادشاہ قاضی صوبہ دار لشکر کا سردار اور ہر شعبہ کا نگران ہو سکتا ہے اور انکی اطاعت اس وقت تک لازم ہے جب تک واضح حکم خداوندی کی مخالفت کا حکم نہ کریں۔

③ **آیات کا ترجمہ:۔** بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے تم کو اس بات کا کہ ادا کرو تم امانتیں ان کے اھل کی طرف اور جب تم فیصلہ کرنے لگو تو (حکم دیتا ہے) فیصلہ کرو تم عدل وانصاف کے ساتھ۔بے شک اللہ تعالیٰ بہت اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو بے شک اللہ

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تعالیٰ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔اے ایمان والو! اطاعت کرو (حکم مانو) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور اپنے میں سے **اولی الامر** کی۔ پھر اگر نزاع کرو تم کسی چیز کے بارے میں تو لوٹاؤ تم اس کو اللہ اور رسول کی طرف اگر تم اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بات اچھی ہے اور بہت بہتر ہے انجام کے اعتبار سے۔

④ **آیات کی تفسیر:۔** اللہ تعالیٰ ان آیات میں مسلمانوں کو ادائے امانت اور عدل کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ جیسا کہ شانِ نزول سے واضح ہو چکا ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو ادائے امانت اور عدل کے موافق فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے یہ سراسر تمہارے لئے مفید ہے اور اللہ تعالیٰ تمہاری ظاہری و باطنی، موجودہ اور آئندہ باتوں کو خوب جانتا ہے لہٰذا اگر تمہیں کہیں ادائے امانت یا عدل مفید معلوم نہ ہو تب بھی حکم الٰہی کا اعتبار کرو۔ پہلی آیت میں حکام کو اداءِ امانت اور عدل وانصاف کا حکم دیا اور دوسری آیت میں عمومی طور پر رعایا کو اللہ تعالیٰ کی، رسول ﷺ کی اور حکام کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا جارہا ہے اور اس سے اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ حکام کی اطاعت ومتابعت اسی وقت واجب ہے جب وہ حق کی اطاعت کریں اور عدل و انصاف قائم کریں۔ حاکم بادشاہ، صوبہ دار، قاضی، سردار لشکر اور کسی بھی شعبہ کا نگران وغیرہ کی اطاعت اس وقت تک لازم ہے جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے صریح خلاف حکم نہ کرے وگرنہ اس کی اطاعت لازم نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اگر تمہارا حکام کے ساتھ کسی بات میں اختلاف ہو جائے کہ یہ حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے موافق ہے یا مخالف تو اسکو قرآن وسنت کی طرف رجوع کر کے طے کرو کیونکہ قرآن وسنت کا حکم فی الحقیقت اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا حکم ہے۔ لہٰذا قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنے سے جو بات محقق ہو جائے اس پر عمل واجب ہے اختلاف کو ترک کر دینا چاہئے۔ بشرطیکہ تمہارا اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان ہو کیونکہ ایمان باللہ والیوم الآخرۃ والا شخص اختلاف کی صورت میں رجوع الی اللہ کرے گا اور اس کے دل میں خوف خدا ہوگا اور وہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی مخالفت سے ڈرے گا اور آپس کے اختلافات اور جھگڑوں میں خود بخود اپنی رائے کے موافق فیصلہ کرنے سے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے حکم اور قرآن وسنت کی طرف رجوع کرنا بہتر ہے۔

⑤ **امانات کا مصداق:۔** امانات کا مصداق عام ہے تمام قسم کی امانتوں کو شامل ہے۔ خواہ وہ مال کی صورت میں ہو، گواہی کی صورت میں ہو یا مشورہ کی صورت میں ہو۔

⑥ **نعمّا یعظکم بہ کی ترکیب:۔** **نعم** فعل از افعالِ مدح اس میں **ھو** ضمیر مبہم ممیز **ما** بمعنی **شیأ** موصوف **یعظ** فعل اس میں **ھو** ضمیر اس کا فاعل **کم** ضمیر مفعول بہ **بـا** حرف جار "ہ" ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر متعلقِ فعل، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف صفت ملکر تمیز، ممیز اپنی تمیز سے ملکر فاعل ہوا فعل مدح کا اور مخصوص بالمدح محذوف ہے جو **تأدیۃ الامانۃ والحکم بالعدل** ہے۔ فعل مدح اپنے فاعل اور مخصوص بالمدح سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

﴿الورقة الاولی : فی التفسیر﴾

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الاول﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل ...... حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ الۡمَيۡتَةُ وَالدَّمُ وَلَحۡمُ الۡخِنۡزِيۡرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيۡرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالۡمُنۡخَنِقَةُ وَالۡمَوۡقُوۡذَةُ وَالۡمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيۡحَةُ وَمَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيۡتُمۡ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنۡ تَسۡتَقۡسِمُوۡا بِالۡاَزۡلَامِ‌ ذٰ لِكُمۡ فِسۡقٌ‌ اَلۡيَوۡمَ يَئِسَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ دِيۡـنِكُمۡ فَلَا تَخۡشَوۡهُمۡ وَاخۡشَوۡنِ‌ اَلۡيَوۡمَ اَكۡمَلۡتُ لَـكُمۡ دِيۡنَكُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ نِعۡمَتِىۡ وَرَضِيۡتُ لَـكُمُ الۡاِسۡلَامَ دِيۡنًا‌ فَمَنِ اضۡطُرَّ فِىۡ مَخۡمَصَةٍ غَيۡرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثۡمٍ‌ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ (پ۶۔ مائدہ:۳) آیت کریمہ کا ترجمہ کریں۔ آیت میں مذکور محرمات کی وضاحت کریں۔ **الّا ما ذکّیتم** کا مطلب وضاحت کریں۔ شکاری جانور کے ذریعے پکڑے جانے والے شکار کا کیا حکم ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل چار امور ہیں ① آیت کا ترجمہ ② محرمات کی وضاحت ③ **الّا ما ذکّیتم** کا مطلب ④ شکاری جانور کے ذریعے پکڑے جانے والے شکار کا حکم۔

جواب ...... ① **آیت کا ترجمہ:۔** حرام ہے تم پر مردہ جانور اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ جانور کہ (بوقت ذبح) نام لیا گیا ہو اس پر غیر اللہ کا اور وہ جانور جو مر گیا ہو گلا گھونٹنے سے اور چوٹ لگنے سے اور اونچائی سے گر کر اور سینگ مارنے سے اور جس کو کھایا ہو درندہ نے (یہ سب حرام ہیں) مگر وہ جس کو تم نے ذبح کر لیا ہو اور (حرام ہے) وہ جانور جو ذبح کیا گیا ہو کسی نصب پر اور (حرام ہے) یہ کہ تقسیم کرو تم جوئے کے تیروں سے یہ فسق (گناہ) ہے آج ناامید ہو گئے کافر لوگ تمہارے دین سے پس نہ ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے۔ آج پورا کر دیا میں نے تمہارے لئے تمہارا دین اور پورا کر دیا میں نے تم پر اپنا احسان اور پسند کر لیا میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین۔ پس جو شخص مجبور ہو جائے بھوک میں کہ نہ مائل ہونے والا ہو گناہ کی طرف تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا، مہربان ہے۔

② **محرماتِ مذکورہ کی وضاحت:۔** "**اَلْمَیْتَةُ**" وہ جانور جو بغیر ذبح کے کسی بیماری یا طبعی موت سے مر جائیں، مچھلی اور ٹڈی اس حکم سے حدیث کی رو سے خارج ہے۔ "**مَا اَکَلَ السَّبُعُ**" وہ جانور جو کسی درندہ کے چیر نے پھاڑنے سے ہلاک ہو گیا ہو۔

"**اَلدَّمُ**" اس سے مُراد بہنے والا خون ہے اسی وجہ سے جگر اور تلّی اس حکم سے خارج ہے وہ حلال ہے۔

"**لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ**" خنزیر (سور) کا گوشت بھی حرام ہے گوشت سے مراد مکمل بدن ہے لہٰذا چربی، پٹھے وغیرہ سب حرام ہیں

"**مَا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ**" وہ جانور جو غیر اللہ کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو اور بوقتِ ذبح غیر اللہ کا نام لیا جائے تو یہ واضح شرک ہے اور بالاتفاق مردار کے حکم میں ہے۔ "**اَلْمُتَرَدِّیَةُ**" وہ جانور جو کسی پہاڑ، ٹیلہ یا اونچی عمارت سے یا کنویں میں گر کر مر جائے۔

"**اَلْمُنْخَنِقَةُ**" وہ جانور جو گلا گھونٹ کر ہلاک کیا گیا۔ یا خود ہی کسی جال وغیرہ میں پھنس کر دَم گھٹنے سے مر گیا۔

"**اَلْمَوْقُوْذَةُ**" وہ جانور جو ضربِ شدید مثلاً لاٹھی یا پتھر وغیرہ سے مارا گیا ہو یا تیر کی دھار کے بغیر ضربِ شدید سے مر جائے۔

"**اَلنَّطِیْحَةُ**" وہ جانور جو کسی ٹکر یا تصادم وغیرہ سے ہلاک ہو جائے مثلاً جانور کے ٹکر مارنے سے یا ریل وغیرہ کی زد میں آ کر ہلاک ہو جائے۔

"**مَاذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ**" وہ جانور جو نصب پر ذبح کیا گیا ہو۔ نصب سے مراد وہ پتھر ہیں جو دورِ جاہلیت میں لوگوں نے بیت اللہ کے گرد کھڑے کیے ہوئے تھے اور ان کی پرستش کرتے تھے اور اپنے جانور انکے پاس لا کر ذبح کرتے اور اس کو عبادت سمجھتے تھے۔

"**یَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ**" وہ جانور جس کو تیروں کے ذریعہ تقسیم کیا جائے وہ بھی حرام ہے، عرب کی عادت تھی کہ جانور کو برابر حصوں کی بجائے تیروں کے ذریعہ قرعہ اندازی سے تقسیم کرتے۔ تیروں کے حصے مختص ہوتے تھے کسی تیر والے کو زیادہ، کسی کو کم اور کوئی بالکل محروم رہتا۔ تو فرمایا کہ یہ تمام کے تمام جانور حرام ہیں۔ ان کو کھانا حلال نہیں ہے۔

③ **اِلَّا مَا ذَکَّیْتُم کا مطلب:۔** یعنی وہ جانور حلال ہے جس کو مرنے سے پہلے تم ذبح کر پاؤ۔ تذکیہ کی حقیقت صرف یہ ہے کہ جانور کی طبعی حرارت کو بدن سے نکال دیا جائے لیکن شریعت میں ہر طریقہ سے ازالۂ حرارت کو تزکیہ نہیں کہا جاتا بلکہ ایک خاص طریقہ سے ابطال حیات کا نام تزکیہ ہے یعنی بالارادہ اللہ کا نام لے کر حلق ولبہ کو کاٹ کر یا چھید کر ابطال حیات کرنے کا نام شرعاً تزکیہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ درندہ کا زخمی کیا ہوا یا کچھ کھایا ہوا جانور اس وقت حلال ہے جب مرنے سے پہلے اس کو ذبح کر لیا جائے۔ (تفسیر مظہری)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

④ **شکاری جانور کے ذریعے پکڑے جانے والے شکار کا حکم:۔** شکاری جانور کا پکڑا ہوا شکار حلال ہونے کی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانچ شرائط ہیں: ① کتا اور باز سدھایا اور سکھایا ہوا ہو اور ان کے سکھانے کا یہ اصول ہے کہ جب تم کتے کو شکار پر چھوڑو تو وہ شکار کو پکڑ کر تمہارے پاس لائے خود اس کو نہ کھانے لگ جائے اور باز کیلئے اصول یہ ہے کہ جب اسے شکار پر چھوڑا جائے تو جب واپس بلاؤ وہ فوراً واپس آ جائے ② خود اپنے ارادے سے کتے یا باز کو شکار کے پیچھے چھوڑو، نہ کہ وہ خود بخود شکار کریں ③ شکاری جانور خود شکار سے نہ کھائیں بلکہ تمہارے پاس لے آئیں ④ کتے یا باز کو چھوڑتے وقت تسمیہ یعنی بسم اللہ اللہ اکبر پڑھے ⑤ شکاری جانور شکار کو زخمی بھی کرے اسکی طرف **الجوارح** میں اشارہ موجود ہے۔ (معارف القرآن ٣:٤٠)

الشق الثانی ...... یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ

تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ (پ۲۱۔احزاب:۹تا۱۱) آیات کا ترجمہ کریں۔ متعلقہ غزوہ کی تعیین کریں اور اس غزوہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کا واقعہ بیان کریں۔ **جآؤ وکم من فوقکم، من اسفل منکم، اذ زاغت الأبصار، بلغت القلوب الحناجر** کا مطلب بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں ① آیات کا ترجمہ ② غزوہ کی تعیین اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت وحضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کا واقعہ ③ جملہ کا مطلب۔

جواب...... ① آیات کا ترجمہ:۔اے ایمان والو! اللہ کی نعمت جو تمہیں ملی ہے اسے یاد کرو جبکہ تمہارے پاس لشکر آ گئے سو ہم نے ان پر ہوا بھیج دی اور لشکر بھیج دیئے جنہیں تم نے نہیں دیکھا اور اللہ ان کاموں کو دیکھنے والا ہے جو تم کرتے ہو جبکہ وہ لوگ تمہارے اوپر آ چڑھے اور تمہارے نیچے کی طرف سے بھی اور جبکہ آنکھیں پھٹی رہ گئیں اور دل حلق کو پہنچ گئے اور تم اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کر رہے تھے اس موقع پر مؤمنین کی جانچ کی گئی اور انہیں سختی کے ساتھ جھنجھوڑا گیا۔

② غزوہ کی تعیین اور حضرت جابرؓ کی دعوت وحضرت سعد بن معاذؓ کے زخمی ہونے کا واقعہ:۔ان آیات کا تعلق غزوۂ خندق واحزاب سے ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت: اسی غزوۂ خندق کے میں مشہور واقعہ پیش آیا کہ ایک روز حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر محسوس کیا کہ بھوک کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم متاثر ہو رہے ہیں، اپنی اہلیہ سے جا کر کہا کہ تمہارے پاس کچھ ہو تو پکا لو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھوک کا اثر نہیں دیکھا جاتا، اہلیہ نے کہا کہ ہمارے گھر میں ایک صاع بھر جَو رکھے ہیں ان کو پیس کر آٹا بناتی ہوں، اہلیہ پیسنے پکانے میں لگ گئی، گھر میں ایک بکری کا بچہ تھا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو ذبح کر کے گوشت تیار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلانے کیلئے چلے تو اہلیہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بڑا مجمع ہے صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تنہا بلا لائیں مجھے رسوا نہ کیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بڑا مجمع چلا آئے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوری حقیقت حال عرض کر دی کہ صرف اتنا کھانا ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے لشکر میں اعلان فرما دیا کہ چلو جابر کے گھر دعوت ہے، حضرت جابرؓ حیران تھے تو اہلیہ نے سخت پریشانی کا اظہار کیا اور پوچھا کہ تم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل حقیقت اور کھانے کی مقدار بتا دی تھی؟ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں وہ میں بتلا چکا ہوں تو اہلیہ مطمئن ہوئیں کہ پھر ہمیں کچھ فکر نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک ہیں جس طرح چاہیں کر لیں، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے روٹی اور سالن سب کو دینے اور کھلانے کا اہتمام فرمایا اور پورے مجمع نے پیٹ بھر کر کھایا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب مجمع کے فارغ ہونے کے بعد بھی نہ ہماری ہنڈیا میں سے گوشت کم نظر آتا تھا اور نہ گوندھے ہوئے آٹے میں کوئی کمی معلوم ہوتی تھی، ہم سب گھر والوں نے بھی شکم سیر ہو کر کھایا، باقی پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا، اس طرح چھ روز میں جب خندق سے فراغت ہو گئی تو احزاب کا لشکر آ پہنچا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جبل مسلع کو اپنی پشت کی طرف رکھ کر فوج کی صف بندی کر دی۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کا واقعہ: غزوۂ خندق میں دونوں طرف سے تیراندازی اور پتھراؤ کا سلسلہ جاری تھا، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بنی حارثہ کے قلعہ میں جہاں عورتوں کو محفوظ کر دیا گیا تھا اپنی والدہ کے پاس گئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بھی اس وقت اسی قلعہ میں تھی ابھی تک پردے کا حکم نہیں آیا تھا میں نے دیکھا کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ایک چھوٹی سی زرہ پہنے ہوئے ہیں جن میں سے ان کے ہاتھ نکل رہے تھے اور ان کی والدہ انہیں کہہ رہی ہیں کہ جاؤ جلدی کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں شامل ہو جاؤ، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ لشکر میں پہنچے تو ان کو تیر لگا جس نے ان کی رگ اکحل کو کاٹ ڈالا، اس وقت حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی کہ یا اللہ اگر آئندہ بھی قریش کا کوئی حملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے پر ہونا مقدر ہے تو مجھے اس کیلئے زندہ رکھ کیونکہ اس سے زیادہ میری کوئی تمنا نہیں کہ میں اس قوم سے مقاتلہ کروں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں پہنچائیں، وطن سے نکالا، تکذیب کی اور اگر آئندہ آپ کے علم میں جنگ کا یہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے تو مجھے شہادت کی موت عطا فرما مگر اس وقت تک مجھے موت نہ آئے جب تک بنو قریظہ سے ان کی غداری کا انتقام لیکر میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ جملہ کا مطلب:۔ **اذ جاؤوکم من فوقکم**: وہ تمہاری بالائی جانب سے تم پر آ گئے یعنی مشرق کی طرف سے وادی کی بالائی جانب سے۔ یہ آنے والے بنی اسد بنی غطفان اور بنی قریظہ تھے۔ **ومن اسفل منکم**: تمہاری نشیبی جانب سے یعنی بطن وادی سے (مغرب کی طرف سے) بنی کنانہ اور قریش آئے تھے۔ ابوسفیان ان کا کمانڈر تھا اور ابوالاعوار عمرو بن سفیان سلمی خندق کی جانب تھا۔ **واذ زاغت الابصار**: جبکہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ **وبلغت القلوب الحناجر**: کلیجے منہ کو آنے لگے تھے۔ خوف کی وجہ سے پھیپھڑے پھول جاتے ہیں اور پھیپھڑوں کے پھولنے کی وجہ سے دل اوپر کو حلق کی طرف اٹھنے لگتا ہے۔ کلیجے کا منہ کو آنا ایک مثل ہے جو شدتِ خوف کو ظاہر کرتی ہے۔ (تفسیر مظہری)

السوال الثانی ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل ...... وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

آیات کا ترجمہ کریں۔ مذکورہ آیات کس پسِ منظر میں نازل ہوئیں؟ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ اور اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ کی تفسیر لکھیں۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ....الخ کن کے بارے میں نازل ہوئی؟ (بقرۃ:۲۰۴ تا ۲۰۷)

﴿ خلاصۂ سوال ﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا پسِ منظر ③ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ اور اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ کی تفسیر ④ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ....الخ کا شانِ نزول۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور لوگوں میں سے وہ آدمی بھی ہے کہ دنیاوی زندگی کے متعلق تجھے اسکی باتیں پسند آتی ہیں اور جو کچھ اسکے دل میں ہے اس پر وہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہے حالانکہ وہ تمہارے دشمنوں میں سے سخت ہے۔ اور جب (تیرے پاس سے) لوٹتا ہے تو زمین میں اسکی کوشش اسلئے ہوتی ہے کہ وہ اس میں فساد مچائے اور فصلیں و نسلیں تباہ کرے اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے۔ اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرتو اس کو غرور و نخوت مزید گناہ پر آمادہ کرتے ہیں، پس اسکو دوزخ ہی کفایت کرے گی اور وہ بیشک برا ٹھکانا ہے۔ اور لوگوں میں سے وہ شخص بھی ہے جو اللہ کی رضاء و خوشنودی کیلئے اپنی جان کا سودا کرتا ہے اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔

② آیات کا پسِ منظر:۔ مدینہ میں اخنس بن شریق ایک شخص تھا وہ بڑا فصیح و بلیغ تھا وہ حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر قسمیں کھا کھا کر اسلام کا دعویٰ کیا کرتا اور مجلس سے اٹھ کر جاتا تو لوگوں کی فساد و شرارت و ایذارسانی میں لگ جاتا، جب اس سے کوئی کہتا کہ اللہ سے ڈرتو وہ غرور و تکبر کی وجہ سے اور زیادہ گناہ کرتا، اسی کے متعلق یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ (معارف القرآن)

③ **الدّ الخصام، اخذته العزّة بالاثم** کی تفسیر:۔ **الدّ الخصام**: (وہ سخت جھگڑالو ہے) یعنی یہ منافق مسلمانوں سے اشد درجہ کی عداوت اور خصومت رکھتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض وہ شخص ہے جو **الدّ الخصم** ہو۔ قتادہ فرماتے ہیں جو معصیت کے اندر سخت قساوت والا باطل پر اڑنے والا ہو، کلام حکمت والی کرے اور اعمال اچھے نہ ہوں۔ **اخذته العزّة بالاثم**: یعنی عار و جاہلیت کی غیرت اور تکبر اس کو گناہ پر آمادہ کرتے ہیں۔ عرب کہتے ہیں: **اخذته بکذا** (میں نے اس کو فلاں کام پر برانگیختہ و آمادہ کیا)۔ (مظہری)

④ **ومن الناس من یشری نفسه....** کا شانِ نزول:۔ یہ آیت ان مخلص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے بے مثال قربانیاں اللہ کی راہ میں پیش کی ہیں۔ بعض روایات میں منقول ہے کہ یہ آیت حضرت صہیب رومی کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ جب وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کیلئے روانہ ہوئے تو راستہ میں کفارِ قریش نے راستہ روک لیا، حضرت صہیب رومی اپنی سواری سے اترے اور ان کے ترکش میں جتنے تیر تھے سب نکال لئے اور قریش سے خطاب کیا کہ اے قبیلۂ قریش تم سب جانتے ہو کہ میں تیراندازی میں تم سب سے زیادہ ماہر ہوں میرا تیر کبھی خطا نہیں کرتا اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہوں کہ تم میرے

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

پاس اس وقت تک نہیں پہنچ سکو گے جب تک میرے ترکش میں ایک تیر بھی باقی ہے اور تیروں کے بعد میں تلوار سے کام لوں گا جب تک مجھ میں دم رہے گا پھر جو تم چاہو کر لینا اور اگر تم نفع کا سودا چاہتے ہو تو میں تمہیں اپنے مال کا پتہ دیتا ہوں جو مکہ میں رکھا ہے تم وہ مال لے لو اور میرا راستہ چھوڑ دو اس پر قریش راضی ہوگئی اور حضرت صہیب رومی نے صحیح سالم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر واقعہ سنایا تو رسول اللہ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: تمہاری بیع نفع بخش رہی تمہاری بیع نفع بخش رہی۔

بعض مفسرین نے کچھ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایسے ہی واقعات کو آیت کا شانِ نزول بتلایا ہے۔(معارف القرآن)

الشق الثانی ...... وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۗ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴿۱۲۷﴾ (آل عمران:۱۲۳تا۱۲۷)

آیات کا ترجمہ کریں۔ غزوۂ بدر کا پس منظر تحریر کریں۔ نیز بتائیں کہ غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ کی مدد کی کیا کیا صورتیں ظاہر ہوئیں؟ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ کا کیا مطلب ہے؟ غزوۂ احد میں مسلمانوں کی وقتی پریشانی کے کیا اسباب تھے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② غزوۂ بدر کا پسِ منظر ③ غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ کی مدد کی صورتیں ④ يَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ کا مطلب ⑤ غزوۂ احد میں مسلمانوں کی وقتی پریشانی کے اسباب۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کر چکا ہے بدر کی لڑائی میں جب تم بے سروسامان تھے، پس تم اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکرگزار بن سکو۔ جب تم مسلمانوں سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتے آسمان سے اتار کر تمہاری مدد کو بھیجے؟۔ البتہ اگر تم صبر و تقوی اختیار کرو اور وہ لوگ تم پر اچانک پہنچ جائیں تو تمہارا رب پانچ ہزار فرشتے نشان دار گھوڑوں پر تمہاری مدد کو بھیجے گا۔ اور اللہ تعالی نے یہ انتظام تمہارے دل کی خوشی کی کیلئے کیا اور تاکہ تمہارے دلوں کو اس سے اطمینان نصیب ہو اور مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے جو کہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔(بدر میں اللہ تعالی نے تمہاری مدد اس لیے کی) تاکہ کافروں کا ایک حصہ کاٹ دے یا ان کو ذلیل کرے کہ وہ محروم و نامراد ہو کر واپس چلے جائیں۔

② غزوۂ بدر کا پسِ منظر:۔ قریش کا سرمایہ اور ان کی تمام تر قوت اور شوکت کا سبب ملک شام کی تجارت تھی، اسلئے سیاسی اصول کے مطابق ضرورت تھی ان کی شوکت کو توڑنے کیلئے ان کے سلسلہ تجارت کو توڑا جائے۔ اسی طرح ہجرت کے بعد کفار مکہ اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو کچل ڈالنے کیلئے پہلے سے زیادہ طرح طرح کے منصوبے تیار کر رہے تھے اسکے نقصانات سے بچنے کیلئے اللہ تعالی کو یہ منظور تھا کہ اب حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا عملاً ثابت کر دیا جائے باطل اور اہلِ باطل، ظلم اور ظالموں کی کمر توڑ دی جائے۔ چنانچہ قریش کے ملکِ شام سے واپس آنے والے تجارتی قافلہ کے مقابلہ کیلئے ۱۲رمضان ۲ھ کو آپ ﷺ تین سو تیرہ یا چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر نکلے۔ دوسری طرف قافلے کے سردار کو اسکی اطلاع ہوئی تو وہ راستہ تبدیل کر کے مکہ کی طرف روانہ ہوگیا اور اُس نے مکہ کی طرف قاصد بھیجا کہ جلد مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے لشکر روانہ کیا جائے چنانچہ ساڑھے نو سو نوجوانوں پر مشتمل کفار کا ایک بڑا لشکر (جس میں ۱۰۰ گھوڑے، ۷۰۰ اونٹ شامل تھے) یہ لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کیلئے روانہ ہوا اور مدینہ منورہ سے اسّی میل کے فاصلے پر بدر نامی کنویں پر مسلمان اور کفارِ مکہ کے درمیان پہلی جنگ لڑی گئی۔ اللہ تعالیٰ کی غیبی نصرت کے نتیجہ میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی اس میں بڑے بڑے کافر مارے گئے مجموعی طور پر ۷۰ آدمی قتل ہوئے اور ۷۰ ہی گرفتار ہوئے جن میں قریش کے بڑے بڑے سردار شامل تھے اور مسلمانوں میں سے صرف ۱۴ آدمی شہید ہوئے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ کی مدد کی صورتیں:۔ ① فرشتوں کے لشکروں کے ذریعہ مدد کی گئی۔ ② بارش کے ذریعہ مدد کی گئی کہ مسلمانوں کی جانب ہلکی پھلکی بارش ہوئی کہ ریت جم گئی اور موسم خوشگوار ہوگیا جبکہ کفار کی جانب تیز بارش کی وجہ سے دلدل بن گئی اور چلنا مشکل ہوگیا۔ ③ مسلمانوں پر اونگھ و نیند کے ذریعہ مدد کی گئی جو کہ جنگ میں امن و اطمینان کی علامت و نشانی ہے، جس سے ذہنی

قلبی وجسمانی ہمہ قسم کی تھکاوٹ ختم ہوگئی۔

④ **یأتوکم من فورھم** کا مطلب:۔ (تمہارے دشمن ایک دم تم پرآ پہنچیں یعنی یکبارگی تم پر حملہ کردیں)

فور کا اصل معنی ساعت ہے، مجازاً بمعنی سرعت ہے پھر اس حالت کو کہنے لگے جو موجودہ ہو۔ میں کہتا ہوں کلام میں فوراً کی قید لگانے کا کوئی خاص مفہوم نہیں بلکہ بات میں قوت پیدا کرنا مقصود ہے کہ آئندہ جب تم میں مشرکوں سے مقابلہ کرنے کی قوت ہوجائے گی تو اس وقت بدرجۂ اولیٰ اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تم کو فتح یاب کرے گا لیکن موجودہ حالت میں بھی اگر تم ثابت قدم رہے اور مخالفت امرِ رسول کی مخالفت نہ کی اور مشرک تم پر آور ہوئے تب بھی اللہ تمہاری مدد کرے گا۔(مظہری)

اگر تم صبر کروگے اور اللہ پر توکل کروگے کو کفار تم پر جوش میں آ کر یا فوراً حملہ کریں تو وہ فرشتے بھیج کر تمہاری مدد کرے گا (حقانی)

⑤ غزوۂ احد میں مسلمانوں کی وقتی پریشانی کے اسباب:۔ غزوۂ احد میں مسلمانوں کی عارضی شکست کے تین سبب تھے:

① حضور ﷺ نے تیر اندازوں کو جو حکم دیا تھا وہ بعض اسباب سے ان پر قائم نہ رہے، کیونکہ اس بارے میں اختلاف رائے ہوگیا، کوئی کہتا کہ ہمیں یہیں جمے رہنا چاہیے، اکثر نے کہا کہ اب یہاں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی، چل کر سب کے ساتھ غنیمت حاصل کرنے میں لگنا چاہیے، تو پہلا سبب آپس کا جھگڑا تھا۔ ② جب حضور ﷺ کے قتل کی خبر مشہور ہوگئی تو مسلمانوں کے قلوب میں کمزوری پیدا ہوگئی جس کا نتیجہ بزدلی اور کم ہمتی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ ③ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں اختلاف پیش آیا۔ ان تین لغزشوں کی بنا پر ان کو عارضی شکست ہوئی، یہ عارضی شکست اگرچہ انجام کار فتح میں تبدیل ہوچکی تھی۔(معارف القرآن ۲:۱۹۳)

﴿الورقة الاولى: فی التفسیر﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ...... اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِیَارِهِمۡ وَهُمۡ اُلُوۡفٌ حَذَرَ الۡمَوۡتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوۡتُوۡا ثُمَّ اَحۡيَاهُمۡ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا يَشۡکُرُوۡنَ ۝ وَقَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۝ (پ۲۔بقرہ:۲۴۳،۲۴۴)

آیات کا ترجمہ کریں۔ شانِ نزول ومختصر تفسیر بیان کریں۔ خط کشیدہ جملہ کی ترکیبِ نحوی کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا حاصل تین امور ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شانِ نزول (۳) جملۂ مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کو جو کہ نکلے اپنے گھروں سے موت کے ڈر سے اس حال میں کہ وہ ہزاروں تھے۔ پھر فرمایا ان کو اللہ تعالیٰ نے کہ مرجاؤ پھر ان کو زندہ کردیا بے شک اللہ تعالیٰ فضل والا ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔

② آیات کا شانِ نزول وتفسیر:۔ ان آیات میں بنی اسرائیل کے ایک واقعہ کو ذکر کرکے اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ موت وحیات تقدیر الٰہی کے تابع ہے، جنگ وجہاد میں جانا موت کا سبب نہیں ہے اور اسی طرح بزدلی سے جان چرانا موت سے بچنے کا سبب نہیں ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کسی شہر میں رہتی تھی، وہاں کوئی سخت وباء طاعون وغیرہ پھیلا جس سے گھبرا کر یہ جماعت موت کے ڈر اور خوف سے اس شہر کو چھوڑ کر ایک وسیع میدان میں جا کر مقیم ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے بھیجے جنہوں نے میدان کے کناروں پر کھڑے ہو کر ایک آواز لگائی جس کے نتیجہ میں سب ہلاک ہوگئے ایک زمانہ دراز کے بعد بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر حضرت حزقیل علیہ السلام کا اس جگہ سے گزر ہوا تو انسانی ہڈیاں دیکھ کر حیران وپریشان ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ ان کو مکمل واقعہ بتلایا۔ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے انکی زندگی کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ ان سب لوگوں کو زندہ فرمادیا۔

شانِ نزول کو سامنے رکھتے ہوئے آیات کا حاصل یہ ہے کہ اے مخاطب! کیا تجھے ان لوگوں کا قصہ معلوم نہیں جو ہزاروں کی تعداد میں تھے اور وہ موت سے بچنے کیلئے اپنے گھروں سے نکل گئے، اللہ نے وہیں پر ان کو حکم دیا کہ مرجاؤ اور وہ سب مرگئے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دوبارہ ان کو زندہ کیا، اور بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں کے حال پر بڑا فضل کرنے والے ہیں مگر اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے

۔پس اے اہلِ ایمان! اس واقعہ پر غور کر کے اللہ کی راہ میں قتال کرو، موت سے نہ ڈرو، اور یقین رکھو کہ اللہ تعالی خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں، جہاد کرنے اور نہ کرنیوالوں کی باتیں سنتے اور ہر ایک کی نیت جانتے ہیں اور سب کو مناسب جزا دیں گے۔

③ جملۂ مخطوطہ کی ترکیب:۔ "خرج" فعل "واؤ" ذوالحال "من" جارہ "دیارھم" مضاف ومضاف الیہ مل کر مجرور ہو کر متعلق ہوا فعل کے "واؤ" حالیہ "ھم الوف" ممیز تمیز مل کر حال، ذوالحال حال ملکر فاعل ہوا فعل کا "حذر الموت" مضاف ومضاف الیہ مل کر مفعول لہ ہوا فعل کا، فعل اپنے فاعل و متعلق اور مفعول لہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی ...... هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۷﴾ (پ۳۔ آل عمران:۷)

آیت کا ترجمہ کریں۔ سورۃ آل عمران میں حضرت عیسیٰؑ کے ذکر سے متعلق آیات کے نزول کا سبب بیان کریں۔ مذکورہ آیت کی ایسی تفسیر کریں کہ نصاری نجران پر رد کی وضاحت ہو جائے۔ آیاتِ محکمات و متشابہات کا مصداق بیان کریں۔ آیاتِ محکمات کو امّ الکتاب کہنے کی وجہ ذکر کریں اور راسخون فی العلم کا مصداق واضح کریں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیت کا ترجمہ ② حضرت عیسیٰؑ کے متعلق آیات کے نزول کا سبب ③ آیت کی تفسیر اور نصاری نجران کا رد ④ آیاتِ محکمات و متشابہات کا مصداق ⑤ آیاتِ محکمات کو امّ الکتاب کہنے کی وجہ ⑥ **راسخون فی العلم** کا مصداق۔

جواب ...... ① آیت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالی ہی وہ ہستی ہے جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی، اس میں کچھ آیات محکم ہیں جو ام الکتاب (کتاب کی اصل بنیاد) ہیں اور کچھ دوسری آیات متشابہات ہیں۔ سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی (ٹیڑھا پن) ہے وہ ان کے پیچھے پڑتے ہیں جو قرآن میں متشابہات ہیں تاکہ فتنہ پیدا کریں اور ان کا مطلب تلاش کریں اور ان کا صحیح مطلب اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اور جو لوگ پختہ علم والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے، سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نصیحت صرف عقل والے ہی حاصل کرتے ہیں۔

② حضرت عیسیٰؑ کے متعلق آیات کے نزول کا سبب:۔ پچھلی چند آیات میں توحید باری تعالی کا اثبات تھا، اس آیت میں توحید کے خلاف بعض شبہات کا جواب ہے۔ ایک دفعہ نجران کے کچھ نصاری حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مذہبی گفتگو شروع کی، آپ ﷺ نے نصاری کے عقیدۂ تثلیث کی بڑی تفصیل سے تردید فرما کر توحید کو ثابت کیا، آپ ﷺ نے اپنے دعوی پر اللہ تعالی کی صفات حیات دائمہ، قدرت کاملہ، علم محیط اور قدرت تخلیق میں اللہ تعالی کے یکتا اور منفرد ہونے سے استدلال کیا، اور یہ سب مقدمات نصاری کو تسلیم کرنا پڑے، جب توحید ثابت ہوگئی تو اسی سے تثلیث کے عقیدہ کا بطلان بھی ثابت ہوگیا، ان لوگوں نے قرآن کے ان الفاظ پر اپنے کچھ شبہات پیش کئے جن میں عیسی علیہ السلام کا روح اللہ یا کلیم اللہ ہونا مذکور ہے کہ ان الفاظ سے حضرت عیسی علیہ السلام کی شرکت الوہیت ثابت ہوتی ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں مسیح علیہ السلام کے متعلق تصریح کردی: **ان ھو الّا عبد انعمنا علیه**۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: **انّ مثل عیسٰی عند اللّٰه کمثل اٰدم خلقه من تراب**۔ ان آیات اور ان کی مثل دوسری بہت سی آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام اللہ تعالی کے برگزیدہ بندے اور اسکی مخلوق ہیں، لہذا نصاری کا ان کے بارے میں الوہیت اور ابنیت کا دعوی کرنا صحیح نہیں۔

③ آیت کی تفسیر اور نصاری نجران کا رد:۔ نجران کے نصاری کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے پیغمبر! اللہ تعالی وہ ہستی ہے جس نے تم پر کتاب کو نازل کیا ہے، جس کا ایک حصہ وہ آیتیں ہیں جن کا مطلب ظاہر ہے اور یہی آیتیں قرآن کریم کا اصلی مدار ہیں اور دوسری کچھ آیتیں ایسی ہیں جو مشتبہ المراد ہیں یعنی ان کا مطلب خفی ہے (مجمل ہونے کی وجہ سے یا کسی ظاہر المراد نص کے ساتھ معارض ہونے کی وجہ سے) سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ تو دین میں شورش اور اس مشتبہ المراد کا غلط مطلب ڈھونڈنے کی غرض سے اسکے اسی حصہ کے

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

پیچھے پڑ جاتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے تاکہ اپنے غلط عقیدہ میں اس سے مطلب حاصل کریں، حالانکہ اس کا صحیح مطلب حق تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا یا اگر وہ خود قرآن وحدیث کے ذریعہ سے صراحۃً یا اشارۃً بتلادیں (جیسے لفظ صلوٰۃ کی مراد صراحۃً معلوم ہوگئی اور استواء علی العرش وغیرہ کی تاویل بعض کی رائے پر قواعد کلیہ سے معلوم ہوگئی) تو بس اسی قدر دوسروں کو بھی خبر ہوسکتی ہے، زیادہ معلوم نہیں ہوسکتا، جیسے مقطعات قرآنیہ کے الف لام میم وغیرہ کے معنی کسی کو معلوم نہیں ہوئے، اور بعض کی رائے پر استواء علی العرش کے معنی بھی معلوم نہیں ہوئے، اسی لئے جو لوگ علمِ دین میں پختہ کار اور فہیم ہیں وہ ایسی آیتوں کے متعلق کہتے ہیں کہ ہم ان پر اجمالاً یقین رکھتے ہیں یہ سب ظاہر المعنی وخفی المعنی آیات ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں، پس ان کے جو کچھ معنی اور مراد واقع میں ہوں وہ حق ہیں۔ اور نصیحت کی بات وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو کہ اہل عقل ہیں یعنی عقل کا مقتضا بھی یہی ہے کہ مفید اور ضروری بات میں مشغول ہو، مضر اور فضول قصہ میں نہ لگے۔ (خلاصۂ تفسیر)

❹ آیاتِ محکمات ومتشابہات کا مصداق:۔ محکمات ان آیات کو کہتے ہیں جن کی مراد ایسے شخص پر بالکل ظاہر اور بیّن ہو جو قواعد عربیہ کو اچھی طرح جاننے والا ہو، اور جن آیات کی تفسیر اور معانی ایسے شخص پر ظاہر نہ ہوں ان کو متشابہات کہتے ہیں۔

❺ آیاتِ محکمات کو امّ الکتاب کہنے کی وجہ:۔ آیاتِ محکمات کو اللہ تعالیٰ نے ام الکتاب کہا، اسلئے کہ ساری تعلیمات کا اصل اصول یہی آیات ہوتی ہیں جن کے معانی اور مفاہیم اشتباہ والتباس سے پاک ہوتے ہیں۔ دوسری قسم کی آیات میں چونکہ متکلم کی مراد مبہم اور غیر متعین ہوتی ہے اسلئے ان آیات کے بارے میں صحیح طریقہ یہ ہے کہ ان کو امّ الکتاب کی طرف راجع کرکے دیکھنا چاہئے، جو معانی اس کے خلاف ہوں ان کی قطعاً نفی کی جائے اور متکلم کی مراد وہ سمجھی جائے جو آیاتِ محکمات کے مخالف نہ ہو اور کوئی ایسی تاویل اور توجیہ صحیح نہ سمجھی جائے گی جو اصول مسلمہ اور آیات محکمہ کے خلاف ہو۔

❻ راسخون فی العلم کا مصداق:۔ یہ لوگ اہل السنۃ والجماعۃ ہیں جنہوں نے مضبوطی کے ساتھ قرآن وحدیث کے محکمات کو پکڑ لیا ہے اور قرآن مجید کی تفسیر میں صحابہ اور تابعین کے اجماع کی پیروی کی ہے اور متشابہات کو محکمات کی طرف لوٹا دیا ہے اور اپنی خواہشات اور نفسانی ملمع کاریوں کو ترک کردیا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو مسلمان ہوگئے تھے۔ اہلِ تصوف کہتے ہیں کہ راسخ فی العلم وہ لوگ ہیں جو نفس اور عناصر کو فنا کرکے خواہشات سے بالکل الگ ہو چکے ہیں، تجلیاتِ ذاتیہ میں ایسے ڈوبے ہوئے ہیں کہ کوئی شبہ ان کو لاحق ہی نہیں ہوسکتا۔ طبرانی وغیرہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راسخین فی العلم کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا: جو لوگ قسم کے پورے، زبان کے سچے، استقامت قلبی رکھنے والے اور شکم وشرمگاہ کو حرام سے بچانے والے ہیں وہ راسخین فی العلم میں سے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

﴿السوال الثانی﴾ ١٤٤٣ھ

الشق الاوّل ...... اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَاۤءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۞ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۞ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ۞ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ۞ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۚ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۞ (پ۵۔نساء:۵۱تا۵۵)

آیات کا ترجمہ اور شانِ نزول تحریر کریں۔ جبت اور طاغوت کی مراد واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا شانِ نزول ③ جبت اور طاغوت کی مراد۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اے پیغمبر! کیا آپ ان لوگوں کا حال نہیں دیکھتے جنہیں کتاب اللہ سے ایک حصہ دیا گیا تھا جو جبت اور طاغوت کو مانتے ہیں اور کافروں کی نسبت کہتے ہیں کہ یہی لوگ (تم لوگ) مسلمانوں سے زیادہ سیدھے راستہ پر ہیں (ہدایت یافتہ ہیں)۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی (پھٹکار ڈالی ہے) اور جس پر اللہ لعنت کردے تم اس کیلئے کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔ کیا ان لوگوں کو ملک وبادشاہی میں سے کچھ حصہ ملا ہوا ہے،، اگر ایسی بوت ہوتی تو یہ لوگوں کو گٹھلی کے شگاف کے برابر

بھی کوئی چیز نہ دیتے۔ یا یہ لوگوں سے اس بناء پر حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے (کیوں) دیا ہے؟ سو ہم نے آل ابراہیم کو کتاب وحکمت دی اور ہم نے ان کو بڑی سلطنت عطاء کی تھی۔ چنانچہ ان میں سے بعض اس پر ایمان لائے اور بعض نے اس سے روگردانی کی اور دوزخ ان کافروں کیلئے دہکتی ہوئی آگ کی شکل میں کافی ہے۔

٢ آیات کا شانِ نزول:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی سردار حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف اپنی ایک جماعت کو جنگِ اُحد کے بعد لے کر مکہ مکرمہ میں قریش کے ساتھ ملنے آئے، یہود کا سردار کعب بن اشرف ابوسفیان کے پاس آیا اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ان کے ساتھ تعاون کرنے کا وعدہ کیا، اہل مکہ نے کعب بن اشرف کو کہا کہ تم ایک دھوکہ باز قوم ہو اگر تم واقعی اپنے قول میں سچے ہو تو ہمارے ان دونوں بتوں (جبت اور طاغوت) کے سامنے سجدہ کرو، چنانچہ اس نے قریش کو مطمئن کرنے کیلئے ایسا ہی کیا۔ اسکے بعد کعب نے قریش سے کہا کہ تیس آدمی تم میں سے اور تیس آدمی ہم میں سے سامنے آئیں تا کہ ربِّ کعبہ کے ساتھ اس چیز کا عہد کریں کہ ہم سب مل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کریں گے، کعب بن اشرف کی یہ تجویز قریش کو پسند آئی، اس طرح انہوں نے مسلمانوں کیخلاف ایک متحدہ محاذ قائم کیا اسکے بعد ابوسفیان نے کعب بن اشرف سے کہا کہ تم اہلِ علم ہو تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے لیکن ہم جاہل ہیں اسلئے آپ ہمارے متعلق بتائیں کہ ہم حق پر چلنے والے ہیں یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم؟ کعب نے پوچھا تمہارا دین کیا ہے؟ ابو سفیان نے کہا کہ ہم حجاج کیلئے اپنے اونٹوں کو ذبح کرتے ہیں ان کا دودھ پلاتے ہیں مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اپنے خویش واقرباء کے تعلق کو قائم رکھتے ہیں، بیت اللہ کا طواف وعمرہ کرتے ہیں۔ اسکے برخلاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آبائی دین کو چھوڑ دیا ہے، وہ اپنوں سے علیحدہ ہو چکا ہے، اس نے ہمارے قدیم دین کیخلاف ایک نیا دین پیش کیا ہے۔ ان باتوں کو سن کر کعب بن اشرف نے کہا کہ تم لوگ حق پر ہو محمد گمراہ ہو چکا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات نازل فرمائیں اور ان کے دجل وفریب کی مذمت کی۔ (معارف القرآن۔۲:۴۳۲)

٣ جبت اور طاغوت کی مزید تفسیر:۔ جبت اور طاغوت کی تفسیر میں علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ یہ قریش کے دو بتوں کے نام ہیں لیکن دیگر مفسرین کے ان کے بارے میں متعدد اقوال ہیں: ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ، شعبیؒ ومجاہدؒ فرماتے ہیں کہ جبت سے مراد سحر اور طاغوت سے مراد شیطان ہے۔ ② محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ جبت سے مراد کاہن اور طاغوت سے مراد جادوگر ہیں۔ ③ ابن جبیر اور ابوالعالیہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جبت سے مراد ساحر اور طاغوت سے مراد کاہن ہے۔

میں کہتا ہوں کہ بظاہر اس جگہ جبت سے مراد بت ہیں جنکے اندر کوئی خیر نہیں ہوتی اور طاغوت سے مراد بتوں کے شیطان ہیں۔ (مظہری ۳:۸۶)

الشق الثانی ...... وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝٧٤ وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝٧٥ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝٧٦ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّاۗلِّيْنَ ۝٧٧ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝٧٨ اِنِّىْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝٧٩

آیات کا ترجمہ کریں۔ آیات کی تفسیر کریں۔ ان آیات کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورج کو رب کہا؟ اشکال کا جواب تحریر کریں۔ جَنَّ، اَفَلَ، تُشْرِكُوْنَ کونسے صیغے ہیں؟ (پ ۷۔ انعام: ۷۴تا۷۹)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل چار امور ہیں ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ اشکال کا جواب ④ صیغوں کی وضاحت۔

جواب ...... **١ آیات کا ترجمہ:۔** اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تو ان بتوں کو معبود بناتا ہے؟ میں تجھ کو اور تیری قوم کو کھلی ہوئی گمراہی میں دیکھتا ہوں اور اسی طرح ہم ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین میں اپنی حکومت کا مشاہدہ کراتے تھے اور تا کہ وہ (عینی) یقین رکھنے والوں میں سے ہو جائے، جب اس پر رات (کی تاریکی) چھا گئی تو اس نے ایک ستارہ دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے، پھر جب ستارہ چھپ گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا میں غائب ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا پھر جب چاند کو چمکتا دیکھا تو اس نے کہا یہ میرا رب ہے پھر جب چاند بھی چھپ گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا اگر میرا رب ہی مجھے سیدھی راہ نہ بتائے گا تو میں گمراہ

لوگوں میں سے ہو جاؤں گا، پھر جب سورج کو دمکتا دیکھا تو اس نے کہا یہ میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ ڈوب گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے میری قوم! تم جن چیزوں کو شریک بناتے ہو میں ان سب سے بری و بیزار ہوں۔ میں اپنا منہ اس کی طرف متوجہ کرتا ہوں جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا اور میں اس کے ساتھ شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

۲ آیات کی تفسیر:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا والد (اس کا نام آزر تھا) بھی بت پرست تھا اور ساری دنیا کفر وشرک میں مبتلا تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی برادری اور ان کے باپ دوہرے شرک میں مبتلا تھے کہ بتوں کی بھی پرستش کرتے تھے اور ستاروں کی بھی، اسی لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہی دونوں مسئلوں پر اپنے باپ اور اپنی قوم سے مناظرہ کیا، اور پھر سب کو توحید حق کا سبق دیا تھا۔

پہلی آیت میں ہے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کہ تم نے اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں کو اپنا معبود بنالیا ہے، میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں، اے میرے والد تم کیوں ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور تمہیں کوئی فائدہ نہ دے، تم شیطان کی عبادت نہ کرو اور تم جس دین پر ہو اس پر قائم رہنے سے اللہ پاک کی طرف سے عذاب پہنچے گا۔ ان کے باپ نے ساری سنی ان سنی کردی اور کوئی بات نہ مانی۔ اگلی آیات میں ستاروں کا قابلِ عبادت نہ ہونا بیان فرمایا کہ ایک رات جب تاریکی چھا گئی اور ایک ستارہ پر نظر پڑی تو اپنی قوم سے کہا کہ یہ ستارہ میرا رب ہے؟ مطلب یہ تھا کہ تمھارے خیالات وعقائد کی رو سے یہی میرا اور تمھارا رب یعنی پالنے والا ہے، اب تھوڑی دیر میں اسکی حقیقت دیکھ لینا، چنانچہ کچھ دیر کے بعد وہ غروب ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں غروب ہو جانے والی چیزوں سے محبت نہیں رکھتا اور جس کو خدا یا معبود بنایا جائے ظاہر ہے کہ وہ سب سے زیادہ محبت وعظمت کا مستحق ہونا چاہئے، اسکے بعد پھر کسی دوسری رات میں چاند چمکتا ہوا نظر آیا تو پھر اپنی قوم سے فرمایا کہ تمھارے عقائد کے مطابق یہ میرا رب ہے؟ مگر اسکی حقیقت بھی کچھ دیر کے بعد سامنے آجائے گی، چنانچہ جب چاند غروب ہو گیا تو فرمایا اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ کرتا رہتا تو میں بھی تمھاری طرح گمراہوں میں داخل ہو جاتا اور چاند ہی کو اپنا رب اور معبود سمجھ بیٹھتا، لیکن اسکے طلوع وغروب کے بدلنے والے حالات نے مجھے متنبہ کردیا کہ یہ ستارہ بھی قابل عبادت نہیں۔ اسکے بعد ایک روز آفتاب کو نکلتے ہوئے دیکھا تو پھر قوم سے فرمایا کہ تمھارے خیال میں یہ میرا رب ہے، اور یہ تو سب سے بڑا ہے، مگر اس بڑے کی حقیقت و حیثیت بھی عنقریب تمھارے سامنے آجائے گی۔ چنانچہ آفتاب بھی اپنے وقت پر غروب ہو گیا، تو قوم پر آخری حجت تمام کرنے کے بعد اب اصل حقیقت کو واضح طور پر بیان فرمایا کہ اے میری قوم میں تمھارے ان مشرکانہ خیالات سے بیزار ہوں کہ تم نے خدا تعالیٰ کی مخلوقات کو ہی خدا کا شریک بنا رکھا ہے۔ اسکے بعد فرمایا کہ میرا اور تمھارا رب ان تمام مخلوقات میں سے کوئی نہیں ہو سکتا، جو خود اپنے وجود میں دوسرے کی محتاج ہیں، اور ہر وقت ہر آن عروج ونزول اور طلوع وغروب کے تغیرات میں گھری ہوئی ہیں، بلکہ ہم سب کا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور ان میں پیدا ہونے والی تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے، اسلئے میں نے اپنا رخ تمھارے سب خود تراشیدہ بتوں اور تغیرات وتاثرات میں گھرے ہوئے ستاروں سے پھیر کر صرف ایک خدائے وحدہ لاشریک لہ کی طرف کرلیا ہے، اور میں تمھاری طرح مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

۳ اشکال کا جواب:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سورج کو هٰذَا رَبِّي کہنے کے متعدد جواب دیئے گئے ہیں: ① یہ کلام مخاطب کے اعتبار سے ہے کہ تمہارے خیال میں یہ میرا رب ہے ② هٰذَا سے پہلے ہمزۂ استفہام محذوف ہے یعنی کیا یہ میرا رب ہے؟ ③ از راہِ فرض یہ جملہ فرمایا یعنی بفرضِ محال یہ میرا رب ہے، تاکہ آگے ان کے قول کی تردید کی جائے۔ (مظہری)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

۴ جَنَّ، اَفَلَ، تُشْرِكُوْنَ صیغوں کی وضاحت:۔ جَنَّ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر جَنًّا (نصر۔ مضاعف) چھا جانا۔

اَفَلَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر اُفُوْلًا (نصر، ضرب، سمع۔ مہموز) غائب ہونا۔ غروب ہونا۔

تُشْرِكُوْنَ: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل مضارع معلوم از مصدر اِشْرَاكًا (افعال) بمعنی شرک کرنا۔ شریک ٹھہرانا۔

السوال الثالث ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ...... وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا

بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ (پ ۹۔اعراف:۱۷۲تا۱۷۴)

مذکورہ آیات کا ترجمہ ومختصر تفسیر کرتے ہوئے "عہدِ الست" کی حقیقت بیان کیجئے اور بتایئے کہ ذریت آدم علیہ السلام سے یہ عہد کب اور کہاں اور کس طرح لیا گیا، اور عہد لے لیا گیا ہے تو پھر پیدائش کے بعد انسان کفر میں کیوں مبتلا ہوتا ہے مخطوطہ حصہ کی ترکیب نحوی بھی کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چھ امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کی تفسیر (۳) عہدِ الست کی حقیقت (۴) عہدِ الست کا وقت، مقام اور کیفیت (۵) عہدِ الست کے بعد کفر میں مبتلا ہونے کی وجہ (۶) جملۂ مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ آیات کا ترجمہ:۔ اور جب نکالا تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو اور اقرار کرایا ان سے ان کی جانوں پر کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ کہا انہوں نے کیوں نہیں؟ (یعنی آپ ہی ہمارے رب ہیں) ہم اقرار کرتے ہیں۔ کبھی روزِ قیامت کہنے لگو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے۔ یا کہنے لگو کہ شرک تو ہمارے آباء واجداد نے کیا تھا ہم سے پہلے ہم تو ان کے بعد ان کی اولاد تھے۔ کیا تُو ہلاک کرتا ہے ہمیں اس کام پر جو کیا گمراہوں نے اور اسی طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں آیات۔ تاکہ وہ لوٹ آئیں۔

❷ و ❸ آیات کی تفسیر اور عہدِ الست کی حقیقت:۔ ان آیات میں عہدِ الست کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالمِ ارواح میں آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو اور اولادِ آدم علیہ السلام کی پشتوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور پھر ان کو سمجھ عطا کر کے اپنی ربوبیت والوہیت کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب ومعبود نہیں ہوں؟ سب نے عقلِ خداداد سے حقیقتِ امر ومعاملہ کو سمجھ کر جواب دیا کہ واقعتاً آپ ہی ہمارے رَب ومعبود ہیں۔ اس وقت وہاں جتنے فرشتے اور مخلوقات حاضر تھے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو گواہ بنا کر سب کی طرف سے ارشاد فرمایا: **شهدنا** کہ ہم اس عہدِ الست کے گواہ بنتے ہیں یہ عہد تم سے اسلئے لیا گیا تاکہ تم روزِ قیامت ترکِ توحید اور اختیارِ شرک کی وجہ سے یہ نہ کہو کہ ہم اس توحید سے بے خبر تھے۔ یا یہ کہو کہ اصل شرک تو ہمارے آباء واجداد نے کیا تھا ہم تو ان کی نسل ہونے کی وجہ سے عقائد وخیالات میں ان کے تابع تھے لہٰذا ہمارے بڑوں کی خطاء کی وجہ سے ہمیں سزا نہیں ہوسکتی۔ ہم بے خطا ہیں، غلط راہ نکالنے والوں کی وجہ سے آپ ہمیں ہلاکت میں نہیں ڈال سکتے۔ پس اس اقرار واشہاد کے بعد اب تمہارے یہ تمام عذر ختم ہو گئے۔ اسکے بعد ان سب سے وعدہ کیا گیا کہ یہ عہد تمہیں دنیا میں پیغمبروں کے ذریعہ سے یاد دلایا جائے گا۔ چنانچہ اس آیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی واقعہ کے یاد دلانے کا حکم دیا جا رہا ہے اور فرمایا کہ ہم اسی طرح اپنی آیات صاف صاف کھول کھول کر بیان کرتے ہیں تاکہ ان کو عہد کا ہونا معلوم ہو جائے اور وہ شرک وغیرہ سے باز رہیں۔

❹ عہدِ الست کا وقت، مقام وکیفیت:۔ مفسرِ قرآن حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ عہد واقرار اس وقت لیا گیا تھا جب آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا گیا تھا اور اس کا مقام وادیٔ نعمان (میدان عرفات) تھا اور ممکن ہے کہ اس کی کیفیت یہ ہو کہ خالقِ کائنات نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام انسانوں کو ایک ذرہ کی صورت میں پیدا فرمایا اور بقدرِ ضرورت ان کو عقل وفہم اور شعور وادراک دے دیا ہو اور پھر ان سے وہ عہد لیا ہو جس کا ذکر تفسیر میں گزر چکا ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❺ عہدِ الست کے بعد کفر میں مبتلا ہونے کی وجہ:۔ اس عہد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل میں معرفتِ حق کا بیج ڈال دیا ہے خواہ اس انسان کو خبر ہو یا نہ ہو وہ بیج پرورش پا رہا ہے اسی کے نتیجہ میں ہر انسان کی فطرت میں حق تعالیٰ کی محبت وعظمت پائی جاتی ہے خواہ اس کا ظہور بت پرستی اور مخلوق پرستی کے کسی غلط پیرایہ میں ہو وہ بدنصیب لوگ جو مادی خواہشات یا گمراہ سوسائٹی میں پڑ گئے اور ان کی فطرت مسخ ہو گئی اور عقلی ذائقہ خراب ہو گیا۔ صحیح غلط کی تمیز نہ رہی تو وہ اس عہد کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے علاوہ بقیہ اربوں انسان تو اپنے رب کی عظمت اور دھن میں لگے ہوئے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "**كل مولود يولد على الفطرة**" کہ ہر پیدا ہونے والا دینِ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اسکے ماں باپ اس کو دوسرے خیالات میں مبتلا کر دیتے ہیں اور حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندوں کو حنیف یعنی ایک خدا کا ماننے والا پیدا کیا ہے۔ پھر شیاطین ان کے پیچھے لگ گئے اور ان کو صحیح راستہ سے دور لے گئے۔

❻ جملہ مخطوطہ کی ترکیب:۔ "او" عاطفہ "تقولوا" فعل وفاعل مل کر قول "انما" کلمۂ حصر "اشرک" فعل "آباء نا" مضاف و مضاف الیہ مل کر فاعل، فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر مقولہ ہوا قول کا۔ قول مقولہ مل کر جملہ قولیہ معطوفہ ہوا۔ "لعلّ" حرف از حروفِ مشبہ بالفعل "ھم" ضمیر اس کا اسم "یرجعون" فعل وفاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر، لعلّ اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی ...... اَلَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿٣٦﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿٣٧﴾ (پ٢٤۔ مؤمن: ٣٥ تا ٣٧)

آیات کا ترجمہ لکھیں۔ فرعون نے ہامان سے کیا کام کہا تھا؟ اور اُسے ایسا کرنے کا کیوں کہا؟ فرعون کی سرکشی کا کیا انجام ہوا؟

﴿ خلاصۂ سوال ﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② فرعون کی طرف سے ہامان کے ذمہ لگایا گیا کام اور اسکی وجہ ③ فرعون کی سرکشی کا انجام۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ جولوگ اپنے پاس کسی واضح دلیل کے آئے بغیر اللہ تعالی کی آیات میں جھگڑے بازی کرتے ہیں یہ بات اللہ کے نزدیک اور اہل ایمان کے نزدیک بہت قابلِ نفرت ہے اسی طرح اللہ تعالی ہر متکبر جابر شخص کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ اور فرعون نے کہا کہ اے ہامان! میرے لیے ایک محل (اونچی عمارت) بنا دے تا کہ میں ان راستوں تک پہنچ جاؤں، جو آسمانوں کے راستے ہیں پھر میں موسی کے معبود کو جھانک سکوں اور بیشک میں تو اسے جھوٹا ہی سمجھتا ہوں اور اسی طرح فرعون کیلئے اس کا برا عمل مزین کر دیا گیا اور وہ راستہ سے روک دیا گیا اور فرعون کی ہر تدبیر ہلاکت میں لے جانے والی ہی تھی۔

② فرعون کی طرف سے ہامان کے ذمہ لگایا گیا کام اور اسکی وجہ:۔ جب فرعون کے سامنے حضرت موسی علیہ السلام نے اپنی دعوت پیش کی تو اس نے مختلف سوال و جواب کیے، قتل کی دھمکی دی، بڑی ڈینگیں ماریں، اپنی عوام کو دھوکہ دینے کیلئے طرح طرح کی باتیں نکالیں انہیں باتوں میں سے ایک یہ بات تھی کہ اس نے اپنے وزیر ہامان سے کہا کہ ذرا ایک محل وا ونچی عمارت بناؤ جو آسمان کے قریب تک پہنچ جائے جس پر جا کر میں موسی کے خدا کو جھانک کر دیکھ لوں۔ جھوٹے معبود ایسے ہی ہوتے ہیں دعوی تو اس کا یہ تھا کہ میں سب سے بڑا رب ہوں اور حال یہ تھا کہ آسمانوں کی خبر جاننے کیلئے اونچی عمارت اور سیڑھیوں کا محتاج تھا چونکہ صرف عوام کو دھوکا دینا مقصود تھا اسلئے بلند عمارت کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ اس نے پہلے ہی کہہ دیا کہ میں موسی کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔

کسی صحیح اور قوی روایت سے یہ ثابت نہیں ہے کہ ایسا کوئی عالیشان بلند محل تعمیر ہوا یا نہیں۔ قرطبی نے نقل کیا ہے کہ یہ بلند عمارت تعمیر کی گئی تھی جو بلندی پر پہنچتے ہی منہدم ہوگئی۔ (معارف القرآن وانوار البیان)

③ فرعون کی سرکشی کا انجام:۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اسی طرح فرعون کیلئے اسکی بدکرداری وبُرے اعمال مزین کر دئے گئے جنہیں وہ اچھا سمجھتا تھا جس کے نتیجہ میں وہ راہِ حق سے روک دیا گیا، موسی علیہ السلام کا مقابلہ کرنے کیلئے وہ تدبیریں سوچتا رہا مگر کوئی تدبیر اسکے کام نہ آئی، کیونکہ فرعون کی تدبیر ہلاکت ہی میں لے جانے والی تھی جو سوچا سب الٹا پڑا بالآخر خود بھی ڈوبا اور اپنے لشکر کو بھی لے ڈوبا۔

0313 6257913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿یا ربّ صلّ وسلّم دائما ابدًا علٰی حبیبک خیر الخلق کلّھم﴾

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز
کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل
کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نور اللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد **محمد یٰسین شاکر**

نمبر شمار	اجمالی فہرست	صفحہ نمبر
پہلا پرچہ	تفسیر	۰۴
دوسرا پرچہ	حدیث	٦٥
تیسرا پرچہ	فقہ	۹۳
چوتھا پرچہ	تاریخ و ادب	۱۱۳
پانچواں پرچہ	صرف و نحو	۱۳۷
چھٹا پرچہ	سیرت و اخلاق	۱۷۲

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الورقة الثانية: فى الحديث

﴿الورقة الثانية: فى الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱٤٣٧ھ

الشق الاوّل ...... عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَسِیْرُ فِیْ طَرِیْقِ مَکَّةَ فَمَرَّ عَلٰی جَبَلٍ یُّقَالُ لَهٗ جُمْدَانُ فَقَالَ سِیْرُوْا هٰذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتِ۔

حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ هٰذا جمدان کہنے کی وجہ تحریر کریں نیز اللہ کے ذکر کے پانچ فضائل بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں: (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) هٰذا جمدان کہنے کی وجہ (۴) ذکر اللہ کے پانچ فضائل۔

جواب ...... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں جمدان نامی پہاڑ سے گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہاڑ جمدان ہے، مُفردون سبقت لے گئے، عرض کیا گیا مُفردون کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا زیادہ ذکر کرنے والے بندے اور زیادہ ذکر کرنیوالی بندیاں۔

❸ هٰذا جمدان کہنے کی وجہ:۔ جمدان مدینہ طیبہ کے قریب ایک دن کی مسافت پر واقع ایک پہاڑی کا نام ہے اور متعدد احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ زمین کے جس حصہ پر اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اُس ذکر کا شعور اور احساس اُس زمین کو ہوتا ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے سے پوچھتا ہے کہ کیا آج اللہ کا نام لینے والا بندہ تیرے اوپر سے گزرا؟ جب وہ جواب میں ہاں کہتا ہے تو پہلا پہاڑ کہتا ہے کہ تجھے بشارت ہو اور مبارک ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ جمدان پہاڑ سے گزرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات منکشف ہوئی تھی اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلی بات کہنے سے قبل فرمایا کہ هٰذا جمدان۔

❹ ذکر اللہ کے پانچ فضائل:۔ ① ذکر کرنیوالا دل زندہ اور ذکر نہ کرنے والا دل مُردہ قرار دیا گیا ہے۔ ② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ارشادِ خداوندی ہے جس وقت بندہ میرا ذکر کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں اُس وقت میں اپنے اُس بندہ کے ساتھ ہوتا ہوں۔ ③ ارشادِ باری ہے: تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، یاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے تمہیں نوازوں گا۔ ④ ارشادِ باری ہے: تم کثرت سے ساتھ اللہ کا ذکر کرو تاکہ تم فلاح اور کامیابی حاصل کرسکو۔ ⑤ ارشادِ باری ہے کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتوں کیلئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم یعنی خاص بخشش اور عظیم ثواب تیار کر رکھا ہے۔

الشق الثانی ...... عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کَثِیْرًا مَا یَقُوْلُ لَنَا مَعْشَرَ اَصْحَابِیْ مَا یَمْنَعُکُمْ اَنْ تُکَفِّرُوْا ذُنُوْبَکُمْ بِکَلِمَاتٍ یَسِیْرَةٍ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاهِیَ ؟ قَالَ تَقُوْلُوْنَ مَقَالَةَ اَخِی الْخِضْرِ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاکَانَ یَقُوْلُ ؟ قَالَ کَانَ یَقُوْلُ ؟ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا تُبْتُ اِلَیْکَ مِنْهُ ثُمَّ عُدْتُّ فِیْهِ وَاسْتَغْفِرُکَ لِمَا اَعْطَیْتُکَ مِنْ نَفْسِیْ ثُمَّ لَمْ اُوْفِ لَکَ بِهٖ وَاسْتَغْفِرُکَ لِلنِّعَمِ الَّتِیْ اَنْعَمْتَ بِهَا عَلَیَّ فَتَقَوَّیْتُ بِهَا عَلٰی مَعَاصِیْکَ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِکُلِّ خَیْرٍ اَرَدْتُّ بِهٖ وَجْهَکَ فَخَالَطَنِیْ فِیْهِ مَالَیْسَ لَکَ اَللّٰهُمَّ لَاتُخْزِنِیْ فَاِنَّکَ بِیْ عَالِمٌ وَلَا تُعَذِّبْنِیْ فَاِنَّکَ عَلَیَّ قَادِرٌ۔ (ص ۲۱۵) حدیث پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ نیز استغفار کے فوائد بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں: (۱) حدیث پر اعراب (۲) حدیث کا ترجمہ (۳) استغفار کے فوائد۔

جواب ...... ❶ حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں سے اکثر فرمایا کرتے تھے اے میرے

ساتھیو! تمہارے لئے کیا چیز اس سے مانع ہوسکتی ہے کہ چند آسان کلموں کے ذریعے اپنے گناہوں کی صفائی کرلیا کرو، عرض کیا گیا یارسول اللہ! وہ کون سے کلمے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کہا کرو جو میرے بھائی خضر کہا کرتے تھے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! وہ کیا کہا کرتے تھے؟ فرمایا: وہ کہا کرتے تھے (اے اللہ! میں تجھ سے معافی اور بخشش چاہتا ہوں اُن گناہوں کی جن سے میں نے تیرے حضور میں توبہ کی ہو اور شامتِ نفس سے پھر پلٹ کر ہی گناہ دوبارہ کئے ہوں اور میں تجھ سے معافی اور بخشش چاہتا ہوں اس عہد کے بارے میں جو میں نے اپنی ذات کی طرف سے تجھ سے کیا ہو اور پھر میں نے اس کو وفا نہ کیا ہو بلکہ عہد شکنی کی ہو اور میں تجھ سے معافی اور بخشش چاہتا ہوں اُن نعمتوں کے بارے میں جن سے طاقت وقوت حاصل کر کے میں نے تیری نافرمانیاں کی ہوں اور تجھ سے معافی اور بخشش کا سوال کرتا ہوں ہر اس نیکی کے بارے میں جو میں نے تیری رضا جوئی کی نیت سے کرنی چاہی ہو اور پھر اس میں تیرے ماسوا دوسرے اغرض کی آمیزش ہوگئی ہو۔ اے میرے اللہ! مجھے دوسروں کے سامنے رسوا نہ کرنا۔ بیشک تو مجھے خوب جانتا ہے، تجھ سے میرا کوئی راز ڈھکا چھپا نہیں ہے اور میرے گناہوں پر مجھے عذاب نہ دینا، تجھے مجھ پر ہر طرح قدرت حاصل ہے (اور میں بالکل عاجز اور تیرے قبضہ واختیار میں ہوں)۔

❸ استغفار کے فوائد:۔ استغفار وتوبہ کے وقت بندہ اپنی گناہگاری اور تقصیر کے احساس کی وجہ سے انتہائی ندامت اور احساس پستی کی حالت میں ہوتا ہے اور گناہ کی گندگی کی وجہ سے مالک کو منہ دکھانے کے قابل نہیں سمجھتا اور اپنے آپ کو مجرم وخطاء وار سمجھ کر معافی و بخشش مانگتا ہے اور آئندہ کیلئے توبہ کرتا ہے اسلیئے بندگی، تذلل اور قصور واری کے احساس کی جو کیفیت استغفار وتوبہ کے وقت ہوتی ہے وہ کسی دوسری دعا کے وقت نہیں ہوتی۔ اس بناء پر استغفار وتوبہ اعلیٰ درجہ کی عبادت اور قرب الٰہی کا بلند ترین مقام ہے۔

توبہ واستغفار کرنیوالے بندوں کیلئے صرف معافی اور بخشش ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ومحبت اور پیار کی بشارت ہے۔

اس سے بڑھ کر توبہ واستغفار کی اور کیا فضیلت ہوسکتی ہے کہ آپ ﷺ نے کثرت کے ساتھ توبہ واستغفار کرنے کی ترغیب دی ہے اور خود بھی ایک دن میں سو سو مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ توبہ واستغفار مجرموں اور گناہگاروں کیلئے مغفرت اور رحمت کا ذریعہ ہے، صالحین اور معصومین ومقربین کے لئے درجاتِ قرب ومحبوبیت میں انتہائی ترقی کا وسیلہ ہے۔

توبہ واستغفار کے نتیجے میں بندہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہوجاتا ہے جیسے وہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

السوال الثانی ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ......عن علیّ قال نهی رسول الله ﷺ عن بیع المضطر و عن بیع الغرر و عن بیع الثمرة قبل ان تدرك

حدیث میں کون سی تین بیوع سے منع کیا گیا ہے؟ بولی لگا کر خرید وفروخت کا حکم حدیث کی روشنی میں ذکر کریں۔ (۷:۴۸۷)

جواب ...... ❶ ممنوعہ بیوع کی وضاحت:۔ ① مضطر کی بیع: آدمی فقر وفاقہ، کسی حادثہ یا کسی ناگہانی آفت کی وجہ سے اپنی کوئی چیز بیچنے کیلئے یا کھانے پینے کی کوئی چیز خریدنے کیلئے مضطر ومجبور ہوتا ہے۔ وہ کم قیمت کے ساتھ بیچنے یا زیادہ قیمت کے ساتھ خریدنے کیلئے مجبور ہوتا ہے تو اسکی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے۔ ② غرر ودھوکہ کی بیع: ایسی بیع جس میں دھوکہ کا امکان و پہلو ہو، مثلاً وہ چیز (شکار) بائع کے ہاتھ میں نہیں ہے، اس کا ملنا بھی یقینی نہیں ہے، اگر بیع کرنے کے بعد اس کے قبضہ وملک میں آ بھی جائے تو نوعیت میں نزاع واختلاف کا اندیشہ ہونے کی وجہ سے یہ بیع بھی ممنوع ہے۔ ③ پھل کی تیاری سے پہلے بیع: اس سے بھی منع کیا گیا ہے، کیونکہ اس میں فصل پر کسی آفت وغیرہ کا خطرہ وامکان ہے، اس میں خریدار کا نقصان ہے۔ پھر آفت و بیماری کے بعد فریقین میں رقم کی ادائیگی میں نزاع وجھگڑے کا اندیشہ ہے۔

0313 6357913 maktabazzakariyamultan@gmail.com

❷ بولی والی بیع کا حکم:۔ بولی و نیلامی والی بیع جائز ہے اور خود آنحضرت ﷺ سے نیلامی کے طور پر مفلوک الحال ومفلس انصاری صحابیؓ کا سامان (ٹاٹ و پیالہ) فروخت کرنے کا مشہور واقعہ منقول ہے۔

الشق الثانی ......عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِيْ مَنْزِلِ اَبِيْ طَلْحَةَ فَنَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ فَاَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ اُخْرُجْ فَانْظُرْ مَا هٰذَا الصَّوْتُ ؟ قَالَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ هٰذَا مُنَادٍ يُنَادِيْ اَلَا اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ

فَقَالَ لِیْ اِذْهَبْ فَاَهْرِقْهَا قَالَ فَجَرَتْ فِیْ سِکَكِ الْمَدِیْنَةِ قَالَ وَکَانَتْ خَمْرُهُمْ یَوْمَئِذٍ الْفَضِیْخُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِیَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا۔ (ص ۳۸۵)

حدیث کا ترجمہ لکھیں، حرمتِ شراب کے تدریجی احکام کی تفصیل بیان کریں نیز **لیس علی الذین اٰمنوا الخ** کا شانِ نزول بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں: (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حرمتِ شراب کے تدریجی احکام کی تفصیل (۳) **لیس علی الذین اٰمنوا الخ** کا شانِ نزول۔

جواب ...... **①** حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں مجلس قائم تھی اور شراب کا دور چل رہا تھا اور میں پلانے والا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت ایک منادی کو حکم دیا کہ وہ اس کا اعلان مدینہ میں کردے چنانچہ اس نے اعلان کیا تو ابوطلحہ نے مجھ سے کہا کہ انس باہر جا کر دیکھو کہ یہ کیسی پکار ہے اور کیا اعلان ہورہا ہے؟ میں نے کہا کہ منادی آواز لگا رہا ہے کہ شراب حرام ہوگئی تو ابوطلحہ نے مجھے حکم دیا کہ جاؤ اور ساری شراب کو باہر لے جا کر بہا دو چنانچہ شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس دن وہ شراب وہ تھی جو "فضیخ" بولی جاتی ہے پھر بعض لوگوں کی زبان پر یہ بات آئی کہ بہت سے بندگانِ خدا ایسی حالت میں شہید ہوئے ہیں کہ شراب ان کے پیٹ میں تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا** جس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ شراب کی قطعی حرمت کے اس حکم کے آنے سے پہلے اس دنیا سے جا چکے اور ان کی زندگی ایمان اور عمل صالح اور تقویٰ والی تھی تو اس پچھلے دور کے کھانے پینے کے بارے میں ان سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

② حرمتِ شراب کے تدریجی احکام کی تفصیل:۔ حرمتِ شراب کے احکام تدریجی طور پر نازل ہوئے۔ سب سے پہلے صالح طبیعت رکھنے والے مسلمانوں نے محسوس کیا ہوگا کہ اسلام کی اعلیٰ تعلیمات اور پاکیزہ مزاج سے شراب اور جواء میل نہیں کھاتے، اس بناء پر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شراب اور جوئے کے متعلق دریافت کیا تو اُن کے سوال کے جواب میں سب سے پہلی آیت یہ نازل ہوئی **یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَا اِثْمٌ کَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَا اَکْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا** ۔اس آیت میں شراب اور جوئے کو قطعی طور پر حرام قرار نہیں دیا گیا چنانچہ کچھ لوگ اس آیت کے بعد بھی شراب پیتے رہے حتیٰ کہ ایک دن مہاجرین میں سے ایک شخص جو اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اور امامت کروا رہے تھے تو انہوں نے نشہ کی وجہ سے قراءت میں کچھ گڑبڑ کر دی اور غلط پڑھ گئے جس کے نتیجہ میں دوسری آیت نازل ہوئی **یٰایها الذین اٰمنوا لاتقربوا الصلوٰة وانتم سُکریٰ حتی تعلموا ماتقولون** ۔اس آیت میں نشہ کی حالت میں نماز کے قریب جانے سے منع کیا گیا تھا اس لئے کچھ لوگ نماز کے قریب تو شراب نہیں پیتے تھے مگر دیگر اوقات میں شراب پی لیتے تھے پھر تیسری آیت (**یٰایها الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجسٌ من عمل الشیطن فاجتنبوه لعلکم تفلحون**) نازل ہوئی۔ اس میں واضح طور پر شراب، جواء وغیرہ کو گندگی اور ناپاک قرار دیا گیا اور شیطانی اعمال میں سے قرار دیا گیا اور فرمایا کہ ان سے مکمل طور پر پرہیز کرو تا کہ تم کامیابی حاصل کرسکو۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت (جس میں واضح طور پر شراب کو حرام کیا گیا ہے) سن ۸ ھجری میں نازل ہوئی۔

③ **لیس علی الذین اٰمنوا الخ** کا شانِ نزول:۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت حرمتِ شراب کے احکامات نازل ہوئے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں شراب بہا دوں اور اس موقع پر شراب مدینہ کی گلیوں میں پانی کی طرح بہنے لگی، اس موقع پر بعض لوگوں نے یہ شبہ ظاہر کیا کہ جو اللہ کے نیک بندے اس حالت میں شہید ہوئے ہیں کہ شراب اُن کے پیٹ میں تھی تو ایسے لوگوں کا کیا انجام ہوگا، نامعلوم ان کی بخشش ہوگی یا نہیں ہوگی تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ شراب کی قطعی حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور ان کی زندگی ایمان اور نیک اعمال والی تھی تو اُن سے سابقہ کھانے پینے کی چیزوں کے بارے میں کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٣٧ھ

الشق الاوّل ...... عَنْ اَبِیْ الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَعَلَیَّ ثَوْبٌ دُوْنٌ فَقَالَ لِیْ اَلَكَ مَالٌ ؟ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مِنْ اَیِّ الْمَالِ؟ قُلْتُ مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِیَ اللّٰهُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَیْلِ وَالرَّقِیْقِ قَالَ فَاِذَا اٰتَاكَ اللّٰهُ مَالًا فَلْیُرٰی اَثَرُ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَیْكَ وَ كَرَامَتِهٖ ۔ (ص٤٢٠)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ یَقْدِرُ عَلَیْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلٰی رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰی یُخَیِّرَهٗ مِنْ اَیِّ حُلَلِ الْاِیْمَانِ یَلْبَسُهَا۔ (ص٤٢٣)

احادیث کا ترجمہ و مفہوم بیان کریں نیز بظاہر احادیث میں تعارض معلوم ہو رہا ہے تو دونوں احادیث میں تطبیق واضح کریں۔

جواب ...... ❶ احادیث کا ترجمہ:۔ ابوالاحوص تابعی اپنے والد (مالک بن فضلہ) سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں بہت معمولی اور گھٹیا قسم کے کپڑے پہنے ہوئے تھا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا تمہارے پاس کچھ مال و دولت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں (اللہ کا فضل ہے) آپ ﷺ نے پوچھا کہ کس نوع کا مال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے اللہ نے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے، اونٹ بھی ہیں، گائے بیل بھی ہیں، بھیڑ بکریاں بھی ہیں، گھوڑے بھی ہیں، غلام باندیاں بھی ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب اللہ نے تم کو مال و دولت سے نوازا ہے تو پھر اللہ کے انعام و احسان اور اس کے فضل و کرم کا اثر تمہارے اوپر نظر آنا چاہیے۔ معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ بڑھیا لباس کی استطاعت کے باوجود ازراہِ تواضع و انکساری اس کو استعمال نہ کرے اور سادہ معمولی لباس ہی پہنے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ساری مخلوقات کے سامنے بلا کر اختیار دے گا کہ وہ ایمان کے جوڑوں میں سے جو جوڑا بھی پسند کرے اس کو زیب تن کرے۔

❷ احادیث کا مفہوم:۔ پہلی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو مال و متاع دیا ہو تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے مال و متاع اور انعام و احسان کا اظہار کرے اور اُس کا فضل اُس کے اوپر نظر آنا چاہیے یعنی حیثیت کے مطابق اچھا لباس، اچھی شکل و صورت اور ہیئت اختیار کرنی چاہیے۔

دوسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اتنا مال و متاع دیا کہ وہ قیمتی لباس استعمال کر سکتا ہے مگر وہ اس جذبہ کے تحت عمدہ و قیمتی لباس نہیں پہنتا کہ اس کی وجہ سے دوسروں کے اوپر میری بڑائی ظاہر ہوگی اور اس کی وجہ سے کسی غریب اور نادار آدمی کا دل ٹوٹے گا تو اس کا یہ جذبہ انتہائی قابل قدر اور مبارک ہے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کے سامنے انتہائی انعام و اکرام سے نوازیں گے اور اہل ایمان جنتیوں کے اعلیٰ سے اعلیٰ جوڑوں کے متعلق کہا جائے کہ ان میں سے جو جوڑا چاہو لے لو۔

❸ احادیث میں تطبیق:۔ بظاہر دونوں احادیث میں تعارض ہے اسلئے کہ پہلی حدیث میں استطاعت کی صورت میں عمدہ لباس پہننے کی ہدایت دی گئی ہے جبکہ دوسری حدیث میں استطاعت کے باوجود اچھا لباس نہ پہننے پر انعام و اکرام کی بشارت سنائی گئی ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تطبیق کا حاصل یہ ہے کہ دونوں احادیث میں کوئی تعارض و تضاد نہیں ہے دونوں احادیث کا محل الگ الگ ہے۔ پہلی حدیث کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مالی وسعت کے باوجود کنجوسی کی وجہ سے یا طبیعت کے لاابالی پن کی وجہ سے پھٹے ہوئے خستہ کپڑے پہنیں اور دیکھنے سے یوں معلوم ہو کہ شاید اُن کے پاس اچھا کپڑا ہے ہی نہیں، ایسے لوگوں کو اچھا لباس پہننے کا حکم دیا گیا ہے اور دوسری حدیث کا مصداق وہ لوگ ہیں جو لباس کی بہتری کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور لباس کے معاملہ میں بہت زیادہ تکلف سے کام لیتے ہیں گویا انکے نزدیک آدمی کی قدر و قیمت کا معیار و پیمانہ لباس ہی ہے تو ایسے لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ اگر وہ بڑائی اور دوسرے کی دل شکنی سے بچنے کیلئے عمدہ کپڑوں کی قربانی دیں گے ایسے لوگوں کو اہل ایمان کے جوڑوں میں سے اعلیٰ جوڑے کے انتخاب کا اختیار دیا جائیگا۔

الشق الثانی ...... عَنْ اَنَسٍ قَالَ غَلَا السِّعْرُ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَعِّرْلَنَا فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ وَاِنِّیْ لَاَرْجُو اَنْ اَلْقٰی رَبِّیْ وَلَیْسَ اَحَدٌ مِنْكُمْ یَطْلُبُنِیْ بِمَظْلَمَةٍ بِدَمٍ وَلَا مَالٍ۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا اِبْتَاعَ غُلَامًا فَاَقَامَ عِنْدَهٗ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ وَجَدَ بِهٖ عَيْبًا فَخَاصَمَهٗ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَدَّهٗ عَلَيْهِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدِ اسْتَغَلَّ غُلَامِيْ فَقَالَ ﷺ اَلْخِرَاجُ بِالضَّمَانِ۔ (ص۵۲۱،۵۲۴)

احادیث کا ترجمہ کریں۔خیارِعیب کی وجہ سے بیع کا حکم بیان کریں نیز حدیث کے آخری جملہ الخراج بالضمان کی تشریح تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں:① احادیث کا ترجمہ ② خیارِعیب کی وجہ سے بیع کا حکم ③ الخراج بالضمان کی تشریح۔

جواب ...... ① احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک دفعہ مہنگائی بڑھ گئی تو لوگوں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ حضرت (ﷺ) آپ نرخ مقرر فرما دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نرخ کم وبیش کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، وہی تنگی یا فراخی کرنے والا ہے، وہی سب کا روزی رَساں ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ کوئی مجھ سے جان ومال کے ظلم اور حق تلفی کا مطالبہ کرنے والا نہ ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی دوسرے سے ایک غلام خریدا اور وہ (کچھ دن) جتنے اللہ نے چاہا اس کے پاس رہا پھر اسے معلوم ہوا کہ غلام میں ایک عیب ہے تو وہ شخص اس معاملہ کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آپ ﷺ سے فیصلہ چاہا تو آپ ﷺ نے (اس عیب کی بنیاد پر) غلام واپس کردینے کا فیصلہ فرمادیا۔ مدعا علیہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس بھائی نے (اتنے دن تک) میرے غلام سے کام لیا ہے اور فائدہ اٹھایا ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا **الخراج بالضمان** (یعنی نفع کا مستحق وہی ہے جو نقصان کا ضامن ہے)۔

② خیارِعیب کی وجہ سے بیع کا حکم:۔ ائمہ کرام کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ اگر خریدی ہوئی چیز میں کوئی ایسا عیب نکل آئے جس کی وجہ سے اس کی قیمت اور حیثیت کم ہوجائے اور یہ بات ثابت ہوجائے کہ یہ عیب خرید وفروخت کے معاملہ سے پہلے کا ہے تو اس صورت میں خریدار کو معاملہ فسخ کرنے اور خریدی ہوئی چیز واپس کرکے اپنی اداشدہ قیمت واپس لینے کا اختیار ہے۔(ص۵۲۵)

③ الخراج بالضمان کی تشریح:۔ جملہ کا لفظی مفہوم یہ ہے کہ نفع کا مستحق وہی شخص ہے جو نقصان کا ضامن ہے۔ یہ جملہ شریعت کے اُن اصولی قواعد میں سے ہے جن سے فقہاء نے بے شمار مسائل کا استخراج کیا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ منفعت کا مستحق وہی شخص ہے جو نقصان کا ذمہ دار ہے یعنی اگر کوئی مبیع کسی خریدار کے پاس کسی حادثہ کے نتیجہ میں ہلاک ہوجائے مثلاً غلام یا جانور مرجائے یا اُس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے تو یہ نقصان خریدار کا ہی ہوتا ہے۔اسلئے اس غلام یا جانور سے فائدہ اُسی خریدار نے اٹھایا ہے جو کہ اُس کا حق تھا لہٰذا اب نقصان بھی اُسی کے ذمے ہے۔

﴿الورقة الثانية: فی الحدیث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ...... **عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ۔ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا۔** (ص۳۰)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

احادیث مبارکہ پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کریں نیز احادیث کی واضح تشریح بھی کریں۔

جواب ...... ① احادیث پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر سے بھی کچھ اوپر شاخیں ہیں اور ان میں سب سے اعلیٰ اور افضل تو لا الٰہ الا اللہ کا قائل ہونا یعنی توحید کی شہادت دینا ہے اور ان میں ادنیٰ درجے کی چیز اذیت اور تکلیف دینے والی چیزوں کا راستے سے ہٹانا ہے اور حیاء ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے کہ ایمان کا مزہ

اُس نے چکھا اور اسکی لذت اسے ملی جو اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا رسول وہادی ماننے پر دل سے راضی ہو گیا۔

③ احادیث کی تشریح:۔ پہلی حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ستر سے زائد ایمان کے شعبوں کا تذکرہ کیا ہے اور ستر سے زائد کا لفظ صرف کثرت کے لئے مبالغہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے اگر چہ بعض حضرات نے اس سے خاص طور پر پورے کا عدد ہی مراد لیا ہے لیکن راجح یہی ہے کہ اس سے کوئی خاص عددِ معین مراد نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایمان کا سب سے اعلیٰ شعبہ لا الٰہ الا اللہ کو قرار دیا اور سب سے ادنیٰ درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز کے ہٹانے کو قرار دیا۔ اب درمیان کے تمام امورِ خیر جن کا تصور کیا جا سکتا ہے وہ سب ایمان میں داخل ہو گئے خواہ ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو یا حقوق العباد سے ہو۔ حدیث کے آخر میں آپ ﷺ نے خصوصیت کے ساتھ حیاء کا ذکر فرمایا کہ وہ بھی ایمان کا ایک اہم شعبہ ہے۔ خصوصیت کے ساتھ اس کا ذکر یا تو ارشاد کے وقت کسی صحابی سے حیاء کے معاملہ میں کسی کوتاہی کی وجہ سے ہے یا حیاء کے متعلق اسلئے تنبیہ فرمائی کہ انسانی اخلاق میں حیاء کا مقام بہت بلند ہے اور حقیقت میں حیاء ہی وہ خصلت ہے جو آدمی کو بہت سے گناہوں اور برائیوں سے روکتی ہے اس وجہ سے ایمان اور حیاء میں بہت گہرا رشتہ ہے۔

دوسری حدیث کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح لذیذ اور ذائقہ دار مادی غذاؤں میں ایک لذت ہوتی ہے جس کو وہی آدمی محسوس کرتا ہے جس کی قوتِ ذائقہ کسی بیماری کی وجہ سے خراب نہ ہو اِسی طرح ایمان میں ایک خاص لذت اور حلاوت ہے اور اس کو بھی وہی خوش قسمت لوگ محسوس کر سکتے ہیں جنہوں نے پوری خوشدلی اور رضائے قلبی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو اپنا مالک اور پروردگار، رسول اللہ ﷺ کو نبی اور رسول، اسلام کو اپنا دین اور زندگی کا دستور العمل بنا لیا ہو۔ اللہ کی بندگی، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور طریقۂ اسلام کی پیروی کو ان کے دل نے اپنا لیا ہو یعنی اللہ اور اس کے رسول اور اسلام کے ساتھ اُن کا تعلق محض رسمی نہ ہو بلکہ اُن کے ساتھ دلی تعلق ہو جس کو یہ چیز نصیب نہیں یقیناً ایسا شخص ایمانی لذت وحلاوت سے محروم ہے۔

الشق الثانی......عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّهَا سَتَكُوْنَ فِتْنَةٌ ، قُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ؟ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ نَبَأُمَا قَبْلَكُمْ وَ خَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَ حُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ مَنْ تَرَكَهٗ مِنْ جَبَّارٍ قَسَمَهُ اللّٰهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى فِیْ غَيْرِهٖ اَضَلَّهُ اللّٰهُ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِيْنُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ هُوَالَّذِیْ لَاتَزِيْغُ بِهِ الْاَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْاَلْسِنَةُ وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلُقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا يَنْقَضِیْ عَجَائِبُهٗ هُوَالَّذِیْ لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ اِذْ سَمِعَتْهُ حَتّٰى قَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِیْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهٖ اُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهٖ عَدَلَ وَمَنْ دَعَا اِلَيْهِ هُدِیَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ (ص۶۸)

حدیث مبارکہ پر اعراب لگا ترجمہ کریں۔ حدیث کی تشریح بھی کریں۔ لاحول ولا قوۃ الّا باللّٰہ کی فضیلت بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں: ① حدیث پر اعراب ② حدیث کا ترجمہ ③ حدیث کی تشریح ④ لاحول ولا قوۃ الّا باللّٰہ کی فضیلت۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب...... ① حدیث پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

② حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت علی ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ ایک بڑا فتنہ آنے والا ہے، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول اُس سے بچنے کا ذریعہ کیا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کتاب اللہ، اس میں تم سے پہلی امتوں کے واقعات ہیں اور تمہارے بعد تمہارے مابعد والے زمانے کی اطلاعات ہیں اور تمہارے درمیان جو مسائل پیدا ہوں گے قرآن میں ان کا حکم اور فیصلہ موجود ہے وہ قولِ فیصل ہے وہ فضول گوئی نہیں ہے جو کوئی جابر اور سرکش آدمی اُس کو چھوڑ دے گا اللہ تعالیٰ اُس کو توڑ کر رکھ دے گا اور جو شخص ہدایت کو قرآن کے بغیر تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے گمراہ کر دے گا اور قرآن کریم ہی اللہ تعالیٰ سے تعلق کا مضبوط وسیلہ ہے اور وہ محکم نصیحت نامہ ہے اور وہی صراطِ مستقیم ہے وہ ایسا حق ہے جسکی اتباع خیالات کو کجی سے محفوظ رکھتی ہے اور زبانیں اس میں گڑبڑ نہیں کر سکتیں اور علماء کبھی اس کے علم سے سیراب نہ ہوں گے

اور بار بار پڑھنے کی وجہ سے یہ پرانا نہیں ہوگا اور اسکے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے اس کی شان یہ ہے کہ جب جنّوں نے اس کو سنا تو خاموش نہ رہ سکے یہاں تک کہ بول اُٹھے (ترجمہ: کہ بیشک ہم نے قرآن کریم سنا جو عجیب ہے، بھلائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے پس ہم اُس پر ایمان لائے)۔ جس نے بھی اس کے موافق بات کہی اُس نے سچ کہا اور جس نے بھی اس پر عمل کیا وہ اجر کا مستحق ہوا اور جس نے اس کے ساتھ فیصلہ کیا اُس نے عدل کیا اور جس نے اس کی طرف دعوت دی اُس کو صراطِ مستقیم کی ہدایت نصیب ہوئی۔

۳ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث کے اندر قرآن کریم کی عظمت اور فضیلت کو ایک جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ فتنوں کے زمانہ میں شرور وفتن سے بچنے کا ذریعہ قرآن کریم ہوگا کیونکہ اس میں سابقہ امتوں کے اعمال ونتائج کو بھی بیان کیا گیا ہے اور آنے والے لوگوں کے مسائل اور ان کے حل کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ یہ حق وباطل، صحیح وغلط کے درمیان فیصلہ کرنے والا کلام ہے، اس میں کوئی فضول گوئی نہیں ہے، اگر کوئی متکبر وسرکش آدمی اس سے منہ موڑے گا تو سوائے محرومی اور بدبختی کے اُسے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ یہ کلام اللہ تعالیٰ سے تعلق کا انتہائی مضبوط ترین وسیلہ ہے اور صحیح معنوں میں صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرنے والا ہے، اس کی اتباع اور پیروی کے ذریعے آدمی گمراہ نہیں ہوتا اور تا قیامت یہ ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رہے گا۔ اہل علم اس میں ہمیشہ حقائق ومعارف تلاش کرتے رہیں گے اور کبھی یہ حقائق ومعارف اپنی انتہاء کو نہ پہنچیں گے کہ علم حاصل کرنے والا یہ محسوس کرے کہ میں نے قرآن کریم پر پورا عبور حاصل کرلیا ہے بلکہ اس کے طالبین کا ہمیشہ یہی حال رہے گا کہ وہ قرآن کریم کے علوم میں جتنے آگے بڑھتے جائیں گے اتنی ہی ان کو ترقی کی طلب ہوتی رہے گی اور اُن کو اس بات کا احساس ہوگا کہ ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ اُس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو ہم نے حاصل نہیں کیا اور اس کی تلاوت کرنے والا کبھی اس سے نہیں اُکتائے گا کہ جیسے عام کتابوں کے پڑھنے والا بار بار پڑھنے کے نتیجے میں اُکتا جاتا ہے بلکہ اس کا پڑھنے والا جتنا پڑھتا جائے گا اُتنا ہی اُس کے لطف وسرور میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا، اس کی باریکیاں اور لطائف، حقائق ومعارف کبھی ختم نہ ہوں گے۔ حتیٰ کہ اس کی تلاوت کا جنّات کے اوپر یہ اثر ہوا کہ وہ ایمان لائے بغیر نہ رہ سکے۔

۴ لا حول ولا قوة الا بالله کی فضیلت:۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمہ جنت کے خزانوں میں سے خاص خزانہ ہے اور مجھ پر اس کا نزول عرشِ الٰہی سے ہوا ہے۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ جب کوئی مؤمن یہ کلمات کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ بندہ اپنی انا وتکبر سے نکل کر میرا تابعدار وفرمانبردار ہوگیا ہے۔ صوفیاء نے فرمایا کہ عملی زندگی درست کرنے یعنی معصیات ومنکرات سے بچنے اور نیکی کی راہ پر چلنے میں یہ کلمہ خاص اثر رکھتا ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ......عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ ان عبدًا اذنب ذنبًا فقال رب اذنبت فاغفره فقال ربه اعلم عبدی ان له ربا يغفر الذنب وياخذ به غفرت لعبدی ثم مكث ماشاء الله ثم اذنب ذنبًا قال رب اذنبت ذنبًا فاغفره فقال اعلم عبدی ان له ربا يغفر الذنب وياخذ به غفرت لعبدی ثم مكث ماشاء الله ثم اذنب ذنبًا قال رب اذنبت ذنبًا اٰخر فاغفره لی فقال اعلم عبدی ان له ربا يغفر الذنب وياخذ به غفرت لعبدی فليفعل ماشاء

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

حدیث کا ترجمہ اور مفہوم بیان کریں نیز **غفرت لعبدی فليفعل ماشاء** کی واضح تشریح کریں۔ (ص۲۰۳)

جواب ...... **۱ حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا اللہ کے کسی بندے نے کوئی گناہ کیا پھر اللہ سے عرض کیا اے میرے مالک! مجھ سے گناہ ہوگیا مجھے معاف فرمادے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑ بھی سکتا ہے اور معاف بھی کرسکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کا گناہ بخش دیا اور اس کو معاف کردیا۔ اسکے بعد جب تک اللہ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رُکا رہا اور پھر کسی وقت گناہ کر بیٹھا اور پھر اللہ سے عرض کیا میرے مالک! مجھ سے گناہ ہوگیا تو اس کو بخش دے اور معاف فرمادے تو اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کہ میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف کردیا۔ اسکے بعد جب تک اللہ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رُکا رہا اور کسی وقت پھر کوئی گناہ کر بیٹھا اور پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے مالک ومولیٰ! مجھ

سے گناہ ہوگیا تو مجھے معاف فرمادے اور میرا گناہ بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا کہ میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کا کوئی مالک ومولیٰ ہے جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، اب جو اسکا جی چاہے وہ کرے۔

۲ حدیث کا مفہوم:۔ اس حدیث میں کسی اللہ کے بندے کے بار بار گناہ کرنے اور بار بار استغفار کرنے کے واقعہ کو ذکر کیا گیا ہے۔ شارحین نے لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ یہ سابقہ امتوں میں سے کسی امتی کا واقعہ ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک کردار کا بیان ہے اور اللہ تعالیٰ کے لاکھوں بلکہ کروڑوں بندے ایسے ہوں گے جن کا یہی حال اور کردار ہوگا کہ اللہ اور آخرت پر ایمان کے باوجود اُن سے گناہ ہو جائے تو وہ نادم و پشیمان ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتے ہیں اس کے بعد پھر گناہ سرزد ہو جاتا ہے پھر سچے دل سے استغفار کرتے ہیں، پھر گناہ سرزد ہو جاتا ہے الغرض بار بار گناہ سرزد ہوتا ہے اور بار بار ہی استغفار کرتے ہیں۔ آخری دفعہ کے استغفار اور معافی کے اعلان کے ساتھ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ **غفرت لعبدی فلیفعل ماشاء** کہ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اب اس کا جو جی چاہے وہ کرے۔

۳ **غفرت لعبدی فلیفعل ماشاء** کی وضاحت:۔ اس جملے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ اس گناہگار شخص کو اب گناہوں کی بھی اجازت دے دی گئی ہے کہ اب جو مرضی گناہ کرتا رہ تجھے اجازت ہے بلکہ ان الفاظ میں اللہ رب العزت کی طرف سے بندے کے لئے خصوصی لطف وکرم کے اعلان کا ذکر ہے کہ اے میرے بندے تو جتنی بار بھی گناہ کرے گا اور پھر حقیقی معنوں میں دل کی شرمندگی کے ساتھ استغفار کرتا رہے گا تو میں تجھے معاف کرتا رہوں گا اور تو کبھی اپنے سچے استغفار کی وجہ سے گناہوں کے نتیجہ میں ہلاک نہ ہوگا بلکہ تیرا یہ حقیقی استغفار ہمیشہ گناہوں کے لئے تریاق کا کام کرتا رہے گا۔

الشق الثانی ...... **عن بریدة قال کنا فی الجاهلیة اذا ولد لاحدنا غلامٌ ذبح شاة ولطخ راسه بدمها فلما جاء الاسلام کنا نذبح شاةً یوم السابع ونحلق راسه ونلطخه بزعفران۔**

عن الحسن عن سمرة بن جندب ان رسول اللّٰه ﷺ قال کل غلامٍ رهینةٌ بعقیقته تذبح عنه یوم سابعه ویحلق ویسمّٰی۔ (ص ۳۷۱) احادیث کا ترجمہ کریں۔ عقیقہ کا مفہوم وحکم بیان کریں۔ **کل غلام رهینة بعقیقته** کا مطلب واضح کریں نیز کیا بچے کا نام کسی بھی دن رکھا جا سکتا ہے یا عقیقہ کے دن نام رکھنا ضروری ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں۔ (۱) احادیث کا ترجمہ (۲) عقیقہ کا مفہوم اور حکم (۳) **کل غلام رهینة بعقیقته** کا مطلب (۴) عقیقہ کے دن بچے کا نام رکھنے یا نہ رکھنے کی وضاحت۔

جواب ...... ۱ احادیث کا ترجمہ:۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں ہم لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب کسی کے لڑکا پیدا ہوتا تو وہ بکری یا بکرا ذبح کرتا اور اسکے خون سے بچے کے سر کو رنگ دیتا پھر جب اسلام آیا تو (رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وہدایت کے مطابق) ہمارا طریقہ یہ ہوگیا کہ ہم ساتویں دن عقیقہ کی بکری یا بکرے کی قربانی کرتے اور بچے کا سر صاف کرا کے سر پر زعفران لگا دیتے ہیں۔

حضرت حسن بصری نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بچہ اپنے عقیقہ کے جانور کے عوض رہن ہوتا ہے جو ساتویں دن اس کی طرف سے قربانی کیا جائے اور اس کا سر منڈوا دیا جائے اور نام رکھا جائے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

۲ عقیقہ کا مفہوم اور حکم:۔ جب کوئی بچہ یا بچی پیدا ہوتی ہے تو ساتویں دن اس کے بال منڈوائے جاتے ہیں اور نام رکھ کر جانور کی قربانی کی جاتی ہے تاکہ نومولود بچہ تمام آفات والا بلا سے محفوظ رہے۔ اس قربانی کو عقیقہ کہتے ہیں۔ دنیا کی تقریباً تمام امتوں میں بچہ کی پیدائش کو ایک نعمت اور خوشی کی بات سمجھا جاتا ہے اور کسی تقریب کے ذریعے اس خوشی کا اظہار بھی کیا جاتا ہے، یہ انسانی فطرت کا تقاضا بھی ہے اس میں یہ مصلحت بھی ہے کہ اس سے نہایت لطیف اور خوبصورت طریقہ پر یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ باپ اس بچے کو اپنا ہی بچہ سمجھتا ہے اور اس معاملہ میں اپنی بیوی پر کوئی شک وشبہ نہیں کرتا جس سے بہت سے فتنوں کا دروازہ بند ہو جاتا ہے، عربوں میں دورِ جاہلیت میں بھی اس عقیقے کا رواج تھا، رسول اللہ ﷺ نے اسی طریقہ کو باقی رکھتے ہوئے اسکے متعلق مناسب ہدایات بھی دیں اور عقیقہ کر کے عملی نمونہ بھی پیش کیا۔

یہ عقیقہ کرنا فرض واجب نہیں بلکہ مسنون ہے۔

❸ **کل غلام رهینة بعقیقته کا مطلب:۔** شارحین نے اس جملہ کے متعدد مطلب بیان کئے ہیں، اُن میں سے سب سے بہتر یہ مطلب ہے کہ بچہ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے اور صاحبِ استطاعت کے لئے عقیقہ کی قربانی اس کا شکرانہ اور فدیہ ہے اور جب تک یہ شکرانہ اور فدیہ ادا نہ کیا جائے اُس وقت تک یہ بچے پر بار اور بوجھ رہتا ہے اور گویا بچہ اس کے عوض رہن رہتا ہے۔

❹ **عقیقہ کے دن بچے کا نام رکھنے یا نہ رکھنے کی وضاحت:۔** اگر عقیقہ کرنے کا ارادہ ہو تو پھر عقیقہ کے ساتھ ساتویں دن ہی بچے کا نام رکھنا افضل واولیٰ ہے اور اگر عقیقہ کرنے کا ارادہ نہ ہو تو پھر ولادت کے دن ہی یا عقیقہ سے قبل ہی بچے کا نام رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگر عقیقہ سے پہلے نام نہ رکھا ہو تو عقیقہ کے دن بہر صورت نام رکھ دینا چاہیے۔

السوال الثالث ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ......**عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ ان الله تعالٰی یقول یوم القیٰمة یا ابن اٰدم مرضت فلم تعدنی قال یا رب کیف اعودك وانت رب العٰلمین قال اما علمت ان عبدی فلانًا مرض فلم تعده اما علمت انك لو عدته لوجدتنی عنده یا ابن اٰدم استطعمتك فلم تطعمنی قال یا رب کیف اطعمك وانت رب العٰلمین قال اما علمت انه استطعمك عبدی فلان فلم تطعمه اما علمت انك لو اطعمته لوجدت ذٰلك عندی یا ابن اٰدم استسقیتك فلم تسقنی قال یا رب کیف اسقیك وانت رب العٰلمین قال استسقاك عبدی فلان فلم تسقه اما انك لو سقیته وجدت ذٰلك عندی۔**

عن ابی ذر قال قال رسول الله ﷺ اخوانکم جعلهم الله تحت ایدیکم فمن جعل الله اخاه تحت یدیه فلیطعمه مماً یاکل ولیلبسه مما یلبس ولایکلفه من العمل ما یغلبه ان کلفه ما یغلبه فلیعنه علیه۔

احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں نیز مختصر الفاظ میں احادیث سے مستنبط سبق تحریر کریں۔ (ص ۳۱۷)

جواب ...... ❶ **احادیث کا ترجمہ:۔** حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ابنِ آدم سے فرمائے گا کہ اے ابن آدم میں بیمار پڑا تھا تو نے میری خبر نہیں لی؟ بندہ عرض کرے گا اے میرے مالک اور پروردگار! میں کیسے تیری تیمارداری یا بیمار پرسی کرسکتا تھا تو تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں ہوا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تھا تو نے اسکی عیادت نہیں کی اور خبر نہیں لی؟ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی خبر لیتا اور تیمارداری کرتا تو مجھے اس کے پاس ہی پاتا؟ اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھے نہیں کھلایا، بندہ عرض کرے گا (خداوند!) میں تجھے کیسے کھانا کھلاسکتا تھا تو تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے اس کو کھانا نہیں دیا، کیا تجھے علم نہیں ہے کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو اس کو میرے پاس پالیتا۔ اے ابن آدم! میں نے پینے کیلئے تجھ سے (پانی) مانگا تھا تو نے مجھے نہیں پلایا، بندہ عرض کرے گا: میں تجھے پانی کیسے پلاتا تو تو رب العالمین ہے تجھے پینے سے کیا واسطہ؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پینے کیلئے پانی مانگا تھا تو نے اس کو نہیں پلایا، سن! اگر تو اسکو پانی پلا دیتا تو اس کو میرے پاس پالیتا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا (یہ بیچارے غلام) تمہارے بھائی ہیں، اللہ نے ان کو تمہارا زیردست (محکوم) بنادیا ہے، تو اللہ جس کے زیردست (ماتحت ومحکوم) اس کے کسی بھائی کو کردے تو اس کو چاہیے کہ اس کو وہ کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہ پہنائے جو خود پہنتا ہے اور اس کو ایسے کام کا مکلّف نہ کرے جو اس کے لئے بہت بھاری ہو اور اگر ایسے کام کا مکلّف کرے تو پھر اس کام میں خود اس کی مدد کرے۔

❷ **احادیث سے مستنبط سبق:۔** پہلی حدیث میں آپ ﷺ نے ایک مؤثر اور غیر معمولی انداز میں بیماروں کی عیادت وتیمارداری اور بھوکے وپیاسے لوگوں کو کھانا کھلانے اور پانی پلانے کی ترغیب دی ہے کہ جو شخص کسی حاجت مند کی حاجت پوری کرے گا یا کسی بیمار کی عیادت وتیمارداری کرے گا وہ اُس کو اللہ تعالیٰ کے پاس پائے گا اور اسی طریقے سے جو کسی بھوکے وپیاسے کو کھانا کھلائے گا یا پانی وغیرہ پلائے گا تو اس کا اجروثواب بھی اُسے پروردگار سے ملے گا۔

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے اپنے غلاموں اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا ہے کہ یہ بھی حقیقت میں تمہارے بھائی ہی ہیں، آدم علیہ السلام کی اولاد ہی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارا محکوم و ماتحت بنایا ہے لہٰذا اس مظلوم طبقہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، پس جو خود کھاؤ وہی اُن کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ اور ان کو ایسے کام کا حکم نہ دو جس کام کی ان میں ہمت و استطاعت نہ ہو، اگر بالفرض اگر کسی ایسے کام کا ان کو حکم کر دیا گیا ہے تو پھر اس کام کے نمٹانے میں ان کی مدد بھی کرو۔

الشق الثانی ......**عن جابر ان النبی ﷺ مر واصحابه بامراة فذبحت لهم شاة واتخذت لهم طعاما فاخذ لقمة فلم يستطع ان يسيغها فقال هٰذه شاة ذبحت بغير اذن اهلها فقالت المرأة يا رسول الله انا لا نحتشم من اٰل معاذٍ ناخذ منهم وياخذون منّا۔** حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں۔حدیث سے مستنبط سبق بھی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں:(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) حدیث سے مستنبط سبق۔(ص۵۳۷)

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے چند اصحاب ورفقاء کا گزر ایک خاتون کی طرف سے ہوا اور اس نے آپ ﷺ سے کھانا تناول فرمانے کی درخواست کی آپ ﷺ نے قبول فرمالیا تو اس نے ایک بکری ذبح کی اور کھانا تیار کیا۔آپ ﷺ نے اس میں سے ایک لقمہ لیا مگر اس کو آپ ﷺ حلق سے نہیں اتار سکے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بکری اصل مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کر لی گئی ہے۔اس خاتون نے عرض کیا کہ ہم لوگ (اپنے پڑوسی) معاذ کے گھر والوں سے کوئی تکلف نہیں کرتے ہم ان کی چیز لے لیتے ہیں اور اسی طرح وہ ہماری چیز لے لیتے ہیں۔

② حدیث کی تشریح:۔ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ کسی صحابیہ عورت نے آپ ﷺ سے کھانا تناول کرنے کی درخواست کی اور ایک بکری ذبح کر کے کھانا تیار کیا مگر آپ ﷺ کے حلق میں اُس کا لقمہ نہ اتر سکا اور آپ ﷺ پر یہ بات منکشف کر دی گئی کہ یہ بکری اصل مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کی گئی ہے۔

جس طرح عام انسانوں کو کھانے پینے کی چیزوں کے بارے میں ایک خاص ذوق اور احساس دیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں کڑوی و بدذائقہ چیز حلق سے نہیں اترتی اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو ناجائز غذاؤں سے حفاظت کے لئے ایسا ذوق عطاء فرماتے ہیں جس کے نتیجہ میں ناجائز غذاء ان کے حلق میں نہیں اتر سکتی اور مذکورہ واقعہ اسی خاص نوعیت وعنایت کا ظہور ہے۔

③ حدیث سے مستنبط سبق:۔ حدیث کے الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ بکری نہ ہی چرائی گئی تھی اور نہ ہی غصب کی گئی تھی بلکہ باہمی اعتماد، تعلق اور رواج وچلن کی وجہ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی تھی اور بغیر اجازت ذبح کر لی گئی تھی اس کے باوجود اس میں ایسی خباثت اور خرابی پیدا ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ اس کو نہیں کھا سکے۔پس معلوم ہوا کہ دوسروں کی چیز اجازت کے بغیر استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

﴿الورقة الثانية: فی الحدیث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

0313 6357915 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الاوّل ......**عن المقداد بن الأسود قال: قال رسول الله ﷺ: إذا رأيتم المداحين فاحثوا في وجوههم التراب ۔** (ص۳۶۱) حدیث کا ترجمہ کریں۔مداحین کا معنی لکھیں۔خط کشیدہ جملے کے کم از کم دو مطلب لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں:(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) مداحین کا معنی (۳) مخطوطہ جملے کا مطلب۔

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم بہت زیادہ مدح کرنے والوں کو دیکھو تو اُن کے منہ پر خاک ڈالو۔

② مداحین کا معنی:۔ مداحین کا لغوی معنی تو فقط تعریف کرنے والے ہیں مگر مراد وہ لوگ ہیں جو خوشامد وچاپلوسی کیلئے پیشہ وارانہ طور پر مبالغہ آمیز تعریفیں اور قصیدہ خوانی کرتے ہیں۔

③ مخطوطہ جملے کا مطلب:۔ ① یہ جملہ حقیقت پر مشتمل ہے کہ اظہارِ ناراضگی کے طور پر ان کے منہ پر حقیقتاً خاک ڈال دو۔ ② یہ

مجاز پر مشتمل ہے مطلب یہ ہے کہ انہیں کسی قسم کے انعام واکرام سے نہ نوازو گویا منہ پر خاک ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں کچھ نہ دو، انہیں محروم ونامراد واپس لوٹا دو۔ ③ مداحین سے کہہ دو کہ تمہارے منہ میں خاک ہو گویا یہ کہنا ہی انکے منہ میں خاک ڈالنا ہے۔

البتہ اگر اچھی نیت اور کسی دینی مصلحت سے کسی شخص کی سچی تعریف اُس کے سامنے یا اُس کی پشت کے پیچھے کی جائے اور عُجب پسندی وخوش فہمی کا خطرہ نہ ہو تو ایسی تعریف کی ممانعت نہیں ہے بلکہ اچھی نیت کے مطابق اس پر اجر وثواب ملے گا۔

الشق الثانی ......**عن أبی هریره قال: رسول اللّٰه ﷺ: من ضرب مملوکه ظالماأقید منه یوم القیٰمة** (ص۳۲۱)

حدیث کا ترجمہ کر کے تشریح کریں۔ اسلام نے غلاموں کو جو حقوق دیئے ہیں احادیث کی روشنی میں ان پر ایک تفصیلی نوٹ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا حل تین امور ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) اسلام میں غلاموں کے حقوق۔

جواب ...... ① **حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنے غلام کو ظلماً مارا تو قیامت کے دن اُس سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔

② **حدیث کی تشریح:۔** ترجمہ سے مطلب واضح ہے کہ بلا وجہ ظلماً اپنے ماتحت اور غلام کے ساتھ زیادتی و مار پیٹ نہیں کرنی چاہیے اور اس کو انتقاماً سزا نہیں دینی چاہیے۔ وگرنہ روزِ محشر اس زیادتی کے بارے میں بھی باز پُرس ہوگی لیکن اگر اصلاح وتادیب کے لئے کچھ سرزنش کی ضرورت ہو تو مالک کو اس کا پورا حق حاصل ہے اور بسا اوقات غلام کے حق میں یہی سرزنش بہتر ہوتی ہے۔

③ **اسلام میں غلاموں کے حقوق:۔** رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت غلاموں کا طبقہ موجود تھا، فاتح قومیں مفتوح قوموں کو غلام بنا لیتی تھیں پھر وہ ان کی ملکیت ہو جاتے تھے اور اُن سے جانوروں کی طرح محنت ومشقت کے کام لئے جاتے اور اُن کا کوئی حق نہیں سمجھا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک طرف غلاموں کے آزاد کرنے کو بہت سے گناہوں کا کفارہ اور بہت بڑا کارِ ثواب قرار دیا دوسری طرف اُنکے ساتھ بہتر سلوک کا حکم دیا کہ اُن پر زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے، اُنکے کھانے پینے اور پہننے والی بنیادی ضرورتوں کا مناسب انتظام کیا جائے حتیٰ کہ فرمایا کہ جیسا خود کھاؤ ویسا اُن کو کھلاؤ، جیسا خود پہنو ویسا اُن کو پہناؤ۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے آخر عمر میں خصوصیت کے ساتھ فرمایا کہ ان غلاموں کے بارے میں اپنے پروردگار سے ڈرتے رہنا۔ نیز ایک جگہ ارشاد فرمایا کہ اگر غلام اور خادم سے غلطی سرزد ہو جائے تو اسے معاف کر دو حتیٰ کہ اگر ایک دن میں ستر مرتبہ بھی غلطی ہو جائے تو اسے معاف کر دیا جائے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ......**عن أبی هریرة قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: لاتجعلوا بیوتکم قبوراولاتجعلواقبری عیدا وصلواعلیّ فإن صلاتکم تبلغنی حیث کنتم۔** (ص۲۳۶)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث میں تین جملے ہیں، ہر جملے کا واضح مطلب بیان کریں۔ آپ ﷺ پر درود کا حکم بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② مذکورہ جملوں کا مطلب ③ آپ ﷺ پر درود کا حکم۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ...... ① **حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بنانا اور میری قبر کو میلہ نہ بنالینا اور مجھ پر درود بھیجا کرنا تم جہاں بھی ہوگے مجھے تمہارا درود پہنچے گا۔

② **حدیث میں مذکورہ جملوں کا مطلب:۔** اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے تین ہدایات فرمائیں: ① اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ یعنی جس طرح قبروں میں مردے ذکر وعبادت نہیں کرتے اور قبریں ذکر وعبادت سے خالی رہتی ہیں تم بھی اپنے گھروں کو ایسا ہی نہ بناؤ بلکہ اُن کو ذکر وعبادت سے آباد رکھو۔ معلوم ہوا کہ جن گھروں میں ذکر اللہ وعبادت نہ ہو وہ زندوں کے گھر نہیں بلکہ مُردوں کے قبرستان ہیں۔ ② میری قبر کو عید ومیلہ نہ بناؤ یعنی جس طرح سال کے کسی معین دن میں میلوں پر لوگ جمع ہوتے ہیں اسی طرح میری قبر پر کوئی میلہ نہ لگانا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جیسے عید سال بھر میں ایک مرتبہ آتی ہے اسی طرح میری قبر پر ایک آدھ مرتبہ نہ آنا بلکہ میری قبر کی زیارت کیلئے بار بار آنا اور زیارت کیلئے کوئی خاص دن بھی مقرر نہ کرنا۔ ③ تم جہاں کہیں بھی ہو مجھ پر درود پڑھتے رہنا

اسلئے کہ تم دنیا کے کسی بھی کونہ میں ہوتمہارا درود مجھ تک ضرور پہنچے گا۔

③ آپ ﷺ پر درود کا حکم:۔ فقہاءِ امت اس بات پر متفق ہیں کہ آیت کریمہ **ان اللّٰہ وملائکتہ یصلون علی النبی الخ** کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجنا امت کے ہر فرد پر فرض ہے۔ پھر امام شافعیؒ وامام احمدؒ اس بات کے قائل ہیں کہ قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد درود شریف کا پڑھنا واجباتِ نماز میں سے ہے اگر نماز میں درود شریف نہ پڑھا تو نماز ہی نہ ہوگی لیکن امام مالکؒ وامام ابوحنیفہؒ اور اکثر فقہاء کا مسلک یہ ہے قعدہ اخیرہ میں مستقلاً درود شریف پڑھنا فرض اور واجب نہیں بلکہ ایک اہم سنت ہے جس کے چھوٹ جانے سے نماز میں نقص رہ جاتا ہے۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں درود شریف پڑھنے کیلئے کسی وقت اور تعداد کا تعین نہیں کیا گیا اور اس کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی زندگی بھر میں ایک بار ضرور درود شریف پڑھے اور پھر اس پر قائم رہے۔

بہت سے فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ جب کبھی کوئی امتی آپ ﷺ کا ذکر کرے یا سنے تو اُس وقت آپ ﷺ پر درود بھیجنا واجب ہے۔ پھر ایک رائے یہ ہے کہ ایک ہی نشست میں بار بار آپ کا ذکر آئے تو ہر دفعہ درود پڑھنا واجب ہے اور دوسری رائے یہ ہے کہ اس صورت میں ایک مرتبہ درود پڑھنا تو واجب ہے اور ہر دفعہ پڑھنا مستحب ہے اور محققین کا یہی مسلک ہے۔

الشق الثانی ......**عن أسماء بنت يزيد...... قالت : اِنها طلقت على عهد رسول الله ﷺ : ولم يكن للمطلقة عدة فأنزل الله العدة للطلاق.** (ص ۴۷۵)

عدت کا معنی ومطلب لکھیں۔ عدت کی مصلحتیں اور حکمتیں قلم بند کریں۔ سوگ کیا ہے اور اس کی مدت کیا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① عدت کا معنی ومطلب ② عدت کی مصلحتیں وحکمتیں ③ سوگ کی مراد ومدت۔

جواب ...... ① عدت کا معنی ومطلب:۔ عدت کا لغوی معنی شمار کرنا ہے اور اصطلاح میں عدت کا مطلب یہ ہے کہ طلاق یافتہ عورت کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک قانون اور حکم بیان کیا ہے کہ جس بیوی کو اس کا شوہر طلاق دے دے تو وہ ایک مخصوص مدت تک عدت گزارے گی۔ جسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر عورت کو حیض آتا ہو تو حیض کے پورے تین دَور گزر جائیں اور اگر عمر کی کمی یا زیادتی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو اور وہ عورت حاملہ بھی نہ ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے اور اگر وہ عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت وضعِ حمل ہے خواہ وہ کم ہو یا زیادہ ہو۔

② عدت کی مصلحتیں وحکمتیں:۔ عدت کے قانون میں اللہ تعالیٰ نے بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں پوشیدہ رکھی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں: ① اسکے ذریعے رشتۂ نکاح کی عظمت وتقدس کا اظہار ہوتا ہے اگر عدت کا قانون نہ ہو اور عورت کو اجازت ہو کہ وہ شوہر کی طرف سے طلاق کے بعد فوراً نکاح کرلے تو یہ بات یقیناً نکاح کی عظمت وشان کے خلاف ہے، اس صورت میں نکاح بچوں کے کھیل کی طرح ایک معمولی عمل بن جائے گا۔ ② طلاقِ رجعی کی صورت میں خاص مصلحت یہ ہے کہ عدت کی مدت میں مرد کیلئے اس بات کا امکان موجود ہوگا کہ وہ معاملہ پر اچھی طرح غور وفکر کرکے رجوع کرے اور پھر دونوں میاں بیوی بن کر ایک اچھی زندگی گزاریں۔ یہی بات اللہ اور اُس کے رسول کو پسندیدہ ہے۔ اسی طرح طلاق رجعی کی صورت میں عدت کے دوران عورت کیلئے بننے سنورنے کے اہتمام کا حکم دیا ہے۔ اور طلاق بائنہ کی صورت میں اگرچہ رجوع کا امکان تو نہیں رہتا مگر زمانۂ عدت میں عورت کو دوسرا نکاح نہ کرسکنے کی وجہ سے اسکی گنجائش رہتی ہے کہ دونوں باہمی راضی ہوکر دوبارہ نکاح کے ذریعے اپنا ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑ لیں۔ ③ عدت کی وجہ سے عورت سے آئندہ پیدا ہونے والے بچہ کے نسب میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ غالباً انہی حکمتوں اور مصلحتوں کی وجہ سے دنیا کی اکثر مہذب قوموں میں میاں بیوی کی علیحدگی کی صورت میں کسی نہ کسی طرح عدت کا ضابطہ موجود ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ سوگ کی مراد ومدت:۔ جس طرح طلاق کے بعد عورت کو ایک مخصوص مدت تک عدت کے ذریعہ سے دوسرے نکاح سے منع کیا گیا ہے اِسی طرح بیوہ عورت کیلئے بھی عدت کا حکم ہے کہ جس کا شوہر انتقال کرجائے اُس کیلئے بھی حکم یہ ہے کہ وہ عورت چار ماہ دس دن تک اپنے آپ کو دوسرے نکاح سے روکے رکھے، اگر وہ عورت حاملہ ہے تو پھر اُسکی عدت بھی وضعِ حمل ہے۔ اس عدت میں عورت کو سوگ کا حکم بھی ہے یعنی بیوہ عورت پر لازم ہے کہ اس عدت میں زیب وزینت اور سنگھار وغیرہ کیلئے استعمال ہونے والی اشیاء بالکل استعمال نہ کرے اور اس مدت میں

اُسکی شکل وصورت اورلباس وہیئت سے ہی اُس کا بیوہ اورغمزدہ ہونا ظاہر ہواور سوگ کی یہ مدت صرف بیوہ عورت کیلئے ہے،شوہر کے علاوہ کسی دوسرے عزیزواقارب، بھائی،باپ وغیرہ کے انتقال پرکوئی عورت اپنے دلی صدمہ کے اظہار کیلئے صرف تین دن تک سوگ کرے گی۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱٤۳۹ھ

الشق الاوّل ......عن سهل بن سعد قال:قال رسول الله ﷺ: اِنی فرطكم على الحوض،من مرعلىّ شرب ومن شرب لم يظمأ أبدا، سيردن علىّ اقوام أعرفهم ويعرفونني ثم يحال بيني وبينهم فأقول:اِنهم منى فيقال:اِنك لاتدرى ماأحدثوابعدك فأقول:سحقاسحقا لمن غيّر بعدى. (ص۱۴۸)

حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں۔بدعت کے نقصانات ذکر کریں۔حوضِ کوثر،صراط اور میزان کی مراد واضح کریں۔نیز کیا اعمال کا وزن ممکن ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں پانچ امور توجہ طلب ہیں۔(۱)حدیث کا ترجمہ(۲)حدیث کی تشریح (۳)بدعت کے نقصانات(۴)حوضِ کوثر،صراط اور میزان کی مراد(۵)اعمال کا وزن ممکن ہونے کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ **حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا میں حوضِ کوثر پر تمہارا امیرِ ساماں ہوں جو شخص میرے پاس پہنچے گا وہ آبِ کوثر سے پیئے گا اور جو شخص آبِ کوثر سے پیئے گا وہ دوبارہ کبھی پیاس میں مبتلا نہ ہوگا اور میرے پاس ایسی قومیں بھی آئیں گی کہ جن کو میں بھی پہچانتا ہوں گا اور وہ بھی مجھے پہچانتے ہونگے مگر میرے اور اُن کے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائیگی، پس میں کہوں گا کہ یہ بیشک میرے امتی ہیں پس مجھے جواب دیا جائیگا کہ آپ کو معلوم نہیں انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی بدعتیں ایجاد کی تھیں، پھر میں کہوں گا کہ بربادی اور دوری ہو اُن لوگوں کیلئے جنہوں نے میرے بعد دین میں ردوبدل کرڈالا۔

❷ **حدیث کی تشریح:۔** اس حدیث میں بدعت کی قباحت وشناعت کو بیان کیا گیا ہے کہ سب لوگ حوضِ کوثر پر آبِ کوثر پیئیں گے مگر کچھ لوگوں کو دور کردیا جائے گا اور بعد میں معلوم ہوگا کہ وہ لوگ بدعتی تھے۔

❸ **بدعت کے نقصانات:۔** ① بدعت ایک گمراہی ہے ② بدعتی شخص کو کبھی توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اسلئے کہ وہ اپنے آپ کو دین پر سمجھتا ہے اور توبہ کی توفیق ہمیشہ اسی کو ہوتی ہے جو اپنے آپ کو غلط سمجھے۔ ③ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدعتی شخص کو حوضِ کوثر سے دور کردیا جائے گا۔ ④ بدعتی شخص کے عمل سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوتی ہے۔ ⑤ بدعتی شخص سے قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ اپنی براءت کا اظہار کریں گے۔

❹ **حوضِ کوثر،صراط اور میزان کی مراد:۔** حوضِ کوثر: یہ جنت سے باہر ایک حوض ہے جس میں جنت میں سے پانی آتا ہے، اہلِ ایمان جنت میں جانے سے پہلے اس حوض پر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں اس کا نہایت سفید وشفاف اور بے انتہاء لذیذ ومیٹھا پانی پیئیں گے اور اس کا مرکزی چشمہ جنت میں ہے اور جنت کے طول وعرض میں اس کی شاخیں نہروں کی شکل میں ہرطرف جاری ہیں۔

صراط: احادیث کی روشنی میں پل صراط ایک مخصوص پل ہے، تمام لوگ اُس پل کے اوپر سے گزریں گے جس کے اوصاف میں یہ لکھا گیا ہے کہ یہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اور اہل ایمان آرام سے سکون اور تیزی کے ساتھ اُس کے اوپر سے گزر جائیں گے، اس پل کے نیچے جہنم ہے جو ناکام لوگ ہوں گے وہ اس پل سے نیچے گر کر جہنم میں چلے جائیں گے اور جو شخص اس پل کو پار کر جائے گا وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

میزان: میزان کا معنی ترازو ہے، اب یہ کس قسم کا ترازو ہے جس میں تمام دنیا کے اعمال تولے جائیں گے اور اُس کی شکل وصورت وہیئت کیا ہے اس کا صحیح تصور دنیا میں ممکن نہیں ہے اس کی حقیقی وصحیح صورت سامنے آنے کے بعد ہی معلوم ہوگی۔

❺ **اعمال کا وزن ممکن ہونے کی وضاحت:۔** آج کل کی گاڑیوں میں ہوا اور موسمی حالات وجسمانی بخارات کو ماپنے والے آلات کی موجودگی میں اعمال کا وزن ممکن نظر آتا ہے کہ جیسے ان آلات سے ہوا وغیرہ کا پریشر اور وزن کیا جاسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے کیا بعید ہے کہ وہ ہمارے کیئے ہوئے اعمال کا وزن کریں۔

الشق الثانی ......اِنما الأعمال بالنيات واِنما لكل امرئ مانوى فمن كانت هجرته اِلى الله ورسوله

فھجرته اِلی اللّٰہ ورسوله ومن کانت ھجرته اِلی دنیایصیبھا أوامرأۃیتزوجھافھجرته اِلی ماھاجراِلیه۔

حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور اس کا مقصد واضح کریں۔اگر کوئی برے کام اچھی نیت سے کرے تو کیا یہ اعمال صالحہ میں شمار ہوں گے؟تفصیل سے واضح کریں، مذکورہ بالا حدیث شریف کی خصوصی اہمیت اجاگر کیجئے۔(ص۴۳)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں۔(۱) حدیث کا ترجمہ(۲) حدیث کا مقصد(۳) برے اعمال اچھی نیت سے کرنے کا حکم(۴) حدیث کی اہمیت۔

جواب ...... ①حدیث کا ترجمہ:۔بیشک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کو وہی بدلہ ملے گا جو اُس نے نیت کی پس جس شخص کی ہجرت اللہ اور اسکے رسول کی طرف ہو پس اُسکی ہجرت حقیقت میں اللہ اور اسکے رسول کی طرف ہی ہوگی اور جس شخص نے کسی دنیاوی غرض کیلئے یا کسی عورت سے نکاح کیلئے ہجرت کی تو اسکی ہجرت حقیقت میں اسی غرض کیلئے ہوگی جس غرض کی اس نے نیت کی۔

②حدیث کا مقصد:۔حدیث کا مقصد یہ ہے کہ تمام اعمال کی درستگی وفساد،قبولیت اور مردودیت کا دارومدار نیت پر ہے اور عملِ صالح وہی عمل کہلائے گا اور اللہ کے ہاں اُسی عمل کی قدروقیمت ہوگی جو نیک نیت سے کیا گیا ہوگا اور جو نیک عمل کسی بری غرض یا بری نیت سے کیا گیا ہو وہ مقبول نہ ہوگا اگرچہ ظاہری شکل میں وہ نیک عمل ہی ہو۔

③برے اعمال اچھی نیت سے کرنے کا حکم:۔جب اعمال کا دارومدار نیت پر ہی ہے تو اس صورت میں کوئی برا کام اچھی نیت سے کیا جائے تو کیا اُس پر بھی اجروثواب ملے گا یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو کام بذاتہٖ برے ہیں اور جن سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع کیا ہے اُن میں نیک اور اچھی نیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہ ہر حال میں برے ہیں اور غضبِ الٰہی کے موجب ہیں۔اُن کے ساتھ اچھی نیت کرنا اور اُن پر ثواب کی امید رکھنا یہ سزا میں زیادتی کا باعث تو ہوسکتا ہے اجر کا باعث نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ اللہ کے دین کے ساتھ کھیل اور مذاق ہے۔

④حدیث کی اہمیت:۔حدیث کی تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث دینِ اسلام کی بنیادی واہم احادیث میں سے ہے کیونکہ اس کے اندر خصوصیت کے ساتھ نیت کا ذکر کیا گیا ہے اور نیت پر اعمال کا دارومدار رکھا گیا ہے اور حقیقت میں نیت ہی ایسی چیز ہے جس کا اعمال کے صحیح وغلط ہونے میں بنیادی دخل ہے۔ یہ حدیث جوامع الکلم میں سے ہے،الفاظ میں مختصر ہے مگر" دریا بکوزہ" کا مصداق ہے کیونکہ یہ دین کے ایک اہم حصہ کو سمیٹے ہوئے ہے حتیٰ کہ بعض علماء نے فرمایا کہ یہ حدیث دین کا تہائی حصہ ہے کیونکہ اصولی طور پر دین کو ایمان،اعتقاد واخلاق میں تقسیم کیا گیا ہے اور یہ حدیث اخلاص پر مشتمل ہونے کی وجہ سے گویا تہائی دین ہے۔

﴿الورقة الثانية: فی الحدیث﴾

﴿السؤال الاوّل﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ......**عن عمر بن الخطاب قال بینما نحن عند رسول اللہ ﷺ ذات یوم** ......(ص۴۶ج۱)

0313 6357915 maktabazakariyamultan@gmail.com

حدیث جبرائیل علیہ السلام کا ترجمہ یا مفہوم لکھئے،ملائکہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟تفصیل سے لکھئے،حدیث کے لفظ"**ما الاحسان؟**" کی وضاحت کیجئے کہ مقام احسان کس کو کہتے ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں ①حدیث جبرائیل کا مفہوم ②ملائکہ کا تعارف ③**ما الاحسان؟** کی وضاحت۔

جواب ...... ①حدیث جبرائیل علیہ السلام کا مفہوم:۔حدیثِ جبرائیل علیہ السلام کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چندلوگ جمع تھے کہ اچانک ایک شخص حاضرِ خدمت ہوا جس کے کپڑے بالکل صاف وسفید اور بال بالکل سیاہ تھے اور اُس پر سفر کا کوئی اثر نہیں تھا مگر کوئی اسے جانتا بھی نہیں تھا،بہرحال وہ آپ ﷺ کے سامنے آکر دوزانو ہوکر بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے آپ ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ ملالئے اور اپنے ہاتھ آپ ﷺ کی رانوں پر رکھ دیئے اور کہا کہ اے محمد! مجھے اسلام کے متعلق بتلایئے کہ اسلام کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کے ارکان یہ ہیں کہ تم دل اور زبان سے اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور تم نماز قائم کرو،زکوٰۃ ادا

کرو، رمضان کے روزے رکھو، اگر حج ادا کرنے کی استطاعت ہوتو حج بھی ادا کرو۔ اُس سائل نے کہا کہ آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ پھر اُس نے عرض کیا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کو، اُس کے فرشتوں اور کتابوں کو، اس کے رسولوں اور آخرت کے دن کو حق جانو اور حق مانو اور خیر وشر کی تقدیر کو بھی حق جانو اور مانو۔ سائل نے پھر کہا کہ آپ نے سچ فرمایا۔ سائل نے پھر عرض کیا کہ احسان کیا چیز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اپنے پروردگار کی عبادت اس حال میں کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر تم اُسے نہیں دیکھ رہے تو وہ تو تمہیں دیکھ ہی رہا ہے۔ پھر سائل نے کہا کہ مجھے قیامت کے وقوع کی بھی خبر دیجئے کہ وہ کب واقع ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے وقتِ خاص کا علم جس طرح تجھے نہیں ہے وہ مجھے بھی نہیں ہے، پھر اُس نے کہا کہ چلو کچھ اُسکی علامات اور نشانیاں ہی بتلادو، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اُسکی علامات میں سے چند علامات یہ ہیں کہ لونڈی اپنی مالکہ اور آقا کو جنے گی، تہی دست جوتے وکپڑے سے محروم بکریاں چرانے والے لوگ بڑی بڑی عمارتیں بنائیں گے اور ایک دوسرے پر سبقت کرنے کی کوشش کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان سوال وجواب کے بعد وہ شخص چلا گیا، کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ اے عمر تمہیں پتہ ہے کہ وہ سائل کون تھا؟ مَیں نے عرض کیا کہ نہیں، اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتوں کے سردار جبرائیل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کیلئے آئے تھے۔

۲ **ملائکہ کا تعارف:۔** ملائکہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں جو نور سے پیدا کئے گئے ہیں، ہماری نظروں سے غائب ہیں، نہ مرد ہیں اور نہ عورت ہیں، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور کوئی گناہ نہیں کرتے اور جن کاموں پر اللہ تعالیٰ نے اُن کی ڈیوٹی لگائی ہے وہ اُسی کام میں لگے رہتے ہیں۔ فرشتوں کی گنتی وتعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۳ **ما الاحسان؟ کی وضاحت:۔** عام محاورہ میں احسان کا معنیٰ کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہے مگر یہاں احسان سے خاص اصطلاح مراد ہے جسے آپ ﷺ نے ان الفاظ میں بیان کیا کہ اللہ کی بندگی اس طرح کی جائے کہ جیسے وہ قہار وقدوس اور ذوالجلال والجبروت ذات ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، گویا ہم اُسے دیکھ رہے ہیں تو جیسے دنیاوی معاملات میں غلام اپنے آقا کی موجودگی میں ہر کام طریقے اور سلیقے سے سرانجام دیتا ہے جبکہ آقا کی غیر موجودگی میں اُس طریقے اور سلیقے کا لحاظ نہیں کرتا اِسی طرح مؤمن کو عبادت اور بندگی اس انداز میں کرنی چاہیے کہ میں اپنے آقا کو دیکھ رہا ہوں اور وہ میرے سامنے ہے۔ اگر یہ کیفیت حاصل نہ ہوسکے تو کم از کم یہ خیال کرے کہ میرا حقیقی آقا ومالک مجھے دیکھ رہا ہے۔

الشق الثانی ...... **عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ اربع من کن فیه کان منافقا خالصا ومن کانت فیه خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق حتی یدعها......**

حدیث کا ترجمہ کرکے ان چار عادات کو لکھئے جن کی وجہ سے بندہ منافق شمار کیا جاتا ہے، نفاق کی کتنی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کی تفصیل لکھئے، کیا آج کے زمانے میں ساری قسمیں پائی جاتی ہیں؟ وسوسہ کسے کہتے ہیں؟ کیا وسوسہ ایمان کے منافی ہے؟ کیا اس پر مواخذہ ہوگا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) منافق کی چار عادات (۳) نفاق کی اقسام اور موجودہ زمانہ میں ان کا وجود (۴) وسوسہ کی تعریف (۵) وسوسہ کے ایمان کے منافی ہونے کی وضاحت اور اسکا مواخذہ۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ...... ۱ **حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ پائی جائیں وہ خالص منافق ہوگا اور جس شخص میں اُن میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے تو اُس میں نفاق کی خصلت پائی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ اسے چھوڑ دے۔

۲ **منافق کی چار عادات:۔** آپ ﷺ نے اس حدیث میں منافق کی خصلتوں اور عادتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ جس شخص میں یہ چاروں علامتیں پائی جائیں وہ منافق ہے اور اگر کسی میں ان میں سے بعض پائی جائیں تو گویا اس میں علامتِ نفاق پائی جاتی ہے جب تک وہ ان خصلتوں کو چھوڑے گا نہیں اس وقت تک وہ عملی منافق رہے گا اور وہ چار علامات یہ ہیں: ① جب امانت رکھوائی جائے تو اُس میں خیانت کرے ② جب بات کرے تو جھوٹ بولے ③ جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے ④ جب لڑائی

جھگڑا کرے تو فسق وفجور گالم گلوچ پر اتر آئے۔

③ نفاق کی اقسام اور موجودہ زمانہ میں ان کا وجود:۔ نفاق کی دو قسمیں ہیں: ① اعتقادی: یہ حقیقی اور اصلی نفاق ہے اور یہ انسان کی سب سے بدترین حالت کا نام ہے کہ آدمی دل سے تو اسلام کو قبول نہ کرے یعنی دل سے منکر ومخالف ہو مگر کسی وجہ سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے، یہ قسم کفر کی بدترین قسم ہے۔ ② عملی: یعنی انسان عقیدے کے اعتبار سے تو مسلمان ہو مگر اُسکے اندر کچھ ایسی عادات وخصلتیں ہوں جن کی منافقین سے خاص نسبت اور مناسبت ہے اور درحقیقت وہ منافق کی ہی عادات وخصلتیں ہیں، پس اگر کوئی شخص عقیدے کے اعتبار سے تو مسلمان ہے مگر سیرت اور کردار وعمل کے اعتبار سے منافق ہے تو اُسے چاہیے کہ اس منافقانہ سیرت اور منافقانہ اعمال واخلاق کی گندگی سے بھی اپنے آپ کو بچائے۔ اور آج کل کے زمانے میں نفاق کی دونوں صورتیں پائی جاتی ہیں مگر نفاقِ اعتقادی کی بنسبت نفاقِ عملی زیادہ ہے۔

④ وسوسہ کی تعریف:۔ وسوسہ لغت میں پست آواز کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں وہ خیالات جو بُرے فکر وعمل اور گناہ کی طرف دعوت دیں وہ وسوسہ کہلاتے ہیں۔ وسوسہ والہام میں فرق یہ ہے کہ وسوسہ بُرے خیال وداعی کو کہتے ہیں جبکہ الہام وہ اچھے خیالات ہیں جو اچھی فکر وطاعت اور نیک عمل کی طرف دعوت دیں۔

⑤ وسوسہ کے ایمان کے منافی ہونے کی وضاحت اور اسکا مواخذہ:۔ وسوسہ کی ابتداءً دو اقسام ہیں: ① وسوسہ ضروریہ: جو انسان کے اختیار میں نہ ہو، دل میں ابتداءً رہے اور انسان اُس کے دفع کرنے پر قادر بھی نہ ہو، یہ وسوسہ تمام اُمتوں کو معاف کر دیا گیا ہے۔ **لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا** ② وسوسہ اختیاریہ: جو انسان کے دل میں آنے کے بعد دائمًا رہتا ہے اور انسان اُس خیال سے لذت بھی حاصل کرتا رہتا ہے اور اُس کو حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے مگر کامیاب نہیں ہوتا، یہ قسم آپ ﷺ کی امت سے آپ کے تکرم وتشرف کی وجہ سے خاص طور پر معاف کر دی گئی ہے۔ البتہ عقائدِ فاسدہ اور اخلاقِ ذمیمہ اس وسوسہ میں ہرگز داخل نہیں ہیں۔

پھر وسوسہ اختیاریہ کی پانچ اقسام ہیں: ① **هاجس:** وہ خیال جو دل میں پیدا ہو اور فوراً نکل جائے، دل میں قرار ہی نہ پکڑے ② **خاطر:** وہ خیال جو دل میں پیدا ہو اور اُس کو کچھ قرار بھی حاصل ہو لیکن اُسکے کرنے اور نہ کرنے کا داعیہ پیدا نہ ہو۔ ③ **حدیث النفس:** وہ خیال جو دل میں پیدا ہو اور قرار بھی حاصل ہو اور اُس کو کرنے نہ کرنے کا داعیہ بھی پیدا ہو مگر کسی جانب کو ترجیح نہ ہو۔ یہ تینوں قسمیں امتِ محمدیہ سے معاف ہیں، ان میں نہ مؤاخذہ ہے اور نہ ثواب ہے جبکہ پہلی امتوں کے لئے صرف ھاجس معاف تھا بقیہ دو قسموں پر مؤاخذہ تھا۔ ④ **همّ:** وہ خیال جو دل میں پیدا ہو اور اُس کو قرار بھی حاصل ہو، کرنے کا داعیہ بھی پیدا ہو، کسی جانب کو ترجیح بھی حاصل ہو مگر وہ ترجیح ضعیف ہو اس میں ثواب ہے، عذاب نہیں۔ ⑤ **عزم:** کہ اُس خیال کو کرنے کا داعیہ بھی پیدا ہو جائے اور جانبِ فعل کو ترجیح قوی بھی حاصل ہو جائے اور اسباب مہیا ہونے پر کرنے کا نہایت پختہ ارادہ ہو جائے، یہ عزم بالجزم ہے اِس میں عذاب بھی ہے اور ثواب بھی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے **اَلْقَاتِلُ وَ الْمَقْتُوْلُ کِلَاهُمَا فِی النَّارِ** ۔(خیر التوضیح ص ۱۴۴ ج ۱)

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

0313 6357915 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الاوّل ...... **عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من فتح له منکم باب الدعاء فتحت له ابواب الرحمة وما سئل اللّٰہ شیئا یعنی احب الیه من ان یسأل العافیة۔** حدیث شریف کا ترجمہ کیجئے اور عافیت کا مطلب لکھئے، دعا کا مطلب اور مفہوم لکھئے، کن مواقع پر دعائیں قبول ہوتی ہیں؟ دعائیں کب قبول ہوتی ہیں؟ اور کب نہیں؟ وجوہات لکھئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) عافیت کا مطلب (۳) دعا کا مطلب اور مفہوم (۴) دعا کی قبولیت وعدمِ قبولیت کے مواقع۔

جواب ...... **① حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس شخص کیلئے دعا کا دروازہ کھل گیا اُس کیلئے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ تعالیٰ کے سوالوں میں سب سے محبوب سوال یہ ہے کہ اُس سے عافیت کا سوال کیا جائے۔

② عافیت کا مطلب:۔ عافیت کا مطلب یہ ہے کہ تمام دنیاوی واُخروی، ظاہری وباطنی مصائب وآفات اور بلیات سے سلامتی اور

تحفظ ہو، تو جو شخص اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگتا ہے وہ گویا اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اللہ کی حفاظت اور سلامتی و تحفظ کے بغیر نہ وہ زندہ رہ سکتا ہے اور نہ کسی مصیبت و تکلیف سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے۔

③ دعا کا مطلب اور مفہوم:۔ دعا محض ہمارے معاشرہ والے دعائی الفاظ کا نام نہیں ہے جو محض زبان سے ادا کئے جاتے ہیں، یہ محض دعا کا لباس اور صورت ہے۔ دعا حقیقت میں انسان کے دل اور روح کی طلب و تڑپ کا نام ہے لہٰذا جس قدر دلی طور پر طلب و تڑپ زیادہ ہوگی اتنا ہی دعا میں اثر زیادہ ہوگا۔

④ دعا کی قبولیت وعدمِ قبولیت کے مواقع:۔ وہ دعائیں جو خصوصیت کے ساتھ قبول ہوتی ہیں اُن میں ایک مسلمان بھائی کی دوسرے مسلمان بھائی کے لئے غائبانہ دعا ہے۔ نیز خاص احوال واوقات کے اعتبار سے بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں مثلاً فرض نماز کے بعد، ختم قرآن کریم کے بعد، اذان واقامت کے درمیان، جنگ کے دوران، بارش کے نزول کے وقت، کعبۃ اللہ پر نظر پڑتے وقت، ایسے جنگل وبیابان میں نماز کے بعد جہاں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دیکھنے والا نہ ہو، میدانِ جہاد میں جب کمزور ساتھیوں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا ہو اور رات کے آخری حصہ میں مانگی جانے والی دعائیں خصوصیت سے قبول ہوتی ہیں۔

حدیث میں حرام کھانے، پینے، پہننے اور حرام غذا سے نشو ونما پانے والے شخص کی دعا کی عدمِ قبولیت ذکر کی گئی ہے۔

الشق الثانی ......**عن ابیِ بنِ کعب قال قلت یا رسول اللّٰہ اِنِی اکثِر الصلاۃ علیك فکم اجعل لك مِن صلاتِی؟ فقال ماشِئتَ قلتُ الربع قال ماشِئتَ فاِن زِدتَ فھو خیر لك قلتُ النِصف فقال ماشِئتَ فاِن زِدتَ فھو خیر لك قلتُ فالثلثینِ قال ما شِئتَ فاِن زِدتَ فھو خیر لك قلتُ اجعل لك صلاتِی کلھا قال اِذا تکفی ھمك ویکفرلك ذنبك۔**

حدیث کا ترجمہ کریں۔ درود شریف پڑھنے کا مقصد اور حکمتِ خاص کیا ہے؟ درود شریف پڑھنے کی فضیلت اور نہ پڑھنے پر کیا وعید ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② درود شریف پڑھنے کا مقصد اور حکمتِ خاص ③ درود شریف پڑھنے کی فضیلت اور نہ پڑھنے کی وعید۔

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابی ابن کعبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں آپ پر کثرت سے درود بھیجنا چاہتا ہوں آپ ﷺ بتلا دیجئے کہ اپنے لئے دعا کے واسطے جو وقت میں نے مقرر کیا ہے اس میں سے کتنا وقت آپ ﷺ پر درود بھیجنے کیلئے مخصوص کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس قدر تمہارا جی چاہے، میں نے عرض کیا چوتھائی وقت مقرر کردوں؟ فرمایا جتنا تمہارا جی چاہے اور اگر زیادہ مقرر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے، میں نے عرض کیا تو پھر دو تہائی مقرر کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس قدر تمہارا جی چاہے اور اگر زیادہ مقرر کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے، میں نے عرض کیا اچھا تو پھر میں اپنی دعا کا سارا وقت ہی آپ ﷺ کے درود کے واسطے مقرر کردیتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ تمہیں کفایت کرے گا، تمہارے دین ودنیا کے مقاصد کو پورا کرے گا اور تمہارے گناہ معاف ہوجائیں گے۔

0313-6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

② درود وسلام کا مقصد اور حکمتِ خاص:۔ رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام کا مقصد آپ ﷺ کی ذاتِ پاک کو نفع پہنچانا نہیں کیونکہ ہماری دعاؤں کی آپ ﷺ کو قطعاً کوئی ضرورت نہیں، بادشاہوں کو فقراء ومساکین کے ہدایہ وتحائف کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق ہے کہ اُسکی عبادت اور حمد وتسبیح کے ذریعے اپنی عبدیت وعبودیت کا نذرانہ اُسکے حضور پیش کریں، اس سے اللہ تعالیٰ کو کوئی نفع نہیں پہنچتا بلکہ یہ چیزیں خود ہماری ضرورت ہیں، ان کا نفع ہمیں ہی پہنچتا ہے اسی طرح آپ ﷺ کے محاسن وکمالات، پیغمبرانہ خدمات، امت پر آپ ﷺ کے عظیم احسانات کا یہ حق ہے کہ آپ ﷺ کے حضور میں عقیدت ومحبت، وفاداری اور نیازمندی کا ہدیہ اور ممنونیت وسپاس گزاری کا نذرانہ پیش کریں، اس مقصد کیلئے درود وسلام کا یہ طریقہ مقرر کیا گیا ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص آپ ﷺ کی خدمت میں عقیدت ومحبت، وفاداری اور نیازمندی کا ہدیہ اور ممنونیت وسپاس گزاری کا نذرانہ پیش کرنے کیلئے درود وسلام کا طریقہ مقرر کرنے کی سب سے بڑی حکمت یہ ہے کہ اس سے شرک کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ اللہ

تعالیٰ کے بعد سب سے مقدس ومحترم ہستیاں انبیاء علیہم السلام ہیں، اُن میں سب سے افضل آپ ﷺ ہیں جب اُن کے متعلق یہ حکم دیا گیا کہ اُن پر درود وسلام بھیجا جائے یعنی اللہ تعالیٰ سے اُن کیلئے خاص عنایت ورحمت اور سلامتی کی دعا کی جائے تو معلوم ہوا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت اور نظرِ کرم کے محتاج ہیں اور اُن کا حق ومقامِ عالی یہی ہے کہ اُن کیلئے اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ سے اعلیٰ دعائیں کی جائیں، اسکے بعد شرک کیلئے کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا کرم ہے کہ اُسکے اِس حکم نے امتیوں کیلئے انبیاء علیہم السلام ورسولوں اور بالخصوص سیدالانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کا دعا گو بنا دیا اور جو بندہ ان مقدس ہستیوں کا دعا گو ہو وہ کسی مخلوق کا پرستار نہیں ہوسکتا۔ (ج۵ص۲۲۵)

۳ درود شریف پڑھنے کی فضیلت اور نہ پڑھنے کی وعید:۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو آدمی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو آدمی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا، اس کے دس گناہ معاف کرے گا اور تقرب الی اللہ کے سلسلے میں اس کے دس درجے بلند کرے گا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھنے والے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب کوئی آدمی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں خود اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ حضرت ابو طلحہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن رحمت عالم ﷺ صحابہ کے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر بشاشت کھیل رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جرائیل علیہ السلام آئے تھے، وہ کہتے تھے کہ پروردگار فرماتا ہے کہ اے محمد! کیا آپ اس بات سے راضی نہیں ہیں کہ آپ کی امت میں سے جو کوئی آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کروں گا اور آپ کی امت میں سے جو کوئی آپ ﷺ پر سلام بھیجے گا میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں گا۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جو آدمی آپ ﷺ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اس پر اللہ اور اس کے فرشتے ستر مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا خاک آلود ہو اس آدمی کی ناک کہ اس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا۔ حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا وہ آدمی بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا (میرا نام لیا گیا) اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا۔ (یہ تمام احادیث مشکوٰۃ شریف سے ماخوذ ہیں)

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ...... **عن ابن عمر قل قل رسول اللہ ﷺ من لبس ثوب شهرة فی الدنیا البسه اللّٰه ثوب مذلة یوم القیٰمة۔**

حدیث شریف کا ترجمہ کیجئے، حدیث کی تشریح کیجئے، ایک مسلمان مرد یا عورت کا لباس کیسا ہونا چاہیے؟ تفصیل مطلوب ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ مسلمان مرد وعورت کے لباس کی تفصیل۔

جواب ...... ۱ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو آدمی دنیا میں نمائش و شہرت کے کپڑے پہنے گا اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن ذلت اور رسوائی کے کپڑے پہنائے گا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

۲ حدیث کی تشریح:۔ اس حدیث میں شہرت والے لباس سے مراد وہ لباس ہے جو اپنی شان وشوکت کی نمائش کیلئے اور لوگوں کی نظروں میں بڑا بننے کیلئے پہنا جائے۔ اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو لوگوں کی نظروں میں علامہ یا مقدس بزرگ بننے کیلئے کوئی خاص لباس پہنیں اور وہ لوگ بھی شامل ہیں جو درویشی وفقیری کی نمائش کیلئے ایسے کپڑے پہنیں جن کی وجہ سے لوگ انہیں فقیر ودرویش سمجھیں۔ گویا جو شخص بھی اپنی کسی بھی طرح کی شخصیت وشہرت کو ظاہر کرنے کیلئے کوئی لباس پہنتا ہے تو اسے قیامت کے دن ذلت ورسوائی کا لباس پہنایا جائے گا۔

۳ مسلمان مرد اور عورت کے لباس کی تفصیل:۔ لباس کے معاملہ میں آپ ﷺ کی تعلیمات وہدایات کی اساس وبنیاد سورۂ اعراف کی یہ آیت ہے: **یٰبنی اٰدم قد انزلنا علیکم لباسًا یواری سواٰتکم وریشًا ط ولباس التقوٰی ذٰلك خیر** (الاعراف ع۳)۔ (ترجمہ: اے فرزندانِ آدم ہم نے تم کو پہننے کے کپڑے عطا کئے جن سے تمہاری ستر پوشی ہو اور تجمل وآسائش کا سامان اور تقوے

والالباس تو سراسر خیر اور بھلائی ہے)۔اس آیت میں لباس کے دو خاص فائدے ذکر کئے گئے ہیں۔ایک ستر پوشی یعنی انسانی جسم کے ان حصوں کو چھپانا جن پر غیروں کی نظر نہیں پڑنی چاہیے اور دوسرا زینت وآرائش یعنی یہ کہ دیکھنے میں آدمی بھلا اور آراستہ معلوم ہو اور جانوروں کی طرح ننگ دھڑنگ نہ پھرے۔آخر میں فرمایا:**ولباس التقوٰی ذالك خیر** یعنی اللہ کے نزدیک فی الحقیقت وہ لباس اچھا اور سراسر خیر ہے جو خداترسی اور پرہیزگاری کے اصول سے مطابقت رکھتا ہو،اس میں اللہ کی ہدایت اور اسکے احکام کی خلاف ورزی نہ کی گئی ہو بلکہ شریعت کے احکام کے مطابق ہو۔ایسا ہر لباس بلاشبہ سراسر خیر و نعمت اور شکر کے ساتھ اس کا استعمال قربِ الٰہی کا وسیلہ ہے۔

پس ایک مسلمان کو لباس میں ستر پوشی اور جمال و وقار کا مظاہرہ کرنا چاہیے جس میں تنفر و توحش نہ ہو،افراط و بے جا اسراف نہ ہو،شان و شوکت کی نمائش اور برتری کا اظہار و تفاخر بھی نہ ہو،غریب و نادار لوگوں کی دل شکنی اور ان کے مقابلہ میں برتری کی نمائش نہ ہو۔مرد ریشمی کپڑے،باریک کپڑے،شوخ سرخ رنگ کے کپڑے،عورتوں کی مشابہت والے کپڑے استعمال نہ کریں اور مرد کیلئے سفید کپڑا پہننا محبوب و مسنون قرار دیا گیا ہے۔عورتیں زیادہ باریک کپڑے اور مردوں کی مشابہت والے کپڑے استعمال نہ کریں۔

الشق الثانی ...... **عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ يأتی على الناس زمان لايبالی المرء ما اخذ منه من الحلال ام من الحرام ...... فاذ ذلك لاتجاب لهم دعوة** حدیث شریف کا سلیس ترجمہ کریں،حدیث شریف کی واضح تشریح کریں،رزق حلال کی فضیلت کو احادیث کی روشنی میں مدلل لکھیں اور خط کشیدہ جملے کا مطلب واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حدیث کا ترجمہ (۲) حدیث کی تشریح (۳) رزق حلال کی فضیلت (۴) **فاذ ذٰلك لاتجاب لهم دعوة** کا مطلب۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کو اِس چیز کی پرواہ نہ ہوگی کہ جو چیز وہ لے رہا ہے وہ حلال ہے یا حرام ہے،پس جب یہ حالات ہوں گے تو اُس وقت لوگوں کی دعائیں قبول نہیں کی جائیں گی۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ حدیث کی تشریح یہ ہے کہ قربِ قیامت میں ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ حلال اور حرام،جائز و ناجائز میں تمیز نہیں کریں گے،مال و متاع کی زیادتی کے حرص میں زیادہ سے زیادہ مال و متاع جمع کرنے اور سمیٹنے کی کوشش کریں گے خواہ وہ حلال ہو یا حرام ہو۔جب ایسے حالات ہوں گے یعنی کھانے،پینے،پہننے میں جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی تمیز نہیں رہے گی تو اُس وقت لوگوں کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوں گی۔

❸ رزق حلال کی فضیلت:۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ رزقِ حلال حاصل کرنے کی فکر اور کوشش کرنا بنیادی ارکان اور فرائض کے بعد ایک فرض ہے۔کیونکہ بندہ اگر اس سے غفلت برتے گا اور کوتاہی کرے گا تو خطرہ ہے کہ کہیں حرام روزی سے پیٹ بھرنے کے نتیجے میں آخرت کے عذاب سے دوچار نہ ہو۔پس معلوم ہوا کہ کسبِ حلال کی فکر اور کوشش اور اس میں مشغول ہونا عینِ دین و عبادت اور موجب اجر و ثواب ہے۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ کاروباری معاملات میں سچائی اور امانت و دیانت کا مظاہرہ کرنیوالا تاجر انجام کے اعتبار سے آخرت میں انبیاء علیہم السلام،صدیقین و شہداء کے ساتھ ہوگا۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاتھ کی محنت مزدوری سے کمائی حاصل کرنے والا شخص اللہ رب العزت کا دوست ہے۔اِسی طرح فرمایا کہ سب سے اچھی کمائی وہ ہے جو خود اپنے دستِ بازو اور محنت سے ہو،اِسی طرح اُس تجارت کی کمائی بھی پاکیزہ ہے جو شریعت کے احکام کے مطابق اور دیانتداری کے ساتھ ہو۔

❹ **فاذ ذٰلك لاتجاب لهم دعوة** کا مطلب:۔ اس کا مطلب تشریح کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الثانية: في الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل......عن أنس بن مالك أن النبي ﷺ ومعاذ رديفه على الرحل قال يا معاذ بن جبل! قال لبيك يا رسول الله وسعديك قال يا معاذ! قال لبيك يا رسول الله وسعديك ثلاثا، قال: ما من أحد يشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله صدقا من قلبه الا حرّمه الله على النار قال يا رسول الله أفلا أخبر به الناس فيستبشروا؟ قال اذا يتكلوا واخبر بها معاذ عند موته تأثما۔ حدیث کا ترجمہ کریں۔اذًا یتّکلوا کا کیا مفہوم ہے؟ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اس خوش خبری کے نقل کرنے سے روکا گیا تھا تو وفات سے پہلے انہوں نے کیوں خبر دی تھی؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② اذًا یتّکلوا کا مفہوم ③ منع کے باوجود حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے خوش خبری کو نقل کرنے کی وجہ۔

جواب...... ① **حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت معاذ سے فرمایا جب کہ حضرت انس آپ ﷺ کے ساتھ ایک ہی کجاوے پر سوار تھے: اے معاذ! عرض کیا لبیك یا رسول الله وسعدیك، پھر پکارا: اے معاذ! عرض کیا لبیك یا رسول الله وسعدیك، تین مرتبہ ایسے ہی ہوا، پھر فرمایا: جو شخص سچے دل سے گواہی دے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) کے رسول ہیں تو اللہ تعالی دوزخ پر ایسے شخص کو حرام کر دیتے ہیں۔ حضرت معاذ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا لوگوں کو اسکی خبر نہ دیدوں کہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے، پھر حضرت معاذ نے اپنی موت کے وقت کتمانِ علم کے خوف سے یہ حدیث بیان کی تھی۔

② **اذًا یتّکلوا کا مفہوم:۔** لوگ اس ارشاد کو سن کر محض کلمۂ طیبہ کے اقرار پر اکتفاء کریں گے اور اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے اور اعمال کو ترک کر دیں گے، اسلئے ان کو یہ خوشخبری نہ سناؤ۔

③ **منع کے باوجود حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے خوش خبری کو نقل کرنے کی وجہ:۔** آپ ﷺ کے ایک ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ میری طرف سے تمہیں اگر ایک آیت بھی پہنچے تو اسکو لوگوں تک پہنچا دو۔ اس ارشاد کے ضمن میں لکھا ہے کہ تمہیں جس مسئلہ کا علم ہے اسے چھپانا حرام اور گناہ ہے۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے زندگی کے آخری ایام میں کتمانِ علم (علم چھپانا) والے گناہ سے بچنے کیلئے یہ حدیث لوگوں کو بیان کر دی تھی۔

الشق الثانی......عن ثوبان عن النبي ﷺ قال حوضي من عدن الى عمان البلقاء ماؤه اشد بياضا من اللبن و احلى من العسل و اكوابه عدد نجوم السماء من شرب منه شربة لم يظمأ بعدها ابدا اول الناس ورودًا عليه فقراء المهاجرين الشعث رؤوسا الدنس ثيابا الذين لا ينكحون المتنعمات ولا يفتح لهم السدد۔ (۱:۱۴۸)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

حدیث کا ترجمہ کریں۔حدیث میں سب سے پہلے حوضِ کوثر پر پہنچنے والوں کی کیا صفات ذکر کی گئی ہیں؟ اہل السنۃ والجماعۃ کا دیدارِ الٰہی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② سب سے پہلے حوضِ کوثر پر پہنچنے والوں کی صفات ③ اہل السنۃ والجماعۃ کا دیدارِ الٰہی کے بارے میں عقیدہ۔

جواب...... ① **حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت ثوبان نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا میرے حوض کوثر کی لمبائی عدن وبلقاء کے درمیانی فاصلہ کے بقدر ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، اس کے آب خورے (پانی پینے کے برتن آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہیں۔ جو شخص بھی ایک مرتبہ اس کا پانی پی لے گا پھر اس کو کبھی پیاس نہیں لگے گی، اس حوض پر پانی پینے کے لئے سب سے پہلے آنے والے لوگ فقراء مہاجرین ہوں گے، وہی فقراء مہاجرین جو (اس دنیا

میں اپنے فقر وافلاس کی وجہ سے) پراگندہ بال، پریشان حال اور پھٹے پرانے کپڑوں میں نظر آتے ہیں جو خوشحال گھرانوں کی لڑکیوں سے اگر اپنے نکاح کا پیغام بھیجیں تو وہ نکاح کے قابل نہیں سمجھے جاتے اور ان کے لئے گھروں کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔

❷ سب سے پہلے حوضِ کوثر پر پہنچنے والوں کی صفات:۔ اس حوض پر پانی پینے کیلئے سب سے پہلے آنے والے لوگ فقراء مہاجرین ہوں گے۔ اس شرف کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں دین کی خاطر انہوں نے سب سے زیادہ بھوک پیاس کی صعوبت برداشت کی، سب سے زیادہ پریشانی اور تباہ حالی کا شکار ہوئے، اسلئے آخرت میں سب سے پہلے انہی لوگوں کو کوثر پر سیراب کیا جائے گا۔ اسی مفہوم کو ایک دوسری حدیث میں فرمایا: تم میں سے جو لوگ دنیا میں سب سے زیادہ بھوکے رہتے ہیں وہی آخرت میں سب سے زیادہ شکم سیر ہوں گے۔

ان فقراء مہاجرین کی صفات یہ بیان کی کہ وہ دنیا میں اپنے فقر وافلاس کی وجہ سے پراگندہ بال، پریشان حال اور پھٹے پرانے کپڑوں میں نظر آتے ہیں جو خوشحال گھرانوں کی لڑکیوں سے اگر اپنے نکاح کا پیغام بھیجیں تو وہ نکاح کے قابل نہیں سمجھے جاتے اور ان کے لئے گھروں کے دروازے نہیں کھولے جاتے یعنی اگر وہ لوگ بفرضِ محال کس ضرورت کے تحت یا بلا ضرورت ہی کسی دنیا دار کے دروازے پر جائیں تو ان کی ظاہری شکستہ حالی کی بنا پر وہ دنیا داران کو اس قابل بھی نہ سمجھے کہ اپنے یہاں گھسنے دے اور اپنے پاس آنے دے یہ گویا اس بات سے کنایہ ہے کہ یہ لوگ اپنی ظاہری حالت کی وجہ سے دنیا داروں کے یہاں کسی دعوت وضیافت میں بلائے جانے کے قابل نہیں سمجھے جاتے اور سماجی ومجلسی تعلقات میں ان کی طرف کوئی التفات نہیں کیا جاتا۔ (توضیحات)

❸ اہل السنۃ والجماعۃ کا دیدارِ الٰہی کے بارے میں عقیدہ:۔ تمام صحابہ وتابعین اور جمہور امت اس پر متفق ہیں کہ آخرت میں اہلِ جنت وعام مؤمنین حق تعالیٰ کی زیارت کرینگے، جیسا کہ احادیث صحیحہ اس پر شاہد ہیں، اس سے اتنا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رویت وزیارت کوئی امر محال یا ناممکن نہیں۔ البتہ عالمِ دنیا میں انسانی نگاہ میں اتنی قوت نہیں جو اس کو برداشت کر سکے، اس لئے دنیا میں کسی کو حق تعالیٰ کی رویت وزیارت نہیں ہو سکتی، آخرت کے معاملہ میں خود قرآن کریم کا ارشاد ہے **فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ** یعنی آخرت میں انسان کی نگاہ تیز اور قوی کر دی جائے گی اور پردے ہٹا دیئے جائیں گے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی انسان اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتا کیونکہ اس کی نگاہ فانی ہے اور اللہ تعالیٰ باقی، پھر جب آخرت میں انسان کو غیر فانی نگاہ عطا کر دی جائے گی تو حق تعالیٰ کی رویت میں کوئی مانع نہ رہے گا، تقریباً یہی مضمون قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے اور صحیح مسلم کی ایک حدیث میں اس کی تقریباً تصریح ہے جسکے الفاظ یہ ہیں **واعلموا انکم لن تروا ربکم حتی تموتوا** اس سے امکان تو اس کا بھی نکل آیا کہ عالمِ دنیا میں بھی کسی وقت خصوصی طور پر رسول اللہ ﷺ کی نگاہ میں وہ قوت بخش دی جائے جس سے وہ حق تعالیٰ کی زیارت کر سکیں، لیکن اس عالم سے باہر نکل کر جبکہ شب معراج میں آپ ﷺ کو آسمانوں اور جنت ودوزخ اور اللہ تعالیٰ کی خاص آیات قدرت کا مشاہدہ کرانے ہی کیلئے امتیازی حیثیت سے بلایا گیا، اس وقت تو حق تعالیٰ کی زیارت اس عام ضابطہ سے بھی مستثنیٰ ہے کہ اس وقت آپ ﷺ اس عالمِ دنیا میں نہیں ہیں۔

معتزلہ رؤیت باری تعالیٰ کے منکر ہیں اور دلیل میں آیت کریمہ **لاتدرکہ الابصار** پیش کرتے ہیں۔

جواب یہ ہے کہ الابصار پر الف لام عہد کا ہے ابصارِ دنیا مراد ہے اور ہم اخروی رؤیت کے قائل ہیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ کسی مانع کی وجہ سے ابصار کے مدرک ہونے کی نفی ہے اپنے مدرک ہونے کی نفی نہیں ہے جب مانع زائل ہو جائیگا تو رؤیت حاصل ہو جائیگی (معارف القرآن ۴:۲۰۴)

السوال الثانی ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ......عن عائشة قالت : كان النبی ﷺ يقول :اللهم انی اعوذ بك من الكسل والهرم والمغرم والمأثم اللهم انی اعوذ بك من عذاب النار وفتنة النار وفتنة القبر وعذاب القبر ومن شر فتنة الغنی ومن شر فتنة الفقر ومن شر فتنة المسيح الدجال،اللهم اغسل خطاياى بماء الثلج والبرد ونق قلبی كما ينقی الثوب الابيض من الدنس وباعد بينی وبين خطاياى كما باعدت بين المشرق والمغرب .(ص۱۸۳:۵)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

حدیث میں کن چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے؟ ہرم کسے کہتے ہیں؟ مالداری وغربت کے فتنہ سے پناہ مانگنے کا کیا مطلب ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① پناہ مانگی گئی اشیاء کی وضاحت ② ہرم کا مفہوم ③ مالداری وغربت کے فتنہ سے پناہ مانگنے کا مطلب۔

جواب ...... ❶ پناہ مانگی گئی اشیاء کی وضاحت:۔ اس حدیث میں درج ذیل اشیاء سے پناہ مانگی گئی ہے: ① طاعت ونیکی کے کاموں میں کاہلی وسستی سے ② بڑھاپے کی وجہ سے مخبوط الحواس اور اعضاء کے ناکارہ ہونے سے ③ تاوان یا لوگوں کے قرض سے ④ گناہ سے، آگ کے عذاب اور فتنہ سے ⑤ قبر کے فتنہ اور قبر کے عذاب سے ⑥ دولت وغنیٰ اور مالداری کے فتنہ اور برائی سے ⑦ غربت اور فقر وفاقہ کے فتنہ کی برائی سے ⑧ کانے دجال کے فتنہ وآزمائش سے۔

❷ ہرم کا مفہوم:۔ عمر کا وہ حصہ (بڑھاپہ) جس میں ہوش وحواس صحیح سالم نہ رہیں، اعضاء وجوارح ناکارہ ہوجائیں، آدمی میں عبادات واعمال کی طاقت وہمت ختم ہوجائے۔

❸ مالداری وغربت کے فتنہ سے پناہ مانگنے کا مطلب:۔ دولتمندی بذاتِ خود بُری چیز نہیں ہے اگر اس کے حقوق ادا کیے جائیں تو یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جو مالداری انسان میں تکبر وغرور پیدا کرے، یادِ الٰہی سے انسان کو غافل کردے، گناہ وبغاوت پر آمادہ کرے اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔ اسی طرح جس غربت وفقر وفاقہ سے صبر وقناعت کی دولت نصیب ہو وہ پسندیدہ وممدوح ہے اور اگر یہی فقر وفاقہ ناشکری وکفر کا سبب بن جائے، انسان صبر وقناعت کا مظاہرہ نہ کرے تو اس سے پناہ مانگی گئی ہے۔

الشق الثانی ......عن البراء بن عازب قال: قال لی رسول اللہ ﷺ: اذا اتیت مضجعك فتوضّأ وضوئك للصلاة ثم اضطجع علی شقك الایمن وقل: اللّٰهمّ أسلمت وجهی...... الخ حدیث میں سونے سے پہلے کیا آداب بتائے گئے ہیں؟ نیز سونے سے پہلے کی دعا تحریر کریں؟ سخت خطرے کی حالت میں کیا دعا بتائی گئی ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① سونے سے پہلے کے آداب ② سونے سے پہلے کی دعا ③ سخت خطرے کی حالت کی دعا۔

جواب ...... ❶ سونے سے پہلے کے آداب:۔ اس حدیث میں سونے سے قبل کے دو آداب ذکر کیے گئے ہیں: باوضو لیٹنا اور دائیں کروٹ پر لیٹنا۔ احادیث میں آپ ﷺ کے سونے کا معمول یہ منقول ہے کہ رسول اکرم ﷺ عموماً باوضو سوتے جب بستر پر جاتے تو اس کو جھاڑتے تھے اس کے بعد پہلے داہنا پاؤں بستر پر رکھتے پھر دائیں ہاتھ پر داہنا رخسار رکھ کر دائیں کروٹ پر اس طرح لیٹتے کہ قبلہ کی طرف رخ ہوتا، پھر مختلف دعاؤں واذکار کا اہتمام کرتے ہوئے سوتے۔

❷ سونے سے پہلے کی دعا:۔ اللّٰهمّ أسلمت وجهی الیك وفوّضتُ امری الیك والْجأتُ ظهری الیك رهبةً و رغبةً الیك لاملجأ و لا منجأ منك الّا الیك آمنتُ بکتابك الذی انزلتَ و نبیّك الذی ارسلتَ۔

❸ سخت خطرے کی حالت کی دعا:۔ ① اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَ آمِنْ رَوْعَاتِنَا ② اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ......عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ ثلاث من اصل الایمان: الکف عمن قال لا الٰه الّا اللّٰه، لاتکفره بذنب و لا تخرجه من الاسلام بعمل والجهاد ماض مذ بعثنی اللّٰه الٰی ان یقاتل آخر هٰذه الامة الدجال لایبطله جور جائر ولا عدل عادل والایمان بالقدر۔ (۱:۸۷)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث میں مذکورتینوں باتوں کی تشریح کریں۔ کون سے اعمال واخلاق ایمان میں خرابی پیدا کرتے ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ ایمان میں خرابی پیدا کرنے والے اعمال واخلاق کی نشاندہی۔

جواب ...... **①** **حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں اصولِ ایمان میں سے ہیں: ① جو شخص **لا الٰہ الّا اللّٰہ** کہنے والا ہو اسکے متعلق زبان کو روکا جائے، کسی گناہ کی وجہ سے اسکی تکفیر نہ کی جائے، کسی عمل کی وجہ سے اسکو اسلام سے خارج نہ کیا جائے۔ ② جہاد، یہ اس وقت سے جاری ہے جب سے اللہ نے مجھے مبعوث کیا ہے، یہاں تک کہ اس امت کا آخری طبقہ دجّال سے قتال کرے گا، کسی ظالم کا ظلم اور کسی عادل کا عدل اس کو ختم نہیں کر سکے گا۔ ③ تقدیر پر ایمان لانا۔

② **حدیث کی تشریح:۔** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں اصولِ ایمان میں سے ہیں: ① جو شخص **لا الٰہ الّا اللّٰہ** کہنے والا ہو یعنی اسلام لانے والا ہو اگر اس سے کوئی گناہ یا بُرا عمل سرزد ہو جائے تو اس پر کفر کا فتوی نہ لگایا جائے اور اسکو اسلام سے خارج قرار نہ دیا جائے۔ جو لوگ ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار کرنے والے ہیں وہ از خود اسلام سے خارج ہونے کی وجہ سے اس حدیث سے مستثنٰی ہیں۔
② جہاد کو اسلام کا رکن تسلیم کرنا اور اصولِ دین میں سے قرار دینا بھی ایمان کی اصل میں شامل ہے۔ فرمایا کہ یہ جہاد اس وقت سے جاری ہے جب سے اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا اور یہ قیامت تک جاری رہے گا یہاں تک کہ اس امت کا آخری گروہ و طبقہ دجّال سے قتال کرے گا، کسی ظالم کا ظلم اور کسی عادل کا عدل اس کو ختم نہیں کر سکے گا یعنی حکومت پر اچھے لوگ ہوں یا بُرے لوگوں کا تسلط ہو بہر حال ان کی ماتحتی میں جہاد جاری رہے گا۔ ③ تقدیر پر ایمان لانا یعنی اچھی بُری تقدیر کو من جانب اللہ تسلیم کرنا بھی اصولِ ایمان میں سے ہے۔

③ **ایمان میں خرابی پیدا کرنے والے اعمال و اخلاق کی نشاندہی:۔** ایمان میں خرابی پیدا کرنے والے متعدد اعمال ہیں، یہاں صرف ان اعمال کا ذکر کرتے ہیں جو کتاب میں اس عنوان کے تحت مذکور ہیں ① غصہ: فرمایا کہ غصہ ایمان و دین کو ایسے خراب و برباد کرتا ہے جیسے ایلوا شہد کو خراب کرتا ہے۔ غصہ بُری حرکات سرزد کروا کر بندہ کو اللہ تعالی کی نظر میں گرا دیتا ہے۔ ② ظلم اور ظالم کا ساتھ دینا: فرمایا کہ یہ اتنا بُرا عمل ہے کہ اسکی وجہ سے بندہ اسلام سے ہی نکل جاتا ہے۔ ③ بدکلامی، فحش گوئی اور زبان درازی ④ زنا کرنا ⑤ چوری کرنا ⑥ شراب نوشی ⑦ لاٹ مار کرنا ⑧ خیانت کرنا ⑨ ناحق قتل کرنا ⑩ امانت میں خیانت کرنا اور معاہدہ کی خلاف ورزی کرنا۔ ان سب اعمال کو اسلام و ایمان کے منافی قرار دیا گیا ہے۔ (تلك عشرة كاملة)

الشق الثانی ......**عن النعمان بن بشير يقول : سمعت رسول الله ﷺ يقول: الحلال بيّن والحرام بيّن وبينهما مشبهات لا يعلمها كثير من الناس فمن اتقى المشبهات استبرأ لدينه وعرضه ومن وقع فى الشبهات كراع يرعى حول الحمى يوشك ان يواقعه آلَا وان لكل ملك حمى آلَا ان حمى الله فى ارضه محارمه آلَا وان فى الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد كله واذا فسدت فسد الجسد كله آلَا وهى القلب۔**

حدیث کا ترجمہ کریں۔ حدیث سے کیا سبق ملتا ہے؟ تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث سے حاصل شدہ سبق۔

جواب ...... **①** **حدیث کا ترجمہ:۔** حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: کچھ چیزیں حلال اور کچھ چیزیں حرام ہیں، مگر کچھ چیزیں ایسی ہیں جو واضح نہیں ہیں ان کو اکثر لوگ نہیں جانتے، جو شخص بھی ان مشتبہ اشیاء و امور سے بچا رہے گا اسکی عزت اور اس کا دین محفوظ رہے گا اور جو شخص ان امور و اشیاء میں مبتلا ہو جائے گا (اس کا دین اور عزت داغدار ہو جائے گی ایک نہ ایک دن وہ مشتبہ امور سے تجاوز کرتے ہوئے حرام امور کا ارتکاب کرلے گا اسلئے ان مشتبہ امور سے بچنا ضروری ہے، اسکے بعد آپ ﷺ اسی بات کو مثال کے ذریعہ سمجھا رہے ہیں کہ) جیسے شاہی چراگاہ کے ارد گرد جو جانور چرتے ہیں عنقریب وہ جانور اس شاہی چراگاہ کے اندر داخل ہو جائیں گے، ہر بادشاہ کی چراگاہ ہوتی ہے، آگاہ رہو! اللہ تعالی کی چراگاہ روئے زمین پر اسکی حرام کردہ اشیاء ہیں۔ آگاہ رہو! جسم میں خون کا ایک لوتھڑا ہے، جب وہ صحیح و تندرست ہو تو سارا جسم ہی تندرست ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہو تو سارا جسم ہی خراب ہوتا ہے، آگاہ رہو! وہ دل ہے۔

② **حدیث سے حاصل شدہ سبق:۔** مشتبہ اشیاء و امور سے بچو، جو شخص ان امور و اشیاء میں مبتلا ہو جائے گا اس کا دین اور عزت داغدار ہو جائے گی ایک نہ ایک دن وہ مشتبہ امور سے تجاوز کرتے ہوئے حرام امور کا ارتکاب کرلے گا اسلئے ان مشتبہ امور سے بچنا ضروری ہے تا کہ دین و عزت دونوں محفوظ رہیں۔

0313-6357513 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الثانية : فی الحديث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل ......عن اسماء بنتِ ابی بکر انها حملت بِعبدِ اللّٰہِ بنِ الزبیرِ بِمکة قالت فولدت بِقباء ثم اتیتُ بِہٖ رسول اللّٰہِ ﷺ فوضعته فِی حجرِہٖ ثم دعا بِتمرة فمضغها ثم تفل فِی فِیہِ ثم حنکه ثم دعا له وبرّك علیہِ وکان اول مولود وُلِد فِی الِاسلامِ ۔(۶:۲۵۳) حدیث کا ترجمہ کریں۔وکان اول مولود وُلِد فِی الِاسلامِ کا کیا مطلب ہے؟ ماں باپ کے ذمے اولاد کے کیا حقوق ہیں؟تفصیل سے تحریر کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے:① حدیث کا ترجمہ ② وکان اول مولود وُلِد فِی الِاسلامِ کا مطلب ③ والدین کے ذمے اولاد کے حقوق کی تفصیل۔

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مکہ میں عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ ان کے پیٹ میں آئے ،حضرت اسماء کہتی ہیں کہ قباء کے مقام پر میرے ہاں ولادت ہوئی تو میں ان (عبداللہ) کو لے کر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور ان کو آنحضرت ﷺ کی گود میں دے دیا آنحضرت ﷺ نے کھجور منگائی اور اس کو چبایا، پھر آپ نے اپنا آب دہن ان کے منہ میں ڈالا اور جو کھجور آپ ﷺ کے لعاب مبارک کے ساتھ مخلوط ہوگئی تھی وہ عبداللہ کے منہ میں رکھی، اسکے بعد آپ ﷺ نے ان کیلئے دعا کی اور برکت چاہی یعنی یوں فرمایا کہ اللہ تعالی اس پر برکت نازل فرمائے، چنانچہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پہلا بچہ تھا جو اسلام کے عہد میں پیدا ہوا۔

② وکان اول مولود وُلِد فِی الِاسلامِ کا مطلب:۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں مہاجرین کے ہاں جو لڑکے پیدا ہوئے ان میں سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ۱ھ میں پیدا ہوئے، تو اول مولود سے مراد ہجرت کے بعد کسی مہاجر کے گھر میں پیدا ہونا ہے۔

③ والدین کے ذمے اولاد کے حقوق کی تفصیل:۔ والدین کے ذمہ بچہ کے حقوق کا خلاصہ یہ ہے:بچہ کی پیدائش کے بعد بچے کو غسل دینے کے بعد اُس کے کان میں اذان واقامت کہی جائے۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نقل کرتی ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش پر آپ ﷺ نے اُن کے کان میں اذان واقامت کہی۔اس اذان کی برکت سے بچے کو اُم الصبیان کی بیماری نہ ہوگی۔ان اذان واقامت کے الفاظ کی بدولت شیطان دور بھاگتا ہے اور بچہ کو ابتداء ہی سے اسلام اور عبادتِ الٰہیہ کی طرف دعوت دی جاتی ہے اور شیطان کی دعوت سے پہلے رحمان کی دعوت دی جاتی ہے تاکہ عقیدۂ توحید وایمان کی حفاظت ہو۔بچہ کی پیدائش پر کھجور وغیرہ چبا کر بچے کے منہ میں ڈالی جائے (اسے تحنیک کہتے ہیں) اگر کھجور موجود نہ ہو تو کوئی بھی میٹھی چیز مصری، شہد وغیرہ اُس کے تالو میں لگانا چاہیے تاکہ سنت پر عمل ہو، منہ کی رگیں اور پٹھے مضبوط ہوں، ماں کی چھاتی سے دودھ چوسنے کی استعداد وصلاحیت پیدا ہو۔ساتویں دن بچہ کے سر کے بال مونڈے جائیں اور اُن بالوں کے برابر چاندی فقراء وغرباء میں صدقہ کرنا مستحب ہے۔بچے کو دوسرے بچوں سے ممتاز کرنے اور تعارف کے لئے بچہ کا نام رکھا جائے۔دینِ اسلام نے اس سلسلہ میں احکام بیان کئے کہ ساتویں دن جب عقیقہ کیا جائے اُس وقت نام رکھا جائے اور نام پیارا اور اچھا بھی ہونا چاہیے کیونکہ قیامت کے دن انسان کو اپنے اور والدین کے نام سے پکارا جائے گا اس لئے اچھا نام رکھنا چاہیے اور اللہ تعالی کو سب سے پسندیدہ نام ''عبداللہ'' اور ''عبدالرحمٰن'' ہیں۔ایسا نام رکھنا منع ہے جس سے بچے کی شخصیت متاثر ہو اور وہ مذاق کا سبب بنے۔ساتویں دن جب بچے کے بال کاٹے جائیں اور اُس کا نام رکھا جائے تو اُس کی طرف سے بکرا یا بکری ذبح کی جائے تاکہ وہ اَلا بَلا سے محفوظ رہے اور یہ عقیقہ کرنا مستحب ہے، فرض یا واجب نہیں ہے۔عقیقے کا مستحب وقت ساتواں دن ہے اگر ساتویں دن نہ کر سکے تو چودھویں یا اکیسویں دن کرے۔ختنہ کرنے کو فطرتِ سلیمہ کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔حنفیہ کے نزدیک ختنہ کرنا سنت ہے، ختنہ بلوغ سے قبل کر دینا چاہیے، بہتر ہے کہ عقیقہ کے ساتھ ہی کر دیا جائے اس سے بچے کو زیادہ تکلیف بھی نہیں ہوتی اور حیاء کا مسئلہ بھی درپیش نہیں آتا۔جب بچہ وبچی بالغ ہو جائیں تو فوراً اس کے نکاح وشادی کا بندوبست کیا جائے تاکہ وہ کسی قسم کے گناہ میں مبتلاء نہ ہو۔(اسلام وتربیتِ اولاد)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی ......"عن انس بن مالك قال : قال رسول اللّٰہ ﷺ: اُمرتُ ان اُقاتل الناس حتی یقولوا

لااله الا الله فاذا قالوها و صلوا صلاتنا واستقبلوا قبلتنا وذبحوا ذبیحتنا فقد حرمت علینا دماؤ هم وامو الهم الا بحقها وحسابهم علی الله"۔

حدیث کا ترجمہ کریں۔**الا بحقھا** کے استثناء کا کیا مطلب ہے؟ کیا وسوسہ ایمان کے منافی ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② **الا بحقھا** کے استثناء کا مطلب ③ وسوسہ کے ایمان کے منافی ہونے کی وضاحت۔

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں لوگوں سے اس وقت تک قتال کا حکم دیا گیا ہوں جب تک کہ وہ کلمۂ طیبہ کا اقرار نہ کرلیں، پس جب وہ کلمۂ طیبہ کا اقرار کرلیں، ہماری طرح نماز پڑھیں، ہمارے قبلہ کا استقبال کریں اور ہماری طرح جانور ذبح کریں تو تحقیق ان کے خون اور ان کے اموال ہم پر حرام ہو جائیں گے مگر حقِ اسلام کی وجہ سے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔

② **الا بحقھا** کے استثناء کا مطلب:۔ اس استثناء کا مطلب یہ ہے کہ کلمۂ طیبہ کا اقراری اور ضروریاتِ دین پر عمل کرنے والا شخص محفوظ الدم ہو جاتا ہے مگر اسلامی حق کی وجہ سے اس کا قتل جائز ہے مثلاً وہ شادی شدہ زانی ہے یا کسی مسلمان کا قاتل ہے تو اسکے مسلمان ہونے کے باوجود اسکو سنگسار و قتل کیا جائے گا۔

③ وسوسہ کے ایمان کے منافی ہونے کی وضاحت:۔ **کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۰ھ۔**

﴿الورقة الثانية : فی الحدیث﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ......**عن عبد اللّٰہِ بنِ الحارثِ بن جزء قال : قال رسولُ اللّٰہِ ﷺ: اِنَّ فی النارِ حَیَّاتٍ کَاَمْثَالِ البُخْتِ تَلْسَعُ اِحداھُنَّ اللَّسْعَةَ فَیَجِدُ حَمْوَتَھَا اَربعین خریفا واِنَّ فی النار عقارب کامثال البغالِ المُوْکَفَةِ تلسع احداھن اللسعة فیجد حموتھا اربعین خریفا۔**(حدیث۱۳۳: ۱) حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں۔خط کشیدہ الفاظ کا معنیٰ لکھیں۔

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ بن حارث بن جزء کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوزخ میں بختی اونٹ کے برابر سانپ ہیں ان میں سے جو سانپ ایک دفعہ بھی جس کو ڈس لے گا وہ چالیس سال تک اسکے زہر کا اثر پائے گا، بیشک دوزخ میں جو بچھو ہیں وہ پالان بندھے خچروں کے مانند ہیں اور ان میں سے جو بچھو ایک دفعہ جس کو ڈنگ مارے گا وہ چالیس سال تک اسکے زہر کا اثر پائے گا۔

② حدیث کی تشریح:۔ رسول اللہ ﷺ نے دوزخ کی ہولناکی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: دوزخ میں بہت بڑے بڑے سانپ ہیں جو جسامت میں بختی اونٹ کے برابر اور اس قدر زہریلے ہیں کہ ان میں سے جو سانپ ایک دفعہ بھی کسی جہنمی کو ڈس لے گا تو وہ اسکے زہر کی ٹیس و لہر اور درد کی شدت میں چالیس سال تک مبتلا رہے گا اور تڑپتا رہے گا، اسی طرح دوزخ میں جو بچھو ہیں وہ جسامت میں پالان بندھے خچروں کی مانند ہیں اور ان میں سے جو بچھو ایک دفعہ جس کو ڈنگ مارے گا وہ اس کی لہر اور درد کی شدت میں چالیس سال تک مبتلا رہے گا۔(اعاذنا اللہ منہ)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ خط کشیدہ الفاظ کا معنیٰ:۔ **خَرِیْفٌ**: موسمِ خزاں، پت جھڑ کا زمانہ۔گرمی وسردی کا درمیانہ زمانہ۔یہاں سال مراد ہے۔

اَلْبُخْتُ: یہ مفرد ہے اسکی جمع **بَخَاتٌ** ہے بمعنی خراسانی اونٹ، جو جسامت میں عام اونٹ سے بڑا ہوتا ہے۔

تَلْسَعُ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معلوم از مصدر **لَسْعًا** (نصر۔صحیح) بمعنی ڈسنا۔

الشق الثانی ......**عن انسٍ عن النبی ﷺ قال: یا اَیُّھا الناسُ ابْکُوْا فَاِنْ لم تستطیعوا فَتَبَاکُوْا فَاِنَّ اھلَ النارِ یَبْکُوْنَ فی النار حتّی تسیلَ دُمُوْعُھُمْ فی وجوھھم کَاَنَّھَا جَدَاوِلُ حتّی تَنْقَطِعَ الدُّموعُ فَتَسِیلُ الدِّمَاءُ فَتَقْرَحُ العُیونُ فلو اَنَّ سُفُنًا اُزْجِیَتْ فیھا لَجَرَتْ۔**(حدیث۱۳۶: ۱) حدیث کا ترجمہ اور بے غبار تشریح کریں۔

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! خدا کے

خوف سے روؤ، اگر تمہیں رونا نہ آئے تو بہ تکلف روؤ۔ حقیقت یہ ہے کہ دوزخی جہنم میں روئیں گے اور ان کے آنسو خون بن کر ان کے رخساروں پر اس طرح بہیں گے گویا وہ نالیاں ہیں اور جب ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون بہنا شروع ہو جائے گا اور آنکھیں لہولہان ہو جائیں گی، اگر ان کے آنسوؤں کے بہاؤ میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو یقیناً وہ چلنے لگیں۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ ارشادِ نبوی کا حاصل یہ ہے کہ اے لوگو! خدا کے خوف سے روؤ اور رونا چونکہ اختیاری چیز نہیں ہے اسلئے اگر تمہیں رونا نہ آئے تو بہ تکلف روؤ اور رونے والوں کی شکل ہی بنا لو یعنی ان احوال کا تصور کرو جو خوفِ الٰہی سے رلانے اور رقت طاری کرنیوالے ہیں۔ دنیاوی زندگی میں ناکامی پر دوزخی لوگ جہنم میں روئیں گے اور ان کے آنسو خون بن کر ان کے رخساروں پر اس طرح بہیں گے گویا وہ نالیاں ہیں اور جب ان کے آنسو ختم ہو جائیں گے تو خون بہنا شروع ہو جائے گا اور آنکھیں لہولہان ہو جائیں گی ان کی آنکھوں سے بہنے والے خون اور آنسو کی زیادتی اس درجہ کی ہوگی کہ اگر ان کے آنسوؤں کے بہاؤ میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو یقیناً وہ چلنے لگیں۔

السوال الثانی ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ......عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَ اَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَاَرْفَعِهَا فِیْ دَرَجَاتِكُمْ وَ خَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٍلَّكُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَ يَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ ؟ قَالُوْا بَلٰى قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ ۔(حدیث٦۔ جلد٥)

حدیث کا ترجمہ وتشریح کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کا معنی لکھیں۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو وہ عمل بتاؤں جو تمہارے سارے اعمال میں بہتر اور تمہارے مالک کی نگاہ میں پاکیزہ تر ہے اور تمہارے درجوں کو دوسرے تمام اعمال سے زیادہ بلند کرنے والا ہے اور راہِ خدا میں سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ اس میں خیر ہے اور اس جہاد سے بھی زیادہ تمہارے لئے اس میں خیر ہے جس میں تم اپنے دشمنوں اور خدا کے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارو اور وہ تمہیں شہید کریں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ہاں یارسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ کا ذکر ہے۔

❷ حدیث کی تشریح:۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ عمل بتاؤں جو تمہارے سارے اعمال میں بہتر، باری تعالیٰ کی نگاہ میں پاکیزہ تر، دوسرے تمام اعمال کے مقابلہ میں تمہارے درجات کو زیادہ بلند کرنے والا، راہِ خدا میں سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ باعثِ خیر اور اس جہاد سے بھی زیادہ خیر والا عمل ہے جس میں تم اپنے اور خدا کے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہو اور وہ تمہیں ذبح وشہید کرتے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایسا قیمتی عمل ضرور بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ کا ذکر ہے، جو تمام اعمال سے بہتر ہے۔

❸ خط کشیدہ الفاظ کا معنی:۔ وَرِقٌ، وَرْقٌ: یہ مفرد ہے اسکی جمع اَوْرَاقٌ، وِرَاقٌ ہے بمعنی چاندی کا سکہ۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

مَلِيْكٌ: یہ مفرد ہے اسکی جمع مُلَكَاءُ ہے بمعنی بادشاہ۔ عُنُقٌ: یہ مفرد ہے اسکی جمع اَعْنَاقٌ ہے بمعنی گردن وگلا۔

الشق الثانی ......عن ابی هريرة قال : قال رسولُ اللّٰهِ ﷺ ثلاثُ دعواتٍ مُستجاباتٌ لَا شكّ فِيهنّ : دعوةُ الوالدِ ودعوةُ المسافرِ ودعوةُ المظلومِ ۔(حدیث ۵:۹۵)

حدیث کا ترجمہ ومفہوم بیان کریں۔ ان تین افراد کی دعا کی قبولیت کی وجہ کیا ہے؟ دعا کی اہمیت سے متعلق مختصر مضمون لکھیں۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں تین دعائیں قبول کی جاتی ہیں ان کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ایک باپ کی دعا، دوسری مسافر کی دعا اور تیسری مظلوم کی دعا۔

❷ حدیث کا مفہوم:۔ باپ اپنی اولاد کے حق میں خواہ دعا کرے یا بددعا دونوں جلد قبول ہو جاتی ہیں اور جب باپ کی دعا قبول ہوتی ہے تو ماں کی دعا بطریق اولیٰ قبول ہوتی ہے کیونکہ ماں اپنی اولاد کے حق میں باپ کی بہ نسبت زیادہ شفیق ہوتی ہے۔

مسافر کی دعا میں دو احتمال ہیں: ① مسافر کی دعا اس شخص کے حق میں قبول ہوتی ہے جو اسکے ساتھ احسان و اچھا سلوک کرتا ہے اور اسکی بددعا اس شخص کے حق میں قبول ہوتی ہے جو اسے تکلیف و ایذا پہنچاتا ہے اور اسکے ساتھ برا سلوک کرتا ہے۔ ② مسافر خواہ اپنے لئے دعا کرے یا دوسرے کیلئے کرے اسکی دعا مطلقاً قبول ہوتی ہے۔

مظلوم کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مظلوم کی مدد کرتا ہے یا اس کو تسلی و تسکین دلاتا ہے اور مظلوم اسکے حق میں دعا کرتا ہے تو اسکی دعا قبول ہوتی ہے۔ اسی طرح جو شخص مظلوم پر ظلم کرتا ہے یا جو شخص ظالم کی حمایت و تائید کر کے مظلوم کی ذہنی، روحانی اور جسمانی تکلیف و مصیبت میں اضافہ کرتا ہے اور مظلوم اس شخص کے خلاف بددعا کرتا ہے تو اسکی بددعا قبول ہوتی ہے۔

③ ان تین افراد کی دعا کی قبولیت کی وجہ:۔ یہ دعائیں اخلاص اور دل کی گہرائی سے کی جاتی ہیں، اسلئے یہ خصوصیت سے قبول کی جاتی ہیں۔ اولاد کیلئے والدین کا خلوص تو ظاہر ہے، والدین کبھی بھی اولاد کا بُرا نہیں چاہتے، ہمیشہ دل سے ہی ان کی خیر چاہتے ہیں۔

پردیسی مسافر اور مظلوم کا دل شکستہ و رنجیدہ ہوتا ہے اور دل کی شکستگی و رنجیدگی میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کھینچنے کی خاص طاقت ہے۔

④ دعا کی اہمیت پر مختصر مضمون:۔ دعا کا معنی اعلیٰ ذات سے ادنیٰ چیزوں میں سے کچھ بطریق عاجزی طلب کرنا ہے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ ہر زمانہ اور ہر جگہ کے علماء اس بات پر متفق رہے ہیں کہ دعا مانگنا مستحب ہے ان کی دلیل قرآن وحدیث کے ظاہری اور واضح مفہوم کے علاوہ انبیاء علیہم السلام کا فعل بھی ہے کیونکہ تمام انبیاء کرام دعا مانگا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دعا ہی عبادت ہے۔ دوسری جگہ فرمایا کہ دعا عبادت کا خلاصہ ہے کیونکہ عبادت کی حقیقت اور اس کا خلاصہ عاجزی اور اپنے آپ کو ذلیل و کمتر سمجھنا ہے اور یہی چیز دعا میں حاصل ہوتی ہیں۔ کیونکہ دعا وہ عبادت ہے جس میں بندہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اللہ کی ذات کے علاوہ ہر ایک ذات سے استغنا برتتا ہے اللہ کی ذات کے علاوہ اور کسی سے نہ ڈرتا ہے نہ امید رکھتا ہے اور دعا میں اخلاص ہوتا ہے اللہ کی حمد و شکر گزاری ہوتی ہے اللہ سے سوال کیا جاتا ہے اللہ کی وحدانیت کو ظاہر کیا جاتا ہے اپنے مقصد اور مطلب کے حصول کیلئے اللہ ہی کی طرف توجہ اور رغبت ہوتی ہے اللہ کی مناجات کی جاتی ہے اللہ کے سامنے کمال عبودیت کا اظہار کیا جاتا ہے اور اللہ سے فریاد کی جاتی ہے اور اس سے مدد مانگی جاتی ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ بلند مرتبہ کوئی چیز نہیں ہے، مطلب یہ ہے کہ اذکار و عبادات میں کوئی چیز دعا کے برابر نہیں ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ دعا اس چیز کیلئے بھی نافع ہے جو پیش آچکی ہے اور اس چیز کیلئے بھی نافع ہے جو پیش نہیں آئی ہے لہٰذا اے اللہ کے بندو دعا کو اپنے لئے ضروری سمجھو۔ جو چیز پیش آچکی ہے اس کیلئے دعا کے نافع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو مصیبت و بلا نازل ہو چکی ہے اگر وہ معلق ہوتی ہے تو دعا کرنے سے دفع ہو جاتی ہے اور انسان سکون و اطمینان پالیتا ہے اور اگر وہ مبرم ہوتی ہے تو بھی دعا کا نفع ظاہر ہوتا ہے بایں طور کہ اللہ تعالیٰ اسے صبر کی طاقت عطا فرما دیتا ہے جس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ اس مصیبت و بلا کا تحمل اس کیلئے آسان ہو جاتا ہے اور وہ اس پر راضی بھی ہو جاتا ہے بلکہ وہ یہ نہیں چاہتا کہ وہ مصیبت و بلا میں مبتلا نہ ہو، کیونکہ صبر کی دولت حاصل ہو جانے کے بعد اس کا جذبۂ اطاعت اتنا قوی و مضبوط ہو جاتا ہے کہ وہ اس مصیبت و بلا میں بھی اسی طرح لذت و کیفیت محسوس کرتا ہے جیسا کہ خالص دنیادار قسم کے لوگ نعمتوں اور راحتوں میں لذت و کیف پاتے ہیں۔ جو چیز پیش نہیں آتی اس کیلئے دعا بایں طور نافع ہوتی ہے کہ اس کو نازل ہونے سے روک دیتی ہے بشرطیکہ اس کا تعلق بھی تقدیر معلق سے ہو۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

السوال الثالث ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل......عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَقُّ الْجَارِ اِنْ مَرِضَ عُدْتَهٗ وَاِنْ مَاتَ شَيَّعْتَهٗ وَاِنِ اسْتَقْرَضَكَ اَقْرَضْتَهٗ وَاِنْ اَعْوَرَ سَتَرْتَهٗ وَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرٌ هَنَّأْتَهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ عَزَّيْتَهٗ وَلَا تَرْفَعْ بِنَائَكَ فَوْقَ بِنَائِهٖ فَتَسُدَّ عَلَيْهِ الرِّيْحَ وَلَا تُؤْذِيْهِ بِرِيْحِ قِدْرِكَ اِلَّا اَنْ تَغْرِفَ لَهٗ مِنْهَا۔ (حدیث۴۳:۶)

حدیث مبارکہ کا سلیس ترجمہ اور مفہوم بیان کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کا معنیٰ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کا مفہوم ③ خط کشیدہ الفاظ کا معنیٰ۔

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑوسی کے حقوق یہ ہیں کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اسکی عیادت وخبر گیری کرو، اگر انتقال کر جائے تو اسکے جنازے کے ساتھ جاؤ، اگر وہ قرض مانگے تو اسکو قرض دو، اگر وہ کوئی برا کام کر بیٹھے تو پردہ پوشی کرو، اگر اسے کوئی نعمت ملے تو اسکو مبارکباد دو اور اگر کوئی مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو اور اپنی عمارت اسکی عمارت سے اس طرح بلند نہ کرو کہ اسکے گھر کی ہوا بند ہو جائے اور تمہاری ہانڈی کی مہک اس کیلئے باعثِ ایذاء نہ ہو الّا یہ کہ اس میں سے تھوڑا سا کچھ اسکے گھر بھی بھیج دو۔

❷ حدیث کا مفہوم:۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسایوں کے حقوق بیان کئے ہیں کہ اُس کی عیادت وخبر گیری کی جائے، اُسکے جنازہ میں شرکت کی جائے، اگر وہ حاجت مند ہو تو مدد کی جائے، اگر اُس سے کوئی برا عمل ہو جائے تو پردہ پوشی کی جائے، اگر اُسے کوئی نعمت ملے تو مبارکباد دی جائے، اگر اُسے کوئی مصیبت پہنچے تو تعزیت کی جائے اور اپنے گھر کی تعمیر میں اس بات کا لحاظ رکھو کہ اپنے گھر کی دیواریں اس طرح بلند نہ کرو کہ پڑوسی کے گھر کی ہوا بند ہو جائے اور اُسے تکلیف پہنچے اور گھر میں جب بھی کوئی اچھی ومرغوب چیز پکے تو ہانڈی کی مہک پڑوسی کے گھر نہ جانے پائے اسلئے کہ یہ مہک اُس کیلئے یا اس کے بچوں کیلئے ایذاء وتکلیف کا باعث ہوگی لہٰذا یا تو کھانے میں سے کچھ اپنے پڑوسی کے گھر بھیجو یا اس بات کا اہتمام کرو کہ ہانڈی کی مہک پڑوسی کے گھر تک نہ جائے۔

❸ خط کشیدہ الفاظ کا معنی:۔ قِدْرٌ: یہ مفرد ہے اسکی جمع قُدُوْرٌ ہے بمعنی ہانڈی و ہنڈیا۔

شَيَّعْتَهٗ: صیغہ واحد مذکر حاضر ماضی معلوم از مصدر تَشْيِيْعًا (تفعیل۔اجوف) رخصت کرنے یا مکان تک پہنچانے کیلئے ساتھ جانا۔

اَعْوَرَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر اِعْوَارًا (افعال۔اجوف) کانا کرنا۔ اعضاءِ مستورہ کا کُھلنا۔

الشق الثانی ......عن ابن عمر اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهٰی عن الدُّبَّاءِ والحَنْتَمِ والمُزَفَّتِ والنَّقِيْرِ واَمَرَ اَنْ يُنْبَذَ فِي اَسْقِيَةِ الْاَدَمِ۔ (حدیث۲۳۲:۶)

حدیث کا ترجمہ کریں۔ نبیذ کسے کہتے ہیں؟ اُسے پینے کا کیا حکم ہے؟ مذکورہ چار برتنوں میں نبیذ بنانے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟

جواب ...... ❶ حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو کے بنے ہوئے برتن، سبز لاکھی گھڑے، رال ملے ہوئے برتن اور لکڑی کے برتن میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ چمڑے کے مشکیزہ میں نبیذ بنائی جائے۔

❷ نبیذ کی تعریف اور حکم:۔ نبیذ ایک قسم کا شربت ہے جو مختلف چیزوں تمر، زبیب، عسل، حطہ، شعیر وغیرہ سے بنتا ہے لیکن زیادہ تر نبیذ تمر کی ہوتی تھی۔ اسکا طریقہ یہ ہے کہ جس چیز کی نبیذ بنانی ہو مثلاً کھجور یا کشمش وغیرہ کو کچھ وقت کیلئے پانی میں بھگو کر رکھ دیا جائے جب اس میں مٹھاس پیدا ہو جائے تو پی لیا جائے۔ نشہ آور ہونے سے قبل اس کا پینا مباح ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسکو نوش فرماتے تھے۔

❸ مذکورہ چار برتنوں میں نبیذ بنانے سے ممانعت کی وجہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے ابتدائی دور میں ان برتنوں میں نبیذ بنانے کی ممانعت فرمائی تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان برتنوں میں بنائی جانے والی نبیذ میں جلد نشہ پیدا ہو جاتا تھا تو اس سے منع فرمایا کہ کہیں اس میں نشہ پیدا ہو جائے اور اسکا علم بھی نہ ہو۔ نیز یہ برتن شراب بنانے اور رکھنے کیلئے استعمال ہوتے تھے، جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو اسکی نفرت دلوں میں راسخ کرنے کیلئے ان برتنوں کے استعمال سے بھی منع فرما دیا کہ کہیں ان برتنوں کو دیکھ کر دل شراب کی طرف راغب نہ ہو جائے۔ مگر جب حرمت نازل ہونے پر اچھی خاصی مدت گزر گئی اور لوگوں کے ذہن میں یہ حرمت اچھی طرح راسخ اور مشہور ہوگئی تو پھر ہر طرح کے برتن میں نبیذ کا بنانا مباح کر دیا گیا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿لا الٰہ الّا انت سبحانک انّی کنتُ من الظالمین﴾

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نور اللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمدرسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد محمد یٰسین شاکر

نمبر شمار	اجمالی فہرست	صفحہ نمبر
پہلا پرچہ	تفسیر	۰٤
دوسرا پرچہ	حدیث	٦٥
تیسرا پرچہ	فقہ	۹۳
چوتھا پرچہ	تاریخ و ادب	۱۱۳
پانچواں پرچہ	صرف و نحو	۱۳۷
چھٹا پرچہ	سیرت و اخلاق	۱۷۲

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الورقة الثالثة : فی الفقه

الورقة الثالثة : فی الفقه

السوال الاوّل ۱٤۳۸ھ

الشق الاوّل ......وکیل کسے کہتے ہیں؟ وکیل اگر حکم سے زائد یا حکم کے خلاف چیز لے آیا تو کیا زائد چیز کا لینا مؤکل پر واجب ہے؟ وکیل کے برطرف ہونے یا نہ ہونے کی تفصیل قلمبند کریں۔

جواب ...... ❶ وکیل کی مراد:۔ جو کام آدمی خود کرسکتا ہے وہ کام کسی اور سے کہہ کر کروا بھی سکتا ہے جیسے بیچنا، خریدنا، کرایہ پر دینا، لینا وغیرہ۔ تو جس شخص سے وہ کام کروایا جائے اُسے وکیل کہتے ہیں۔

❷ حکم سے زائد چیز لانے پر مؤکل کیلئے حکم:۔ مؤکل نے مخصوص مقدار میں کوئی چیز منگوائی اور وکیل حکم سے زیادہ لے آیا یا مؤکل نے ایک مخصوص چیز مثلاً گائے کا گوشت منگوایا اور وکیل کوئی سبزی وغیرہ لے آیا تو ایسی صورت میں اپنے حکم کے مطابق چیز لینا اور بقیہ کو لوٹا دینا جائز ہے اور حکم کے خلاف لانے کی صورت میں بالکل نہ لینا جائز ہے۔

❸ وکیل کے برطرف ہونے یا نہ ہونے کی تفصیل:۔ مؤکل اپنے وکیل کو برطرف کرنا چاہے تو کرسکتا ہے، برطرف ہونے کے بعد وکیل کیلئے کوئی معاملہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ اگر مؤکل نے خود وکیل کو منع نہیں کیا بلکہ خط لکھا یا آدمی کے ذریعے اطلاع بھیجی تب بھی وکیل برطرف ہوجائے گا اور اگر مؤکل نے اطلاع نہ دی، کسی آدمی نے اپنے طور پر اسے برطرف ہونے کی اطلاع دی تو اگر دو آدمیوں نے اطلاع دی یا ایک معتبر آدمی نے اطلاع دی تو وکیل برطرف ہوجائے گا ورنہ وکیل کا حکم کے مطابق خرید وفروخت و معاملات کرنا جائز ہے۔

الشق الثانی ......گروی رکھنے کا مفہوم وحکم بیان کریں۔ اگر قرض کے مقابلہ میں زائد مالیت کی چیز گروی رکھی اور وہ ہلاک ہوگئی تو اس کا کیا حکم ہے؟ نیز بتلائیں کہ گروی رکھی ہوئی چیز سے نفع اٹھایا جاسکتا ہے یا نہیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں کا حل تین امور ہیں: (۱) گروی رکھنے کا مفہوم وحکم (۲) گروی چیز کے ہلاک ہونے کا حکم (۳) گروی چیز سے نفع اٹھانے کا حکم۔

جواب ...... ❶ گروی رکھنے کا مفہوم وحکم:۔ کسی آدمی نے کوئی قرض لیا یا کوئی چیز خریدی اور اعتبار کے لئے اپنی کوئی چیز اُس کے پاس رکھوادی کہ جب رقم ادا کروں گا تو اپنی یہ چیز واپس لے لوں گا تو اسے ''گروی رکھنا'' کہتے ہیں۔

جس وقت قرض پر لی ہوئی رقم ادا کی جائے گی اُس وقت گروی رکھی ہوئی چیز واپس مل جائے گی۔

❷ گروی چیز کے ہلاک ہونے کا حکم:۔ اگر قرض کے بدلہ میں کوئی چیز گروی رکھی گئی اور وہ ہلاک ہوگئی اور اس کی مالیت قرض کے برابر ہے یا قرض سے زیادہ ہے تو ایسی صورت میں نہ قرض واپس لیا جاسکتا ہے اور نہ گروی رکھی ہوئی چیز کی مالیت واپس لی جاسکتی ہے۔ اور اگر گروی رکھی ہوئی چیز کی مالیت کم ہو اور قرض زیادہ ہو تو زائد قرض ادا کرنا لازم ہوگا۔

❸ گروی چیز سے نفع اٹھانے کا حکم:۔ گروی رکھی ہوئی چیز قرضہ ادا کئے بغیر مانگنے اور واپس لینا درست نہیں ہے۔ اگر گروی رکھی ہوئی چیز نفع کے قابل ہو تو جس شخص کے پاس گروی رکھی گئی ہے اُس کیلئے اس سے نفع اٹھانا، اُس کا پھل، دودھ وغیرہ استعمال کرنا درست نہیں ہے۔ اگر گروی رکھی ہوئی چیز جانور وغیرہ ہو تو اُس کا دودھ وغیرہ بیچ کراسکے ثمن بھی گروی میں شامل ہونگے۔

السوال الثانی ۱٤۳۸ھ

الشق الاوّل ......مہر کی تعریف کریں۔ مہر زیادہ مقرر کرنے کے متعلق شرعی حکم کی وضاحت کریں۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مہر کی تفصیل تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں: (۱) مہر کی تعریف (۲) مہر زیادہ مقرر کرنے کے متعلق شرعی حکم (۳) سیدہ فاطمۃ الزہراء اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مہر کی تفصیل۔

جواب ...... ❶ مہر کی تعریف:۔ عقدِ نکاح کے نتیجہ میں عورت اپنا نفس مرد کے سپرد کر دیتی ہے، شریعت کی طرف سے اس صورت میں مرد پر کچھ مال وغیرہ کی ادائیگی لازم کی گئی ہے جسے مہر کہتے ہیں۔

❷ مہر زیادہ مقرر کرنے کے متعلق شرعی حکم:۔ شریعت کی طرف سے کم یا زیادہ ہر طرح سے مہر مقرر کرنے کی اجازت ہے البتہ حنفیہ کے نزدیک کم سے کم مہر کی مقدار دس درہم ہے لیکن ضرورت واستطاعت سے زیادہ مہر مقرر کرنا محض اپنی عزت اور شہرت کیلئے یہ خلافِ سنت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ خبردار خوامخواہ زیادہ مہر مقرر نہ کرو اسلئے کہ اگر یہ دنیا میں عزت کی بات ہوتی یا اللہ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے زیادہ مستحق تھے اور وہ اپنا یا اپنی ازواج کا زیادہ سے زیادہ مہر مقرر کرتے مگر مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی زوجہ سے نکاح کیا ہو یا اپنی کسی صاحبزادی کا نکاح کیا اور ساڑھے بارہ اوقیہ (۱۳۷ روپے) چاندی سے زائد مہر مقرر کیا ہو۔

❸ سیدہ فاطمۃ الزہراء اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مہر کی تفصیل:۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا مہر چار سو مثقال چاندی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مہر ۵۰۰ درہم یا اسکی مالیت کے بقدر اونٹ تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مہر کوئی استعمال کی چیز تھی جسکی مالیت دس درہم تھی۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا مہر ۴۰۰ درہم تھا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، کا مہر ۴۰۰ دینار تھا جو حبشہ کے بادشاہ نے ادا کیا تھا۔ حضرت زینب بنت خذیمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مہر ۵۰۰ درہم تھا۔

الشق الثانی ......مُردے کو نہلانے وکفن پہنانے کی فضیلت قلمبند کریں۔ موت پر رونا دھونا، خوامخواہ شور وشغب کرنا اور ماتم کرنا وکپڑے پھاڑنا کیسا ہے؟۔ یتیم کا مال کھانے کا حکم بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں: (۱) مُردے کو نہلانے وکفن پہنانے کی فضیلت (۲) موت پر رونے دھونے و ماتم کا حکم (۳) یتیم کا مال کھانے کا حکم۔

جواب ...... ❶ مُردے کو نہلانے وکفن پہنانے کی فضیلت:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مُردے کو غسل دے تو وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور جو شخص کسی مُردے پر کفن ڈالے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا جوڑا پہنائیں گے اور جو کسی غمزدہ کو تسلی دے تو اللہ تعالیٰ اُسے پرہیزگاری کا لباس اور جنتی جوڑا پہنائیں گے۔

❷ موت پر رونے دھونے وماتم کا حکم:۔ کسی کی موت پر رونا اور دلی طور پر غمگین ہونا وآنسو بہانا ایک فطری عمل ہے۔ شریعت نے اس کی اجازت دی ہے، یہ ممنوع نہیں ہے البتہ کسی کی موت پر شور وشغب کرنا، سینہ پیٹنا، نوحہ وماتم کرنا، کپڑے پھاڑنا جائز نہیں ہے ایسے لوگوں پر لعنت کی گئی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ جو شخص سینہ پیٹے، چہرہ وبال نوچے، کپڑے وگریبان پھاڑے اور دورِ جاہلیت کی طرح کوئی عمل کرے تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❸ یتیم کا مال کھانے کا حکم:۔ یتیم کا مال کھانا ممنوع قرار دیا گیا ہے ارشادِ خداوندی ہے کہ غلط طریقہ سے یا کھانے وہضم کرنے کی نیت سے یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ، یہ انتہائی برا عمل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بعض لوگ قبروں سے اس طرح اُٹھیں گے کہ اُن کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہوں گے۔ پوچھنے پر فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ارشادِ خداوندی ہے جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ......صحیح وغلط کی نشاندہی کریں۔ ① سونا وچاندی کی ایک دوسرے سے بیع ہو تو برابری ضروری ہے۔ (غلط)

② گائے، بھینس، بکری کو دودھ پینے کے لئے کرایہ پر لینا درست نہیں ہے۔ (صحیح)

③ خیرات کا ثواب دس گنا اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔ (صحیح)

④ نابالغ بچے کا وصیت کرنا درست نہیں ہے۔ (صحیح) ⑤ پڑھنے کیلئے کتاب کرایہ پر لینا درست ہے۔ (غلط)

جواب ......کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ......سوالات کا ہاں یا نہیں میں جواب دیں۔ ① نابالغ بچے کا کسی کی ذمہ داری قبول کرنا درست ہے۔ (نہیں)

② دو رکعت مسواک کے ساتھ پڑھنا بغیر مسواک ستر رکعت پڑھنے سے افضل ہے۔ (ہاں)

③ کچھ دینے کے بعد دینے یا لینے والا مر جائے تو واپسی درست نہیں ہے۔ (ہاں)

④ کھائے جانے والے جانور کو دل بہلانے کے لئے قتل کرنا جائز ہے۔ (نہیں)

⑤ نفل روزہ شوہر کی اجازت کے بغیر رکھنا درست ہے۔ (نہیں)

جواب ......کمامرّ فی السوال آنفا۔

الورقة الثالثة : فی الفقه

السوال الاوّل ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ......اجارہ فاسد کی چند صورتیں ومثالیں ذکر کریں نیز اجارہ فاسد کا حکم بیان کریں۔ اجارہ کے ٹوٹنے اور توڑنے کی تین مثالیں ذکر کریں۔ کن صورتوں میں تاوان لینا درست ہے؟۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور توجہ طلب ہیں۔ (۱) اجارہ فاسد کی صورتیں ومثالیں (۲) اجارہ فاسد کا حکم (۳) اجارہ کے ٹوٹنے اور توڑنے کی مثالیں (۴) تاوان وصولی کے درست ہونے کی صورتیں۔

جواب ...... ❶ اجارہ فاسد کی صورتیں ومثالیں:۔ ① مکان یا دکان کرایہ پر لیتے ہوئے مدت یا کرایہ متعین نہیں کیا یا مکان ودکان اس وعدہ پر دی کہ اسکی مرمت ہی اس کا کرایہ ہوگا۔ ② گانا بجانے، ناچنے، بندر نچانے وغیرہ کے لئے اجارہ کی تمام بیہودہ صورتیں۔ ③ کسی حافظ قرآن کو کسی قبر پر بیٹھ کر قرآن کریم پڑھنے اور ثواب بخشنے کا اجارہ۔ ④ بکری، گائے، بھینس وغیرہ کو گابھن کروانے کا اجارہ۔ ⑤ جانور کو نصف پیداوار کے بدلے اُجرت پر دینا مثلاً یہ کہ مرغیاں، بکریاں وغیرہ لے جاؤ اور پرورش کرو، ان سے جو پیداوار ہوگی وہ آدھی تمہاری اور آدھی میری ہوگی۔

❷ اجارہ فاسد کا حکم:۔ اجارہ فاسد کا حکم یہ ہے کہ جو اجرت طے ہوئی ہے وہ ادا نہ کی جائے گی بلکہ اُس کام کے لئے مزدوری کا جو دستور ہو یا اُس مکان ودکان وغیرہ کے کرائے کا جو دستور ہو وہی ادا کیا جائے گا۔ البتہ اگر دستور زیادہ ادائیگی کا ہو اور اُجرت کم طے ہوئی ہو تو پھر مقررہ اُجرت ہی ادا کی جائے گی دستور کے موافق ادائیگی نہ کی جائے گی۔

❸ اجارہ کے ٹوٹنے اور توڑنے کی مثالیں:۔ ① کوئی گھر، مکان یا دکان اُجرت پر لیا مگر وہ بہت ٹپکتا ہے یا اس کا کوئی حصہ گر پڑا، یا اس میں کوئی ایسا عیب نکل آیا جس کی وجہ سے رہنا مشکل ہے تو اجارہ توڑ دینا درست ہے۔ ② اگر مکان یا دکان وغیرہ بالکل گر پڑا تو اجارہ خود بخود ٹوٹ جائے گا مالک کی رضامندی ضروری نہیں۔ ③ اجرت پر لینے والا یا دینے والا مر جائے تو اجارہ ٹوٹ جائے گا۔ ④ ایسا عذر پیدا ہو جائے کہ اجارہ کو توڑنا پڑے تو مجبوری کے وقت توڑنا صحیح ہے مثلاً کہیں جانے کیلئے سواری کرایہ پر لی مگر جانے کا ارادہ بدل گیا تو اجارہ توڑ دینا صحیح ہے۔

❹ تاوان وصولی کے درست ہونے کی صورتیں:۔ رنگریز، دھوبی، درزی وغیرہ کسی بھی پیشہ سے وابستہ آدمی سے کوئی کام کرایا تو اُس کو جو چیز دی گئی ہے وہ اسکے پاس امانت ہے اگر چوری ہو جائے یا بلاقصد ومجبوری ضائع ہو جائے تو تاوان لینا درست نہیں البتہ اگر اس انداز میں رنگا، دھویا یا سلائی کی کہ کپڑا اپھٹ گیا یا خراب ہو گیا تو تاوان لینا جائز ہے۔ اسی طرح کپڑا وغیرہ تبدیل کر دیا تو تاوان لینا درست ہے۔ اسی طرح اگر کپڑا کہیں کھو گیا اور وہ کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ کپڑا کہاں گیا تب بھی تاوان لینا درست ہے۔ اور اگر وہ کہے کہ کپڑا چوری ہو گیا ہے تو پھر تاوان لینا درست نہیں۔ کسی مزدور کو گھی، تیل وغیرہ پہنچانے کیلئے اُجرت پر لیا تو اُس نے راستہ میں وہ سامان گرا دیا تو تاوان لینا جائز ہے۔ اگر کوئی مزدور پیشہ ور نہیں ہے بلکہ خاص تمہارے کام کیلئے ہی مقرر ہے مثلاً گھر

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

کانوکر چاکر مزدور وغیرہ، اسکے ہاتھ سے اگر کوئی نقصان ہوجائے تو تاوان لینا جائز نہیں البتہ اگر وہ خود قصداً نقصان کرے تو پھر تاوان لینا درست ہے۔ بچے کوکھلانے پر جونوکر مقرر ہے اُسکی غفلت سے بچے کا زیور وغیرہ گم ہوگیا تو تاوان لینا درست نہیں۔

الشق الثانی ......ماں باپ کی زندگی وموت کے تین تین حقوق تحریر کریں۔ مسلمان پر مسلمان کے ذمہ دس عمومی حقوق قلمبند کریں۔ ہمسایہ کے حقوق تحریر کریں۔

جواب ...... **۱** ماں باپ کی زندگی وموت کے تین تین حقوق:۔ ① زندگی میں اُن کوتکلیف نہ پہنچائی جائے اگرچہ اُن کی طرف سے زیادتی بھی ہو۔ ② زبان اور عملی برتاؤ سے ان کی تعظیم کی جائے۔ ③ جائز کاموں میں ان کی اطاعت کی جائے۔ ④ اگر وہ حاجت مند ہوں تو مال کے ذریعے اُن کی خدمت کی جائے اگرچہ وہ کافر ہوں۔ ① موت کے بعد ان کیلئے دعائے مغفرت ورحمت کی جائے نیز نفلی عبادات اور خیرات وغیرہ کا ثواب پہنچایا جائے۔ ② ان کے ملنے جلنے والوں کے ساتھ احسان اور خدمت کا معاملہ کیا جائے۔ ③ اُن کے ذمے جو قرض ہو یا انہوں نے کسی جائز کام کی وصیت کی ہو اور باری تعالیٰ نے استطاعت بھی دی ہو تو اُس کو ادا کیا جائے۔

۲ مسلمان پر مسلمان کے ذمہ دس عمومی حقوق:۔ ① خطاء کو معاف کیا جائے۔ ② رونے پر رحم کیا جائے۔ ③ عیب کو چھپایا جائے۔ ④ عذر کو قبول کیا جائے۔ ⑤ تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ ⑥ خیر خواہی کا برتاؤ کیا جائے۔ ⑦ عہد کا خیال کیا جائے۔ ⑧ بیمار پرسی کی جائے۔ ⑨ مرجائے تو دعائے مغفرت کی جائے۔ ⑩ دعوت دے تو قبول کی جائے۔

۳ ہمسایہ کے حقوق:۔ ① احسان اور رعایت کا معاملہ کیا جائے۔ ② بیوی بچوں اور عزت وآبرو کی حفاظت کی جائے۔ ③ کبھی کبھار اُس کے گھر تحفہ وغیرہ بھیجا جائے۔ ④ تکلیف نہ دی جائے۔

السوال الثانی ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ......لینے دینے کے پانچ معاملات، مل جل کر بیٹھنے کے پانچ آداب اور پیری مریدی کی پانچ تعلیمات ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں: (۱) لینے دینے کے پانچ معاملات (۲) مل جل کر بیٹھنے کے پانچ آداب (۳) پیری مریدی کے متعلق پانچ تعلیمات۔

جواب ...... **۱** لینے دینے کے پانچ معاملات:۔ ① کوئی مصیبت زدہ مجبوری میں اپنی کوئی چیز بیچے تو اس کو صاحبِ ضرورت سمجھ کر اُس کی قیمت نہ گرائی جائے بلکہ اُس کی مدد کی جائے یا مناسب قیمت پر وہ چیز خریدی جائے۔ ② اگر قرض دار غریب ہو تو اس کو پریشان نہ کیا جائے بلکہ مہلت دی جائے یا معاف کر دیا جائے۔ ③ جہاں تک ممکن ہو کسی سے قرض مت لو، اگر مجبوری سے قرض لو تو ادا کرنے کا خیال رکھو، بے پرواہ نہ بنو۔ جس کا قرض ہے اگر وہ کچھ کہے تو اُس کو جواب مت دو۔ اگر قرض کی ادائیگی کیلئے مال موجود ہو تو پھر قرض خواہ کو ٹالنا ظلم ہے۔ ④ مزدور سے مزدوری کروا کر مزدوری دینے میں کوتاہی وتاخیر نہ کی جائے۔ ⑤ اگر کسی کے ساتھ مالی لین دین ہو یا کسی کی امانت تمہارے پاس رکھی ہو تو یا اُس کو لکھ کر محفوظ رکھو یا دو چار آدمیوں کے سامنے اس کا ذکر کردو تا کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہارے ذمے کسی کا مال نہ رہ جائے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

۲ مل جل کر بیٹھنے کے پانچ آداب:۔ ① کسی کو اُس کی جگہ سے اُٹھا کر خود وہاں نہ بیٹھو۔ ② اگر دو آدمی کسی محفل میں اکٹھے بیٹھے ہوں تو اُن کے درمیان میں جا کر نہ بیٹھو۔ ③ محفل میں سردار بن کر نہ بیٹھو بلکہ جہاں جگہ ہو وہاں غریبوں کی طرح بیٹھ جاؤ۔ ④ جب چھینک آئے تو منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لو اور پست آواز سے چھینکو۔ ⑤ محفل میں کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلاؤ۔

۳ پیری مریدی کے متعلق پانچ تعلیمات:۔ ① پیر کا خوب ادب کیا جائے اور اللہ کا نام لینے کا وہ جو طریقہ بتلائے اُس پر عمل کیا جائے اور اسکے متعلق یہ اعتقاد رکھے کہ میرے دل کے درست ہونے کا جتنا فائدہ مجھے اس سے پہنچ سکتا ہے اُتنا کسی اور بزرگ سے نہیں پہنچ سکتا۔ مگر کسی بزرگ کی توہین نہ کرے۔ ② کسی کتاب میں کوئی وظیفہ یا کوئی عمل دیکھ کر اپنی عقل سے کچھ نہ کیا جائے بلکہ پیر سے پوچھ کر کیا جائے۔ ③ پیر کے سامنے بے پردگی کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔ ④ اگر بیعت ہونے والی عورت ہو تو پیر کے ہاتھ میں ہاتھ

نہ دے بلکہ رومال یا کسی کپڑے وغیرہ سے مرید ہوسکتی ہے۔ ⑤ پیر کے متعلق یہ نظریہ قائم کرنا کہ اُسے ہمارا سب حال معلوم ہے یہ گناہ ہے۔

الشق الثانی ...... منگنی ونکاح کی پانچ رسمیں ذکر کریں۔ مرنے کے متعلق پانچ رسمیں قلمبند کریں۔

جواب ...... ❶ منگنی ونکاح کی پانچ رسمیں:۔ ① جب منگنی ہوتی ہے تو نائی خط لے کر آتا ہے، لڑکی والے کی طرف سے شکرانہ بنا کر نائی کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ ② لڑکی والا نائی کو کپڑے کا جوڑا اور کچھ رقم دیتا ہے۔ ③ نائی کے لوٹنے سے پہلے سب عورتیں جمع ہوکر گانے بجانے کی رسمیں ادا کرتی ہیں۔ ④ کچھ عرصہ کے بعد لڑکی والوں کی طرف سے مٹھائی، انگوٹھی، کپڑے وغیرہ نشانی کے طور پر بھیجے جاتے ہیں۔ ⑤ جو نائی وغیرہ یہ مٹھائی اور سامان لے کر آتا ہے اُس کو جوڑا اور کچھ رقم دے کر رخصت کیا جاتا ہے اور اس مٹھائی کو خاندان کی بڑی بوڑھی عورتیں برادری میں برابر تقسیم کرتی ہیں۔

① بارات سے ایک دن قبل دلہا والوں کا نائی مہندی لے کر اور دلہن والوں کا نائی جوڑا لے کر اپنے اپنے مقام سے چلتے ہیں اور ایک دوسرے کے گھر پہنچاتے ہیں۔ ② جوڑا لانے والے نائی کو جوڑا پہنچانے کے وقت کچھ انعام دیا جاتا ہے اور یہ جوڑا ساری برادری میں دکھایا جاتا ہے۔ ③ دلہا شہر کے کسی مشہور متبرک مزار پر جا کر کچھ نقد چڑھا کر بارات میں شامل ہوتا ہے۔ ④ بارات ایک جگہ ٹھہرتی ہے دونوں طرف کی برادری کے سامنے لڑکی کی بَری کھولی جاتی ہے اور ریاء وافتخار وغیرہ کا اظہار کیا جاتا ہے۔ ⑤ صبح کو بارات کے بھنگی دلہن والوں کے گھر دَف بجاتے ہیں جو کہ بارات کے ساتھ آئے ہوتے ہیں۔

❷ مرنے کے متعلق پانچ رسمیں:۔ ① غسل، کفن اور تدفین میں بہت دیر کی جاتی ہے حالانکہ شریعت میں حکم ہے کہ جنازے کو اٹھانے میں تاخیر نہ کی جائے۔ ② مرنے والے کے کپڑے اور دیگر استعمال کی اشیاء غرباء میں تقسیم کردی جاتی ہیں حالانکہ یہ میراث کا حصہ ہوتا ہے جو تمام ورثاء کی خوشی ورضامندی کے بغیر تقسیم کرنا جائز نہیں۔ ③ مرنے کے بعد مقررہ تاریخوں میں یا ان کے آگے پیچھے کر کے کچھ کھانا وغیرہ پکا کر برادری میں تقسیم کرنا۔ ④ میت والوں کیلئے قریبی رشتے دار کے گھر سے کھانا آتا ہے، جو کہ اَدلے کا بدلہ ہوتا ہے کہ اُس نے ہماری میت پر کھانا بھیجا تھا اسلئے ہم نے بھی بھیجنا ہے وغیرہ۔ ⑤ کچھ حافظوں کو اُجرت دے کر قرآن مجید پڑھوایا جاتا ہے کہ مُردے کو ثواب بخشا جائے۔

السوال الثالث ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... ① وصیت کرنا کب واجب ہے اور کب مستحب ہے؟ ② کتنے مال کی وصیت کرنا درست ہے اور کس کیلئے وصیت کی جاسکتی ہے؟ ③ قرآن کریم کی تلاوت میں کیسے دل لگایا جائے؟

جواب ...... ❶ اگر کسی کے ذمے نمازیں یا روزے یا زکوۃ یا قسم وغیرہ کا کفارہ باقی رہ گیا ہو اور اتنا مال بھی موجود ہو تو مرتے وقت اسپر وصیت کرنا ضروری اور واجب ہے، اسی طرح اگر کسی کا کچھ قرض ہو یا کوئی امانت اس کے پاس رکھی ہو اس کی وصیت کرنا بھی واجب ہے، وصیت نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور اگر کچھ رشتہ دار غریب ہوں جن کو شرع سے کچھ میراث نہ پہنچتی ہو اور اس مرنے والے کے پاس بہت مال ودولت ہے تو ان کو کچھ دلا دینا اور وصیت کر جانا مستحب ہے اور باقی لوگوں کیلئے وصیت کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ قرض کے سوا اور چیزوں کی وصیت کا اختیار فقط تہائی مال میں ہوتا ہے یعنی جتنا مال چھوڑا ہے اس کی تہائی میں سے اگر وصیت پوری ہو جائے مثلاً کفن دفن اور قرضے میں لگا کر تین سو روپے اور سو روپے میں سب وصیتیں پوری ہو جائیں تب تو وصیت کو پورا کریں گے اور تہائی مال سے زیادہ لگانا وارثوں کے ذمہ واجب نہیں۔ تہائی میں سے جتنی وصیتیں پوری ہو جائیں اس کو پورا کریں باقی چھوڑ دیں، البتہ اگر سب وارث بخوشی رضامند ہو جائیں کہ ہم اپنا اپنا حصہ نہ لیں گے تم اس کی وصیت میں لگا دو تو تہائی سے زیادہ بھی وصیت میں لگانا جائز ہے لیکن نابالغوں کی اجازت کا بالکل اعتبار نہیں ہے، وہ اگر اجازت بھی دیں تب بھی ان کا حصہ خرچ کرنا درست نہیں۔ اگرچہ تہائی مال میں وصیت کر جانے کا اختیار ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پوری تہائی کی وصیت نہ کرے کم کی وصیت کرے بلکہ اگر بہت زیادہ مالدار نہ ہو تو وصیت ہی نہ کرے، وارثوں کیلئے چھوڑ دے کہ اچھی طرح فراغت سے بسر کریں کیونکہ اپنے وارثوں کو فراغت اور آسائش میں چھوڑ جانے میں بھی ثواب ملتا ہے۔

جس شخص کو میراث میں مال ملنے والا ہو جیسے ماں باپ شوہر بیٹا وغیرہ اس کیلئے وصیت کرنا صحیح نہیں اور جس رشتہ دار کا اس کے

مال میں کچھ حصہ نہ ہو یا رشتہ دار نہ ہو کوئی غیر ہو اس کے لیے وصیت کرنا درست ہے لیکن تہائی مال سے زیادہ وصیت کا اختیار نہیں۔
اگر کسی نے اپنے وارث کو وصیت کر دی کہ میرے بعد اس کو فلاں چیز دے دینا یا اتنا مال دے دینا تو اس وصیت سے پانے کا اس کو کچھ حق نہیں ہے، البتہ اگر اور سب وارث راضی ہو جائیں تو دے دینا جائز ہے، اسی طرح اگر کسی کو تہائی سے زیادہ وصیت کر جائے اس کا بھی یہ حکم ہے کہ اگر سب وارث بخوشی راضی ہو جائیں تو تہائی سے زیادہ ملے گا ورنہ فقط تہائی مال ملے گا۔

۳ قاعدہ ہے کہ اگر کوئی کسی سے کہے کہ ہمیں تھوڑا سا قرآن سناؤ دیکھیں کیسا پڑھتے ہو تو اس وقت جہاں تک ہو سکتا ہے خوب بنا سنوار کر سنبھال کر پڑھتے ہو۔ پس اسی طرح جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرو پہلے دل میں یہ سوچ لیا کرو کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ہم سے فرمائش کی ہے کہ ہمیں سناؤ کیسا پڑھتے ہو اور یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ خوب سن رہے ہیں اور ایسے خیال کرو کہ جب آدمی کے کہنے سے بنا سنوار کر پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے جو پڑھتے ہیں اس کو تو خوب ہی سنبھال سنبھال کر پڑھنا چاہئے، یہ سب باتیں سوچ کر اب پڑھنا شروع کرو اور جب تک پڑھتے رہو یہ باتیں خیال میں رکھو اور جب پڑھنے میں بگاڑ ہونے لگے یا دل ادھر ادھر بٹنے لگے تو تھوڑی دیر کے لیے پڑھنا موقوف کر کے ان باتوں کے سوچنے کو پھر تازہ کر لو انشاء اللہ تعالیٰ اس طریقے سے صحیح اور صاف بھی پڑھا جائے گا اور دل بھی اِدھر اُدھر متوجہ نہ ہوگا۔ اگر ایک مدت تک اسی طرح پڑھو گے تو پھر آسانی سے دل لگنے لگے گا۔

الشق الثانی ......صحیح وغلط کی نشاندہی کریں۔ ① حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مہر ۴۰۰ درہم تھے۔ (غلط)
② کسی کی گائے یا بکری از خود گھر میں آ گئی تو اس کا دودھ دوہنا جائز ہے۔ (غلط)
③ نشہ آور مقدار سے کم افیون علاج کے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔ (صحیح)
④ حیض ونفاس وناپاکی کی حالت میں ذکر اور درود شریف پڑھنا جائز نہیں۔ (غلط)
⑤ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ولیمہ میں ایک بکری ذبح کی گئی۔ (صحیح)

جواب ......کما مرّ فی السوال آنفا۔

الورقة الثالثة : فی الفقه

السوال الاوّل ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ......بیع سلم کی تعریف وشرائط لکھیں۔ غلہ اناج کے علاوہ دیگر اشیاء میں بیع سلم کے جائز ہونے کی صورت بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں دو امور توجہ طلب ہیں: (۱) بیع سلم کی تعریف وشرائط (۲) غلہ اناج کے علاوہ دیگر اشیاء میں بیع سلم کے جائز ہونے کی صورت۔

جواب ...... ۱ بیع سلم کی تعریف وشرائط:۔ فصل کٹنے سے پہلے یا کٹنے کے بعد کسی کو رقم ادا کرنا اور یہ کہنا کہ فلاں مہینے میں فلاں تاریخ تک ہم تم سے اس رقم کے بدلے میں فلاں غلہ، اناج لیں گے اور نرخ وریٹ طے کر لیا تو اس کو بیع سلم کہتے ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

بیع سلم کے صحیح ہونے کیلئے متعدد شرائط ہیں: ① مبیع کی کیفیت واضح طور پر بتلا دی جائے کہ لیتے وقت دونوں میں جھگڑا پیدا نہ ہو مثلاً فلاں قسم کی گندم ہو، باریک یا پالہ ماری ہوئی نہ ہو، عمدہ ہو، اس میں کوئی اور چیز مثلاً چنے، مٹر، چاول وغیرہ نہ ملے ہوئے ہوں۔
② ریٹ بھی طے کر لیا جائے مثلاً پانچ روپے میں دس سیر وغیرہ۔ ③ مکمل رقم بیان کر دی جائے کہ اتنی رقم کے بدلے میں یہ چیز لی جائے گی۔ ④ اُسی وقت اُسی جگہ پر مکمل رقم ادا کر دی جائے۔ ⑤ لینے کی مدت کم سے کم ایک مہینہ مقرر کی جائے کہ ایک مہینہ کے بعد فلاں تاریخ کو ہم یہ چیز وصول کریں گے۔ مہینے سے کم مدت مقرر کرنا صحیح نہیں ہے۔ ⑥ مبیع سپرد کرنے کی جگہ بھی مقرر کر دی جائے کہ فلاں جگہ پر یہ چیز وصول کی جائے گی۔ ⑦ جس وقت معاملہ کیا ہے اس وقت سے لے کر ادائیگی اور وصولی کے زمانے تک وہ چیز بازار میں دستیاب رہے اگر اس دوران وہ چیز بالکل بازار سے نایاب ہو گئی تو بیع سلم باطل ہو جائے گی۔
اگر یہ تمام شرائط پائی جائیں گی تو بیع سلم درست ہو گی ورنہ نہیں۔

② غلہ اناج کے علاوہ دیگر اشیاء میں بیع سلم کے جائز ہونے کی صورت:۔ غلہ اناج وغیرہ کے علاوہ دیگر اشیاء جن کی کیفیت بیان کر کے مقرر کر دی جائے کہ ادائیگی کے وقت جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو اُن میں بھی بیع سلم درست ہے مثلاً انڈے، اینٹیں، کپڑا وغیرہ کہ اینٹ میں سائز چوڑائی موٹائی وغیرہ، کپڑے میں سوتی یا اونی باریک یا موٹا ہونا اور انڈے میں دیسی یا فارمی وغیرہ ہونا ذکر کر دیا جائے۔

الشق الثانی ......عورت کے لئے شوہر کے حقوق کی ادائیگی پر جو احادیث وارد ہیں ان میں سے پانچ احادیث درج کریں۔ اولاد کی پرورش کے متعلق کتاب میں مذکور دس ہدایات ذکر کریں۔ محفل میں اٹھنے، بیٹھنے و گفتگو کا طریقہ تحریر کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال کا لب لباب تین امور ہیں: (۱) شوہر کے حقوق کے متعلق احادیث (۲) اولاد کی پرورش سے متعلق ہدایات (۳) محفل میں اٹھنے، بیٹھنے و گفتگو کا طریقہ۔

جواب ...... ① شوہر کے حقوق کے متعلق احادیث:۔ شریعت نے شوہر کے بڑے حقوق بیان کئے ہیں اور اُسے بہت عزت و بزرگی عطاء کی ہے۔ حتیٰ کہ شوہر کو راضی اور خوش رکھنے کو بڑی عبادت قرار دیا گیا ہے اور اُسکے ناخوش و ناراض ہونے کو گناہ قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت نمازوں کی ادائیگی کرے، رمضان کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کی حفاظت رکھے یعنی پاک دامن اور اپنے شوہر کی تابعداری و فرمانبرداری کرتی رہے تو اسے اختیار ہے کہ وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے یعنی جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے اس کیلئے داخلے کی اجازت ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس عورت کی موت اس حالت میں آئے کہ اُس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنتی ہے۔ نیز فرمایا کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو سجدے کا حکم دیتا تو وہ عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مرد اپنی عورت کو ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ تک پتھر اٹھانے کا حکم دے اور دوسرے سے تیسرے پہاڑ تک پتھر لے جانے کا حکم دے تو اس کیلئے تابعداری ضروری ہے۔ نیز فرمایا کہ جب کوئی شوہر اپنی عورت کو کام کیلئے بلائے تو وہ ضرور اسکے پاس آئے اگرچہ وہ چولہے پر بیٹھی ہو۔ نیز فرمایا کہ جب کسی مرد نے اپنی عورت کو ہمبستری کیلئے بلایا اور وہ نہ آئی اور وہ مرد غصے کے ساتھ لیٹ گیا تو صبح تک سارے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

② اولاد کی پرورش سے متعلق ہدایات:۔ ① نیک بخت، دین دار عورت کے ذریعے اس کو دودھ پلایا جائے۔ ② بچہ کو دودھ پلانے کے لئے اور کھانا کھلانے کیلئے اوقات مقرر کئے جائیں تا کہ وہ تندرست رہے۔ ③ اگر نومولود لڑکی ہے تو جب تک پردہ میں بیٹھنے کے لائق نہ ہو جائے اسے زیور نہ پہنایا جائے۔ ④ بچے کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا، کپڑا، پیسہ وغیرہ دلوایا جائے تا کہ اُن میں سخاوت کی عادت پیدا ہو۔ ⑤ اگر لڑکا ہو تو سفید کپڑے کی رغبت اُس کے دل میں پیدا کی جائے اور رنگین و تکلف والے لباس سے اُس کو نفرت دلائی جائے۔ اور اگر لڑکی ہو تو پھر زیادہ مانگ، چوٹی وغیرہ اور تکلف والے کپڑوں کی عادت نہ ڈالی جائے۔ ⑥ بچے کی تمام ضدیں پوری نہ کی جائیں اس سے مزاج بگڑتا ہے۔ ⑦ غصہ، جھوٹ، حرص، چوری، چغلی، بے فائدہ باتیں، بلا وجہ زیادہ ہنسنا، دھوکہ دینا، بھلی بری بات کا نہ سوچنا، ان ساری باتوں سے نفرت دلائی جائے۔ ⑧ رات کو جلدی سونے اور صبح کو جلدی اٹھنے کی عادت ڈالی جائے۔ ⑨ بچہ سات برس کا ہو جائے تو نماز کی عادت ڈالی جائے اور جب مکتب میں جانے کے قابل ہو جائے تو قرآن مجید کی تعلیم دی جائے۔ ⑩ ایسی کتابیں پڑھائی جائیں جن میں دین کی باتیں اور دنیا کی ضروری کارروائی آ جائے، عاشقی معشوقی والی کتابیں یا خلافِ شرع مضامین اور بیہودہ قصے وغزلیں وغیرہ والی کتابوں سے دور رکھا جائے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ محفل میں اٹھنے، بیٹھنے و گفتگو کا طریقہ:۔ جس سے ملو ادب سے ملو اور نرمی سے بولو، محفل میں تھوکو نہیں، وہاں ناک صاف نہ کرو اگر ضرورت ہو تو وہاں سے الگ ہو جاؤ، اگر جماہی یا چھینک آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لو، کسی کی طرف پشت و پیر نہ کرو۔ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھو، انگلیاں نہ چٹخاؤ، بلا ضرورت بار بار کسی کی طرف نہ دیکھو، بات بات پہ قسم نہ کھاؤ۔ جب تک ممکن ہو خود کلام شروع نہ کرو کوئی دوسرا شخص بات کرے تو خوب توجہ سے سنو البتہ اگر گناہ کی بات ہو تو پھر نہ سنو، منع کر دو یا وہاں سے اٹھ جاؤ۔ جب تک کسی کی بات پوری نہ ہو درمیان میں بات نہ کرو۔ باہر سے کوئی آدمی آئے اور جگہ نہ ہو تو تھوڑا تھوڑا کھسک جاؤ تا کہ جگہ بن جائے۔ ملتے

وقت اور رخصت ہوتے وقت سلام کرو۔

السوال الثانی ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل......کتا پالنے اور تصاویر رکھنے کا حکم تفصیل سے قلمبند کریں۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا واقعہ مختصراً ذکر کریں۔

جواب......① کتا پالنے اور تصاویر رکھنے کا حکم:۔ کتا پالنا اور گھر کے اندر جاندار کی تصاویر رکھنا شریعت کے اندر منع کیا گیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے اُس گھر کے اندر داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزِ محشر سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو دیا جائے گا نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مویشی کے حفاظت، کھیت کی حفاظت اور شکار کے علاوہ کسی اور فائدہ یا غرض کے لئے کتا پالے اس کے ثواب میں سے ہر روز ایک قیراط کم کر دیا جاتا ہے۔

② حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا واقعہ:۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس دولتِ عظمٰی کی درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کم عمر ہونے کا عذر فرمایا۔پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شرماتے ہوئے خود حاضر ہو کر عرض کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فوراً حکمِ الٰہی بھی آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی عرض کو قبول کر لیا اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عمر ساڑھے پندرہ سال اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عمر اکیس برس تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے انس جاؤ ابوبکر وعمر،عثمان وطلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم اور ایک جماعتِ انصار کو بلا لاؤ،جب یہ سب حاضر ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھ کر نکاح کر دیا اور ۴۰۰ مثقال چاندی مہر مقرر ہوا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی برتن میں کھجور لیکر حاضرین کو پہنچائیں اسکے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر بھیج دیا پھر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پانی منگوایا ، اُس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کلی ڈالی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سینہ مبارک اور سر مبارک پر پانی چھڑکا اور دعا کی کہ اے پروردگار ان دونوں کی اولاد کو شیطان سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں پھر اسی طرح پانی منگوا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اوپر بھی چھڑکا اور یہی دعا کی اور پھر دونوں حضرات کیلئے طہارت،آپس میں محبت سے رہنے اور اولاد میں برکت ہونے اور خوش نصیبی کی دعا فرمائی اور آرام کرنے کا حکم دے کر واپس تشریف لے گئے۔

الشق الثانی......آدابِ نکاح میں سے پانچ آداب ذکر کریں۔آدابِ طعام میں سے پانچ آداب ذکر کریں۔قرض لینا کیسا ہے؟اور ادا نہ کرنے کا ارادہ ہو تو کیا سزا ہے؟۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں:(۱) آدابِ نکاح (۲) آدابِ طعام (۳) قرض لینے کی وضاحت اور ادا نہ کرنے پر سزا کا حکم۔

جواب......① آدابِ نکاح:۔ ① اولاد کے نکاح میں دینداری کا خیال رکھا جائے، مال و دولت کا خیال نہ رکھا جائے۔
② عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ اجنبی عورتوں کی شکل وصورت اپنے خاوندوں کے سامنے بیان کرتی ہیں، یہ انتہائی برا عمل ہے۔
③ میاں بیوی اپنی تنہائی کے معاملات کا اپنے دوست وسہیلیوں کے ساتھ تذکرہ کرتے ہیں جو انتہائی برا عمل ہے۔④ اگر نکاح کے معاملہ میں کوئی مشورہ لے تو کوئی خرابی یا برائی معلوم ہو تو اس وقت ظاہر کر دی جائے یہ غیبت نہیں ہے۔⑤ اگر کسی جگہ پر کہیں سے شادی یا رشتے کا پیغام آیا ہو اور کچھ بات چیت بنتی معلوم ہو رہی ہو تو ایسی جگہ پر کسی اور کے رشتے کا پیغام نہ بھیجا جائے۔

② آدابِ طعام:۔ ① ہاتھ دھو کر، بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے اپنے آگے سے کھانا کھایا جائے۔البتہ اگر برتن میں مختلف قسم کی چیزیں ہوں مثلاً کئی طرح کے پھل اور میوے وغیرہ ہوں تو پھر جہاں سے مرضی چیز لے سکتے ہیں۔② کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لی جائیں، اگر برتن میں سالن ہو تو اسے بھی صاف کر لیا جائے اور لقمہ اگر گر جائے تو اسے بھی صاف کر کے کھا لیا جائے۔③ اگر کھجور، انگور اور مٹھائی وغیرہ کے دانے ہوں تو ایک ایک دانہ اٹھایا جائے۔④ بدبودار چیز مثلاً پیاز،لہسن وغیرہ کھانے کے بعد منہ صاف کئے بغیر محفل میں نہ بیٹھا جائے۔⑤ کھانا کھانے کے بعد اللہ کا شکر ادا کیا جائے۔⑥ کوئی مہمان آجائے تو اس کی خاطر تواضع کی جائے اور کسی کے ہاں دردِ سر بن کر مہمان نہ بنا جائے۔⑦ پانی تین سانس میں پیئو، سانس لینے

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

کے وقت برتن منہ سے جدا کرو، بسم اللہ پڑھ کر پیئو، پانی برتن میں دیکھ کر پیئو، پینے کے بعد الحمد للہ کہو۔

۳ قرض لینے کی وضاحت اور ادا نہ کرنے پر سزا کا حکم:۔ جہاں تک ممکن ہو کسی سے قرض مت لو، اگر مجبوری سے قرض لو تو ادا کرنے کا خیال رکھو، بے پرواہ نہ بنو۔ جس کا قرض ہے اگر وہ کچھ کہے تو اُس کو جواب مت دو۔ اگر قرض کی ادائیگی کیلئے مال موجود ہے تو پھر قرض خواہ کو ٹالنا ظلم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مرجائے اور اسکے ذمے کسی کا کوئی درہم یا دینار رہ گیا تو وہ اسکی نیکیوں سے پورا کیا جائیگا کیونکہ آخرت میں درہم و دینار نہ ہوگا۔ نیز فرمایا کہ جو شخص مرجائے اور اسکی قرض ادا کرنے کی نیت ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کا مددگار رہوں اور جو شخص مرجائے اور اسکی ادا کرنے کی نیت نہ ہو تو ایسے شخص کی نیکیوں سے اس کا قرض ادا کیا جائے گا۔

السوال الثالث ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل......صحیح یا غلط کی نشان دہی کریں۔ ① امانت ضائع ہوجائے تو اس کا تاوان بھرنا واجب ہے۔(غلط)

② مردار اگر کسی بھنگی کو کھانے کیلئے دیں تو جائز ہے۔(غلط) ③ گروی شدہ چیز کو اپنے کام میں لانا درست ہے۔(غلط)

④ چاندی کے بدلے چاندی سونے کے بدلے سونا کمی پیشی کے ساتھ لینا جائز ہے۔(غلط)

⑤ خادم سے گوشت منگوایا، وہ ادھار میں لے آیا تو گوشت والا آپ سے دام کا تقاضا نہیں کرسکتا۔(صحیح)

⑥ سو روپے کی پانچ گٹھڑی بھوسا بطور بیع سلم لیا تو درست ہے۔(غلط)

جواب......کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی......صحیح غلط کی نشان دہی کریں۔ ① نابالغ کا وصیت کرنا درست نہیں۔(صحیح)

② حضرت عائشہ کے ولیمہ میں اونٹ ذبح ہوا تھا۔(غلط) ③ چاندی کی سرمہ دانی استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔(غلط)

④ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر ۵۰۰ مثقال چاندی تھا۔(غلط) ⑤ بیمار کو کھانے پر زیادہ زبردستی نہیں کرنی چاہیے۔(صحیح)

⑥ رجب کے روزہ کا ایک ہزار روزوں کے برابر ثواب ہے۔(غلط)

جواب......کمامرّ فی السوال آنفا۔

الورقة الثالثة : فی الفقه

السوال الاوّل ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل......بیع (بیچنے) کی تعریف کریں اور مثال کے ذریعے واضح کریں۔ ادھار میں لینا دینا صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو کن شرائط کے ساتھ؟ خیارِ شرط کس کو کہتے ہیں؟ مثال کے ذریعے واضح کریں۔ کوئی چیز بغیر دیکھے خریدلی ہو اسکا کیا حکم ہے؟ مثال بھی دیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) بیع کی تعریف اور وضاحت مع مثال (۲) ادھار لین دین کا حکم وشرائط (۳) خیارِ شرط کی مراد اور وضاحت مع مثال (۴) کوئی چیز بغیر دیکھے خریدنے کا حکم۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب...... ۱ بیع کی تعریف اور وضاحت مع مثال:۔ کسی شخص نے کہا کہ میں یہ چیز اتنی مالیت میں بیچتا ہوں، دوسرے نے کہا کہ میں خریدتا ہوں تو وہ چیز فروخت ہوگئی۔ اب خریدار اس چیز کا مالک بن گیا خواہ وہ اُسے آگے بیچے یا اپنے پاس ہی رکھے، اس کو بیع کہتے ہیں مثلاً زید نے کہا کہ مَیں یہ کتاب دس روپے میں فروخت کرتا ہوں اور بکر نے کہا کہ مَیں دس روپے میں خریدتا ہوں تو اس معاملہ سے بکر کتاب کا مالک بن جائے گا اور اُس پر زید کو دس روپے ادا کرنا لازم ہوگا۔

۲ ادھار لین دین کا حکم وشرائط:۔ ادھار پر خرید وفروخت کرنا صحیح ہے مگر اس کی شرط یہ ہے کہ ادھار کی مدت مقرر کی جائے مثلاً ایک ماہ، دو ماہ، پندرہ دن کے بعد قیمت ادا کی جائے گی۔ اگر یہ کہا گیا کہ کھیتی کٹنے پر یا بھائی کے واپس آنے پر قیمت ادا کی جائے گی تو مدت میں ایک طرح کا جہل ہونے کی وجہ سے یہ بیع فاسد ہوگی۔

۳ خیارِ شرط کی مراد اور وضاحت مع مثال:۔ خریدار نے خریدتے وقت یہ کہا کہ مجھے ایک دن یا دو دن یا تین دن تک لینے یا نہ لینے

کا اختیار ہے، دل چاہے گا تو لے لوں گا ورنہ واپس کر دوں گا۔ تو یہ درست ہے اسے خیارِ شرط کہا جاتا ہے لہٰذا جتنے دن کا اُس نے اختیار رکھا ہے اُتنے دن تک اُس چیز کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا، چاہے اُس چیز کو لے یا واپس کر دے۔ مثلاً خالد نے کوئی گاڑی فروخت کی، احمد نے کہا کہ مَیں یہ گاڑی خریدتا ہوں مگر مجھے تین دن تک اختیار ہوگا اگر پسند آئی تو ٹھیک ہے بیع مکمل ہوگی ورنہ تمہاری گاڑی تمہیں واپس کر دوں گا۔ اس صورت میں تین دن تک احمد کو خیارِ شرط حاصل ہے۔

④ کوئی چیز بغیر دیکھے خریدنے کا حکم:۔ اگر کسی شخص نے کوئی چیز بغیر دیکھے خرید لی تو یہ بیع درست ہے مگر جب خریدار اُس چیز کو دیکھے تو اُسے اختیار ہے اگر اُسے پسند ہو تو رکھ لے وگرنہ واپس کر دے اگر چہ اُس میں کوئی عیب نہ ہو۔ اور اگر کوئی کھانے پینے کی چیز خریدی تو اس میں صرف دیکھ لینے سے اختیار ختم نہ ہوگا بلکہ چکھنا بھی ضروری ہے، اگر چکھنے کے بعد وہ چیز پسند نہ آئی تو واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔

الشق الثانی ...... عیب دار چیز بیچنا کیسا ہے؟ اور خرید لی تو کیا حکم ہے؟ جانور کے پیٹ میں موجود بچے اور اس کے تھن میں موجود دودھ کی بیع کیسی ہے؟ بیعانہ کسے کہتے ہیں اور کیا بیعانہ کی رقم ضبط کر لینا جائز ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① عیب دار چیز بیچنے اور خریدنے کا حکم ② جانور کے پیٹ میں بچے اور تھن میں موجود دودھ کی بیع کا حکم ③ بیعانہ کی وضاحت اور بیعانہ کی رقم ضبط کرنے کا حکم۔

جواب ...... ① عیب دار چیز بیچنے اور خریدنے کا حکم:۔ اگر کوئی شخص کوئی چیز بیچے تو اُس پر لازم ہے کہ اس میں جو عیب وخرابی ہے اُسے وہ بیان کر دے، اُس خرابی کو بیان نہ کرنا اور دھوکہ دے کر بیچنا حرام ہے۔ خریدار نے خریدنے کے بعد اُس چیز میں کوئی عیب دیکھا مثلاً کپڑے کے تھان کو چوہوں نے خراب کیا ہوا تھا تو اب خریدار کو اختیار ہے چاہے تو اُس تھان کو رکھ لے اور اگر چاہے تو واپس کر دے، البتہ عیب دار چیز رکھنے کی صورت میں پورے ثمن ادا کرنا ہوں گے، اس عیب کی وجہ سے ثمن سے کمی کرنا درست نہ ہوگا۔ البتہ اگر بیچنے والا شخص ثمن کی کمی پر راضی ہو جائے تو پھر ثمن کم کرنا بھی درست ہے۔

② جانور کے پیٹ میں بچے اور تھن میں موجود دودھ کی بیع کا حکم:۔ جانور کے پیٹ میں موجود بچے کی بیع پیدا ہونے سے پہلے باطل ہے البتہ اگر پورا جانور ہی بیچ دیا تو یہ درست ہے اور اگر یہ کہا کہ مَیں یہ بکری بیچتا ہوں مگر اس کے پیٹ میں موجود بچہ نہیں بیچتا تو یہ بیع فاسد ہے۔ جانور کے تھن میں موجود دودھ کی بیع دوہنے سے پہلے باطل ہے لہٰذا پہلے دودھ دوہ لے پھر بعد میں اُسے بیچے۔ اِسی طرح بھیڑ، دنبہ وغیرہ کے بال جب تک کاٹ نہ لے تب تک بیچنا باطل ہے۔

③ بیعانہ کی وضاحت اور بیعانہ کی رقم ضبط کرنے کا حکم:۔ کسی چیز کی بیع یا اجارہ وغیرہ کا معاملہ کرتے وقت طے کردہ رقم میں سے کچھ رقم فوری طور پر ادا کر دیتے ہیں تا کہ معاملہ یقینی و پکّا ہو جائے، وہ شخص کسی دوسرے کو یہ چیز فروخت و اجارہ پر نہ دے۔ اسے بیعانہ کہتے ہیں۔ آج کل یہ بیعانہ اس کرایہ و مبیع کی قیمت میں سے منفی ہو جاتا ہے، اگر مشتری کے خریدنے وغیرہ کی ترتیب نہ بنے تو بائع و آجر یہ بیعانہ واپس نہیں دیتا، ضبط کر لیتا ہے، یہ درست نہیں بلکہ بیعانہ واپس دینا چاہئے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ...... شادی و بیاہ میں آتش بازی کا حکم کیا ہے؟ اور ممانعت کی وجوہات ضرور لکھیں۔ رسم بسم اللہ کی کم از کم پانچ خرابیاں درج کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل دو امور ہیں ① شادی و بیاہ میں آتش بازی کا حکم اور ممانعت کی وجوہات ② رسمِ بسم اللہ کی خرابیاں۔

جواب ...... ① شادی و بیاہ میں آتش بازی کا حکم اور ممانعت کی وجوہات:۔ شب برات یا شادی میں انار، پٹاخے یا آتش بازی کرنے میں کئی گناہ ہیں: ① پیسہ برباد کرنا اور قرآن کریم میں فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔ ② ہاتھ پاؤں کے جلنے یا اندیشہ، مکان میں آگ لگنے کا خوف اور اپنی جان یا مال کو ہلاکت وخطرے میں ڈالنا، یہ چیزیں بذاتہ شریعت میں بری ہیں۔ ③ عموماً لکھے ہوئے کاغذ آتش بازی کے کام میں لائے جاتے ہیں اُن میں خود حروف بھی ادب کی چیز ہیں لہٰذا اُن کو اس

طرح کے کاموں میں لانا منع ہے بلکہ بعض کاغذوں پر قرآن کریم کی آیات یا احادیث یا انبیاء علیہم السلام کے نام وغیرہ لکھے ہوئے ہوتے ہیں لہٰذا آتشبازی وغیرہ سے احتیاط برتی جائے۔

۲ رسم بسم اللہ کی خرابیاں:۔ ① چار برس، چار مہینے، چار دن کا ہونے پر بسم اللہ کا اہتمام و پابندی کرنا۔ یہ بے اثر ولغو ہے۔ ② مٹھائی وغیرہ تقسیم کرنے کی پابندی کرنا کہ جبرًا وقہرًا جیسے ممکن ہو اسکا انتظام کرنا کہ اگر مٹھائی کا انتظام نہ کیا تو بدنامی ہوگی گویا شہرت اور ریاکاری کیلئے یہ کام کیا جارہا ہے۔ ③ بعض استطاعت والے لوگ چاندی کے قلم ودوات سے چاندی کی تختی پر لکھ کر بچے کو اُس پر پڑھواتے ہیں چونکہ چاندی کی چیزوں کو استعمال کرنا اور کام میں لانا حرام ہے اس لئے اس تختی اور قلم ودوات کا استعمال بھی حرام ہے۔ ④ ایسی تقریبات میں بچے کو خلافِ شرع لباس پہنایا جاتا ہے مثلاً ریشمی یا زرّی یا زعفران کا رنگا ہوا، یہ بھی گناہ ہے۔ ⑤ کمیوں وغیرہ کا اِس میں بھی فرض سے بڑھ کر حق سمجھا جاتا ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔

الشق الثانی...... تقریبات میں عورتوں کے جانے اور جمع ہونے سے کئی خرابیاں لازم آتی ہیں، ان میں سے کم از کم دس خرابیاں شمار کرائیں۔ سلام کرنے کے آداب لکھئے، مجلس میں بیٹھنے کے پانچ آداب لکھئے اور مُردے کو ثواب پہنچانے کا شرعی طریقہ لکھئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: (۱) تقریبات میں عورتوں کے جانے سے پیدا ہونے والی خرابیاں (۲) سلام کرنے کے آداب (۳) مُردے کو ثواب پہنچانے کا شرعی طریقہ۔

جواب ...... **۱** تقریبات میں عورتوں کے جانے سے پیدا ہونے والی خرابیاں:۔ تقریبات میں عورتوں کے جانے اور جمع ہونے سے کئی خرابیاں لازم آتی ہیں مثلاً تقریب میں جانے کے لئے عورتوں کو نئے اور قیمتی کپڑوں کی فکر ہوتی ہے کبھی خاوند سے فرمائش اور کبھی خود کپڑے والے کو دروازے پر بلا کر ادھار پر کپڑے لئے جاتے ہیں، یا سودی قرض لے کر کپڑا لیا جاتا ہے۔ اور پھر فخر اور دکھاوے کے لئے تقریب میں وہ کپڑے پہنے جاتے ہیں، اس میں متعدد گناہ ہیں۔

① اس میں فضول خرچی ہے۔ ② اس میں ریاکاری وتکبر ہے۔ ③ خاوند سے اُس کی وسعت سے زائد بلاضرورت فرمائش کرنا خاوند کو ایذاء پہنچانا ہے۔ ④ سودی لین دین کے ساتھ کپڑا خریدنا۔ ⑤ عورت کی ان بے جا فرمائشوں کی وجہ سے خاوند کی نیت خراب ہونے سے بسا اوقات حرام آمدنی، کسی کی حق تلفی یا رشوت وغیرہ کے ذریعے یہ فرمائشیں پوری کی جائیں گی۔ ⑥ مانگا ہوا زیور پہن کر اُس کو اپنی ملکیت ظاہر کرنا (گویا جھوٹ بولنے کا گناہ)۔ ⑦ مجلس میں کسی کی شکایت، کسی کی غیبت، چغلی اور بہتان وغیرہ کرنا۔ ⑧ دوسری عورت کا کم قیمت لباس دیکھ کر اُس کو حقیر وذلیل سمجھنا اور تکبر کرنا۔ ⑨ دوسری عورت کا قیمتی لباس دیکھ کر حسد، ناشکری اور حرص کرنا۔ ⑩ ان مجالس میں مشغولیت کی وجہ سے نمازوں کو ضائع کرنا۔ (ص ۳۱۷)

۲ سلام کرنے کے آداب:۔ سلام میں پہل کرنے والے کو زیادہ ثواب ملتا ہے اور وہ تکبر سے بَری ہوتا ہے۔ جو شخص کسی دوسرے کی طرف سے سلام لائے تو **علیھم و علیکم السلام** سے جواب دیا جائے۔ اگر کئی آدمیوں میں سے کسی ایک نے سلام کرلیا تو وہ سب کی طرف سے ہوگیا، اِسی طرح کئی آدمیوں میں سے کسی ایک نے جواب دے دیا تو وہ بھی سب کی طرف سے ہوگیا۔ ہاتھ کے اشارے سے سلام کرتے وقت جھکنا منع ہے البتہ اگر کوئی شخص دور ہو تو اُس کو سلام کرو یا وہ سلام کرے تو پھر ہاتھ سے اشارہ کرنا جائز ہے مگر پھر بھی زبان سے سلام کے الفاظ ضرور ادا کرنے چاہئیں۔ کافروں کے لئے **السلام علیکم** کے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔ (ص ۳۱۷)

۳ مُردے کو ثواب پہنچانے کا شرعی طریقہ:۔ مُردے کو ثواب پہنچانے کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ کسی نے کوئی نیک کام کیا اُس پر اُسے جو اجر وثواب ملا اُس نے اپنی طرف سے وہ اجر وثواب کسی دوسرے شخص کو دے دیا کہ یا اللہ میرا یہ ثواب فلاں شخص کو پہنچا دے مثلاً اللہ کی راہ میں کوئی صدقہ خیرات کرنا، مسکینوں کو کوئی کھانا کھلانا، کوئی کپڑے وغیرہ دینا، ان امور سے جو اُسے ثواب ملا ہے وہ یہ دعا کرے کہ اے اللہ اس کا ثواب فلاں کو پہنچا دے۔ (ص ۳۴۹)

السوال الثالث ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل......نماز میں دل لگانے کا طریقہ لکھئے، غریب قرض دار کو مہلت دینے کی فضیلت اور بیوہ عورت کے نکاح کی فضیلت کیا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) نماز میں دل لگانے کا طریقہ (۲) غریب قرض دار کو مہلت دینے کی فضیلت (۳) بیوہ عورت کے نکاح کی فضیلت۔

جواب...... ❶ نماز میں دل لگانے کا طریقہ:۔ نماز میں دل لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کا کوئی بھی کام اور کوئی بھی پڑھائی بغیر ارادے کے نہ ہو بلکہ ہر کام ارادے اور سوچ سے ہو مثلاً اللہ اکبر کہہ کر جب کھڑا ہو تو ہر لفظ پر یہ سوچے کہ میں اب مثلاً **سبحانك اللهم** پڑھ رہا ہوں پھر سوچے کہ میں **وبحمدك** کہہ رہا ہوں پھر سوچے کہ میں **وتبارك اسمك** کہہ رہا ہوں اس طرح ہر ہر لفظ پر الگ الگ دھیان اور ارادہ کرے اور ہر ہر رکن میں ہر ہر تلاوت و تسبیح کو سوچ سوچ کر کہے۔ الغرض منہ سے جو لفظ نکالے اپنا دھیان بھی اُسی کی طرف رکھے اس طرح کرنے سے نماز میں دھیان کسی طرف تقسیم نہ ہوگا بلکہ چند دنوں کے بعد آسانی سے نماز میں دل لگے گا۔ (ص ۳۸۲)

❷ غریب قرض دار کو مہلت دینے کی فضیلت:۔ اگر قرض دار کے پاس ادائیگی کی رقم نہ ہو اور اُس کے حالات تنگ ہوں تو اُس کو مہلت دینی چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جب تک قرض ادا کرنے کے وعدے کا وقت نہ آیا ہو اُس وقت تک اگر کسی غریب کو مہلت دے دو تو ہر روز اتنی ہی رقم خیرات کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جب مقرر کردہ وعدے کا وقت آ جائے اور پھر مہلت دی جائے تو ہر روز دگنی رقم خیرات کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

❸ بیوہ عورت کے نکاح کی فضیلت:۔ بیوہ عورت کے نکاح کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی جتنی بھی ازواج تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ وہ سب کی سب بیوہ تھیں۔ سب کے پہلے ایک ایک دو دو نکاح ہو چکے تھے، اس لئے بیوہ عورت کو حقارت سے دیکھنا یا کسی قسم کا طعنہ دینا یا اُس کی تذلیل کرنا انتہائی برا عمل اور بہت بڑا گناہ ہے بلکہ بیوہ کے نکاح کو عیب سمجھنے میں کفر کا خوف بھی ہے۔ آج کل محض رسم و رواج کی وجہ سے بیوہ کا دوسرا نکاح نہیں کیا جاتا، اللہ اور اس کے رسول کی رضا اور خوشنودی کے لئے بیوہ کا نکاح کر دینا چاہیے، اگر وہ انکار کرے تو اُس کو رغبت دلائی جائے بلکہ اُس پر دباؤ ڈالا جائے کیونکہ بیوہ عورت بھی محض رواج کی وجہ سے دوبارہ نکاح سے انکار کرتی ہے اور حدیث میں ہے کہ جو شخص میرے چھوڑے ہوئے طریقے کو پھیلائے گا اور جاری کرے گا اُسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا چونکہ بیوہ عورت کے نکاح کو بالکل چھوڑ دیا گیا ہے اور انتہائی معیوب سمجھا جاتا ہے اس لئے جو شخص اس کی کوشش کرے گا یا اس رواج کو پھیلائے گا یا جو بیوہ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کے لئے اور بیوہ کے نکاح کو رواج دینے کے لئے اپنا نکاح کرے گی اُسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (ص ۳۴۸)

الشق الثانی...... ① تقسیم ہونے اور نہ ہونے والی چیزوں کے ہبہ کا کیا طریقہ ہے؟ ② کسی رشتہ دار کو یا میاں بیوی کا ایک دوسرے کو کوئی چیز ہبہ کر کے واپس لینے کا کیا حکم ہے؟ ③ اگر بغیر اجازت کسی کی کوئی چیز لے کر خرچ کر لی تو کیا کرے؟

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب...... ❶ اگر کسی کو آدھی یا تہائی یا چوتھائی چیز دی، مکمل چیز نہیں دی تو دیکھو کہ وہ کس قسم کی چیز ہے تقسیم کے بعد بھی کام کی رہے گی یا نہیں، اگر تقسیم کے بعد وہ کام کی نہ رہے (جیسے چکی کہ اگر درمیان سے توڑ دیں تو پیسنے کے کام کی نہ رہے گی اور جیسے لوٹا کٹورہ پیالہ صندوق جانور وغیرہ) ایسی چیزوں کو بغیر تقسیم کیے بھی آدھ تہائی جو کچھ دینا منظور ہو وہ دینا جائز ہے۔ اگر وہ قبضہ کر لے تو جتنا حصہ تم نے دیا ہے وہ اس کا مالک بن گیا اور وہ چیز مشترکہ ملک میں ہوگئی اور اگر وہ چیز تقسیم کرنے کے بعد بھی کام کی رہے جیسے زمین گھی، کپڑے کا تھان، جلانے کی لکڑی، اناج، غلہ، دودھ، دہی وغیرہ تو بغیر تقسیم کیے ان کا دینا صحیح نہیں ہے۔ اگر تم نے کسی سے کہا ہم نے اس برتن کا آدھا گھی تم کو دیا وہ کہے ہم نے لے لیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا بلکہ اگر وہ برتن پر قبضہ بھی کر لے تب بھی اس کا مالک نہیں ہوگا ابھی تک سارا گھی تمہارا ہی ہے، البتہ اگر اس میں سے آدھا گھی الگ کر کے اس کے حوالے کر دو تو اب وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔ ایک تھان یا ایک مکان یا باغ وغیرہ دو آدمیوں نے مل کر آدھا آدھا خرید ا تو جب تک تقسیم نہ کر لو تب تک اپنا آدھا حصہ کسی اور کو دے دینا صحیح نہیں۔

❷ زوج نے اپنی زوجہ کو یا زوجہ نے اپنے زوج کو کچھ دیا تو اس چیز کو واپس لینے کا اختیار نہیں ہے۔اسی طرح اگر کسی نے اپنے ایسے رشتہ دار کو کچھ دیا جس سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے اور وہ رشتہ خون کا ہے جیسے بھائی و بہن، بھتیجا و بھانجا وغیرہ تو اس سے بھی واپس لینے کا اختیار نہیں ہے اور اگر قرابت اور رشتہ تو ہے لیکن نکاح حرام نہیں ہے جیسے چچازاد و پھوپھی زاد بہن بھائی وغیرہ یا نکاح تو حرام ہے لیکن نسب کے اعتبار سے قرابت نہیں یعنی وہ رشتہ خون کا نہیں بلکہ دودھ کا رشتہ یا اور کوئی رشتہ ہے جیسے دودھ شریک بھائی بہن وغیرہ یا داماد، ساس، سسر وغیرہ تو ان سب سے واپس لینے کا اختیار رہتا ہے۔

❸ کس کی کوئی چیز زبردستی یا اسکی غیر موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر لے لی تو اگر وہ چیز ابھی موجود ہو تو بعینہ وہی چیز واپس کرنی چاہئے اور اگر وہ خرچ ہوگئی ہو تو اگر اس جیسی چیز بازار میں مل سکتی ہے جیسے غلہ گھی تیل روپیہ پیسہ تو جیسی چیز لی ہے ویسی ہی بازار سے لے کر دینا واجب ہے اور اگر کوئی ایسی چیز لے کر ضائع کردی کہ اس کی مثل ملنا مشکل ہو تو اس کی قیمت دینا لازم ہوگی جیسے مرغ بکرا امرود نارنگی ناشپاتی۔اگر کوئی چیز لی تھی وہ خراب ہوگئی یا اس میں کچھ نقص پیدا ہوگیا تو خراب ہونے یا نقص پیدا ہونے سے اس کا جتنا نقصان ہوا ہو وہ دینا پڑے گا۔

﴿الورقة الثالثة: فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل...... عقیقہ وغیرہ تقریبات میں چھوٹے بچوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے، وہ کس کی ملک ہوتا ہے؟ ہبہ میں کچھ دے کر واپس لینے کا کیا حکم ہے؟ بیعِ سلم کسے کہتے ہیں؟ اور اس کے جواز کی کیا شرائط ہیں؟ سونے چاندی کی خرید وفروخت کو فقہ کی زبان میں کیا کہتے ہیں؟ اس میں کون سی صورت ناجائز ہے؟ سونا چاندی ادھار خریدنا کیسا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں: ① عقیقہ وغیرہ میں چھوٹے بچوں کو ملنے والی رقم کی ملکیت ② ہبہ واپس لینے کا حکم ③ سونے چاندی کی خرید وفروخت کا نام ④ ناجائز صورت اور اُدھار خریدنے کا حکم۔

جواب...... ❶ عقیقہ وغیرہ میں چھوٹے بچوں کو ملنے والی رقم کی ملکیت:۔ عموماً یہ رقم وغیرہ بچہ کو دینی مقصود نہیں ہوتی، بلکہ والدین کو دینا مقصود ہوتی ہے، اسلئے اس رقم و چیز کے والدین ہی مالک ہیں البتہ اگر کوئی خاص طور پر بچہ کو ہی کچھ دے تو پھر وہ بچہ ہی مالک ہے۔

❷ ہبہ واپس لینے کا حکم:۔ کسی کو دی ہوئی چیز واپس لینا درست نہیں، گناہ ہے۔لیکن اگر وہ واپس لے لے اور جس کو دی تھی وہ خوشی سے واپس دیدے تو یہ دوبارہ مالک بن جائے گا۔(بعض صورتوں میں واپسی کا بالکل اختیار نہیں رہتا جو اپنے مقام پر درج ہے)

❸ سونے چاندی کی خرید و فروخت کا نام:۔ فقہ کی اصطلاح میں سونا و چاندی کی خرید و فروخت کو بیع صَرف کہتے ہیں

❹ ناجائز صورت اور اُدھار خریدنے کا حکم:۔ سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض کمی بیشی کے ساتھ خرید و فروخت کرنا یا اُدھار خرید وفروخت کرنا ناجائز ہے۔البتہ غیر جنس سے بیچا یعنی سونے کو چاندی کے عوض بیچنے میں کمی بیشی تو جائز ہے مگر اُدھار اس میں بھی جائز نہیں ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی......شطرنج، تاش وغیرہ کھیلنے کا کیا حکم ہے؟ اللہ کے سوا کسی اور چیز کی قسم کھانا کیسا ہے؟ اگر غصہ میں ایسی قسم کھالے جس کا پورا کرنا گناہ ہو تو کیا کرے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① شطرنج، تاش وغیرہ کھیلنے کا حکم ② غیر اللہ کی قسم کھانے کا حکم ③ گناہ والے کام کی قسم کھانے کا حل۔

جواب...... ❶ شطرنج، تاش وغیرہ کھیلنے کا حکم:۔ احادیث میں کثرت سے شطرنج کی ممانعت آئی ہے اور تاش وغیرہ بھی شطرنج کی مثل ہے۔ان میں وقت کا ضیاع ہے، نیز ان کا کھیلنے والا اس قدر ان میں منہمک ہوتا ہے کہ وہ کسی اور کام کا نہیں رہتا۔

❷ غیر اللہ کی قسم کھانے کا حکم:۔ غیر اللہ کی قسم کھانے والے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس نے کفر کیا یا اس نے شرک کیا۔گویا غیر اللہ

کی قسم کھانا منع وحرام ہے۔ اگر منہ سے ایسی قسم نکل جائے تو فوراً کلمہ طیبہ پڑھ لے۔

۳ گناہ والے کام کی قسم کھانے کا حل:۔ اگر غصہ میں ایسی قسم کھالے جس کا پورا کرنا گناہ ہو مثلاً والدین سے بات چیت نہ کروں گا یا نماز نہیں پڑھوں گا تو ایسی قسم توڑ کر کفارہ ادا کیا جائے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل......سونے چاندی کے برتن کا استعمال کیسا ہے؟ کیا عورت بال کٹوا سکتی ہے؟ کیا جنابت کی حالت میں ناخن کاٹ سکتے ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے کا حکم ② عورت کے بال کٹوانے کا حکم ③ جنابت کی حالت میں ناخن کاٹنے کا حکم۔

جواب...... ۱ سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے کا حکم:۔ سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا، چمچ وخلال استعمال کرنا، سرمہ دانی یا سلائی وغیرہ الغرض کسی بھی صورت میں ان کا استعمال درست نہیں ہے۔

۲ عورت کے بال کٹوانے کا حکم:۔ عورت کا بال کٹوانا یا منڈوانا بالکل حرام ہے، حدیث میں ایسی عورت پر لعنت کی گئی ہے۔

۳ جنابت کی حالت میں ناخن کاٹنے کا حکم:۔ جنابت کی حالت میں ناخن کاٹنا، بال بنانا، زیرِ ناف صفائی کرنا مکروہ ہے۔

الشق الثانی......اگر بُرا خواب دیکھے تو کیا کرنا چاہیے؟ نیت کو خالص کیسے رکھا جائے؟ کیا مزدور کی مزدوری کو روکنا درست ہے؟ اپنی بڑائی دکھانے کے لیے اچھے کپڑے پہننا درست ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں: ① بُرا خواب دیکھنے پر عمل ② نیت خالص رکھنے کی وضاحت ③ مزدور کی مزدوری روکنے کا حکم ④ بڑائی دکھانے کے لیے اچھے کپڑے پہننے کا حکم۔

جواب...... ۱ بُرا خواب دیکھنے پر عمل:۔ اگر بُرا اور ڈراؤنا خواب دیکھے تو تین مرتبہ بائیں جانب تھتکاریں، تین بار تعوّذ (اعوذ باللہ الخ) پڑھیں، کروٹ بدل کر سو جائیں۔ کسی سے اس خواب کا تذکرہ نہ کریں۔

۲ نیت خالص رکھنے کی وضاحت:۔ کسی بھی کام کے کرتے وقت نیت خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کی ہونی چاہیے، مثلاً گرمی میں پاکی کے باوجود وضو کرنے میں نیت میں اجر وثواب اور رضاءِ الٰہی کا حصول ہونا چاہیے، اسکے ضمن میں ٹھنڈک کا حصول خود بخود ہو جائے گا، دل میں یہ نیت نہیں ہونی چاہیے۔

۳ مزدور کی مزدوری روکنے کا حکم:۔ مزدور کی مزدوری روکنا اور خواہ مخواہ اس کو تنگ کرنا انتہائی بُرا عمل ہے، اس سے احادیث میں منع کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ہی اسکی مزدوری دیدو۔ نیز فرمایا کہ صاحبِ قدرت وغنی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

۴ بڑائی دکھانے کیلئے اچھے کپڑے پہننے کا حکم:۔ بڑائی دکھانے اور فخر وتکبر کیلئے اچھے کپڑے پہننا درست نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ریاء کاری ودکھلاوے اور نام ونمود کیلئے کپڑا پہنے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ذلت کا لباس پہنائیں گے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل...... ① تول کر بیچی جانے والی چیزوں میں سود کب آتا ہے؟ ② کن چیزوں کا قرض لینا درست ہے اور کن کا نہیں؟ مثال سے واضح کریں۔ ③ حوالہ (اپنا قرض کسی دوسرے کے ذمے لگانے) کا کیا حکم ہے؟ اور اس کی کیا شرط ہیں؟

جواب...... ۱ جو چیزیں تول کر بکتی ہیں جیسے اناج گوشت لوہا تانبا ترکاری نمک وغیرہ انمیں سے اگر اک چیز کو اسی قسم کی چیز سے بیچنا اور بدلنا چاہو مثلاً ایک گندم دے کر دوسری گندم لی یا ایک چاول دے کر دوسرے چاول لیے، الغرض دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہے تو اس میں دو باتوں کا خیال رکھنا واجب ہے ① دونوں طرف بالکل برابر ہو ذرا بھی کسی طرف کم بیش نہ ہو ورنہ سود ہو جائے گا ② اسی وقت ہاتھ در ہاتھ دونوں طرف سے لین دین اور قبضہ ہو جائے۔ اگر قبضہ نہ ہو تو کم سے کم اتنا ضرور ہو کہ دونوں چاول الگ کر کے رکھ دیئے جائیں، تم

اپنے چاول تول کرالگ رکھ دو کہ تمہارے چاول یہ رکھے ہیں جب تمہارا جی چاہے لے جانا، اس طرح وہ بھی اپنے چاول تول کرالگ کردے اور کہہ دے کہ یہ تمہارے الگ رکھے ہیں جب چاہو لے جانا۔ اگر یہ بھی نہ کیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گئے تو سود ہو جائے گا۔

❷ جو چیز مثلی ہو یعنی ایسی ہو کہ اس طرح کی چیز تم دے سکتے ہو اس کا قرض لینا درست ہے، جیسے اناج انڈے گوشت وغیرہ اور جو چیز مثلی نہ ہو ایسی ہو کہ اس طرح کی چیز دینا مشکل ہے تو اس کا قرض لینا درست نہیں جیسے امرود نارنگی بکری مرغ وغیرہ۔

❸ حوالہ کا حکم و شرط:۔ حوالہ یعنی اپنا قرض کسی دوسرے کی ذمے لگانا جائز ہے۔ اسکی صحت کی شرط یہ ہے کہ محیل محتال اور محتال علیہ سب کی رضامندی ضروری ہے۔(التکمیل الضروری)

الشق الثانی ...... ① کفالت (کسی کی ذمہ داری لینے) کا حکم و طریقہ لکھیں۔ ② عاریت (مانگی ہوئی چیز) کا کیا حکم ہے؟ ③ کیا مانگی ہوئی چیز کسی اور کو استعمال کیلئے دی جاسکتی ہے؟

جواب ...... ❶ زید کے ذمہ بکر کے کچھ روپے یا پیسے تھے تم نے اس کی ذمہ داری لے لی کہ اگر یہ نہ دے گا تو ہم سے لے لینا یا کہا کہ ہم اسکے ذمہ دار یا ضامن ہیں یا اور کوئی ایسا لفظ کہا جس سے ذمہ داری معلوم ہوئی اور اس حقدار نے تمہاری ذمہ داری منظور بھی کر لی تو اب اس کی ادائیگی تمہارے ذمہ واجب ہوگئی اگر زید نہ دے تو تم کو دینا پڑیں گے اور اس حقدار کو اختیار ہے جس سے چاہے تقاضا کرے چاہے تم سے اور چاہے زید سے۔ اب جب تک زید اپنا قرض ادا نہ کر دے یا معاف نہ کرا لے تب تک برابر تم ذمہ دار رہو گے، البتہ اگر وہ حقدار تمہاری ذمہ داری معاف کر دے اور کہے کہ مجھے تم سے مطلب نہیں ہم تم سے مطالبہ نہیں کریں گے تو پھر تمہاری ذمہ داری نہیں رہی۔ اور اگر تمہاری ذمہ داری کے وقت ہی اس حق دار (بکر) نے منظور نہیں کیا اور کہا تمہاری ذمہ داری کا ہمیں اعتبار نہیں یا اور کچھ کہا تو تم ذمہ دار نہیں ہوئے۔

❷ کس سے کوئی کپڑا یا زیور یا چارپائی برتن وغیرہ کوئی چیز کچھ دن کے لیے مانگ لی کہ ضرورت پوری ہونے کے بعد واپس کردی جائے گی تو اس کا حکم بھی امانت کی طرح ہے۔ اس کی اچھی طرح حفاظت کرنا واجب ہے اگر حفاظت کے باوجود وہ چیز ضائع ہوگئی تو جس کی چیز ہے اس کو تاوان لینے کا حق نہیں بلکہ اگر تم نے اقرار کر لیا ہو کہ اگر یہ چیز ضائع ہوگئی تو ہم سے قیمت لے لینا تب بھی تاوان لینا درست نہیں۔ البتہ اگر حفاظت نہ کرنے کی وجہ سے چیز ضائع ہوگئی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اور مالک کو ہر وقت اختیار ہے جب چاہے اپنی چیز واپس لے لے تمہارا انکار کرنا درست نہیں۔ اگر مانگنے پر تم نے نہ دی تو پھر ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑے گا۔ جس طرح مالک نے برتنے کی اجازت دی ہو اس طرح برتنا جائز ہے اس کے خلاف کرنا درست نہیں اگر خلاف کرے گا تو ضائع ہونے پر تاوان دینا پڑے گا جیسے کسی نے اوڑھنے کو دوپٹہ دیا تم نے اس کو بچھانے کیلئے استعمال کیا اور وہ خراب ہوگیا یا چارپائی پر اتنے آدمی بیٹھ گئے کہ وہ ٹوٹ گئی یا شیشے کا برتن آگ پر رکھ دیا وہ ٹوٹ گیا یا اور کوئی غلط کام کیا تو تاوان دینا پڑیگا۔

❸ اگر کوئی چیز مانگی گئی اور مالک نے زبان سے صاف کہہ دیا کہ چاہو خود استعمال کرو اور چاہو دوسرے کو دو تو مانگنے والے کیلئے دوسرے کو بھی استعمال کے لیے دینا جائز ہے۔ اس طرح اگر اس نے صاف تو نہیں کہا مگر اس سے میل جول ایسا ہے کہ اس کو یقین ہے کہ ہر طرح اس کی اجازت ہے تب بھی یہ حکم ہے اور اگر مالک نے صاف منع کر دیا کہ تم خود استعمال کرنا، کسی اور کو مت دینا تو اس صورت میں دوسرے کو استعمال کے لیے دینا کسی طرح درست نہیں اور اگر مانگنے والے نے یہ کہہ کر مانگا ہے کہ میں استعمال کروں گا اور مالک نے دوسرے کے استعمال سے منع نہ کیا اور صاف اجازت دی تو اس چیز کو دیکھو کہ وہ کیسی ہے اگر وہ ایسی ہے کہ سب استعمال والے اس کو ایک ہی طرح استعمال کرتے ہیں استعمال میں فرق نہیں ہوتا تب تو خود بھی استعمال کرنا درست ہے اور دوسرے کو دینا بھی درست ہے اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ سب استعمال والے اس کو ایک طرح استعمال نہیں کرتے بلکہ کوئی اچھی طرح اور کوئی بری طرح استعمال کرتا ہے تو ایسی چیز تم دوسرے کو استعمال کے لئے نہیں دے سکتے۔

0345 6257913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الثالثة : فی الفقه﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ......بیع باطل و بیع فاسد کی تعریف کر کے ان کا فرق مثال کے ذریعے واضح کریں۔ بیع باطل و بیع فاسد دونوں کا حکم بیان کریں۔ زمین میں خود بخود اُگنے والی گھاس کو بیچنے اور کاٹنے سے منع کرنے کا کیا حکم ہے؟ انسانی بال اور ہڈی کو بیچنے اور استعمال کرنے کا حکم ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل چار امور ہیں ① بیع باطل و فاسد کی تعریف اور فرق مع مثال ② بیع باطل و بیع فاسد کا حکم ③ خود بخود اُگنے والی گھاس کو بیچنا اور اسکو کاٹنے سے منع کرنے کا حکم ④ انسانی بال اور ہڈی کو بیچنے اور استعمال کرنے کا حکم۔

جواب ...... ① **بیع باطل و بیع فاسد کی تعریف اور فرق مع مثال:۔** جو بیع شرعی طور پر بالکل غیر معتبر اور لغو ہو گویا خریدار نے وہ چیز خریدی ہی نہیں اور بائع نے وہ چیز بیچی ہی نہیں تو اس بیع کو بیع باطل کہتے ہیں۔ مثلاً معدوم چیز کی بیع کرنا یا تالاب میں موجود مچھلی کی بیع کرنا یا ہوا میں اڑتے ہوئے پرندے کی بیع کرنا۔ جو بیع عقد کے اعتبار سے تو درست ہو مگر اُس میں کسی خارجی وجہ سے کوئی خرابی آجائے تو اُس کو بیع فاسد کہتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص اپنا مکان اس شرط پر بیچے کہ ایک مہینہ تک مَیں قبضہ نہیں دوں گا یا اس شرط پر بیچے کہ تم مجھے اتنے روپے قرض دو گے یا کپڑا اس شرط پر خریدے کہ تم مجھے سلائی کر کے دو گے۔

تعریف سے فرق بھی واضح ہو گیا کہ بیع باطل بالکل مِلک کا فائدہ نہیں دیتی جبکہ بیع فاسد مِلک کا فائدہ دیتی ہے مگر اس میں خارجی خرابی کی وجہ سے اس خرابی کو دور کرنا یا اِس بیع کو ختم کرنا لازم ہوگا۔

② **بیع باطل اور بیع فاسد کا حکم:۔** بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ خریدار اُس چیز کا مالک نہیں ہوتا، وہ چیز بیچنے والے کی مِلک میں ہی ہے اسلئے خریدار نہ خود اُس چیز کو استعمال کر سکتا ہے نہ آگے کسی اور کو دے سکتا ہے گویا کسی طرح بھی اپنے کام میں لانا درست نہیں ہے۔

بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ جب تک مبیع خریدار کے قبضہ میں نہ آجائے تب تک وہ چیز اُس کی مِلک میں داخل نہیں ہوتی اور جب خریدار نے اُس پر قبضہ کر لیا تو وہ خریدار کی مِلک میں تو آ گئی مگر وہ حلال وطیب نہیں ہے اسلئے اُس کو کھانا پینا یا کسی بھی طرح اپنے کام میں لانا درست نہیں بلکہ اِس بیع کو توڑنا واجب ہے۔ اگر وہ چیز خریدنی ہی ہو تو پھر دوبارہ سے بیع کریں اور معاملہ طے کریں۔ اگر یہ بیع توڑی نہیں گئی بلکہ یہ چیز آگے کسی دوسرے شخص کے ہاتھ بیچ ڈالی تو پہلا خریدار گناہ گار ہوگا اور اس دوسرے خریدار کیلئے اِس کا کھانا پینا اور استعمال کرنا جائز ہوگا اور یہ بیع بھی درست ہوگی۔ اگر پہلے خریدار نے بیع فاسد کی صورت میں نفع لے کر آگے وہ چیز بیچ دی تو نفع کو خیرات کرنا لازم ہے اپنے استعمال میں لانا درست نہیں ہے۔

③ **خود بخود اُگنے والی گھاس کو بیچنا اور اسکو کاٹنے سے منع کرنے کا حکم:۔** اگر زمین کے مالک نے نہ اس گھاس کو لگایا ہے اور نہ اسکو سینچا ہے، وہ خود بخود اُگی ہے تو یہ گھاس کسی کی بھی ملکیت نہیں ہے۔ اب جس کا جی چاہے اسکو کاٹ سکتا ہے، اسکو بیچنا یا کاٹنے سے منع کرنا صحیح نہیں ہے۔ البتہ اگر اسکو سینچا ہے اور خدمت کی ہے تو پھر اسکو بیچنا بھی جائز ہے اور کسی کو کاٹنے سے منع کرنا بھی جائز ہے۔

0313-6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

④ **انسانی بال اور ہڈی کو بیچنے اور استعمال کرنے کا حکم:۔** انسانی بال یا ہڈی وغیرہ بیچنا یا اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے۔

الشق الثانی ...... ① مضاربت کسے کہتے ہیں؟ شرائط سمیت تحریر کریں۔ ② جو چیز نابالغ کی ملکیت ہو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ...... ① کسی نے تجارت کے لیے کسی دوسرے کو کچھ رقم دی کہ اس سے تجارت کرو جو کچھ نفع ہوگا وہ ہم تقسیم کر لیں گے یہ معاملہ جائز ہے اس کو مضاربت کہتے ہیں۔

اس معاملہ کی کچھ شرطیں ہیں اگر ان شرطوں کے موافق ہو تو صحیح ہے، وگرنہ ناجائز اور فاسد ہے ① جتنی رقم دینی ہو وہ بتلا دو اور اس کو تجارت کے لیے دے بھی دو، اپنے پاس نہ رکھو، اگر رقم اس کے حوالہ نہ کی اپنے ہی پاس رکھی تو یہ معاملہ فاسد ہے۔ ② نفع بانٹنے کی صورت طے کر لو اور بتلا دو کہ تم کو کتنا ملے گا اور اس کو کتنا، اگر یہ بات طے نہیں ہوئی بس اتنا ہی کہا کہ نفع ہم دونوں بانٹ لیں گے تو یہ فاسد ہے۔ ③ نفع تقسیم کرنے کو اس طرح نہ طے کرو کہ جس قدر نفع ہو اس میں سے دس روپے ہمارے باقی تمہارے یا دس روپے

تمہارے باقی ہمارے، غرضیکہ کچھ خاص رقم مقرر نہ کرو کہ اتنی ہماری یا اتنی تمہاری، بلکہ یوں طے کرو کہ آدھا نفع ہمارا آدھا تمہارا، یا ایک حصہ اس کا دو حصے اس کے یا ایک حصہ ایک کا باقی تین حصے دوسرے کے، غرضیکہ نفع کی تقسیم حصوں کے اعتبار سے کرنی چاہیے، وگرنہ معاملہ فاسد ہو جائے گا، چنانچہ اگر کچھ نفع ہوگا تب تو وہ کام کرنے والا اس سے اپنا حصہ پائے گا اور اگر کچھ نفع نہ ہوا تو کچھ نہ پائے گا۔ اگر یہ شرط لگائی کہ اگر نفع نہ ہوا تب بھی ہم تم کو اصل مال میں سے اتنا دیں گے تو یہ معاملہ فاسد ہے، اسی طرح اگر یہ شرط لگائی کہ اگر نقصان ہوگا تو اس کام کرنے والے کے ذمہ ہوگا یا دونوں کے ذمہ ہوگا یہ بھی فاسد ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ جو کچھ نقصان ہو وہ مالک کے ذمہ ہے۔ اگر یہ شرط لگائی کہ ہم یا ہمارا فلاں آدمی بھی تمہارے ساتھ کام کرے گا تو یہ معاملہ فاسد ہے۔

مضاربت کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ معاملہ صحیح ہوا ہے کوئی غلط و فاسد شرط نہیں لگائی گئی تو نفع میں دونوں شریک ہیں جس طرح طے کیا ہو نفع تقسیم کرلیں اور اگر کچھ نفع نہ ہوا یا نقصان ہوا تو اس دوسرے آدمی کو کچھ نہ ملے گا اور نقصان کا تاوان بھی وہ نہ دے گا۔ اور اگر وہ معاملہ فاسد ہو گیا تو پھر وہ کام کرنے والا نفع میں شریک نہیں ہے بلکہ وہ بمنزلِ نوکر کے ہے یعنی اگر ایسا آدمی نوکر رکھا جائے تو جتنی تنخواہ اُسے دینی پڑے بس اتنی ہی تنخواہ اس کو ملے گی، نفع ہو تب بھی اور نفع نہ ہو تب بھی بہر حال تنخواہ پائے گا اور نفع سب مالک کا ہے۔ لیکن اگر تنخواہ زیادہ بنتی ہے اور جو نفع طے ہوا تھا وہ کم بنتا ہے تو اس صورت میں اسکو تنخواہ نہ دیں گے بلکہ نفع ہی بانٹ دیں گے۔

❷ جو چیز نابالغ کی مِلک ہو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ اس بچے ہی کے کام میں لگانی چاہیے، کسی کا اپنے کام میں لانا جائز نہیں۔ حتی کہ خود ماں باپ بھی اپنے کام میں نہ لائیں، نہ کسی اور بچہ کے کام میں لگائیں۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ...... ① ہبہ کسے کہتے ہیں اور اسکے صحیح ہونے کی کیا شرائط ہیں؟ ② اگر نابالغ بچہ اپنی چیز کسی کو ہبہ کردے تو کیا اس کیلئے لینا جائز ہے؟ ③ اگر باپ اپنے نابالغ بچہ کو کوئی چیز ہبہ کرے تو کیا اس بچہ کے قبضہ میں وہ چیز دینا ضروری ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① ہبہ کی تعریف و شرائط ② کسی شخص کیلئے نابالغ کی ہبہ کردہ چیز لینے کا حکم ③ باپ اپنے نابالغ بچہ کو کوئی چیز ہبہ کرے تو بچہ کا قبضہ ضروری ہونے کا حکم۔

جواب ...... ❶ ہبہ کی تعریف و شرائط:۔ تم نے کسی دوسرے کو کوئی چیز دی اور اس نے منظور کر لیا یا منہ سے کچھ نہیں کہا بلکہ تم نے اسکے ہاتھ پر وہ چیز رکھی اور اس نے لے لی تو اب وہ چیز اس کی ہوگئی، اب وہی اس کا مالک ہے اس کو شرع میں ہبہ کہتے ہیں۔

ہبہ کے صحیح ہونے کی کئی شرائط ہیں: ایک تو اسکے حوالہ کر دینا اور اس کا قبضہ کر لینا ہے اگر تم نے کہا یہ چیز ہم نے تمہیں دیدی اس نے کہا ہم نے لے لی لیکن ابھی تم نے اسکے حوالے نہیں کی تو یہ دینا صحیح نہیں ہے ابھی وہ چیز تمہاری ہی ملک ہے البتہ اگر اس نے اس چیز پر قبضہ کر لیا تو اب قبضہ کر لینے کے بعد اس کی ملک ہو جائے گی۔ تم نے وہ دی ہوئی چیز اسکے سامنے اس طرح رکھ دی کہ اگر وہ اٹھانا چاہے تو لے سکے اور کہہ دیا کہ اس کو لے لو تو اس کے پاس رکھ دینے سے بھی وہ مالک بن جائے گا، ایسا سمجھیں گے کہ اس نے اٹھا لیا اور قبضہ کر لیا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جو اشیاء قابلِ تقسیم ہوں یعنی تقسیم کے بعد بھی ان کی مکمل منفعت باقی رہتی ہو ایسی اشیاء کا ہبہ اسوقت درست ہوگا جب واہب اسے تقسیم بھی کر دے اور اسے اپنے حقوق واستعمال وغیرہ سے فارغ بھی کردے۔ وہ اشیاء جو قابلِ تقسیم نہ ہوں یعنی تقسیم کے بعد انکی مکمل منفعت یا بعض منفعت فوت ہو جائے تو ان کو مشترک طور پر بھی ہبہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی چیز کا کچھ حصہ ہبہ کیا تو یہ ہبہ اس وقت درست ہوگا جب واہب وہ چیز تقسیم کر کے موہوب لہ کے سپرد کر دے اور اگر اس نے یہ چیز تقسیم کر کے سپرد نہ کی تو پھر یہ ہبہ فاسد ہوگا۔ اگر ہبہ کی ہوئی چیز پہلے سے ہی موہوب لہ کے قبضہ میں ہو تو وہ اِسی طرح اسکا مالک ہو جائیگا نیا قبضہ ضروری نہیں۔

❷ کسی شخص کیلئے نابالغ کی ہبہ کردہ چیز لینے کا حکم:۔ نابالغ بچہ اپنی کوئی چیز کسی کو بطور ہدیہ دیدے تو اس کا یہ دینا صحیح نہیں ہے اور اس کیلئے اس چیز کا لینا بھی جائز نہیں ہے۔

❸ باپ اپنے نابالغ بچہ کو کوئی چیز ہبہ کرے تو بچہ کا قبضہ ضروری ہونے کا حکم:۔ اگر باپ یا اسکے نہ ہونے کے وقت دادا اپنے بیٹے

پوتے کو کوئی چیز دینا چاہے تو بس اتنا کہہ دینے سے ہبہ صحیح ہو جائے گا کہ میں نے اس کو یہ چیز دیدی۔ اگر باپ دادا نہ ہوں تو اس وقت ماں بھائی وغیرہ بھی اس کو کچھ دینا چاہیں اور وہ بچہ ان کی پرورش میں بھی ہو تو ان کے اس کہہ دینے سے ہی وہ بچہ مالک ہو جائے گا، کسی کے قبضہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

الشق الثانی ......بچہ پیدا ہونے پر جو خلافِ شرع رسمیں کی جاتی ہیں ان میں سے پانچ رسمیں تحریر کریں۔ عقیقہ کی تعریف کریں اور اس میں رائج کم از کم تین رسمیں درج کریں۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال کا حل دو امور ہیں: ① بچہ پیدا ہونے کی پانچ رسمیں ② عقیقہ کی تعریف اور اس میں رائج رسمیں۔

جواب ...... ❶ بچہ پیدا ہونے کی پانچ رسمیں:۔ ① بچہ پیدا ہونے کے بعد گھر والوں کے ساتھ خاندان کی عورتیں بطور نیوتہ کے کچھ مال وغیرہ جمع کر کے دائی کو دیتی ہیں جو کہ درست نہیں۔ ② زچہ کے کپڑے، بچھونا اور جوتی وغیرہ تمام اشیاء کو دائی کا حق سمجھنا کہ جو دائی زچگی کے وقت آئے گی یہ سارا سامان اُسے دے دیا جائے گا۔ ③ زچہ کو بالکل نجس سمجھنا، اُس سے الگ بیٹھنا، اُس کے چھوئے ہوئے برتن کو نجس سمجھنا بالکل بیہودہ اور لغو عمل ہے۔ ④ زچہ کے پاک ہونے تک اُس کے شوہر کو اُس کے بالکل قریب نہ آنے دیا جانا اور اس کو عیب یا برا سمجھنا۔ ⑤ زچہ کو تین مرتبہ نہلانے کو ضروری سمجھنا۔

❷ عقیقہ کی تعریف اور اس میں رائج رسمیں:۔ بچہ کی پیدائش کے بعد ساتویں دن بچہ کیلئے دو بکرے یا بکریاں اور بچی کیلئے ایک بکرا یا بکری ذبح کی جاتی ہے تا کہ وہ ہر قسم کی اَلا بَلا سے محفوظ رہے اس عمل کو عقیقہ کہتے ہیں اس کا گوشت کچا یا پکا تقسیم کرنا اور بالوں کے برابر چاندی وخیرات کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اس شرعی حکم کے علاوہ اس عمل میں متعدد رسمیں پیدا ہو گئی ہیں: ① برادری کے لوگ جمع ہو کر بچے کا سر مونڈنے کے بعد کسی برتن میں جس میں کچھ اناج وغیرہ رکھا ہوتا ہے، کچھ نقدی وغیرہ ڈالتے ہیں جو نائی کا حق سمجھا جاتا ہے اور اس نقدی کو گھر والے کے ذمے قرض سمجھا جاتا ہے۔ ② جس وقت بچے کے سر پر استرا رکھا جائے فوراً اسی وقت بکرا ذبح کیا جانا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ ③ جانور کا سر نائی کو اور ران دائی کو دینا ضروری سمجھا جاتا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ......غصہ کرنے اور اسکے علاج کے متعلق شریعت کیا راہنمائی کرتی ہے؟ حسد کیا ہے؟ اسکے متعلق کیا وعید ہے اور اس کا علاج کیسے کیا جا سکتا ہے؟

جواب ...... ❶ غصہ اور اسکے علاج کے متعلق شرعی راہنمائی:۔ غصے میں عقل ٹھکانے نہیں رہتی اور انجام سوچنے کا ہوش نہیں رہتا اسلئے زبان سے بھی غلط الفاظ نکل جاتے ہیں اور ہاتھ سے بھی زیادتی ہو جاتی ہے اسلئے اس کو روکنا چاہیے اور اس کو روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے جس پر غصہ آیا ہے اس کو اپنے روبرو سے فوراً ہٹا دے، اگر وہ نہ ہٹے تو خود اس جگہ سے ٹل جائے، پھر سوچے کہ جس قدر یہ شخص میرا قصوروار ہے اس سے زیادہ میں خدا تعالیٰ کا قصوروار ہوں اور جیسے میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری خطاء معاف کر دیں ایسے ہی مجھے بھی چاہئے کہ میں اس کا قصور معاف کر دوں اور زبان سے **اعوذ باللّٰہ** کا ورد کرے اور پانی پی لے یا وضو کر لے اس سے غصہ جاتا رہے گا۔ چند روز اس طرح غصہ روکنے سے خود بخود غصہ قابو میں آ جائے گا تیزی نہ رہے گی اور اس غصے سے کینہ بھی پیدا ہو جاتا ہے، جب غصہ کی اصلاح ہو جائے گی تو کینہ بھی دل سے نکل جائے گا۔

❷ حسد کی تعریف، وعید اور علاج:۔ کسی کو کھاتا پیتا، پھلتا پھولتا، عزت و آبرو سے رہتا ہوا دیکھ کر دل میں جلنا اور رنج کرنا اور اس کے زوال سے خوش ہونا حسد کہلاتا ہے۔ حسد بہت بری چیز ہے، اس میں گناہ بھی ہے ایسے شخص کی ساری زندگی تلخی میں گزرتی ہے، اس کی دنیا اور دین دونوں بے حلاوت ہیں اس لیے اس آفت سے نکلنے کی بہت کوشش کرنی چاہیے۔

قرآن کریم (**و من شرّ حاسد اذا حسد**) میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حسد کی قباحت کی وجہ سے حاسد کے حسد سے

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

پناہ مانگنے کا حکم دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلی امتوں کی بیماری حسد اور بغض تمہارے اندر سرایت کر گئی ہے، جو دین کو مونڈنے والی ہے یعنی بغض وحسد اتنی بری خصلت ہے کہ اس کی وجہ سے انسان کا دین واخلاق تباہ وبرباد ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسد سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح لکڑیوں کو آگ جلاتی ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ اولاً یہ سوچے کہ میرے حسد کرنے سے میرا ہی نقصان ہے کہ میری نیکیاں برباد ہو رہی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ حسد کرنے والا گویا اللہ تعالی پر اعتراض کر رہا ہے کہ فلاں شخص اس نعمت کے لائق نہ تھا اس کو نعمت کیوں دی تو یوں سمجھو کہ وہ اللہ تعالی کا مقابلہ کرتا ہے تو یہ کتنا بڑا گناہ ہوگا۔ اور جس پر حسد کیا ہے اس کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ حسد سے وہ نعمت ختم نہ ہوگی بلکہ اس کا یہ نفع ہے کہ اس حسد کرنے والے کی نیکیاں اسکے پاس چلی جائیں گی۔ جب ایسی ایسی باتیں ذہن میں آئیں تو اپنے دل پر جبر کر کے جس شخص پر حسد پیدا ہوا ہے زبان سے دوسروں کے روبرو اسکی تعریف اور بھلائی کرو اور یوں کہو کہ اللہ تعالی کا شکر ہے کہ اسکے پاس ایسی ایسی نعمتیں ہیں اللہ اس کو دوگنی نعمتیں دیں اور اگر اس شخص سے ملنا ہو جائے تو اسکی تعظیم کرے اور اسکے ساتھ عاجزی سے پیش آئے، ابتداءً ایسے برتاؤ سے نفس کو بہت تکلیف ہوگی مگر رفتہ رفتہ آسان ہو جائے گا اور حسد جاتا رہے گا۔

الشق الثانی ...... قیامت کی چند علامات ونشانیاں ذکر کریں، قیامت کے دن کے کچھ احوال، جنت کی کچھ نعمتوں وجہنم کی کچھ مصیبتوں کا ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں کا خلاصہ تین امور ہیں: ① قیامت کی چند علامات ونشانیاں ② قیامت کے دن کے احوال ③ جنت کی کچھ نعمتوں وجہنم کی کچھ مصیبتوں کا ذکر۔

جواب ...... ❶ <u>قیامت کی چند علامات ونشانیاں:</u>۔ احادیث میں قیامت کی متعدد علامات ونشانیاں ذکر کی گئی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔ مالِ زکوٰۃ کو اپنی مِلک سمجھا جائے گا۔ زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا۔ مرد عورتوں کی تابعداری کریں گے اور والدین کی نافرمانی کریں گے۔ دوست کو اپنا سمجھیں گے اور باپ کو غیر سمجھیں گے۔ دین کا علم دنیا کمانے کے لئے حاصل کیا جائے گا۔ حکومت کرنے والے بدذات، لالچی اور بدخلق لوگ ہوں گی۔ لوگ ظالموں کی تعظیم اُن کے خوف کی وجہ سے کریں گے۔ شراب کھلم کھلا پی جائے گی۔ ناچ گانے والی عورتوں کا عام رواج ہوگا۔ ناچ گانے کے آلات عام ہو جائیں گے۔ آنے والے لوگ پہلے لوگوں کے بزرگوں کو برا بھلا کہیں گے۔

❷ <u>قیامت کے دن کے احوال:</u>۔ جب پہلی مرتبہ صُور پھونکا جائے گا تو تمام دنیا فناء ہو جائے گی پھر چالیس سال کے بعد حکمِ خداوندی سے دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا پھر زمین وآسمان اُسی طرح قائم ہو جائیں گے اور مُردے قبروں سے زندہ ہو کر نکل پڑیں گے اور میدانِ حشر میں اکٹھے کر دیئے جائیں گے۔ سورج انتہائی نزدیک ہو جائے گا جس کی گرمی سے دماغ پکنے لگیں گے، لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے پسینہ سے شرابور ہوئے بھوکے پیاسے کھڑے ہوں گے اور نیک لوگوں کے لئے زمین کی مٹی میدے کی مثل بنا دی جائے گی وہ اُس کو کھا کر پیاس بجھانے کے لئے حوضِ کوثر پر جائیں گے پھر جب لوگ کھڑے کھڑے تھک جائیں گے تو حساب وکتاب کی سفارش کیلئے یکے بعد دیگرے تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے، سب پیغمبر عذر پیش کریں گے آخر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سفارش کی درخواست کی جائے گی، پھر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے درخواست کو قبول فرما کر مقامِ محمود میں تشریف لے جا کر شفاعت فرمائیں گے اور باری تعالیٰ اُس سفارش کو قبول کریں گے۔ سب سے پہلے آسمان سے فرشتے اتریں گے اور تمام لوگوں کو گھیر لیں گے پھر حق تعالیٰ کا عرش اترے گا اس پر حق تعالیٰ کی تجلی ہوگی اور حساب وکتاب شروع ہو جائے گا۔ ایمان والوں کے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں اور بے ایمانوں کے نامۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور میزان قائم کیا جائے گا جس کے ذریعے سب کی نیکیاں اور برائیاں تولی جائیں گی اور پل صراط پر چلنے کا حکم ہوگا جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ پل صراط سے پار ہو کر جنت میں پہنچ جائے گا اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے اور باری تعالیٰ معاف نہ کرینگے وہ دوزخ میں گر جائے گا اور جس کی نیکیاں وگناہ برابر ہوں گے وہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک مقام (اعراف) میں رہ جائے گا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

اُس کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام، علماء، صلحاء، شہداء، حفاظ، یہ سب گناہگار لوگوں کو بخشوانے کیلئے سفارش کریں گے، ان کی سفارش قبول کی جائے گی جس کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس طرح جو لوگ اعراف میں ہوں گے ان کو بھی جنت میں داخل کر دیا جائے گا اور دوزخ میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جو کافر و مشرک ہوں گے۔ پھر جنت اور جہنم کے درمیان موت کو ایک مینڈھے کی صورت میں لا کر سب جنتیوں اور جہنمیوں کے سامنے ذبح کر دیا جائیگا اور ارشادِ باری ہوگا کہ اب نہ جنتیوں کو موت آئے گی اور نہ جہنمیوں کو موت آئے گی۔ سب اپنے ٹھکانے پر ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اس کے بعد نہ جنتیوں کی خوشی کی کوئی انتہاء ہوگی اور نہ جہنمیوں کے غم و حسرت کی کوئی انتہاء ہوگی۔

۳ جنت کی کچھ نعمتوں وجہنم کی کچھ مصیبتوں کا ذکر:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ارشادِ باری ہے میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں کہ جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں، نہ کسی کان نے سنی ہیں، نہ کسی آدمی کے دل میں اُن کو خیال گزرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی عمارت میں ایک اینٹ سونے اور ایک چاندی کی ہے، اینٹوں کو جوڑنے کا گارا خالص مشک کا ہے، جنت کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں اور وہاں کی مٹی زعفران ہے جو شخص جنت میں چلا جائے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رنج و غم سے آزاد ہو کر خوشی خوشی وہاں رہے گا، نہ جنتیوں کے کپڑے میلے ہوں گے نہ ان کی جوانی ختم ہوگی اور فرمایا کہ جنت میں دو باغ ایسے ہیں کہ جن کے برتن اور سب سامان چاندی کا ہے اور دو باغ ایسے ہیں کہ جن کے سب برتن اور ساز و سامان سونے کا ہے اور فرمایا کہ جنت کے اوپر نیچے سو درجے ہیں اور ایک درجے سے دوسرے درجے کا فاصلہ زمین و آسمان کا درمیانی فاصلہ ہے اور سب درجوں سے بڑا درجہ فردوس ہے اسی سے جنت کی چاروں نہریں (دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہر) نکلی ہیں۔ اس درجہ سے اوپر عرش ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جب بھی اللہ تعالیٰ سے مانگو تو جنت الفردوس مانگو اور فرمایا کہ جنت کا ہر درجہ اتنا بڑا ہے کہ اگر تمام دنیا کے انسان اس میں بھر جائیں تو وہ اس میں سما جائیں اور جنت کے درختوں کے تنے سونے کے ہیں، نہ وہاں پیشاب کی ضرورت ہوگی اور نہ پاخانہ تھوک وغیرہ کی، کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ڈکار آئے گا جس کے نتیجہ میں جنتیوں کا کھانا مشک کی خوشبو بن کر ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ جنتیوں سے پوچھیں گے کہ کیا تم خوش ہو؟ تو سب جنتی کہیں گے کہ ہم خوش ہیں، ارشاد ہوگا ان سب نعمتوں سے بڑھ کر تم کو کوئی چیز دی جائے؟ تو وہ عرض کریں گے کہ وہ کیا چیز ہے؟ جواب دیا جائے گا کہ میں تم سے خوش رہوں گا کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ پھر آخر میں دیدارِ الٰہی کی نعمت حاصل ہوگی جس کے سامنے جنت کی سب نعمتیں ہیچ نظر آئیں گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم کو ہزار برس تک دہکایا گیا، حتیٰ کہ اس کا رنگ سرخ ہو گیا پھر ہزار برس تک دہکایا گیا حتیٰ کہ اس کا رنگ سفید ہو گیا پھر ہزار برس تک دہکایا گیا حتیٰ کہ وہ سیاہ ہوگئی اب وہ بالکل سیاہ و تاریک ہے اور فرمایا کہ تمہاری یہ آگ دوزخ کی آگ کے ستّرویں حصے سے بھی کم ہے اور جہنم کی آگ اس سے ستر حصے زیادہ تیز ہے۔ اور فرمایا کہ اگر ایک بڑا بھاری پتھر دوزخ کے کنارے سے چھوڑا جائے تو ستر برس چلنے کے بعد جہنم کی انتہاء کو پہنچے گا اور فرمایا کہ جہنم کو لایا جائے گا اُسکی ستر ہزار باگیں ہوں گی اور ہر ایک باگ کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوئے ہوں گے اور فرمایا کہ جہنم میں سب سے ہلکا عذاب ایک شخص کو ہوگا کہ اُسکے پاؤں میں صرف آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی مگر اُسکے نتیجہ میں اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح پکے گا اور وہ یہ سمجھے گا کہ مجھ سے بڑھ کر کسی کو عذاب نہیں ہو رہا۔ اور فرمایا کہ دوزخ میں اونٹ کی مثل بڑے سانپ ہیں اگر وہ ایک دفعہ کاٹ لیں تو چالیس برس تک زہر ختم نہ ہو اور پالان کسے ہوئے خچر کے برابر بڑے بڑے بچھو ہیں اگر وہ کاٹ لیں تو چالیس برس تک اُس کی لہر اُٹھتی رہے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ کر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے آج نماز میں جنت اور جہنم کا نقشہ دیکھا۔ میں نے آج تک نہ جنت جیسی کوئی اچھی چیز دیکھی اور نہ دوزخ سے زیادہ کوئی تکلیف دہ چیز دیکھی۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿حسبُنا اللّٰه ونعم الوكيل نعم المولىٰ و نعم النّصير﴾

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز
کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل
کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نور اللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین

العبد محمد یٰسین شاکر

نمبر شمار	اجمالی فہرست	صفحہ نمبر
پہلا پرچہ	تفسیر	۰۴
دوسرا پرچہ	حدیث	٦۵
تیسرا پرچہ	فقہ	۹۳
چوتھا پرچہ	تاریخ و ادب	۱۱۳
پانچواں پرچہ	صرف و نحو	۱۳۷
چھٹا پرچہ	سیرت و اخلاق	۱۷۲

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الورقة الرابعة : فی التاریخ والادب

﴿الورقة الرابعة : فی التاریخ والادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ......وَلٰكِنْ خَافَتْ أُمُّ مُوْسٰى عَلٰى مَوْلُوْدِهَا الْجَمِيْلِ وَكَيْفَ لَاتَخَافُ وَعَدُوُّ الْاَطْفَالِ بِمِرْصَادٍ وَكَيْفَ لَاتَخَافُ وَقَدِ اخْتَطَفَتِ الشُّرْطَةُ عَشَرَاتٍ مِنَ الْاَطْفَالِ مِنْ حِجْرِ الْاُمَّهَاتِ فِيْ اُسْرَتِهَا مَاذَا تَصْنَعُ الْاُمُّ الْمِسْكِيْنَةُ ؟اَيْنَ تُخْفِيْ هٰذَا الْمَوْلُوْدَ الْجَمِيْلَ وَالشُّرْطَةُ لَهُمْ عُيُوْنُ الْغُرَابِ وَشَامَّةُ النَّمْلِ

عبارت پر اعراب لگائیے اور سلیس ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ کلمات کے معنی لکھئے۔ (ص۱۵۰۔عثمانیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کے معانی۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اپنے خوبصورت چھوٹے بچے کے بارے میں گھبرا گئیں اور وہ کیسے نہ گھبرائیں جبکہ بچوں کا دشمن گھات میں ہے اور وہ کیسے نہ گھبرائیں جبکہ پولیس نے دسیوں بچوں کو اپنے خاندان میں موجود ماؤں کی گودوں سے اُچک لیا، بیچاری ماں کیا کرے اور اس خوبصورت بچے کو کہاں چھپائے جبکہ پولیس کی کوّے جیسی آنکھیں اور چیونٹی جیسی سونگھنے کی طاقت ہے۔

❸ کلماتِ مخطوطہ کے معانی:۔ اِخْتَطَفَتْ: یہ ماضی معلوم کا صیغہ ہے از مصدر اِخْتِطَافٌ بمعنی چھیننا، کھینچنا، اُچکنا۔

مِرْصَادٌ: یہ اسم ظرف ہے بمعنی گھات لگانے کی جگہ۔ اُسْرَتِهَا: یہ مفرد ہے اس کی جمع اُسَرٌ ہے بمعنی خاندان، مضبوط زرہ۔

شُرْطَةٌ: یہ شُرْطِیٌ کی جمع ہے بمعنی پولیس ومحافظ۔ شَامَّةٌ: یہ اسم ہے بمعنی سونگھنے کی حس۔ مصدر شَمًّا وشَمِيْمًا بمعنی سونگھنا۔

الشق الثانی ......وَاَمَرَ اللّٰهُ مُوْسٰى بَعْدَ ذٰلِكَ كُلِّهٖ اَنْ يَشْرَعَ عَمَلَهُ الَّذِىْ خَلَقَهٗ لِاَجْلِهٖ، اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِى الْاَرْضِ اِنَّ فِرْعَوْنَ اَفْسَدَ فِى الْاَرْضِ اِنَّ قَوْمَ فِرْعَوْنَ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ اِنَّ قَوْمَ فِرْعَوْنَ اَفْسَدُوْا فِى اَرْضِ اللّٰهِ "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ،اِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ" فَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَذْهَبَ مُوْسٰى اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ لٰكِنَّ كَيْفَ يَذْهَبُ مُوْسٰى اِلٰى فِرْعَوْنَ وَكَيْفَ يُوَاجِهُ الْجَبَّارَ" (ص۱۷۱۔عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) مخطوط الفاظ کے ابواب اور معانی۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ ان تمام (واقعات) کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ اپنا وہ کام شروع کریں جس کی خاطر اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا، بے شک فرعون سرزمینِ (مصر) میں بہت بڑھ چڑھ گیا، بے شک فرعون نے سرزمینِ (مصر) میں فساد کیا، بے شک فرعون کی قوم نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا، بے شک فرعون کی قوم نے اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد کیا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کیلئے کفر کو پسند نہیں فرماتے بلاشبہ اللہ تعالیٰ زمین میں فساد کو پسند نہیں فرماتے سو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور اس کی قوم کے پاس جائیں بلاشبہ وہ نافرمان لوگ ہیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس کیسے جائیں اور مغرور سرکش کا سامنا کیسے کریں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❸ الفاظ مخطوطہ کے ابواب اور معانی:۔ "اَمَرَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب **نصر** بمعنی حکم کرنا۔

"يَشْرَعَ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از باب **فتح** بمعنی شروع کرنا۔

"اَفْسَدَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب **افعال** بمعنی فساد پھیلانا۔

"لَايُحِبُّ" صیغہ واحد مذکر غائب فعل نفی مضارع معروف از باب **افعال** بمعنی محبت کرنا۔

"فَأَرَادَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب افعال بمعنی ارادہ کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ......وَبَعَثَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اٰيَةً اُخْرٰى اَرْسَلَ عَلَيْهِمُ الْاَمْطَارَ فَفَاضَ النِّيْلُ وَاَمْطَرَتِ السَّمَاءُ وَاَمْطَرَتْ وَاَمْطَرَتْ وَاَمْطَرَتْ، حَتّٰى غَرِقَتِ الزُّرُوْعُ وَالْحُقُوْلُ وَتَلِفَتِ الْحُبُوْبُ وَالثِّمَارُ وَعَادَ الْمَطَرُ عَلَيْهِمْ وَبَالًا، وَبَيْنَمَا هُمْ يَشْكُوْنَ قِلَّةَ الْمَاءِ اِذَاهُمْ يَشْكُوْنَ كَثْرَةَ الْمِيَاهِ ثُمَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمُ الْجَرَادَ يَأْكُلُ الزُّرُوْعَ وَالْحُقُوْلَ وَيَقَعُ عَلَى الْاَشْجَارِ فَلَا يَذَرُ مِنْهَا شَيْئًا۔ (ص۱۹۶۔عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں، مخطوطہ الفاظ کے ابواب اور معانی بیان فرمائیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک نشانی بھیجی، ان پر بارشیں برسائیں تو دریائے نیل بہہ پڑا اور آسمان برسا برسا اور برسا، یہاں تک کہ فصلیں اور سبزیاں غرق ہو گئیں، اناج اور پھل تلف ہو گئے اور بارش ان پر وبال بنی اور جیسے وہ لوگ پہلے پانی کی کمی کی شکایت کرتے تھے تو اب پانی کی کثرت کی شکایت کرنے لگے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر ٹڈیوں کا عذاب بھیجا جو فصلیں اور سبزیاں کھا گئیں اور درختوں پر پل پڑے تو ان میں کچھ نہ چھوڑا۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کے ابواب اور معانی:۔ "ففاض" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب ضرب بمعنی بہہ پڑنا۔

"عاد" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب نصر بمعنی لوٹنا۔ "یأکل" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معلوم از باب نصر بمعنی کھانا۔

"یشکون" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معلوم از باب نصر بمعنی شکایت کرنا۔

"یقع" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معلوم از باب فتح بمعنی واقع ہونا، پڑنا۔

الشق الثانی ......**نعمة الله على بني اسرائيل : وكانوا امة تمتاز عن الامم المعاصرة فى كل زمان بعقيدة التوحيد وذلك سرتفضيلهم على غيرهم وقدقال الله تعالىٰ (يابنى اسرائيل اذكروا نعمتى التى انعمت عليكم وانى فضلتكم على العالمين.** (ص۲۶۶۔عثمانیہ) عبارت کا ترجمہ کریں، بنی اسرائیل کیسی امت تھی؟ ان کو بنی اسرائیل کہنے کی کیا وجہ ہے؟ بنی اسرائیل افضل تھے یا امتِ محمدیہ افضل ہے؟ اس کا جواب عبارت میں موجود ہے غور کر کے جواب دیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) بنی اسرائیل کی کیفیت (۳) بنی اسرائیل کی وجہ تسمیہ (۴) بنی اسرائیل وامتِ محمدیہ میں سے افضل کی نشاندہی؟

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کی نعمت: وہ ایسی امت تھی جو عقیدۂ توحید کی وجہ سے ہر زمانہ میں ہم عصر امتوں سے ممتاز تھی اور یہی غیروں پر ان کی فضیلت (فوقیت) کا راز تھا اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے اولادِ یعقوب! تم میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تمہیں انعام میں دی تھی اور اس بات کو (یاد کرو) کہ میں نے تمہیں تمام جہان والوں پر فوقیت دی تھی۔

❷ بنی اسرائیل کی کیفیت:۔ بنی اسرائیل کے اندر بے شمار انبیاء علیہم السلام آئے مگر بنی اسرائیل علومِ ظاہرہ مروجہ کے سامنے جھک گئے روح اور اس کے متعلقات کا انکار کر دیا اور صرف مادی اشیاء واسباب کے مکلّف ہو گئے، حقیقت کی بجائے ظاہر پر اور مغز کی بجائے چھلکوں سے چمٹنا ان کی فطرت بن گئی تھی، ان کے دل سخت اور طبیعتیں خشک ہو گئیں تھی، کمزور کے لئے رحم نہ کھانا اور فقیر پر مہربانی نہ کرنا ان کی طبیعت میں داخل ہو گیا تھا مدتِ دراز تک رومی حکومت کے ماتحت اور غلامی میں رہنے کی وجہ سے نفاق، کمینگی، حیلہ سازی، چالاکی اور خفیہ سازش میں اپنی مثال آپ تھے، غرض ہر بری عادت کو اپنے اندر اپنائے ہوئے تھے۔

❸ بنی اسرائیل کی وجہ تسمیہ:۔ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے چونکہ بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ہیں اس وجہ سے ان کو بنی اسرائیل (اسرائیل کی اولاد) کہا جاتا ہے۔

④ بنی اسرائیل وامتِ محمدیہ میں سے افضل کی نشاندہی؟:۔ بنی اسرائیل کو صرف اپنے زمانہ کی دیگر امتوں پر فوقیت اور فضیلت حاصل تھی جبکہ امتِ محمدیہ کو تمام عالم کی تمام امتوں پر فوقیت اور فضیلت حاصل ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ......عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں اور ان میں سے فاعل ومفعول بہ کی تعیین کریں۔

خلق الله الانسان ۔ ارسل الله محمدا صلی اللہ علیہ وسلم ۔ انزل الله القرآن۔ يغفر الله التائب ۔ يضرب الجلاد مجرمًا ۔ يسوق السائق سيارة ۔ ارضعت الام الولد۔ شكرت فاطمة الرّبّ ۔ تنصح المعلمة طالبة ۔ تساعد زينب الام۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔(۱) عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ (۲) جملوں میں فاعل ومفعول بہ کی تعیین۔

جواب ...... ① و ② عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ اور فاعل ومفعول بہ کی تعیین:۔

جملے	ترجمہ	فاعل	مفعول بہ
خلق الله الانسان	اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا	الله	الانسان
ارسل الله محمدا صلی اللہ علیہ وسلم	اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا	الله	محمدا صلی اللہ علیہ وسلم
انزل الله القرآن	اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو نازل کیا	الله	القرآن
يغفر الله التائب	اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کو معاف کرتا ہے	الله	التائب
يضرب الجلاد مجرمًا	جلاد مجرم کو مارتا ہے	الجلاد	مجرمًا
يسوق السائق سيارة	ڈرائیور گاڑی چلاتا ہے	السائق	سيارة
ارضعت الام الولد	ماں نے بیٹے کو دودھ پلایا	الام	الولد
شكرت فاطمة الرّبّ	فاطمہ نے رب کا شکر ادا کیا	فاطمة	الرّبّ
تنصح المعلمة طالبة	استانی طالبہ کو نصیحت کرتی ہے	المعلمة	طالبة
تساعد زينب الام	زینب ماں کا ہاتھ بٹاتی ہے	زينب	الام

الشق الثانی ......اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔ کان اور اس کے اخوات کا عمل مثالوں سے واضح کریں۔

(خالد ملازم تھا۔ طالب علم مدرس بن گیا۔ شاہد جامعہ کا چپڑاسی تھا اور اب چوکیدار بن گیا۔ میں مسافر تھا اب مقیم بن گیا ہوں۔ ہوا صاف نہیں ہے۔ کھانا تیار نہیں ہے۔ بیمار رات کو جاگتا رہا اور صبح کے وقت سو گیا)۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔(۱) اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ (۲) کان اور اسکے اخوات کا عمل مع امثلہ۔

جواب ...... ① اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ **كان خالدٌ موظّفًا ۔ صار الطالب مدرسًا ۔ كان شاهدٌ فراشًا للمدرسة والآن صار حفيرًا ۔ كنت مسافرًا والآن صرت مقيمًا ۔ ليس الجوّ نقيًّا ۔ ليس الطعام متهيّأً ۔ بات المريض مستيقظًا واصبح نائمًا ۔**

② کان اور اسکے اخوات کا عمل مع امثلہ:۔ کان اور اس کے اخوات جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ جملہ کے پہلے جز (مبتداء) کو رفع دیتے ہیں اور وہ ان کا اسم کہلاتا ہے اور دوسرے جز (خبر) کو نصب دیتے ہیں اور وہ ان کی خبر کہلاتی ہے اور ان الفاظ کو افعالِ ناقصہ کہا جاتا ہے جیسے مذکورہ تمام مثالوں میں پہلے اسم کو رفع دیا گیا ہے اور دوسرے اسم میں نصب دیا گیا ہے۔

﴿الورقة الرابعة : فی التاریخ والادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل......وَ فُتِحَ الصَّنْدُوْقُ فَاِذَا فِیْهِ غُلَامٌ جَمِیْلٌ یَبْتَسِمُ وَتَحَیَّرَ النَّاسُ کُلُّهٗ یَاْخُذُهٗ وَیَرَاهُ وَ تَحَیَّرَ فِرْعَوْنُ وَرَآهُ قَالَ بَعْضُ الْخَدَمِ اِنَّ هٰذَا الْغُلَامَ اِسْرَائِیْلِیٌّ وَلَا بُدَّلِلْمَلِكِ اَنْ یَذْبَحَهٗ وَرَأَتْهُ الْمَلِکَةُ وَدَخَلَ حُبُّهٗ فِیْ قَلْبِهَا فَضَمَّتْهُ اِلٰی صَدْرِهَا وَقَبَّلَتْهُ وَ شَفِعَتْ لَهٗ عِنْدَالْمَلِكِ وَقَالَتْ (قُرَّةُ عَیْنٍ لِّیْ وَلَكَ لَاتَقْتُلُوْهُ عَسٰی اَنْ یَنْفَعَنَا اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا) وَهٰکَذَا دَخَلَ مُوْسٰی بْنُ عِمْرَانَ قَصْرَ فِرْعَوْنَ وَعَاشَ عَلٰی رَغْمِ فِرْعَوْنَ وَشُرْطَتِهٖ وَلَمْ یَهْتَدِ الشُّرْطَةُ اِلٰی هٰذَا الْمَوْلُوْدِالْاِسْرَائِیْلِیِّ وَلَهُمْ عُیُوْنُ الْغُرَابِ وَشَامَّةُ النَّمْلِ۔(ص۱۵۲۔عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، خط کشیدہ کلمات کی تحقیق لکھیں۔قرّة عین لی کی ترکیبی حیثیت واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور حل طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کی تحقیق (۴) قرة عین لی کی ترکیب۔

جواب...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ صندوق کھولا گیا پس نا گہاں (اچانک) اس میں خوبصورت بچہ مسکرا رہا ہے اور حیران ہو گئے لوگ، ہر ایک اس کو پکڑتا اور اسے دیکھتا، فرعون بھی حیران ہوا اور اسے دیکھا، نوکروں میں سے کسی نے کہا کہ بے شک یہ بچہ اسرائیلی ہے، بادشاہ پر لازم ہے کہ اسے ذبح کرے اور دیکھا اسے ملکہ نے اور داخل ہوگئی بچہ کی محبت ملکہ کے دل میں پس اس نے اس کو اپنے سینہ سے لگایا اور اسے بوسہ دیا اور بادشاہ کے پاس اسکی سفارش کی اور کہا کہ (یہ بچہ) میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، امید ہے کہ یہ ہمیں نفع دے یا ہم اس کو بیٹا بنالیں اور اس طرح داخل ہوئے موسیٰ بن عمران فرعون کے محل میں، فرعون اور اسکی پولیس کی ناپسندیدگی کے باوجود زندہ رہے اور پولیس کو اس اسرائیلی بچہ کا پتہ نہ چلا، باوجود یہ کہ ان کیلئے کوّے جیسی آنکھیں اور چیونٹی جیسی سونگھنے کی طاقت تھی۔

❸ کلماتِ مخطوطہ کی تحقیق:۔ "یَبْتَسِمُ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر ابتسام (افتعال) بمعنی مسکرانا۔ "تَحَیَّرَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر تَحَیُّرٌ (تفعل) بمعنی حیران ہونا۔ "شَامَّةٌ" اسم ہے بمعنی سونگھنے کی حس۔ "اَلْمَلِکَةُ" صیغہ واحد مؤنث بحث صفت مشبہ بمعنی بادشاہ کی زوجہ۔ "اَلشُّرْطَةُ" یہ شرطی کی جمع ہے بمعنی پولیس۔ "عُیُوْنٌ" یہ عین کی جمع ہے بمعنی آنکھ۔ "اَلْغُرَابُ" صیغہ واحد بحث اسم بمعنی کوّا اس کی جمع اَغْرُبٌ اور اَغْرِبَةٌ ہے۔

❹ قرة عین لی کی ترکیب:۔ "قرة عین لی" یہ جملہ مبتدا محذوف یعنی هذاالغلام کی خبر ہے۔

الشق الثانی......اَلدَّعْوَةُ اِلَی اللّٰهِ: وَعَجِزَ فِرْعَوْنُ وَلَمْ یَجِدْ جَوَابًا فَاَرَادَ اَنْ یَتَخَلَّصَ "فَقَالَ" وَمَارَبُّ الْعَالَمِیْنَ "اَلَّذِیْ اَسْمَعُكَ تَذْکُرُهٗ" ؟ "قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَااِنْ کُنْتُمْ مُوْقِنِیْنَ" غَضِبَ فِرْعَوْنُ مِنْ هٰذَا الْجَوَابِ وَاَرَادَ اَنْ یَغْضَبَ اَهْلُ الْمَجْلِسِ وَیَتَعَجَّبُوْا"۔(ص۱۷۳۔عثمانیہ)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عبارت پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کریں، خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا: اور فرعون عاجز ہو گیا اور کوئی جواب نہ پایا، پس ارادہ کیا اس نے یہ کہ چھٹکارا حاصل کرے، پس کہا اس نے کہ رب العالمین کی ماہیت کیا ہے کہ سنتا ہوں میں تمہیں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (ان تمام چیزوں) کا رب ہے، اگر تم یقین کرنے والے ہو، غضبناک ہو گیا فرعون اس جواب سے اور اس نے چاہا کہ مجلس والے بھی غضبناک ہوں اور تعجب کریں۔

۳ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "عَجِزَ" صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از مصدر عِجْزٌ (سمع،صحیح) بمعنی عاجز ہونا۔

"لَمْ یَجِدْ" صیغہ واحد مذکر غائب نفی جحد بلم معروف از مصدر وِجْدَانٌ (ضرب،مثال) بمعنی پانا، حاصل کرنا۔

"یَتَخَلَّصَ" صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از مصدر تَخَلُّصٌ (تفعّل،صحیح) بمعنی خلاصی پانا، چھٹکارا حاصل کرنا۔

"تَذْكُرُ" صیغہ واحد مذکر حاضر مضارع معروف از مصدر ذِكْرٌ (نصر،صحیح) بمعنی یاد کرنا، تذکرہ کرنا۔

"مُوْقِنِیْنَ" صیغہ جمع مذکر اسم فاعل از مصدر اِیْقَانٌ (افعال،مثال) بمعنی یقین کرنا۔

"یَتَعَجَّبُوْا" صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معروف از مصدر تعجب (تفعل،صحیح) بمعنی تعجب کرنا، حیران ہونا، مضارع کے آخر سے نون اعرابی اَنْ کی وجہ سے گر گیا ہے جو بواسطہ عطف اس پر داخل ہے۔

السوال الثانی ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ......كَانُوْا لَا يَقِرُّوْنَ عَلٰى شَيْئٍ وَكَانُوْا لَايَسْكُنُوْنَ اِلٰى شَيْئٍ وَكَانُوْا فِىْ طِبَاعِهِمْ اَطْفَالًا وَكَانُوْا قَلِيْلِى التَّشَكُّرِ كَثِيْرِى التَّشَكِّىْ سَرِيْعِى السَّامَةِ يُحِبُّوْنَ مَامُنِعُوْا وَيَكْرَهُوْنَ مَا اُعْطُوْا، تَعَجَّبَ مُوْسٰى مِنْ هٰذَا السُّوَالِ الْغَرِيْبِ وَقَالَ بِصَوْتٍ فِيْهِ الْاِنْكَارُ وَفِيْهِ الْاِسْتِعْجَابُ وَفِيْهِ الْعِتَابُ۔ اَبُقُوْلًا وَخُضَرَ مَكَانَ طُيُوْرٍ وَحَلْوٰى لَمْ تَمَسَّهَا يَدُاِنْسَانٍ اَطْعَامُ الْفَلَّاحِيْنَ بَدَلَ طَعَامِ الْمُلُوْكِ يَالَفَسَادِ الذَّوْقِ يَالَسُوْءِ الْاِخْتِيَارِ۔

مذکورہ عبارت پر مکمل اعراب لگائیں، سلیس ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق کریں۔(ص۲۰۶۔عثمانیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ...... ۱ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

۲ عبارت کا ترجمہ:۔ وہ ایک چیز پر نہیں ٹھہرتے تھے اور ایک چیز سے آرام نہیں لیتے تھے اور وہ اپنی عادت میں بچے تھے وہ کم شکر کرنے والے، زیادہ شکایت کرنے والے اور جلدی اُکتا جانے والے تھے، پسند کرتے وہ اس چیز کو جو انہیں نہ دی جاتی اور ناپسند کرتے وہ اس چیز کو جو انہیں دی جاتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تعجب کیا اس عجیب وغریب سوال سے اور ایسی آواز میں فرمایا جس میں انکار تھا اور جس میں تعجب تھا اور جس میں ملامت تھی، کیا تم ترکاریوں اور سبزیوں کو (پسند کرتے ہو) پرندوں اور میٹھے میوے کی جگہ کہ جن کو کسی انسان کے ہاتھ نے نہیں چھوا؟ کیا تم بادشاہوں کے کھانے کے بدلہ میں کاشتکاروں کا کھانا؟ (پسند کرتے ہو) ہائے ذوق کا بگاڑ، ہائے برا انتخاب۔

۳ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "لایسكنون" **لایقرون** کی طرح از مصدر سُكُوْنٌ (نصر،صحیح) بمعنی ٹھہرنا۔

"لَايَقِرُّوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب نفی مضارع معروف از مصدر قَرَارًا و قُرُوْرًا (سمع وضرب،مضاعف) بمعنی ٹھہرنا، قرار پکڑنا۔

"طباع" طبع کی جمع ہے بمعنی پیدائشی عادت، مثال، نمونہ۔ "التشكی" مصدر باب تفعل بمعنی گلہ کرنا، شکایت کرنا۔

"سریعی" سُرْعَۃٌ مصدر سے جمع کا صیغہ ہے بمعنی جلد باز۔ "السامة" مصدر ہے (سمع) بمعنی اُکتا جانا۔

"الغریب" اس کی جمع غرباء ہے بمعنی اجنبی، وطن سے دور، مسافر۔ "الانكار" باب افعال کا مصدر ہے بمعنی انکار کرنا۔

"استعجاب" باب استفعال کا مصدر ہے بمعنی تعجب کرنا۔ "بقول" بَقْلٌ کی جمع ہے بمعنی سبزی وترکاری۔

"الاختیار" باب افتعال کا مصدر ہے بمعنی اختیار کرنا، پسند کرنا۔ "خضر" خضرة کی جمع ہے بمعنی ترکاری۔

"لم تمسها" صیغہ واحد مؤنث غائب نفی جحد بلم معروف از مصدر مَسًّا (سمع) بمعنی چھونا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی ......وَجَاءَ السَّحَرَةُ وَاَقْبَلُوْا بِخُيَلَائِهِمْ وَفَخْرِهِمْ وَخَرَجُوْا فِىْ مَلَابِسَ مُلَوَّنَةٍ وَخَرَجُوْا يَحْمِلُوْنَ الْعِصِىَّ وَالْحِبَالَ، يَضْحَكُوْنَ وَيَمْرَحُوْنَ ۔ اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْفَنِّ (فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِيْنَ قَالَ نَعَمْ وَاِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ)۔(ص۱۷۷۔عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، الفاظ مخطوطہ کی لغوی تحقیق کریں، بتائیں کہ یہ عبارت کس نبی کے قصے سے متعلق ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی

تحقیق (۴) مذکورہ قصہ والے نبی کی نشاندہی۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور جادوگر آ گئے اور آئے وہ اپنے غرور اور فخر کے ساتھ اور نکلے وہ اپنے رنگین لباسوں میں اور نکلے وہ لاٹھیاں اور رسیاں اٹھائے ہوئے ہنستے اور اتراتے ہوئے۔ آج فن (جادوگری) کا دن ہے۔ پس جب آ گئے جادوگر تو کہا انہوں نے فرعون سے کہ کیا ہمارے لئے بڑا صلہ (انعام) ہے اگر ہم غالب آ گئے؟ فرعون نے کہا کہ ہاں اور (مزید یہ کہ) تم اس وقت میرے مقرب لوگوں میں ہو جاؤ گے۔

❸ الفاظ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ " **اَلسَّحَرَةُ** " **ساحر** کی جمع ہے بمعنی عالم، جادوگر۔ " **مَلَابِسُ** " **مِلْبَسٌ** کی جمع ہے بمعنی لباس۔

" **مُلَوَّنَةٍ** " اسم مفعول کا صیغہ ہے از مصدر **تَلْوِيْنًا** (تفعیل) بمعنی رنگین کرنا۔

" **اَلْعِصِيَّ** " **عَصَا** کی جمع ہے بمعنی لاٹھی، سہارے کی چیز۔ " **اَلْحِبَالَ** " **حَبْلٌ** کی جمع ہے بمعنی رسّی، باندھنے کی چیز۔

" **يَمْرَحُوْنَ** " مضارع کا صیغہ ہے از مصدر **مَرَحًا** (سمع) بمعنی بہت زیادہ خوش ہونا، اِترانا۔

" **اَلْمُقَرَّبِيْنَ** " اسم مفعول کا صیغہ ہے از مصدر **تَقْرِيْبًا** (تفعیل) بمعنی قریب کرنا، خاص بنانا۔

❹ مذکورہ قصہ والے نبی کی نشاندہی:۔ مذکورہ عبارت کا تعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصے کے ساتھ ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ...... عربی سوالات کا عربی میں جواب دیں نیز تمام سوال وجواب کا اردو میں ترجمہ بھی کریں۔

این کان کمالٌ یلعب؟ مع من کان یلعب؟ هل کسر کمالٌ کرسیًّا؟ بماذا اخبر امّه؟ وهل غضب امّه؟ وهل ضربته؟ لماذا سامحته امّه ؟ هل کذب کمالٌ فی قولهٖ؟ هل کتم عن امه ما فعل؟

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال میں فقط عربی سوالات کا عربی میں جواب اور اردو میں ترجمہ مطلوب ہے۔

جواب ...... عربی سوالات کا عربی میں جواب اور اردو میں ترجمہ:۔

سوال	جواب
این کان کمالٌ یلعب؟ کمال کہاں کھیل رہا تھا؟	**کان کمالٌ یلعب فی المنزل** کمال گھر میں کھیل رہا تھا
مع من کان یلعب؟ وہ کس کے ساتھ کھیل رہا تھا؟	**کان یلعب مع اخته** وہ اپنی بہن کے ساتھ کھیل رہا تھا
هل کسر کمالٌ کرسیًّا؟ کیا کمال نے کرسی توڑی تھی؟	**لا، بل کسر کمالٌ زهریّةً جمیلةً** نہیں! بلکہ کمال نے خوبصورت گلدان توڑا تھا
بماذا اخبر امّه؟ اس نے اپنی ماں کو کس چیز کی خبر دی؟	**اخبر امّه بما فعل** اس نے ماں کو اُس کام کی خبر دی جو اس نے کیا تھا
وهل غضب امّه؟ اور کیا اس کی والدہ ناراض ہوئی؟	**ماغضبت امّه** اس کی والدہ ناراض نہیں ہوئی
وهل ضربته؟ اور کیا اُس نے اِسے مارا؟	**مَاضَرَبَتْهُ** اُس نے اِس کو نہیں مارا
لماذا سامحته امّه ؟ اس کی ماں نے کس وجہ سے درگزر کیا؟	**سامحته امّه لاجل صدقه** اس کی ماں نے اسکی سچائی کی وجہ سے درگزر کیا

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ھل کذب کمالٌ فی قولہٖ؟ کیا کمال نے اپنی بات میں جھوٹ بولا؟	**ما کذب کمالٌ فی قولہٖ** کمال نے اپنی بات میں جھوٹ نہیں بولا
ھل کتم عن امہ ما فعل؟ کیا اس نے جو کچھ کیا تھا اپنی والدہ سے چھپایا؟	**ما کتم عن امہ ما فعل ، بل اظھرہ** اس نے جو کیا وہ اپنی والدہ سے نہیں چھپایا بلکہ اسکو ظاہر کر دیا

الشق الثانی......اِنّ واخواتھا کو عربی جملوں میں استعمال کریں اور ترجمہ بھی کریں نیز اِنّ واخواتھا کا عمل بھی ذکر کریں۔

جواب ...... ❶ اِنّ واخواتھا کا عربی جملوں میں استعمال مع ترجمہ:۔ **ان اللہ علی کل شیٔ قدیر** (بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے)۔ **علمت انك تاجرٌ** (میں نے جان لیا کہ بے شک تو تاجر ہے)۔ **کأنَّ الکتاب استاذ** (گویا کہ کتاب بھی ایک استاذ ہے)۔ **لیت لی مالا انفقه** (کاش کہ میرے پاس مال ہوتا، میں اُسے خرچ کرتا)۔ **لعل المریض نائمٌ** (شاید کہ مریض سو رہا ہو)۔ **المسجد قدیم لکن المدرسة جدیدة** (مسجد قدیم ہے لیکن مدرسہ جدید ہے)۔

❷ اِنّ واخواتھا کا عمل:۔ اِنَّ اور اس کے اخوات جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ جملہ کے پہلے جز (مبتداء) کو نصب دیتے ہیں اور وہ ان کا اسم کہلاتا ہے اور دوسرے جز (خبر) کو رفع دیتے ہیں اور وہ ان کی خبر کہلاتی ہے جیسے مذکورہ تمام مثالوں میں پہلے اسم کو نصب دیا گیا ہے اور دوسرے اسم میں رفع دیا گیا ہے۔

﴿الورقة الرابعة : فی التاریخ والادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل...... وَلَمَّا اَتَمَّتْ اُمُّ مُوْسٰی رَضَاعَتَهٗ رَدَّتْهُ اِلَی الْقَصْرِ وَنَشَأَ مُوْسٰی فِیْ قَصْرِ الْمَلِكِ كَمَا يَنْشَأُ اَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ وَهٰكَذَا زَالَتْ مِنْ قَلْبِ مُوْسٰی مَهَابَةُ الْمُلُوْكِ وَالْاَغْنِيَاءِ وَرَأٰى مُوْسٰی بِعَيْنِهٖ كَيْفَ يَنْعَمُ فِرْعُوْنُ وَاَهْلُهٗ وَكَيْفَ يَشْقٰی بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ لِيَنْعَمَ فِرْعُوْنُ وَاَهْلُهٗ وَكَيْفَ يَجُوْعُ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ لِتَشْبَعَ دَوَابُّ فِرْعُوْنَ وَكَيْفَ يُعَامِلُوْنَ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ مُعَامَلَةَ الْحَمِيْرِ وَالدَّوَابِّ وَكَيْفَ يَسْتَخْدِمُوْنَهُمْ وَيَسُوْمُوْنَهُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ وَكَانَ مُوْسٰی يَرٰی ذٰلِكَ صَبَاحًا وَمَسَاءً وَيَسْكُتُ وَلٰكِنْ كَانَ مُوْسٰی يَغِيْظُهٗ ذٰلِكَ وَكَيْفَ لَا يَغِيْظُهٗ اِهَانَةُ قَوْمِهٖ وَاُسْرَتِهٖ وَهُمْ اَبْنَاءُ الْاَنْبِيَاءِ وَهُمْ اَبْنَاءُ الْكِرَامِ۔ (ص ۱۵۷۔ عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ جب پورا کر لیا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے موسیٰ علیہ السلام کے دودھ پینے کی مدت کو تو لوٹا دیا موسیٰ علیہ السلام کو محل کی طرف، اور نشو ونما پائی موسیٰ علیہ السلام نے بادشاہ کے محل میں جیسا کہ نشو ونما پاتے ہیں بادشاہوں کے بیٹے اور اس طرح موسیٰ علیہ السلام کے دل سے بادشاہوں اور مالداروں کا رعب نکل گیا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ فرعون اور اس کے گھر والے کیسے خوشحال ہیں اور بنی اسرائیل کیسے محروم رہتے ہیں تاکہ فرعون اور اس کے گھر والے خوشحال ہوں اور کیسے بھوکے رہتے ہیں بنی اسرائیل تاکہ شکم سیر ہوں فرعون کے جانور اور وہ کیسے معاملہ کرتے ہیں بنی اسرائیل سے گدھوں اور جانوروں کی طرح اور کیسے ان سے خدمت لیتے ہیں اور انہیں بڑا عذاب دیتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام صبح شام اس کو دیکھتے تھے اور خاموش رہتے تھے اور لیکن یہ (سلوک ومعاملہ) موسیٰ علیہ السلام کو غصہ پر برانگیختہ کرتا اور ان کی قوم اور خاندان کی توہین کیسے انہیں غصہ پر برانگیختہ نہ کرتی حالانکہ وہ انبیاء اور معزز ہستیوں کی اولاد ہیں۔

❸ الفاظِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "یَشْقٰی" یہ مضارع کا صیغہ ہے از مصدر شقاوت (سمع) بمعنی بدبخت ہونا، محروم ہونا۔

"قَصْر" اسم جامد ہے بمعنی محل اس کی جمع قصور ہے۔ "اَبْنَاء" ابن کی جمع ہے بمعنی بیٹا۔

"اَلْمُلُوْكُ" مَلِك کی جمع ہے بمعنی بادشاہ۔ "مَهَابَة" مصدر ہے (سمع) بمعنی خوف کرنا۔
"اَلْاَغْنِيَاءُ" غنی کی جمع ہے بمعنی مالدار۔ "اَلْحَمِيْرُ" حمار کی جمع ہے بمعنی گدھا۔
"اَلدَّوَابُّ" دابة کی جمع ہے بمعنی چوپایہ، جاندار۔ "نَشَأَ" یہ ماضی کا صیغہ ہے نَشْأً مصدر سے بمعنی جوانی کو پہنچنا۔

الشق الثانی ......اِنَّكَ لَوْلَمْ تَأْمُرْ بِقَتْلِ الْاَطْفَالِ لَمَا اَلْقَتْنِیْ اُمِّیْ فِی النِّيْلِ وَمَا وَقَعْتُ بِيَدِكَ اِنَّكَ عَامَلْتَ قَوْمِیْ كُلَّهُمْ مُعَامَلَةَ الْحَمِيْرِ وَالدَّوَابِّ وَكُنْتَ تَزْجُرُهُمْ زَجْرَ الْكِلَابِ وَكُنْتَ تَسُوْمُهُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ فَاَیُّ فَضْلٍ لَكَ اِذَا كَفَلْتَ طِفْلًا مِنْهُمْ وَذٰلِكَ اَيْضًا عَنْ جَهْلٍ وَخَطَأٍ (وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ)۔(ص۱۷۲۔عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کریں۔زجر الکلاب کی ترکیبی حیثیت بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) زجر الکلاب کی ترکیبی حیثیت۔

جواب ...... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اگر تو بچوں کو قتل کرنے کا حکم نہ دیتا تو نہ ڈالتی میری والدہ مجھے دریائے نیل میں اور میں تیرے ہاتھ نہ لگتا۔ بے شک تو نے میری ساری قوم کے ساتھ گدھوں اور جانوروں والا سلوک کیا ہے تو ان کو کتوں کی طرح دھتکارتا تھا اور تو ان کو سخت آزاری میں مبتلا کرتا تھا، تو تیرا کونسا فضل (احسان) ہے کہ اگر تو نے ان میں سے ایک بچہ کی کفالت کی اور وہ بھی نادانی اور غلطی سے؟ اور وہ نعمت جس کا تو مجھ پر احسان جتلاتا ہے یہ ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنایا۔

③ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "اَلْقَتْنِیْ" یہ ماضی کا صیغہ ہے از مصدر القاء (افعال) بمعنی ڈالنا۔
"اَلْحَمِيْر" حمار کی جمع ہے بمعنی گدھا۔ "اَلدَّوَابُّ" دَابَّةٌ کی جمع ہے بمعنی چوپایہ، جانور۔
"تَزْجُرُ" یہ مضارع کا صیغہ ہے از مصدر اَلزَّجْرُ (نصر) بمعنی منع کرنا، ڈانٹنا، دھتکارنا۔
"تَسُوْمُ" یہ مضارع کا صیغہ ہے از مصدر سَوْم (نصر) بمعنی تکلیف دینا۔
"كَفَلْتَ" یہ ماضی کا صیغہ ہے از مصدر كَفَالَةٌ (نصر) بمعنی نان ونفقہ کا ذمہ دار ہونا۔
"تَمُنُّ" یہ مضارع کا صیغہ ہے از مصدر اَلْمَنُّ (نصر) بمعنی احسان جتلانا۔

④ زجر الکلاب کی ترکیبی حیثیت:۔ یہ مضاف ومضاف الیہ ملکر تزجر فعل کا مفعول مطلق ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ......وَلَمَّا طَغٰی فِرْعَوْنُ وَاَسْرَفَ فِی الْغَفْلَةِ وَالْعِنَادِ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُّنَبِّهَهٗ ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ وَكَانَ فِرْعَوْنُ بَلِيْدًا ضَاعَتْ فِيْهِ الْحِكْمَةُ وَالْمَوْعِظَةُ وَالْحِمَارُ لَايَتَنَبَّهُ حَتّٰی يُضْرَبَ ۔ فَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُّنَبِّهَهٗ ۔ وَمِصْرُ بِلَادٌ مُخْصِبَةٌ خَضْرَاءُ بِلَادُ الْخَيْرَاتِ وَالْاَثْمَارِ وَبِلَادُ الْحُبُوْبِ وَقَدْ عَلِمْتُمْ كَيْفَ اَنْجَدَتْ مِصْرُ بِلَادًا بَعِيْدَةً اَيَّامَ الْمَجَاعَةِ فِیْ عَهْدِ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۔(ص۱۹۴۔عثمانیہ)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، خط کشیدہ کلمات کی لغوی اور صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق۔

جواب ...... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ جب فرعون سرکش ہوگیا، غفلت اور مخالفت میں حد سے بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اسے تنبیہ فرمائیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں فرماتے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ زمین میں فساد کو پسند نہیں فرماتے، فرعون نہایت کند ذہن تھا، حکمت اور نصیحت اس پر ضائع ہوگئی اور گدھا نہیں سمجھتا یہاں تک کہ اسے مارا جائے، تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ فرعون

کو تنبیہ فرمائیں اور مصر(کی زمین) ذرخیز و سرسبز شاداب سرزمین تھی عمدہ چیزوں اور پھلوں کی سرزمین تھی اور غلہ جات کی سرزمین تھی اور تمہیں معلوم ہو چکا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط کے دنوں میں مصر نے دور دراز ملکوں کی کیسے مدد کی۔

۳ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ "حُبُوْبٌ" یہ جمع کا صیغہ ہے اس کا مفرد حَبٌّ ہے بمعنی دانہ وغلہ۔

"اَسْرَفَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر اِسْرَافًا (افعال،صحیح) بمعنی حد سے تجاوز کرنا۔

"ضَاعَتْ" صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی معلوم از مصدر ضَیْعًا، ضَیْعَةً، ضِیَاعًا (ضرب، اجوف) بمعنی ضائع وتلف ہونا۔

"لَایَتَنَبَّهُ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث منفی مضارع معلوم از مصدر تَنَبُّهًا (تفعل، صحیح) بمعنی سمجھنا۔

"مُخْصِبَةٌ" صیغہ واحد مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر اِخْصَابًا (افعال، صحیح) بمعنی سرسبز ہونا۔

الشق الثانی ......وَفِی الْیَوْمِ الثَّانِیْ یَرٰی مُوْسٰی ذٰلِكَ الْاِسْرَائِیْلِیَّ فِیْ قِتَالٍ وَ خِصَامٍ مَعَ قِبْطِیٍّ اٰخَرَ وَمَا اسْتَحٰی اِسْرَائِیْلِیُّ بَلْ صَرَخَ وَنَادٰی مُوْسٰی لِنُصْرَتِهٖ قَالَ مُوْسٰی اِنَّكَ رَجُلٌ وَقِحٌ اَلَا تَزَالُ فِیْ قِتَالٍ وَجِدَالٍ مَعَ النَّاسِ وَلَاتَزَالُ تَصْرُخُ وَتَنَادٰی اَلَا اَزَالُ اَنْصُرُكَ وَاُسَاعِدُكَ اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ۔ (ص۱۶۰: عثمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کیجئے "انك لغوی مبین" کی ترکیب کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا خلاصہ چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق (۴) "اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُبِیْنٌ" کی ترکیب۔

جواب ...... ۱ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

۲ عبارت کا ترجمہ:۔ دوسرے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی اسرائیلی کو ایک دوسرے قبطی کے ساتھ لڑائی جھگڑے میں (مصروف) دیکھا، اسرائیلی نے شرم نہ کی بلکہ وہ زور سے چیخا (اس نے فریاد کی) اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی مدد کے لئے پکارا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بلاشبہ تو بے حیا آدمی ہے کیا تو ہمیشہ لوگوں کے ساتھ لڑائی جھگڑے میں رہے گا اور تو ہمیشہ چیختا وفریاد کرتا رہے گا اور مجھے پکارتا رہے گا؟ کیا میں تیری نصرت کرتا رہوں گا اور تیری مدد کرتا رہوں گا؟ بلاشبہ تو کھلا گمراہ ہے۔

۳ کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ "خِصَامٌ" یہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے بمعنی لڑائی جھگڑا کرنا۔

"صَرَخَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از مصدر صُرَاخًا (نصر، صحیح) بمعنی چیخنا چلانا۔

"وَقِحٌ" صیغہ صفت از مصدر قِحَةً (ضرب، مثال) وَقَحًا (سمع) وَقَاحَةً (کرم) بمعنی بےشرم و بےحیا ہونا۔

"اُسَاعِدُ" صیغہ واحد متکلم بحث فعل مضارع معلوم از مصدر مُسَاعَدَةً (مفاعلۃ، صحیح) بمعنی مدد کرنا۔

"غَوِیٌّ" صیغہ صفت بمعنی گمراہ۔ مصدر غَیًّا و غَوَایَةً (ضرب وسمع، لفیف) بمعنی گمراہ ہونا۔

۴ "اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُبِیْنٌ" کی ترکیب:۔ "اِنَّ" حرف مشبہ بالفعل "ك" اسکا اسم "لام" تاکیدیہ "غوی مبین" موصوف صفت ملکر خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ......عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں۔(نزل عابدٌ من السیارة. اشترٰی خالدٌ تذکرة السفر. حجز خالدٌ مقعدًا فی القطار۔ جلس الرکاب فی قاعة الانتظار۔ اقلعت الطائرة فی الساعة السابعة تمامًا۔ هبطت الطائرة علی المطار۔ سافرت الطفلة مع الوالدین. شوارع کراتشی مزدحمةٌ بالسیارات۔ وقفت السیارات عند اشارة المرور. وکان شرطیّ المرور موجودًا)۔

مفرد الفاظ کے معانی بیان کریں۔ فَأْسٌ، حَمَامَةٌ، مِنْقَارٌ، قَفَصٌ، اَلْحِدَاءَةُ، اَلْغُرَابُ۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔(۱) عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ (۲) مفرد الفاظ کے معانی۔

جواب ...... ❶ عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ عابد گاڑی سے اترا۔ خالد نے سفر کا ٹکٹ خریدا۔ خالد نے ریل گاڑی میں سیٹ روکی۔ سواریاں انتظار گاہ میں بیٹھ گئیں۔ ہوائی جہاز پورے سات بجے اُڑا۔ ہوائی جہاز ایئر پورٹ پر اُترا۔ بچی نے والدین کے ساتھ سفر کیا۔ کراچی کی سڑکیں گاڑیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ گاڑیاں اشارہ کے پاس رکیں اور ٹریفک پولیس والا موجود تھا۔

❷ مفرد الفاظ کے معانی:۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
فَأْس	کلہاڑا	حَمَامَةٌ	کبوتری	مِنْقَارٌ	چونچ
قَفَص	گھونسلا	اَلْحِدَاءَ ة	چیل	اَلْغُرَابُ	کوّا

الشق الثانی ......عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ کریں۔ (**الشوارع الواسعة نعمةٌ من الله تعالٰی تمرّ فيها السيارات بسهولةٍ۔ ولايحصل الاصطدام ۔ وعند ملتقى الشوارع اشارة المرور۔ اذا رأيت ضوءًا احمر فقف ۔ واذ رأيت ضوءًا اصفر فاستعد ۔ واذ رأيت ضوءًا اخضر فتحرّك ۔ ولاتسق السيارة فى غفلةٍ**)

اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔ (عدل و انصاف اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہیں۔ اسلام نے عدل کا حکم دیا ہے۔ اگر چہ دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہدایت کے ستارے ہیں۔ وہ نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے۔ اور آپ کی مدد کی۔ آپ کے ساتھ ہجرت کی۔ آپ کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔ آپ سے دین سیکھا اور پھر اسے دنیا میں پھیلایا۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے)۔

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال کا حل دو امور ہیں۔ (۱) عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ (۲) اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ۔

جواب ...... ❶ عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ کھلی سڑکیں اللہ کی نعمت ہیں ان میں گاڑیاں آسانی سے گزر جاتی ہیں۔ اور چوک پر ٹریفک کا اشارہ ہوتا ہے۔ جب آپ سرخ بتی دیکھیں تو رک جائیں۔ اور جب آپ زرد بتی دیکھیں تو تیار ہو جائیں۔ اور جب آپ سبز بتی دیکھیں تو چل پڑیں۔ اور گاڑی کو بے پرواہی سے مت چلائیں۔

❷ اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ **العدل والقسط من تعاليم الاساسية الاسلامية۔ الاسلام يامر بالعدل ولو كان مع العدوّ ۔ الصحابة الكرام نجوم الهداية ۔ اٰمنوا بالنبى الكريم ﷺ و نصروه و هاجروا معه وقاتلوا معه وتعلّموا الدين منه ثم نشروه فى العالم۔ رضى الله عنهم ورضوا عنه۔**

﴿الورقة الرابعة : فى التاريخ والادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٣٩ھ

الشق الاوّل ......**مِنْ مِصْرَ اِلٰى مَدْيَنَ: وَلٰكِنْ اِلٰى اَيْنَ يَذْهَبُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ مِصْرُ كُلُّهٗ مَمْلِكَةٌ لِفِرْعَوْنَ، وَشُرْطَةُ فِرْعَوْنَ بِالْمِرْصَادِ ، وَلَهُمْ عُيُوْنُ الْغُرَابِ وَشَامَّةُ النَّمْلِ،اَلْهَمَ اللّٰهُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يَّذْهَبَ اِلٰى مَدْيَنَ الْبَلَدِ الْعَرَبِىِّ حَيْثُ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ يَدُ فِرْعَوْنَ اِنَّ مَدْيَنَ بَادِيَةٌ وَ قُرًى لَيْسَ فِيْهَا مَدَنِيَّةُ مِصْرَ وَلَيْسَ فِيْهَا قُصُوْرٌ وَ اَسْوَاقُ مِصْرَ۔** (ص ۱۶۱۔ عثمانیہ) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں، درج ذیل جملوں کی ترکیب کریں **لهم عيون الغراب وشامة النمل،الهم الله موسٰى ان يذهب الى مدين البلد العرب۔**

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) جملوں کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فى السوال آنفا ۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ مصر سے مدین کی طرف: لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کہاں جائیں، پورا مصر فرعون کی سلطنت ہے، فرعون کی پولیس گھات میں ہے، ان کی کوّے جیسی آنکھیں اور چیونٹی جیسی سونگھنے کی طاقت ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں ڈالا کہ وہ عربی ملک مدین کو چلے جائیں جہاں فرعون کا ہاتھ ان تک نہیں پہنچتا، مدین صحراء اور دیہاتوں کا علاقہ ہے جس میں مصر جیسی

0313 6357913 maktapazakariyamultan@gmail.com

شہری زندگی نہیں ہے،اس میں مصر کے محلات اور مصر کے بازار نہیں ہیں۔

۳ جملوں کی ترکیب:۔ "لهم عيون الغراب وشامة النمل" ل حرفِ جار ھم ضمیر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابتة اسم فاعل کے،اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم،عیون مضاف الغراب مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ شامة مضاف النمل مضاف الیہ،مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف،معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتداء مؤخر،مبتدا مؤخر اپنی خبر مقدم سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"الهم الله موسىٰ ان يذهب الى مدين البلد العربى" الهم فعل الله فاعل موسىٰ مفعول بہ اوّل ان ناصبہ مصدریہ یذھب فعل اس میں ھو ضمیر اس کا فاعل الی حرف جار مدین مبدل منہ البلد موصوف العربی صفت،موصوف صفت مل کر بدل،مبدل منہ اپنے بدل سے مل کر مجرور، جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا فعل کے،فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویلِ مصدر مفعول بہ ثانی،فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی......وَعِيدُ فِرْعَوْنَ : وَجُنَّ جُنُوْنُ فِرْعَوْنَ وَقَامَ فِرْعَوْنُ وَقَعَدَ وَبَرِقَ فِرْعَوْنُ وَرَعَدَ ، مِسْكِيْنٌ فِرْعَوْنُ وَقَعَ مَا لَمْ يَكُنْ يَرْجُوْهُ اِنَّهٗ اَرَادَ اَنْ يَهْزِمَ مُوْسٰى بِا لسَّحَرَةِ فَاَصْبَحَ السَّحَرَةُ جُنْدَمُوْسٰى ۔ (ص۱۸۱۔عثمانیہ)

مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں، سلیس ترجمہ کریں، خط کشیدہ جملہ کی ترکیب نحوی کر کے مطلب واضح کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل چار امور ہیں(۱)عبارت پر اعراب(۲)ترجمہ(۳)جملہ مخطوطہ کی ترکیب(۴)جملہ مخطوطہ کا مطلب۔

جواب...... ۱ عبارت پر اعراب:۔کما مرّ فی السوال آنفا۔

۲ عبارت کا ترجمہ:۔ فرعون کی دھمکی: اور فرعون غصہ سے پاگل ہوگیا،فرعون اٹھا اور بیٹھا،فرعون چمکا اور گرجا، بیچارہ فرعون، وہ ہوا جسکی اسے امید نہ تھی بیشک اس نے چاہا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو جادوگروں کے ذریعہ شکست دیدے مگر جادوگر موسیٰ علیہ السلام کا لشکر بن گئے۔

۳ جملہ مخطوطہ کی ترکیب:۔ "فا" تعقیبیہ "اصبح" فعل ناقص "السحرة" اس کا اسم "جند موسىٰ" مضاف ومضاف الیہ ملکر خبر،اصبح اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۴ جملہ مخطوطہ کا مطلب:۔ مذکورہ جملہ کا مطلب یہ ہے کہ فرعون کے جادوگروں کا لشکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر میں تبدیل ہوگیا یعنی موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کو دیکھ کر وہ سب موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے اور مؤمنین بن گئے۔اس طرح وہ موسیٰ علیہ السلام کا لشکر بن گئے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل......وَ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ لَايَضِيعَ بَنُوْاِسْرَائِيْلَ كَمَا ضَاعَتْ اُمَمٌ بِغَيْرِ كِتَابٍ وَهُدًى مِنَ اللّٰهِ وَ اَرَادَ اَنْ لَا يَخْبِطُوْا خَبْطَ عَشْوَاءَ كَمَا خَبَطَتْ اُمَمٌ خَبْطَ عَشْوَاءَ اَمَرَ اللّٰهُ مُوْسٰى اَنْ يَتَطَهَّرَ وَاَنْ يَصُوْمَ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَاْتِيَ اِلٰى طُوْرِ سِيْنَاءَ حَتّٰى يُكَلِّمَهٗ رَبُّهٗ وَيَتَلَقّٰى كِتَابًا يَكُوْنُ لَهُمُ الْاِمَامُ ۔(ص۲۱۳۔عثمانیہ)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عبارت پر اعراب لگا کر سلیس ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ حصہ کی لغوی تشریح کر کے مفہوم واضح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں(۱)عبارت پر اعراب(۲)عبارت کا ترجمہ(۳)عبارتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح ومفہوم۔

جواب...... ۱ عبارت پر اعراب:۔کمامرّ فی السوال آنفا۔

۲ عبارت کا ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ بنی اسرائیل ضائع نہ ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور کتاب کے بغیر (سابقہ) امتیں ضائع ہوگئیں اور چاہا کہ وہ اس اونٹنی کی طرح ٹیڑھا نہ چلیں (سابقہ) امتیں سامنے نظر نہ آنے والی اونٹنی کی طرح ٹیڑھا چلیں،اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ وہ پاک وصاف ہوں اور تیس دن روزہ رکھیں پھر طورِ سیناء تشریف لے آئیں تا کہ ان کا رب ان سے کلام فرمائے اور ایسی کتاب حاصل کریں (جو بنی اسرائیل) کے لئے امام (یعنی صحیفہ آسمانی) ہو۔

۳ عبارتِ مخطوطہ کی لغوی تشریح ومفہوم:۔ "خَبْطُوًا" کا معنی ہے ٹیڑھا چلنا اور عَشْوَاءُ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جسے سامنے کی طرف نظر نہ

آئے۔ مطلب یہ ہے کہ جیسے وہ اونٹنی جسے سامنے نظر نہ آتا ہو وہ اندازے سے حیرانگی میں ٹیڑھا اور اِدھر اُدھر پاؤں مارتے ہوئے چلتی ہے اسی طرح سابقہ امتیں ٹیڑھے وغلط راستہ پر چلیں، اور یہ جملہ بغیر بصیرت وبغیر ہدایت کسی کام کو حیرانی سے کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

الشق الثانی......وكان (ايوب) رغم كل ذٰلك صابرًا شاكرًا يلهج لسانه بالذكر و الشكر، لايشكو ولا يتعتب ،لا يتذمّر ولا يغضب و دام علىٰ ذٰلك سنين طوالا ملقى علىٰ كناسة بنى اسرائيل ۔

عبارت کا اردو میں ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کا معنی لکھیں۔

جواب...... ❶ عبارت کا اردو میں ترجمہ:۔ اس سب کے باوجود حضرت ایوب علیہ السلام صابر وشاکر تھے، ان کی زبان ذکر وشکر سے تر رہتی تھی، وہ نہ شکایت کرتے تھے اور نہ اُکتاہٹ محسوس کرتے تھے، نہ وہ ملامت کرتے تھے اور نہ وہ غصہ ہوتے تھے اور وہ کئی سال تک اسی حالت میں بنی اسرائیل کے کوراکرکٹ پھینکنے کی جگہ پر پڑے رہے۔

❷ خط کشیدہ الفاظ کا معنی:۔ لا يتعتب: تَعَتُّبًا (تفعل) سے مضارع ہے بمعنی تھکنا و اکتاہٹ محسوس کرنا۔

يَلْهَجُ: لَهَجًا (سمع) سے مضارع ہے بمعنی عادی ہونا۔ لَايَشْكُوْ: شَكْوًا شِكَايَةً (نصر) بمعنی شکوہ شکایت کرنا۔

كَنَاسَةٌ: کوڑا کرکٹ اور کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ۔ لَايَتَذَمَّرُ: تَذَمُّرًا (تفعل) سے مضارع ہے بمعنی ملامت کرنا۔

لَا يَغْضِبُ: غَضْبًا مَغْضَبَةً (سمع) سے مضارع ہے بمعنی غصہ ہونا، غضبناک ہونا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱٤۳۹ھ

الشق الاوّل......عربی جملوں کا اردو میں اور اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں۔ تین پھل وتین پھولوں کے عربی نام تحریر کریں۔

(كان رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسًا مع اصحابه فرفرفت فوق راسه الشريف حمامة ترتعد خوفًا فقال لاصحابه: من اٰذى هذه الحمامة؟ فقال احدهم: انا اخذت صغارها فامره رسول الله صلى الله عليه وسلم بردّها الى مكانها شفقةً عليها) (ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تنگدستی کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے اس کو دو درہم دیئے اور اسے کہا: جا، ان میں سے ایک سے کھانا خرید اور دوسرے کے ساتھ کلہاڑی، پھر لکڑیاں کاٹ اور بیچ اور یہ تیرے لئے سوال کرنے سے بہتر ہے)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں: (۱) عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ (۲) اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ (۳) تین پھل وتین پھولوں کے عربی نام۔

جواب...... ❶ عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر ایک کبوتری پھڑ پھڑائی جو خوف سے تھرتھرا رہی تھی تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا: کس نے اس کبوتری کو تکلیف دی؟ تو ان میں سے ایک نے جواب دیا: میں نے اس کے چھوٹے بچوں کو پکڑا ہے تو آپ ﷺ نے اسے ان بچوں کو ان کی جگہ واپس رکھنے کا کہا، ان بچوں پر شفقت کرتے ہوئے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔ شكا الرجل الى النبي صلى الله عليه وسلم شدّة الفقر فقال له: اما عندك شئٌ ؟ قال: لا فاعطاه درهمين وقال له : اذهب فاشتر باحدهما طعامًا وبالاخر فاسًا فاحتطب وبع وهذا خيرٌ لك من المسألة۔

❸ تین پھل وتین پھولوں کے عربی نام:۔ پھل: تُفَّاحَةٌ (سیب) عِنَبٌ (انگور) تَمَرٌ (کھجور)۔

پھول: وَرْدَةٌ (گلاب کا پھول) یاسمین (چنبیلی کا پھول) نرجس (نرگس کا پھول)۔

الشق الثانی......اردو عبارت کا عربی میں ترجمہ کریں۔ (سستی ایک بری عادت ہے جو انسان کو دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے محروم کردیتی ہے۔ وقت کو فضول کاموں میں صَرف کرنا بھی بری عادت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ فضول کاموں کو چھوڑ دے۔ طالب علم کا زیادہ تعلقات بڑھانا بہت مضر ہے۔ یہ تعلقات اس کے ذہن کو پراگندہ کردیتے ہیں۔)

عربی عبارت کا اردو میں ترجمہ کریں۔(صرفُ المال فی المحرمات اسرافٌ ۔ وصرفُ المال فی غیر محله اسرافٌ۔ وصرفه اکثر من الحاجة اسرافٌ۔ التاجر المسلم لایکذب ولا یحلف الکذب ولا یغشّ احدًا ۔ واذا یزن یرجّحُ ۔ ویسامح الناس) تین پرندوں وتین جانوروں کے عربی نام لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں۔(۱) اردو عبارت کا عربی میں ترجمہ (۲) عربی عبارت کا اردو میں ترجمہ (۳) تین پرندوں وتین جانوروں کے عربی نام۔

جواب ...... ① اردو عبارت کا عربی میں ترجمہ:۔ **الکسل عادةٌ قبیحة التی یخیب الانسان من نعم الدنیا والاٰخرة، بذل الوقت فیما لا یعنی ایضًا عادةٌ قبیحة قال النبی ﷺ من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه کثرة العلاقات مضرة جدًا لطالبٍ هذه العلاقات یشتّت ذهنه۔**

② عربی عبارت کا اردو میں ترجمہ:۔ مال کو حرام کاموں میں خرچ کرنا اسراف ہے اور اسے بے جا خرچ کرنا بھی اسراف ہے اور ضرورت سے زائد خرچ کرنا بھی اسراف ہے۔ مسلمان تاجر نہ جھوٹ بولتا ہے اور نہ جھوٹی قسم کھاتا ہے اور نہ کسی کو دھوکہ دیتا ہے اور جب تولتا ہے تو جھکتا ہوا تولتا ہے اور لوگوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرتا ہے۔

③ تین پرندوں وتین جانوروں کے عربی نام:۔ پرندے: **عصفورٌ** (چڑیا) **غرابٌ** (کوا) **حَمَامٌ** (کبوتر)۔

جانور: **اَسَدٌ** (شیر) **شاة** (بکری) **اِبِلٌ** (اونٹ)۔

﴿الورقة الرابعة : فی التاریخ والادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱٤٤٠ھ

الشق الاوّل ...... **وَجَاءَ عَلٰی عَرْشِ مِصْرَمَلِكٌ جَبَّارٌجِدًّا وَكَانَ یَرٰی اَنَّ قَوْمَهُ الْقِبْطَ مِنْ نَوْعٍ وَاَنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مِنْ نَوْعٍ اٰخَرَ وَكَانَ فِرْعَوْنُ یُعَامِلُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مُعَامَلَةَ الْحَمِیْرِوَالدَّوَابِّ،یَسْتَعْمِلُهَاالْاِنْسَانُ وَلَا یُعْطِیْهَا اِلَّا قُوْتَ یَوْمِهَا وَكَانَ مَغْرُوْرًا بِمُلْكِهٖ وَقُصُوْرِهٖ وَقُوَّتِهٖ۔**(ص ۱۴۶۔عثمانیہ)

اعراب لگائیں سلیس ترجمہ کریں حضرت یوسف کے بعد بنی اسرائیل کے حالات پر روشنی ڈالیں قبط کون ہے اور بنی اسرائیل کون ہے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں:(۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے حالات (۴) قبط اور بنی اسرائیل کا تعارف۔

جواب ...... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ مصر کے تخت پر ایک بہت سخت بادشاہ ظاہر ہوا اس کا نظریہ تھا کہ اس کی قوم قبط ایک الگ قوم ہے اور بنی اسرائیل الگ لوگ ہیں۔ اور فرعون بنی اسرائیل سے گدھوں اور جانوروں والا معاملہ کرتا تھا کہ جن سے انسان خدمت تو لیتا ہے اور انہیں اس دن کی خوراک کے علاوہ کچھ نہیں دیتا، اس کو اپنے محلات اور اپنی بادشاہت اور طاقت پر غرور تھا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے حالات:۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام وفات پا گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور مصر والے بہت غمزدہ ہوئے، کچھ عرصہ بعد حضرت یوسف علیہ السلام بھی وفات پا گئے۔ وہ دن مصر والوں پر بڑا شاق تھا۔ مصر والے اس دن اس پر بہت افسردہ وغمگین ہوئے، پھر لوگ اپنا غم بھول گئے، کچھ عرصہ تک مصر والوں نے اپنی بات کا لحاظ کیا، کنعانیوں کی اہمیت کو مانا اور یہ کنعانی جنہیں بنی اسرائیل کے نام سے پکارا جاتا تھا شرفاء اور مالدار تھے لیکن اس کے بعد حالات تبدیل ہوگئے۔ ان کے حالات بگڑ گئے انہوں نے اللہ کی طرف بلانا چھوڑ دیا، مخلوق کو اللہ کی طرف موڑنا چھوڑ دیا، دنیا پر ٹوٹ پڑے، لوگوں کا ان کے ساتھ معاملہ نہ رہا، ان کے مالداروں سے لوگ حسد کرنے لگے، ان کے فقیروں سے حقارت برتنے لگے، مصر والے ان کو ان اجنبیوں کی طرح دیکھنے لگے جو کہ کسی دوسرے شہر سے آیا ہو اور ان کو مصر میں رہنے کا کوئی حق نہ ہو۔ اور مصر والوں کو یہ یقین تھا کہ وہ ہی مصر کے رہنے والے ہیں اور مصر صرف مصر والوں کا ہی تھا

اور بعض مصریوں کا یہ خیال تھا کہ یوسف علیہ السلام اجنبی تھے جو کہ کنعان سے آئے تھے اور انکو عزیز مصر نے خریدا تھا لہٰذا کنعانیوں کو مصر پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، بہت سے لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کی فضیلت آپ کی شرافت اور آپ کے احسانات کو فراموش کر گئے۔

مصر کے تخت پر فرعون قابض ہو گیا وہ بنی اسرائیل سے بہت ہی زیادہ کینہ رکھتا تھا مصر کے اقتدار پر زیادہ ہی کینہ رکھتا تھا وہ اس بات کو بالکل نہیں دیکھتا تھا کہ بنی اسرائیل، انبیاء کرام کی اولاد میں سے ہیں۔

④ قبط اور بنی اسرائیل کا تعارف:۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر بنی اسرائیل کے مقابلہ میں دوسرا لشکر قبطی کہلاتا ہے۔ یہ فرعون کے شاہی خاندانوں کی اولاد تھی۔ صاحب قصص القرآن لکھتے ہیں کہ مصر پر مجموعی طور پر اکتیس خاندان حکمران رہے اور یہ انہی حکمرانوں و بادشاہوں کی اولاد تھے جو مصر کو اپنی مِلک اور بنی اسرائیل کو اپنا مملوک وغلام سمجھتے تھے۔

اسرائیل عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا عربی ترجمہ عبداللہ (اللہ کا بندہ) ہے اور یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ نسل جو حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے چلی ان کو بنی اسرائیل کہتے ہیں اور یہود و نصاریٰ کے قدیم خاندان آج بھی اسی نسبت سے منسوب ہیں۔ نسب نامہ یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم ہے۔ گویا بنی اسرائیل انبیاء علیہم السلام کی اولاد ہیں۔

الشق الثانی......وَكَانَ يَوْمًا جَالِسًا عَلٰى شَاطِئِ النِّيْلِ يَتَنَزَّهُ...... وَكَانَتْ مَعَهٗ مَلِكَةُ مِصْرَ، تَتَنَزَّهُ مَعَ الْمَلِكِ وَ تَرٰى اِلَى النِّيْلِ وَبَيْنَمَا يَتَنَزَّهَانِ، اِذْ وَقَعَ بَصَرُهُمَا عَلٰى صُنْدُوْقٍ تَلْعَبُ بِهٖ اَمْوَاجُ النِّيْلِ كَأَنَّمَا تُقَبِّلُهٗ۔ (ص۱۵۲۔عثمانیہ)
اعراب لگائیں ترجمہ کریں اس صندوق میں کون تھا؟ پورا واقعہ قلم بند کریں ملکہ مصر کون تھی؟ اس کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں۔(۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) صندوق والے واقعہ کی وضاحت (۴) ملکہ مصر کا تعارف۔

جواب ...... ① عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ وہ ایک دن نیل کے کنارے بیٹھا ہوا تفریح کر رہا تھا، اس کے ساتھ ملکہ مصر بھی تفریح میں شریک تھی وہ بھی دریائے نیل کو دیکھ رہی تھی، ان کی اس تفریح کے دوران ان کی نظر اس صندوق پر پڑی جس کے ساتھ نیل کی موجیں اس طرح کھیل رہی تھیں جیسے کہ چوم رہی ہوں۔

③ صندوق والے واقعہ کی وضاحت:۔ ایک قبطی نجومی فرعون کے پاس گیا اور اس سے کہا بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا اور اس کے ہاتھوں تمہاری بادشاہت ختم ہو جائے گی، فرعون غصے سے پاگل ہو گیا اس نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں ہر پیدا ہونے والے بچے کو ذبح کر دیں، فرعون اپنے آپ کو لوگوں کا خدا سمجھتا تھا کہ جسے چاہے ذبح کر دیتا۔

مصر میں سپاہی پھیل گئے تلاش میں لگ گئے جب ان کو کوئی بچہ ملتا تو اس کو ذبح کر دیتے، ماں باپ کے سامنے ہزاروں بچے ذبح ہو گئے تھے مگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ تھا کہ وہ کام ہو جائے جس سے فرعون ڈرتا ہے اور جس سے بچتا ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

آخر وہ بچہ پیدا ہوا جس کیلئے یہ بات مقدر ہو چکی تھی کہ فرعون کی بادشاہت اس کے قبضے میں چلی جائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پولیس اور نگران فورس کی موجودگی کے باوجود تین ماہ تک زندہ رہے۔ لیکن والدہ کو اپنے حسین وجمیل بیٹے کے بارے میں تشویش لگی رہی کہ بچوں کے دشمن گھات لگائے بیٹھے تھے۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ماں کی مدد کی اور اس کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس بچے کو صندوق میں رکھ دیں اور دریا میں بہا دیں وغیرہ وغیرہ۔ پھر فرعون نے دریا سے صندوق کو پکڑا اور بچہ کو نکالا اور فرعون کہتا کہ اس کو وہ قتل کریں کہ اس کی بیوی نے قتل نہ کرنے دیا لہٰذا حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے ہوئے۔ ایک دن جا رہے تھے کہ ایک بنی اسرائیل اور قبطی لڑ رہے تھے، بنی اسرائیل نے مدد مانگی موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کو مکا مارا اور قتل کر دیا۔ پھر موسیٰ نے دعوت الی اللہ دی، فرعون کو سمجھ آ گئی کہ میرا دشمن ہے لہٰذا موسیٰ علیہ السلام فرعون کو اللہ کی طرف دعوت دیتے رہے۔ بہر حال فرعون نہ مانا اور ہلاک ہو گیا۔

④ ملکۂ مصر کا تعارف:۔ ملکہ مصر فرعون کی بیوی تھی۔ اسکا نام آسیہ تھا جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صندوق سے نکالا گیا اور قتل کا مشورہ ہوا تو اس نے سفارش کی تھی کہ اس کو اپنا بیٹا بنائیں گے اور یہ اندرونِ خانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکی تھی اور جب

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگروں پر فتح ملی تو اُس دن اِس نے اپنے ایمان کا اظہار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر ان کی مدح فرمائی حتیٰ کہ فرمایا کہ دنیا کی افضل ترین عورتوں میں سے ایک آسیہ امرأۃ فرعون ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ......كـانـوا يشركـون بـالـلّٰه غيـره،كما كانت امم الأنبياء فى كل عصر وكانوا ينقصون المكيال والميزان ويطففون فى الكيل ويتعرضون للقوافل...... ويعيشون فى الأرض فسادا...... (ص۲۳۲۔عثمانیہ)

ترجمہ کریں، اس عبارت میں کس نبی کی امت کا ذکر ہو رہا ہے؟ اس امت کا کچھ حال لکھیں، حضرت داؤد علیہ السلام کا کچھ حال لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔(۱) عبارت کا ترجمہ (۲) نبی کی نشاندہی اور امت کے احوال (۳) حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوروں کو شریک ٹھہراتے تھے جس طرح کہ ہر زمانے میں انبیاء کی امتوں نے کیا (بلکہ انہوں نے اس پر اور زیادتی کی) وہ ترازو اور وزن میں کمی کرتے اور وزن میں کم تولتے اور قافلوں والوں کو چھیڑنے آجاتے، زمین پر فساد پھیلاتے۔

❷ نبی کی نشاندہی اور امت کے احوال:۔ اس میں حضرت شعیب علیہ السلام کا قصہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے مدین اور ایکہ والوں کی طرف بھیجا تھا۔ یہ تاجر لوگ تھے جو بحیرہ احمر کے ساحل پر یمن وشام اور مصر وعراق کے درمیان بڑی تجارتی شاہراہ پر واقع تھے، یہ نافرمان اور مشرک لوگ تھے اور یہ کاروباری لوگ تھے، ناپ تول وترازو میں بہت زیادہ کمی بیشی کرتے تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو دعوت دی مگر انہوں نے دعوت ماننے سے انکار کر دیا اور طرح طرح کے اعتراضات کئے۔

❸ حضرت داؤد علیہ السلام کے حالات:۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے زمین پر حکومت دی اور ان کو وسیع بادشاہت عطاء کی اور ان دونوں کا علم بڑھایا، ان کو بہت کچھ سکھایا جس سے لوگ ناواقف تھے جہاں تک حضرت داؤد علیہ السلام کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پہاڑوں، پرندوں کو مسخر کر دیا جو دعا اور تسبیح میں ان کے ہم آہنگ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے زرہ بنانے کا فن سکھایا، لوہے کو ان کے لئے نرم کر دیا لیکن حضرت داؤد علیہ السلام زبردست حاکمیت کے باوجود بہت عاجزی اور خشوع والے تھے۔

الشق الثانی ......وتسلط عليهم القمل ،فـالـعياذ بالله ألقمل فى الفراش والقمل فى الثياب والقمل فى الرأس والقمل فى الشعر فطارنومهم وباتوا يقصعون القمل ويسبونه حتى يصبحوا وكيف يقاتلونه والقمل لاتعمل فيه السيوف ولاتعمل فيه السهام ولاينجدهم فى ذلك جنودهم وشرطتهم۔ (ص۱۹۷۔عثمانیہ)

عبارت کا سلیس ترجمہ کیجیے خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں۔(۱) عبارت کا ترجمہ (۲) الفاظِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور ان پر کھٹمل مسلط ہو گئے، اللہ کی پناہ: بستر میں کھٹمل اور کپڑوں میں کھٹمل اور سر میں کھٹمل اور بالوں میں کھٹمل، پس اُنکی نیند اُڑ گئی اور وہ رات گزارتے کھٹمل کو مارتے اور برا بھلا کہتے ہوئے یہاں تک کہ صبح کر دیتے وہ، اور وہ کیسے اُن سے لڑ سکتے تھے اس حال میں کہ کھٹمل میں نہ ہی تلواریں کام کرتی تھیں اور نہ ہی نیزے اور نہ ہی اُنکے لشکر اُنکے کام آسکتے تھے اور نہ اُنکی پولیس۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ الفاظِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق:۔ "اَلْقَمْلُ" یہ مفرد ہے اس کی جمع قُمَّلَةٌ ہے بمعنی کھٹمل وچچڑی۔

"تَسَلَّطَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر تَسَلُّطًا (تفعل، صحیح) بمعنی مسلط ہونا۔

"فَطَارَ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث ماضی معلوم از مصدر طَيَرَانٌ (ضرب، اجوف) بمعنی اُڑنا۔

"يَقْصَعُوْنَ" صیغہ جمع مذکر غائب بحث مضارع معلوم از مصدر قَصْعًا (فتح صحیح) بمعنی ناخن سے مارنا اور پیسنا۔

"يَسُبُّوْنَهٗ" صیغہ جمع مذکر غائب بحث مضارع معلوم از مصدر سَبًّا (نصر، مضاعف) بمعنی گالی دینا، برا بھلا کہنا۔

"اَلسِّهَامُ" یہ جمع ہے اس کا مفرد سَهْمٌ ہے بمعنی تیر۔ "جُنُوْدُهُمْ" یہ جمع ہے اس کا مفرد جُنْدٌ ہے بمعنی لشکر۔

"لَایُنْجِدُھُمْ" صیغہ واحد مذکر غائب بحث نفی مضارع معلوم از مصدر نَجْدًا (نصر، صحیح) بمعنی مدد کرنا، غالب ہونا۔
"شُرْطَتُھُمْ" یہ جمع ہے اس کا مفرد شُرْطِیٌ ہے بمعنی پولیس۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ......عربی میں ترجمہ کریں۔(پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی مالداری کو فقر سے پہلے، اپنی فرصت کو مشغولیت سے پہلے، اپنی زندگی کو موت سے پہلے)۔

کان النبی ﷺ اشد الناس تواضعا فکان یعود المریض ویتبع الجنازة ویجیب دعوة المملوك ویساعد اهله فی حاجة البیت وکان یمر بالصبیان فیسلم علیهم۔ عبارت کا ترجمہ کریں۔خط کشیدہ جملہ کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال کا حل تین امور ہیں:① جملوں کا عربی میں ترجمہ ② عبارت کا ترجمہ ③ مخطوطہ جملہ کی نحوی ترکیب۔

جواب ...... ① جملوں کا عربی میں ترجمہ:۔اغتنموا خمسًا قبل خمسٍ، صحتکم قبل المرض، شبابکم قبل الهرم، غناء کم قبل الفقر، فراغکم قبل الشغل، حیاتکم قبل الموت ۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ عاجزی والے تھے۔آپ مریضوں کی عیادت کرتے تھے، جنازہ کے ساتھ چلتے تھے، غلام کی دعوت کو قبول کرتے تھے، اپنے گھر والوں کے کام کاج میں ہاتھ بٹاتے تھے، بچوں کے ساتھ گزرتے ہوئے اُن کو سلام کرتے تھے۔

③ مخطوطہ جملہ کی نحوی ترکیب:۔فاء تفصیلیہ کان ناقصہ اس میں ھو ضمیر اس کا اسم یعود فعل مع فاعل المریض مفعول بہٖ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یتبع فعل مع فاعل الجنازة مفعول بہٖ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہٖ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر، کان اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی ......القطار یسیر علی سکة حدیدیة خاصة، أما السیارة فهی تسیر علی الطرق المعبدة، نرکب السفینه فی البحر، ونرکب الطائرة لنطیر فی الجو، ونرکب القطار أو السیارة لنسافر فی البر۔
ترجمہ کریں۔افعالِ ماضی (وَجَدَ، وَقَفَ، شَكَرَ، كَتَبَ) کو جملوں میں استعمال کریں۔ان کلمات کا معنی لکھیں (عصفور، شباك، أغصان، الرمل، جند، حرس، السنور)۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں۔(۱) عبارت کا ترجمہ (۲) افعال کا جملوں میں استعمال (۳) مذکورہ کلمات کے معانی۔

جواب ...... ① عبارت کا ترجمہ:۔ ریل گاڑی لوہے سے بنی ہوئی مخصوص گلی (پٹڑی) پر چلتی ہے۔بہر حال موٹر کار وہ پختہ سڑک پر چلتی ہے۔ہم کشتی پر سمندر میں سوار ہوتے ہیں اور ہم طیارے میں سوار ہوتے ہیں تاکہ فضاء میں اُڑیں اور ہم ریل گاڑی یا موٹر کار پر سوار ہوتے ہیں تاکہ خشکی میں سفر کریں۔

② افعال کا جملوں میں استعمال:۔وَجَدَ (مَنْ جَدَّ وَجَدَ)، وَقَفَ (وَقَفَ الطَّالِبُ اَمَامَ الْاُسْتَاذِ)، شَكَرَ (شَكَرَ خَالِدٌ اَلْمُدِیْرَ)، كَتَبَ (كَتَبَ زَیْدٌ دَرْسَهٗ)۔

③ مذکورہ کلمات کے معانی:۔عصفور (چڑیا)، شباك (کھڑکی)، أغصان (ٹہنیاں)، الرمل (ریت)، جند (لشکر)، حرس (محافظ و پہرہ دار)، السنور (بلی)۔

﴿الورقة الرابعة : فی التاریخ والادب﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ......نزل عابد من السیارة ، اشتری خالد تذکرة السفر، حجز خالد مقعدا فی القطار، جلس الرکاب فی قاعة الانتظار، اقلعت الطائرة فی الساعة السابعة تمامًا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

مذکورہ بالا عبارت کا اردو میں ترجمہ کریں، مندرجہ ذیل عبارت کا عربی میں ترجمہ کریں۔
① ریل گاڑی کراچی سے وقت پر چلی ② ہوائی جہاز دیر سے پہنچا ③ ہم سفر میں نماز قصر ادا کرتے ہیں اور اپنے ساتھ جائے نماز لے جاتے ہیں ④ ہم مہمانوں کے استقبال کیلئے ایئرپورٹ گئے ⑤ اپنے سفر کے ساتھی کا اکرام کرو۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) عربی عبارت کا اردو میں ترجمہ (۲) اردو عبارت کا عربی میں ترجمہ۔

جواب ...... ❶ عربی عبارت کا اردو میں ترجمہ:۔ عابد گاڑی سے اترا، خالد نے سفر کا ٹکٹ خریدا، خالد نے ریل گاڑی میں سیٹ روکی، سواریاں انتظار گاہ میں بیٹھ گئیں، ہوائی جہاز پورے سات بجے اُڑا۔

❷ اردو عبارت کا عربی میں ترجمہ:۔ ①**تحرّك القطار من كراتشي على الوقت ②وصلتِ الطائرة بالتاخير ③نحن نقصر الصلٰوة فى السفر ونأخذ معنا سجادةً ④ ذهبنا الى لمطار لاستقبال الضيوف ⑤أكْرِمْ صاحبَ سفِرك۔**

الشق الثانی ...... **مدرستك هى المنزل الثانى ، الذى تقضى فيه احسن ساعات حياتك، تعيش فيه مع اسرة تتألف من اخوانك التلاميذ وآبائك المعلمين والطفل يتعلم من البيت ويتعلم من الامام ويتعلم من الاسرة ۔**

عبارت بالا کا ترجمہ کریں، اس عبارت میں موجود تمام افعالِ مضارع کو الگ کریں۔ مندرجہ ذیل کلمات کا معنیٰ قلم بند کریں:

(فترات الرحلة، رمال، شاطئ، احياء، حمامة، الجوع، غفش، المسافرين، مهندس، حاذق)

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) افعالِ مضارع کی نشاندہی (۳) الفاظ کا معنیٰ۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ آپ کا مدرسہ آپ کا وہ دوسرا گھر ہے جس میں آپ زندگی کی سب سے اچھی گھڑیاں گزارتے ہیں مدرسہ میں آپ ایسے خاندان کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں جو آپ کے بھائیوں کی طرح طالب علم اور اور آپ کے والد کی طرح اساتذہ سے مل کر بنتا ہے، بچہ گھر سے سیکھتا ہے اور والدہ سے سیکھتا ہے اور خاندان سے سیکھتا ہے۔

❷ افعالِ مضارع کی نشاندہی:۔ **تقضى، تعيش، تتألف، يتعلم۔**

❸ الفاظ کا معنیٰ:۔ **فترات الراحة** (آرام کے وقفے) **رمال** (ریت) **شاطئ** (کنارہ) **احياء** (محلے) **حمامة** (کبوتری) **الجوع** (بھوک) **غفش المسافرين** (مسافروں کا سامنا) **مهندس** (انجینئر)، **حاذق** (ماہر و تجربہ کار)۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤٤۱ھ

الشق الاوّل ...... **ولٰكن تغيرت الاحوال بعد ذٰلك ، فقد فسدت اخلاقهم وتركوا الدعوة الى الله و دعاء الخلق الى الله وسقطوا على الدنيا ۔**

عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے یہ بتائیں کہ اس میں کس قوم کا تذکرہ ہورہا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کا واقعہ قلم بند کریں، شہر مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا واقعات پیش آئے؟

0313 6357912 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مذکورہ قوم کی نشاندہی (۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کا واقعہ (۴) مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آمدہ واقعات۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ اور لیکن اُس کے بعد حالات تبدیل ہوگئے اور تحقیق اُن کے اخلاق بگڑ گئے اور انہوں نے اللہ کی طرف دعوت کو اور اللہ کی طرف مخلوق کے بلانے کو ترک کردیا اور وہ دنیا پر ٹوٹ پڑے۔

❷ مذکورہ قوم کی نشاندہی:۔ اس عبارت میں اہلِ کنعان (بنی اسرائیل) کا ذکر ہے۔

❸ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کا واقعہ:۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں داخل ہوئے تو اس خوبصورت بچہ کو ہر شخص پکڑنے اور چومنے کی کوشش کرتا اور اُسکی تعریف کرتا۔ ملکہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کیلئے دودھ پلانے والی کو طلب کیا، وہ آئی اور اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے کی کوشش کی آپ علیہ السلام روتے تھے اور دودھ سے انکار کرتے تھے۔ پھر دوسری عورت

کو بلایا گیا اِسی طرح تیسری، چوتھی، پانچویں کئی عورتوں کو بلایا گیا اُن سب نے دودھ پلانے کی کوشش کی مگر آپ انکار کرتے تھے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے اُن کا دودھ موسیٰ علیہ السلام پر حرام کردیا تھا۔ جب کافی دن گزر گئے تو موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کہا کہ جاؤ اور اپنے بھائی کو دیکھو شاید وہ زندہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میرے بچے کو میری طرف لوٹائے گا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن تلاش کرتے کرتے محل تک پہنچ گئی جہاں موسیٰ علیہ السلام کے متعلق عورتیں دودھ نہ پینے کے متعلق بات چیت کررہی تھیں۔ اُس نے کہا کہ میں شہر میں ایک ایسی عورت کو جانتی ہوں کہ یہ بچہ یقیناً اُس کا دودھ پیئے گا، ایک عورت نے کہا کہ ہم کئی عورتوں کا تجربہ کرچکے ہیں مگر یہ بچہ کسی کا دودھ نہیں پیتا، دوسری نے کہا کہ تجربہ کرنے سے فرق نہیں پڑتا چنانچہ ملکہ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو بلایا گیا اور خادمہ نے موسیٰ علیہ السلام کو والدہ کی طرف بڑھایا تو آپ اپنی والدہ سے چمٹ گئے اور دودھ پینا شروع کردیا، گویا کہ آپ اِسی کے منتظر تھے۔ پھر فرعون اور ملکہ کی اجازت سے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لیکر دودھ پلانے کیلئے اپنے گھر لوٹیں۔

۴ مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آمدہ واقعات:۔ جب موسیٰ علیہ السلام مصر سے بھاگ کر مدین پہنچے تو وہاں کوئی شخص انہیں جانتا پہچانتا نہ تھا، موسیٰ علیہ السلام رات گزارنے کیلئے پریشان تھے، اِسی دوران انہوں نے ایک کنواں دیکھا جہاں لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلاتے تھے اور وہاں دولڑکیاں کنویں سے کچھ فاصلے پر اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے انتظار میں کھڑی تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اُن سے پوچھا کہ تم اپنے جانوروں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ طاقتور لوگ ہیں اور ہم کمزور ہیں، ہم ان طاقتوروں کی موجودگی میں اپنے جانوروں کو کیسے پانی پلاسکتی ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہارے گھر میں ان کو پانی پلانے کیلئے کوئی مرد نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے والد بہت ضعیف ہیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اُنکے جانوروں کو پانی پلا کر اُنکے سپرد کردیا، اُنکے جانے کے بعد موسیٰ علیہ السلام رات گزارنے کیلئے پریشان تھے کہ اِسی دوران اُن میں سے ایک لڑکی آئی اور کہا کہ ہمارے والد تمہیں بلارہے ہیں، جب موسیٰ علیہ السلام اُنکے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حالات وغیرہ پوچھے، موسیٰ علیہ السلام نے اپنا پورا واقعہ بیان کیا تو اُس بزرگ نے کہا کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، آپ میرے پاس مہمان کے طور پر رہیں، یہاں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

اُس کے بعد اُس بزرگ نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اپنی ان دو بیٹیوں میں سے کسی ایک سے نکاح کرنے کی صورت یہ پیش کی کہ آپ میری بیٹی کے مہر کے طور پر آٹھ سال تک میری خدمت کروگے، اگر دس سال خدمت کروتو پھر تمہاری مرضی ہے۔ اِس طرح موسیٰ علیہ السلام کی مدین میں شادی بھی ہوگئی۔

الشق الثانی ...... **وقال الرجل الرشید ان اللّٰہ قد وھبکم نعمة ولکنکم ماعرفتم فضلھا وماقدرتموھا حق قدرھا حتی اذا ذھبت تأسفتم علیھا۔**

عبارت کا مطلب خیز ترجمہ کریں، یہ رجل رشید کون ہیں؟ ان کا واقعہ قلم بند کریں۔ فرعون کی غرقیابی کا واقعہ قلم بند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) رجل رشید کی مراد اور واقعہ (۳) فرعون کی غرقیابی کا واقعہ۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ...... ۱ عبارت کا ترجمہ:۔ اور نیک وایماندار آدمی نے کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں نعمت عطاء کی اور لیکن تم میں نے اُسکی عظمت نہ پہچانی اور نہ تم نے اسکی قدر کی جیسا کہ اُسکی قدر کرنے کا حق تھا حتیٰ کہ جب وہ نعمت چلی گئی تو پھر تم نے اُس پر افسوس کیا۔

۲ رجل رشید کی مراد اور ان کا واقعہ:۔ بعض روایات کے مطابق یہ فرعون کا چچازاد بھائی تھا اور اس کا نام شمعان تھا۔ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق قتل کا فیصلہ کیا تو شمعان جس نے اپنا ایمان چھپایا ہوا تھا اس نے بنی اسرائیل سے مخاطب ہوکر کہا کہ تم موسیٰ کو کیوں تکلیف پہنچاتے ہو؟ اور کیوں اس کے درپے ہو؟ جب تم اس پر ایمان نہیں لاتے تو تم اس کو اسکے حال پر چھوڑ دو۔ اگر وہ جھوٹا ہوا تو اسکے جھوٹ کا وبال اسی پر آئے گا اور اگر وہ سچا ہوا اور تم نے اسکی تکذیب کردی اور اس کو تکلیف پہنچائی تو تمہاری بربادی ہے۔ اور اسکے وعدہ کئے ہوئے عذاب میں سے تمہیں کچھ بھی عذاب پہنچ سکتا ہے اس لئے اے بنی اسرائیل تم اپنی بادشاہی وحکومت پر غرور نہ کرو، اپنی طاقت ولشکر پر ناز نہ کرو، آج تو تمہاری بادشاہی ہے مگر عذاب آنے کی صورت میں کون تمہاری مدد کرے گا؟ اے میری قوم! مجھے خوف ہے کہ کہیں تم پر بھی سابقہ قوموں کی طرح عذاب نازل نہ

ہوجائے،اے میری قوم! تمہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی صورت میں ایک عظیم نعمت عطاء کی تھی،تم نے اس کی قدر نہ کی اور بعد میں تم پشیمان ہوئے،اسی طرح تم موسیٰ کی مدد کرو وگرنہ اس کے بعد بھی تمہیں افسوس وشرمندگی ہوگی۔ جب اس آدمی کی وعظ ونصیحت پر بنی اسرائیل نے عمل نہ کیا تو آخر میں اس نے کہا کہ میں تمہیں کامیابی کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے دوزخ اور شرک کی طرف بلاتے ہو،آج تو تم میری بات نہیں مان رہے مگر بعد میں تم میری باتوں کو یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ اپنے پروردگار کے سپرد کرتا ہوں،وہی ہم سب کا نگران ہے۔

۳ فرعون کی غرقیابی کا واقعہ:۔ جب مصر کی سرزمین بنی اسرائیل پر تنگ ہوگئی اور فرعون کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کو لیکر رات کے وقت بیت المقدس کی طرف نکل جائیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں پر بارہ امیر مقرر کئے اور چلتے رہے۔ادھر بنی اسرائیل بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے اور اُدھر فرعونی لشکر پیچھے سے روانہ ہوگیا۔رات کی تاریکی میں موسیٰ علیہ السلام راستہ بھول گئے،شمال کی طرف چلنے کی بجائے مشرق کی طرف چلتے ہوئے بحرِ احمر پر پہنچ گئے،صبح کے وقت پیچھے دیکھا تو فرعونی لشکر بھی پیچھے پہنچ چکا تھا۔بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰ! تو نے ہمیں ہلاک کردیا،اب ہم نہ آگے جانے کے اور نہ پیچھے لوٹنے کے،اب موت کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے،موسیٰ علیہ السلام نے کہا میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے راستہ دکھائے گا۔موسیٰ علیہ السلام نے حکمِ خداوندی سے سمندر میں عصا مارا تو دریا پھٹ گیا،پانی پہاڑ کی طرح ٹھہر گیا اور بارہ قبیلوں کے لئے بارہ راستے بن گئے،بنی اسرائیل دریا عبور کرکے خشکی پر پہنچ گئے،فرعون نے بھی اپنے لشکر کو دریا میں داخل ہونے کا حکم دیا،جب فرعونی لشکر دریا کے درمیان پہنچا تو پانی حرکت میں آگیا اور ان سب کو غرق کردیا،اس موقع پر فرعون نے کہا کہ میں موسیٰ وہارون کے رب پر ایمان لاتا ہوں مگر اب بہت دیر ہوچکی تھی۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ...... اردو میں ترجمہ کریں: **امر الملك احد الخدم و قال اليك هٰذا الصندوق و ذهب الخادم و اخرج الصندوق و فتح الصندوق فاذًا فيه غلام جميل يبتسم و تحيّر الناس كل يأخذه و يراه وتحيّر فرعون ورآه قال بعض الخدم انّ هٰذا الغلام اسرائيلىّ و لا بدّ للملك ان يذبحهٗ** ۔(ص۱۵۲۔عثمانیہ)

جواب ...... بادشاہ نے خادموں میں سے ایک کو حکم دیا اور کہا: اس صندوق کو پکڑو،پس خادم گیا اور اس نے صندوق نکالا،صندوق کھولا گیا پس ناگہاں (اچانک) اس میں خوبصورت بچہ مسکرا رہا ہے اور حیران ہوگئے لوگ،ہر ایک اس کو پکڑتا اور اسے دیکھتا،فرعون بھی حیران ہوا اور اسے دیکھا،نوکروں میں سے کسی نے کہا کہ بے شک یہ بچہ اسرائیلی ہے،بادشاہ پر لازم ہے کہ اسے ذبح کرے۔

الشق الثانی ...... **فقد سخر الله له الرياح تجرى بأمره تحمله من مكان الى مكان فيصل اليه فى اقرب وقت واسرع زمان وسخرله الأقوياء والحاذقين من الجن ۔**

عبارت کا ترجمہ کریں،اس عبارت میں کس نبی کا ذکر ہے؟ ان کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مختصراً لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مذکورہ نبی کی نشاندہی وحالات (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ...... ۱ عبارت کا ترجمہ:۔ پس تحقیق تابع کردیا اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے ہواؤں کو جو اُن کے حکم سے چلتی تھیں اور انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف اٹھا کرلے جاتی تھیں اور وہ اُس جگہ انتہائی کم وقت اور جلد زمانہ میں پہنچ جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے طاقتور وتجربہ کار جنات بھی تابع کردیئے تھے۔

۲ مذکورہ نبی کی نشاندہی وحالات:۔ اس عبارت میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ ہے جن کے احوال ۱۴۳۸ھ میں گزر چکے ہیں۔

۳ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات:۔ یہود اپنے زمانے کے مروجہ علوم کے سامنے جھک گئے تھے،وہ صرف مادی چیزوں کو تسلیم کرتے تھے،بغیر سبب اور علت کے کسی چیز کو تسلیم نہ کرتے تھے۔وہ طاقت کے وقت سخت اور عاجزی کے وقت نرم ہوجاتے،اُن میں ذلت اور غلامی رَچ بس گئی تھی کیونکہ ایک طویل عرصہ تک وہ شام اور فلسطین میں رومی حکومت کے ماتحت رہ چکے تھے،اُن میں منافقت، حیلے بہانے،مکروفریب اور خفیہ

تحریکوں وسازشوں کے جذبات پائے جاتے تھے اوران میں انبیاء علیہم السلام کو گھٹیا وذلیل سمجھنے اوراُن پر جری ہونے کی عادت رَچ بس گئی تھی حتیٰ کہ وہ قتل وسودی معاملات کو درست اوردینی تعلیمات کو فضول اوربیکار سمجھتے تھے۔اوربنی اسرائیل ایسی امت تھی جو عقیدۂ توحید کی وجہ سے اپنے وقت کی تمام امتوں میں ممتاز تھی۔مگر یہ لوگ صحیح دین، صاف حق اورحالت کی اصلاح کی طرف بلانے والے شخص کے دشمن بن جاتے اوریہ لوگ بہتان تراشی،من گھڑت جھوٹ،سچ کو چھپانے اورجھوٹی گواہی دینے میں بڑے جَری تھے۔اُن کے عقائد بالکل خراب ہوچکے تھے۔مصر میں بچھڑے کی پوجا اورحضرت عذیر علیہ السلام کی تقدیم وتقدیس کی وجہ سے وہ حدودِ انسانی کو بھی کراس کر چکے تھے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسباب سے ہٹ کر اُن کی والدہ کے بطن سے پیدا فرمایا اورپھر انہیں نبوت اوروحی سے سرفراز فرمایا اورانجیل جیسی آسمانی کتاب انہیں عطاء فرمائی۔اندھے اورکوڑھی کو آپ ہاتھ پھیر کر ٹھیک کردیتے،اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کردیتے،لوگوں کے لئے مٹی سے شکلیں بنا کر اُن میں پھونکتے تو وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہوجاتے۔وہ یہودیوں کو اللہ کی طرف بلاتے،انسانوں کے ساتھ رحم ومہربانی،اُن کے احترام اورفقیروں سے ہمدردی کی دعوت دیتے۔یہ تمام باتیں یہود سے برداشت نہ ہوئیں اورانہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرنا شروع کردیا۔چنانچہ اُن کے امیر اورطاقتور لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چھوڑ دیا،جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن سے مایوس ہوگئے تو انہیں معجزات دکھائے تاکہ وہ ایمان لے آئیں مگر عام لوگ اورفقراء آپ پر ایمان لائے اوربقیہ سب نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا پھر رفتہ رفتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حالات تنگ ہوتے گئے چنانچہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے رومی حاکم سے درخواست دی کہ یہ ہمارے دین سے نکل گیا ہے،اس نے ہمارے جوانوں کو قابو کرلیا ہے اورہمارے عقلمندوں کو بیوقوف بنادیا ہے،یہ کسی نظام وقانون کی پابندی نہیں کرتا،اُن کا مقصد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو راستے سے ہٹانا تھا چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پھانسی کا فیصلہ دیا گیا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں کی طرف اٹھالیا اورحضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ پر کسی دوسرے شخص کو پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ ہیں اوروہ قربِ قیامت میں زمین پر نزول فرمائیں گے اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق زندگی گزاریں گے۔

الورقة الرابعة: فی التاریخ والأدب العربی

السوال الاوّل ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل ...... اردو میں ترجمہ کریں اوران جملوں میں حروفِ عاملہ کی نشان دہی کریں:

(۱)یرید الطفل أن ینام (۲)ذهب قاسم الی قریته کی یزورأمّه (۳)والله یرید أن یتوب علیکم۔ (٤)کان الله علی کل شیئٍ حسیبا (٥)لکن هذا أصغر من ذلك۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں:① اردو میں ترجمہ ② حروفِ عاملہ کی نشان دہی۔

جواب ...... ① اردو میں ترجمہ:۔(۱)بچہ ارادہ کررہا ہے کہ سوجائے (۲)قاسم اپنی بستی کی طرف گیا تاکہ اپنی والدہ کی زیارت کرے (۳)اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم اسکی طرف رجوع وتوبہ کرو (۴)اللہ ہر چیز کا حساب کرنے والا ہے (۵)لیکن یہ اُس سے چھوٹا ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

② حروفِ عاملہ کی نشان دہی:۔ ① أنْ حرفِ ناصب مصدریہ ہے ② اِلٰی حرفِ جار ہے، کَیْ حرفِ ناصب ہے ③ أنْ حرفِ ناصب مصدریہ ہے ④ عَلٰی حرفِ جار ہے ⑤ مِنْ حرفِ جار ہے۔

الشق الثانی ......اردو میں ترجمہ کریں۔پھر انہی جملوں کو اسامہ کی بجائے عائشہ کے لحاظ سے لکھیں:

رکب اسامة القطار لیذهب الی لاهور واراد أن یزور اقاربه ورجع من لاهور بعد أسبوعین لٰکن اصبح مریضاً فما استطاع أن یحضر فی الدروس۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور مطلوب ہیں:① اردو میں ترجمہ ② مؤنث جملوں میں تبدیلی۔

جواب ...... ① اردو میں ترجمہ:۔اسامہ لاہور جانے کیلئے ریل میں سوار ہوا اوراس نے رشتہ داروا قارب کی ملاقات کا ارادہ کیا اوروہ لاہور سے دوہفتوں کے بعد واپس آیا،مگر وہ بیمار ہوگیا تھا اوراس میں اسباق میں حاضر ہونے کی طاقت نہ تھی۔

❷ مؤنث جملوں میں تبدیلی:۔ رکبت عائشة القطار لتذهب الى لاهور و ارادت ان تزور اقاربها و رجعت من لاهور بعد اسبوعين لٰكن اصبحت مريضة فما استطاعت ان تحضر فى الدروس ۔

السوال الثانی ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل ......و تجاهل القوم ما اراده شعيب كانّه كان يتكلّم معهم فى لغة اجنبيّة مع انّه ابن البلد و اخو القوم و كانّه كان غير مبين فى كلامه غير مفصح مع انّه من ابلغهم كلاما و افصحهم بيانا۔

عبارت کا اردو میں ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کا معنی لکھیں۔

جواب ...... ❶ عبارت کا اردو میں ترجمہ:۔ قوم جان بوجھ کر اس سے جاہل بن گئی جو شعیب علیہ السلام نے چاہا، گویا کہ وہ ان سے اجنبی و غیر مانوس زبان میں گفتگو کر رہے ہیں حالانکہ وہ اُسی شہر کے رہنے والے اور ان کے قومی بھائی تھے، یا گویا کہ ان کی بات و کلام صاف نہ تھی اور واضح و فصیح بھی نہ تھی، حالانکہ وہ ان میں سے کلام و بیان کے اعتبار سے سب سے زیادہ فصیح و بلیغ تھے۔

❷ خط کشیدہ الفاظ کا معنی:۔ تجاهل: جان بوجھ کر بتکلف جاہل و انجان بننا۔ مبين ومفصح: واضح و فصیح و بلیغ گفتگو کرنے والا۔

لغة اجنبيّة: اجنبی و غیر مانوس زبان اور گفتگو۔ ابن البلد: شہر کا بیٹا، مراد علاقائی و قومی بھائی ہے۔

الشق الثانی ......ولما يئس عيسٰى منهم وشاهد فيهم العناد والكفر ورأى انهم قد جحدوا بما جاء به من اٰيات بينات ومعجزات باهرات، استيقنتها أنفسهم واستصغروه؛ لأنه لم يكن صاحبَ حول و طول ، اقبل على عامة الناس وفقرائهم وقدلانت قلوبهم وصفت نفوسهم لانهم يأكلون بكدّ يمينهم وعرق جبينهم ۔

عبارت کا ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ کلمات کے معانی لکھیں۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان سے مایوس ہو گئے اور ان میں ضد اور کفر و انکار کا مشاہدہ کر لیا اور جان لیا کہ وہ جو صاف و کھلی نشانیاں اور معجزات لیکر آئے ہیں اس کا انہوں نے انکار کر دیا ہے جن کا انہیں یقین کر لینا چاہئے اور وہ انہیں چھوٹا سمجھتے ہیں اسلئے کہ وہ نہ طاقتور ہیں اور نہ قوی ہیں، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام عام لوگ اور فقیروں کی طرف متوجہ ہوئے، تحقیق ان کے دل نرم ہو چکے تھے اور ان کے نفس صاف و پاکیزہ ہو گئے تھے اسلئے کہ وہ اپنے دائیں ہاتھ کی محنت اور اپنے خون پسینہ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

❷ خط کشیدہ کلمات کے معانی:۔ يَئِسَ: مایوس و ناامید ہونا۔ جَحَدُوا: انکار کرنا و جھٹلانا۔ عرق: پسینہ۔

اِسْتَصْغَرُوْ: دوسرے کو حقیر و چھوٹا سمجھنا۔ طَوْلٌ: قدرت و قوت۔ جَبِيْنٌ: پیشانی۔

السوال الثالث ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل ......"مدرسہ" پر ایک مضمون عربی میں لکھیں جو دس سطر (لائنوں) سے کم نہ ہو۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب عربی مضمون:۔ ......**المدرسة**......

هذه مدرستى، اسمها جامعة تعليم النساء خيرالمدارس العربية۔

هذه واقعة على شارع اورنكزيب ببلدة ملتان فيها عشرون معلمةً، يعلمن الطالبات بالجهد والشفقة و يربين الطالبات۔ ويعلم فى مدرستى القرآن الكريم والتفسير والحديث والفقه واللغة العربية والفارسية والانجليزية والعلوم المفيدة والفنون المروجة و غيرها۔ وهى اوّل جامعة البنات بباكستان التى اسسها العالم الشهير فضيلة الشيخ خير محمد الجالندهرى نور الله مرقده۔ والآن مدير الجامعة ابن ابنه فضيلة الشيخ القارى محمد حنيف الجالندهرى دامت بركاتهم۔

الشق الثانی ......بیماری کی وجہ سے ایک ہفتہ رخصت کی درخواست عربی میں تحریر کریں۔

جواب ...... بیماری کی وجہ سے ایک ہفتہ رخصت کی درخواست:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السید مدیر الجامعة بتعلیم النساء جامعة خیرالمدارس حفظه اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمة اللہ و برکاته

بعدالسلام، لقداصابنی مرض شدید وفی جسدی الم شدید ولا استطیع مع المرض الحضور الی المدرسة۔ فالرجاء التکرم باعطائی اجازة اسبوع للصحة وسوف اطالع الدروس التی تفوتنی ایام مرضی وتقبلوا منی غایة شکری وارجوالدعاء عنکم للصحة و العافیة۔ والسلام

مقدمته: سمیه حامد

الطالبة بالصف الثانی

﴿الورقة الرابعة : فی التاریخ و اللغة العربیة﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٤٣ھ

الشق الاوّل ......وَعَاشَتِ الذِّئَابُ فِی الْغَابَةِ وَعَاشَتِ الْحَیَّاتُ وَ الْعَقَارِبُ فِی الْبَلَدِ وَلَمْ یَتَعَرَّضْ لَهَا اَحَدٌ وَلٰکِنْ مَا کَانَ لِمَوْلُوْدٍ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اَنْ یَعِیْشَ فِیْ مَمْلَکَةِ فِرْعَوْنَ وَذُبِحَ اُلُوْفٌ مِنَ الْاَطْفَالِ اَمَامَ آبَائِهِمْ وَ اُمَّهَاتِهِمْ وَکَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ یُوْلَدُ فِیْهِ مَوْلُوْدٌ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یَوْمًا عَسِیْرًا وَکَانَ یَوْمَ حُزْنٍ وَ بُکَاءٍ وَکَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ یُوْلَدُ فِیْهِ مَوْلُوْدٌ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ یَوْمَ تَعْزِیَةٍ وَرَثَاءٍ ۔(ص۱۴۸۔عثمانیہ)اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے، خط کشیدہ کلمات کی لغوی تحقیق کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں(۱) عبارت پر اعراب(۲) عبارت کا ترجمہ(۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق۔

جواب ...... (۱) عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

(۲) عبارت کا ترجمہ:۔ بھیڑیے جنگل میں زندگی بسر کررہے تھے اور سانپ اور بچھو شہر میں زندگی بسر کررہے تھے، کوئی ان سے تعرض نہ کرتا لیکن بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے بچے کو حق نہیں تھا کہ وہ فرعون کی بادشاہی میں زندہ رہے، ہزاروں بچے اپنے ماں باپ کے سامنے ذبح کردیئے گئے، جس دن بنی اسرائیل میں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو وہ سخت دن ہوتا اور وہ غم اور رونے کا دن ہوتا، جس دن بنی اسرائیل میں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو وہ تسلی دینے اور مرثیہ کے اشعار کہنے کا دن ہوتا۔

(۳) کلماتِ مخطوطہ کی لغوی تحقیق:۔ رَثَاءٌ: یہ باب ضرب (ناقص) کا مصدر ہے بمعنی رونا، محاسن کو شمار کرنا، مرثیہ کے اشعار کہنا۔

عَاشَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر عَیْشٌ، عَیْشَةٌ، مَعِیْشٌ، مَعِیْشَةٌ (ضرب، اجوف) بمعنی زندہ رہنا۔

اَلْغَابَةُ: یہ اسم ہے بمعنی جنگل۔ اَلْعَقَارِبُ: یہ عَقْرَبٌ کی جمع ہے بمعنی نر و مادہ بچھو (غالب مادہ بچھو ہے)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

ذِئَابٌ: یہ ذِئْبٌ کی جمع ہے بمعنی بھیڑیا۔ اَلْحَیَّاتُ: یہ حَیَّةٌ کی جمع ہے بمعنی مذکر و مؤنث سانپ۔

اُلُوْف: یہ اَلْفٌ کی جمع ہے بمعنی ہزار۔ تَعْزِیَةٌ: یہ باب تفعیل (ناقص) کا مصدر ہے بمعنی تسلی دینا۔

الشق الثانی ......انّ الانسانَ لایستطیعُ اَن یعیشَ کَانسانٍ الّا بِشریعةٍ اِلٰهِیَّةٍ و اِلّا بنُوْرٍ من رَبِّهٖ العالمُ کلُّهٗ ظلامٌ فی ظلامٍ اِلّا مَنْ اَشْرَقَ لهٗ نورٌ من ربِّهٖ و ذٰلک النورُ هُوَ نورُ الانبیاءِ الذی یهتدی به الناسُ و مَن لَمْ یهتدِ بِهٰذا النورِ کان فی ضلالٍ یَخْبِطُ خَبْطَ عَشْوَاءَ فالعقائدُ بِغیرِ هٰذا النورِ اوهامٌ و خرافاتٌ یَضْحَکُ منها الاطفالُ۔ (قصة من اٰل فرعون۔ الشریعة) عبارت کا ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کے معانی لکھیں۔

جواب ...... (۱) عبارت کا ترجمہ:۔ بیشک انسان بحیثیت انسان اللہ تعالیٰ کی شریعت اور اپنے رب کی طرف سے نور کی راہنمائی کے بغیر زندگی بسر نہیں کرسکتا، جہان سارے کا سارا تاریک در تاریک ہے مگر جس کے پاس اپنے رب کی طرف سے نور ہو وہی روشن ہے۔اور

وہ انبیاء کا نور ہے جس سے لوگ ہدایت پاتے ہیں، اور جس نے اس نور سے ہدایت نہ پائی وہ گمراہ ہوگیا، وہ کمزور نگاہ والی اونٹنی کی مثل ٹیڑھا (غلط راستہ پر) چلتا ہے۔ پس اس نور کے بغیر عقائد سراسر وہم اور من گھڑت کہانیاں و بکواسات ہیں، جس پر بچے بھی ہنستے ہیں۔

۲ خط کشیدہ الفاظ کے معانی:۔ اَشْرَقَ: یہ اشراقٌ (افعال) مصدر سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی چمکنا و اُجالا ہونا۔

یَهْتَدِیْ: یہ اِهتداءٌ (افتعال) مصدر سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی ہدایت پانا۔

یَخْبِطُ: یہ خَبْطًا (ضرب) مصدر سے مضارع معلوم کا صیغہ ہے بمعنی ٹیڑھا ہونا۔ ٹیڑھا چلنا۔

عَشْوَاءُ: یہ اسم ہے بمعنی تاریکی۔ کمزور نگاہ والی اونٹنی۔ وہ اونٹنی جس کو سامنے نظر نہ آئے۔

خَرَافَاتٌ: یہ خَرَافَةٌ کی جمع ہے بمعنی من گھڑت جھوٹی بات۔ بے عقلی کی ہنسی لانے والی بات۔س

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ......و کانَ الهُدْهُدُ رائدَهٗ و عینَهٗ یدلُّهٗ علی مواضعِ المِیَاهِ ومنازلِ الجیشِ فَلَمْ یجده فَاَنْكَرَ ذلك و تَوَعَّدَهٗ فغابَ زمانًا یسیرًا ثُمَّ جاءَ فقالَ لِسُلَیمَانَ اِطَّلَعْتُ علی ما لَمْ تَطَّلِعْ علیه انتَ ولا جُنُوْدُكَ وجِئْتُكَ بِخَبَرٍ صِدْقٍ عَنْ سَبَأٍ و مَلِكَتِهِمْ لَهُمْ مُلْكٌ عَظِیْمٌ و دَوْلَةٌ واسعةٌ۔(قصة سیدنا داؤد و سلیمان۔ قصة هدهد)

عبارت کا ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کے معانی لکھیں۔

جواب ...... ۱ عبارت کا ترجمہ:۔ ہدہد ان کا راہنما (قاصد) و جاسوس تھا، وہ پانی کی جگہوں اور لشکر کی منزلوں کی طرف رہنمائی کرتا تھا، سلیمان علیہ السلام نے اُسے نہ پایا تو اس پر انہیں ناگواری ہوئی اور اُسے ڈانٹ پلائی، تھوڑی دیر غائب رہنے کے بعد وہ آگیا اور اس نے سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ مجھے وہ چیز معلوم ہوئی ہے جو نہ آپ کو معلوم ہے اور نہ آپ کے لشکر کو، میں ملکۂ سباء اور اسکی مملکت کی سچی خبر لیکر آیا ہوں، ان کا بڑا ملک اور وسیع سلطنت ہے۔

۲ خط کشیدہ الفاظ کے معانی:۔ رَائِدٌ: اسکی جمع رَادَةٌ، رُدَّادٌ، رَائِدُوْنَ ہے بمعنی جاسوس۔ جس شخص کو چارہ پانی کی تلاش کیلئے آگے بھیجا جائے۔

عَیْنَهٗ: یہ مفرد ہے اسکی جمع عُیُوْنٌ ہے بمعنی آنکھ۔ مراد جاسوس ہے۔ المِیَاهُ: یہ مَاءٌ (اصل میں مَوَهٌ) کی جمع ہے بمعنی پانی۔

تَوَعَّدَ: یہ تَوَعُّدًا (تفعل۔ مثال) مصدر سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی ڈانٹنا۔ دھمکی دینا۔

لَمْ تَطَّلِعْ: یہ اِطِّلَاعًا (افتعال) مصدر سے نفی جحد بلم معلوم کا صیغہ ہے بمعنی جاننا و مطلع ہونا۔

الشق الثانی ......وَ عِیْلَ صبرُ الیهودِ و فَاضَتْ كَاْسُ عِدَائِهِمْ و عِنَادِهِم فَاَرَادُوْا التَّخَلُّصَ من سیدِّنا عیسٰی علیہ السلام فَرَفَعُوْا قضیَّتَهٗ الی الحاكمِ الرُّومیِّ و قالوا اِنَّهٗ رجلٌ ثَائِرٌ فَوْضَوِیٌّ مَرَقَ مِن دینِنا و اسْتَهْوٰی شَبَابَنَا فَفُتِنُوْا به و فَرَّقَ اَمْرَنَا و سَفَّهَ احلامَنَا و شَغَلَ بَالَنَا۔(الیهود یحاولون التخلص من سیدنا عیسٰیؑ)

عبارت کا ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ الفاظ کے معانی لکھیں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ...... ۱ عبارت کا ترجمہ:۔ یہود کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا، ان کی عداوت اور ضد کا پیمانہ بھی لبریز ہوگیا، انہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ارادہ کیا اور وہ ان کا قضیہ و مقدمہ رومی حاکم کے پاس لے گئے اور کہا کہ یہ شر انگیز و انتہاء پسند باغی آدمی ہے، یہ ہمارے دین سے نکل گیا ہے، اس نے ہمارے جوانوں کو قابو کرلیا ہے (مدہوش کردیا ہے) وہ اسکی وجہ سے فتنہ میں مبتلا کئے گئے ہیں، اس نے ہمارا کام جدا کردیا ہے، اس نے ہمارے عقلمندوں کو بیوقوف بنا دیا ہے اور یہ ہمارے کام میں حائل ہوگیا ہے۔

۲ خط کشیدہ الفاظ کے معانی:۔ عِیْلَ: یہ عَوْلًا (نصر۔اجوف) سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے بمعنی ختم ہونا، لبریز ہونا۔

فَاضَتْ: یہ فَوْضًا (ضرب۔اجوف) سے ماضی معلوم کا صیغہ ہے بمعنی بہنا۔

عِدَاءٌ: یہ باب مفاعلہ کا مصدر ہے بمعنی جھگڑا کرنا۔ دشمن ہونا۔

ثَائِرٌ: یہ ثَوْرًا مصدر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی باغی۔ حملہ آور۔ شر پسند۔

اَحْلَامٌ: یہ حلیم کی جمع ہے۔از مصدر حِلْمًا (کرم) بمعنی درگزر کرنا۔بردبار ہونا۔عقلمند ہونا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل......دخل عصفور من الشباك فی داخل بيت اسامة فاغلق اسامة الابواب و النافذة و وضع العصفور فی القفص و قدّم اليه الطعام و الشراب فلم يأكل شيئاء كأنّ العصفور يقول لاسامة: اريد ان اعود الٰی عائلتی و اطير فی الفضاء و فوق الاغصان فاشفق اسامة علی الطائر الصغير و اطلقه من القفص فطار العصفور و هو فرحان ۔مذکورہ مضمون پڑھنے کے بعد درج ذیل سوالات کے جوابات عربی میں لکھیں:

①من اين دخل العصفور؟(دخل العصفور من الشباك) ②ماذا فعل به اسامة ؟(اغلق اسامة الابواب و النافذة و وضع العصفور فی القفص و قدّم اليه الطعام و الشراب) ③هل اكل العصفور فی القفص؟ (لم يأكل العصفور فی القفص شيئا) ④لماذا لم يأكل العصفور فی القفص؟ (يريدالعصفور ان يعود الٰی عائلته و يطير فی الفضاء و فوق الاغصان) ⑤ هل اطلق اسامة العصفور؟ (نعم اطلق اسامة العصفور من القفص فطار العصفور و هو فرحان)

مذکورہ مضمون میں جو کلمات فعل ماضی کے صیغے ہیں ان کی نشان دہی کریں اور ان کا معنی بھی لکھیں۔

جواب...... ❶ مذکورہ سوالات کے جوابات:۔ قوسین (بریکٹ) میں سوالات کے ساتھ ہی جوابات درج ہیں۔

❷ مضمون میں فعل ماضی کے صیغے اور ان کا معنی:۔ دخل (داخل ہوا) اغلق (بند کردیا) وضع (رکھا) قدّم (آگے کیا۔آگے رکھا) اشفق (شفقت و نرمی کی) اطلق (چھوڑ دیا) طار (اُڑ گیا)

الشق الثانی......عربی میں ترجمہ کریں: پرندے بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، ان میں سے بعض حلال ہیں اور بعض حرام ہیں۔ہم پرندوں کا شکار کرتے ہیں اور ان کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیتے ہیں۔اسلام نے عدل کا حکم دیا ہے۔ پاکستان براعظم ایشیاء میں واقع ہے۔اس کا دار الخلافہ اسلام آباد ہے۔عید الاضحیٰ میں مسلمان نمازِ عید کے بعد قربانی کرتے ہیں۔

جواب......الطيورُ ايضا خلقُ اللّٰهِ، بعضُها حلالٌ و بعضُها حرامٌ. نصيدُ الطيورَ و نذكرُ اللّٰه وقتَ الذبحِ. الباكستان تقعُ فی قارةِ آسيا و عاصمتُها اسلام آباد.يُضحّی المسلمون بعد صلٰوة الاضحية ۔

وصلی الله علی النبی الامی

ملتان پاکستان
0313 6357913 mktabazakariamultan@gmail.com

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نور اللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد **محمد یٰسین شاکر**

نمبر شمار	اجمالی فہرست	صفحہ نمبر
پہلا پرچہ	تفسیر	٠٤
دوسرا پرچہ	حدیث	٦٥
تیسرا پرچہ	فقہ	٩٣
چوتھا پرچہ	تاریخ و ادب	١١٣
پانچواں پرچہ	صرف و نحو	١٣٧
چھٹا پرچہ	سیرت و اخلاق	١٧٢

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الورقۃ الخامسۃ: فی الصرف والنحو

﴿الورقۃ الخامسۃ: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ......ہفت اقسام میں سے ہر ایک کی تعریف واقسام مثالوں کے ساتھ تحریر کریں۔(ص۲: امدادیہ)

جواب ......ہفت اقسام کی تعریف واقسام مع امثلہ:۔ عربی اسماء وافعال کی چار قسمیں ہیں: صحیح، مہموز، معتل، مضاعف۔

صحیح: وہ کلمہ جس کے حروفِ اصلی کے مقابلہ میں ہمزہ، حرفِ علت اور دو حرف ایک جنس کے نہ ہوں جیسے **ضَرَبَ ، دَحْرَجَ**۔

مہموز: وہ کلمہ جس کے حروفِ اصلی کے مقابلہ میں ہمزہ ہو۔ پھر اسکی تین قسمیں ہیں: ① اگر فاء کے مقابلہ میں ہمزہ ہو تو مہموز الفاء ہے جیسے **أَكَلَ**۔ ② اگر عین کے مقابلہ میں ہمزہ ہو تو مہموز العین ہے جیسے **سَئَلَ**۔ ③ اگر لام کے مقابلہ میں ہمزہ ہو تو مہموز اللام ہے جیسے **قَرَءَ**۔

معتل: وہ کلمہ جس کے حرفِ اصلی کے مقابلے میں کوئی حرفِ علت ہو، اگر ایک حرفِ علت ہو تو اس کی تین قسمیں ہیں:

مثال: وہ کلمہ ہے جسکے فاء کلمہ کے مقابلہ میں حرفِ علت ہو اگر حرفِ علت واؤ ہو تو مثال واوی اور اگر یا ہو تو مثال یائی ہے جیسے **وَعَدَ، يَسَرَ**۔

اجوف: وہ کلمہ ہے جس کے عین کلمہ کے مقابلہ میں حرفِ علت ہو اگر حرفِ علت واؤ ہو تو اجوف واوی اور اگر یا ہو تو اجوف یائی ہے جیسے **قَالَ، بَاعَ**۔

ناقص: وہ کلمہ ہے جسکے لام کلمہ کے مقابلہ میں حرفِ علت ہو اگر حرفِ علت واؤ ہو تو ناقص واوی اور اگر یاء ہو تو ناقص یائی ہے جیسے **دَعَا، رمٰی**۔

لفیف: اگر معتل کے حروفِ اصلی کے مقابلہ میں دو حرفِ علت ہوں تو اس کو لفیف کہتے ہیں۔ اگر دونوں حرفِ علت متصل ہوں تو اسکو لفیف مقرون کہتے ہیں جیسے **طَوٰی**۔ اور اگر دونوں حرفِ علت الگ الگ ہوں تو اس کو لفیف مفروق کہتے ہیں جیسے **وَقٰی**۔

مضاعف: وہ کلمہ جس کے حروفِ اصلی کے مقابلہ میں دو حرف ایک جنس کے ہوں۔ پھر اسکی دو قسمیں ہیں ① مضاعف ثلاثی: جس کا عین ولام کلمہ ایک جنس کے ہوں جیسے **سَرَّ، سَبَبٌ** ② مضاعف رباعی: جس کا فاکلمہ اور پہلا لام، عین کلمہ اور دوسرا لام ایک جنس کے ہوں جیسے **مَضْمَضَ، زَلْزَلَ**۔

الشق الثانی ...... **بُوسٌ، يَسَلُ، عِدَةٌ، بِعْنَ، رَضِيَ** کی اصل بتا کر تعلیل ذکر کریں۔(ص۵، ۶، ۲۱، ۴۶: امدادیہ)

جواب ......مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل:۔

بُوسٌ: اصل میں **بُؤْسٌ** تھا، ہمزہ منفرہ ساکنہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدلا تو **بُوسٌ** ہو گیا۔

يَسَلُ: اصل میں **يَسْئَلُ** تھا، ہمزہ متحرک ماقبل ساکن تھا تو ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ کو گرادیا **يَسَلُ** ہو گیا۔

عِدَةٌ: اصل میں **وِعْدٌ** تھا، مضارع کی مناسبت سے مصدر کے شروع سے بھی واؤ گرادیا اور اس کے بدلہ میں آخر میں تاء کا اضافہ کر دیا **عِدَةٌ** ہو گیا۔ **رَضِيَ**: **رَضِيَ**، اصل میں **رَضِوَ** تھا واؤ طرف میں کسرہ کے بعد واقع ہوئی یاء سے بدل دیا **رَضِيَ** ہو گیا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

بِعْنَ: اصل میں **بَيَعْنَ** تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح یاء کو الف سے بدل دیا تو **بَاعْنَ** ہو گیا اب دو ساکن جمع ہو گئے الف اور عین، لہٰذا پہلے ساکن الف کو گرادیا تو **بَعْنَ** ہو گیا پھر با کے فتحہ کو کسرہ سے بدل دیا تا کہ معلوم ہو کہ جو حرف گرا ہے وہ یاء تھا تو **بِعْنَ** ہو گیا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ......**الخوف** مصدر سے ماضی ومضارع معروف کی گردان تحریر کریں، نیز **خِيْفَ** اور **مَخُوْفٌ** کون سے صیغے ہیں، ان میں جو تعلیل ہوئی ہے اسے تحریر کریں۔(ص۲۳، ۲۷، ۲۸: امدادیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال کا حل دو امر ہیں (۱) **الخوف** سے ماضی ومضارع معروف کی گردان (۲) صیغوں کی وضاحت وتعلیل۔

جواب ...... ① **الخوف** سے ماضی ومضارع معروف کی گردان:۔ ماضی معروف: **خَافَ خَافَا خَافُوْا خَافَتْ خَافَتَا خِفْنَ خِفْتَ خِفْتُمَا خِفْتُمْ خِفْتِ خِفْتُمَا خِفْتُنَّ خِفْتُ خِفْنَا**۔ مضارع معروف: **يَخَافُ يَخَافَانِ**

یَخَافُوْنَ تَخَافُ تَخَافَانِ یَخَفْنَ تَخَافُ تَخَافَانِ تَخَافُوْنَ تَخَافِیْنَ تَخَافَانِ تَخَفْنَ اَخَافُ نَخَافُ۔

۲ مذکورہ صیغوں کی وضاحت وتعلیل:۔ خِیْفَ: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مجہول از باب سمع، یہ اصل میں خُوِفَ تھا واؤ پر کسرہ دشوار تھا ماقبل کی حرکت دور کر کے واؤ کا کسرہ اس کو دیدیا، خِوْفَ ہوگیا پھر واؤ ساکن کا ماقبل مکسور تھا واؤ کو یاء سے بدلا خِیْفَ ہوگیا۔

مَخُوْفٌ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب سمع، یہ اصل میں مَخْوُوْفٌ تھا، واؤ متحرک کا ماقبل ساکن تھا واؤ کا ضمہ نقل کر کے خاء کو دیا دو واؤ ساکن جمع ہوئے ایک کو گرا دیا مَخُوْفٌ ہوگیا۔

الشق الثانی ...... فعل معلوم ومجہول، منفی ومثبت اور اسم کی تین قسمیں مصدر، مشتق، جامد ہر ایک کی تعریف مع مثال لکھیں۔ نیز اسم جامد کی حروف کی تعداد کے اعتبار سے کتنی اقسام ہیں؟ ان کی امثلہ تفصیل سے قلمبند کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور حل طلب ہیں (۱) فعل کی مذکورہ چار اقسام کی تعریف مع امثلہ (۲) اسم کی مذکورہ تین اقسام کی تعریف مع امثلہ (۳) اسمِ جامد کی اقسام باعتبار تعدادِ حروف مع امثلہ۔

جواب ...... ۱ فعل کی مذکورہ چار اقسام کی تعریف مع امثلہ:۔ **فعل معلوم:** وہ فعل جس کا کرنے والا معلوم ہو جیسے **ضرب زیدٌ** زید نے مارا **اکل بکرٌ** بکر نے کھایا ان میں فعل کا فاعل معلوم ہے۔

فعل مجہول: وہ فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو جیسے **ضُرِبَ زیدٌ** زید مارا گیا اس میں فعل کا فاعل معلوم نہیں ہے۔

فعل مثبت: وہ فعل جس میں کسی کام کے ہونے کا ذکر ہو جیسے **ضرب زیدٌ** زید نے مارا **نصر خالدٌ** خالد نے مدد کی، ان میں کام کے ہونے کا ذکر ہے۔ **فعل منفی:** وہ فعل جس میں کسی کام کے نہ ہونے کا ذکر ہو جیسے **ماضرب زیدٌ** زید نے نہیں مارا **لم یاکل** اس نے نہیں کھایا، ان میں کسی کام کے نہ ہونے کا ذکر ہے۔

۲ اسم کی مذکورہ تین اقسام کی تعریف مع امثلہ:۔ جامد: وہ اسم ہے جو نہ مصدر ہو اور نہ مشتق ہو یعنی نہ وہ خود کسی اسم سے بنا ہو اور نہ اس سے کوئی دوسرا اسم بنا ہو جیسے **رجل جعفر**۔ مشتق: وہ اسم جو مصدر یا فعل سے نکلا ہو جیسے **ضارب مخرج**۔

مصدر: وہ اسم ہے جو کسی کام کے ہونے یا کرنے پر دلالت کرے اور اس کے فارسی ترجمہ کے آخر میں لفظِ دن یا تن ہو۔ بالفاظِ دیگر وہ خود تو کسی اسم سے نہ بنا ہو مگر اس سے دوسرے اسماء بنتے ہوں جیسے **الضرب زدن، القتل کشتن**۔

۳ اسم جامد کی اقسام باعتبار تعدادِ حروف مع امثلہ:۔ اسمِ جامد کی حروف کی تعداد کے اعتبار سے چھ قسمیں ہیں ① ثلاثی مجرد جیسے **فَرَسٌ، رَجُلٌ** وغیرہ ② ثلاثی مزید فیہ جیسے **حِمَارٌ** ③ رباعی مجرد جیسے **جَعْفَرٌ، دِرْهَمٌ** ④ رباعی مزید فیہ جیسے **قِرْطَاسٌ، عَنْكَبُوْتٌ** ⑤ خماسی مجرد جیسے **سَفَرْجَلٌ، قُذَعْمِلٌ** ⑥ خماسی مزید فیہ جیسے **قَبَعْثَرٰی، عَضْرَفُوْطٌ**۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۲ھ

الشق الاوّل ...... **والی لانتهاء الغاية و قد يكون مابعدها داخلا فی ماقبلها نحو قوله تعالٰی فاغسلوا وجوهكم وايديكم الی المرافق، وقد لايكون مابعدها دا خلافی ماقبلها نحو قوله تعالی ثم اتمّوا الصيام الی الليل۔**

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عبارت کا سلیس ترجمہ کر کے مطلب واضح کریں، عبارت مذکورہ میں صرف مثالوں کی ترکیب کریں۔ (ص ۸۔ رحمانیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کا مطلب (۳) امثلہ کی ترکیب۔

جواب ...... ۱ عبارت کا ترجمہ:۔ اور الٰی غایت کی انتہا کیلئے آتا ہے اور کبھی داخل ہوتا ہے اس کا مابعد اسکے ماقبل میں جیسے **فاغسلوا وجوهكم وايديكم الی المرافق** اور کبھی داخل نہیں ہوتا اس کا مابعد اسکے ماقبل میں جیسے **ثم اتموا الصيام الی الليل**۔

۲ عبارت کا مطلب:۔ اس عبارت میں حروفِ جارہ میں سے الٰی کا مقصد بیان کر رہے ہیں کہ الٰی غایت کی انتہاء کو بیان کرنے کے لئے آتا ہے اور کبھی تو اس کا مابعد اسکے ماقبل میں داخل ہوتا ہے جیسے **فاغسلوا وجوهكم الخ** اس مثال میں الٰی کا مابعد **مرافق** (کہنیاں) ماقبل والے حکم (دھونے) میں داخل ہیں اور کبھی الٰی کا مابعد اس کے ماقبل میں داخل نہیں ہوتا جیسے **اتموا**

الصیام الی اللیل اس مثال میں الٰی کا مدخول ماقبل والے حکم میں داخل نہیں ہے۔

③ امثلہ کی ترکیب:۔"**نحو قوله تعالٰی**" **نحو** مضاف **قول** مضاف "ہ" ضمیر موصوف **تعالٰی** جملہ فعلیہ ہوکر صفت، موصوف صفت ملکر مضاف الیہ، مضاف ومضاف الیہ ملکر **قول** کا مضاف الیہ، مضاف ومضاف الیہ ملکر خبر ہے مبتداء محذوف **نحوہ** کی، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔ **فا** جزائیہ **اغسلوا** فعل وفاعل **وجوهكم** مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ **ایدیکم** مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ **الی المرافق** جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل امر اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا ہے شرط (مذکور فی القرآن) **اذا قمتم الی الصلوٰة** کی، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوکر مقولہ ہوا قول کا' قول مقولہ مل کر مضاف الیہ ہوا نحو مضاف کا، مضاف مضاف الیہ مل کر خبر ہے مبتدا محذوف **نحوہ** کی، مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

"**نحو قوله تعالٰی**" کمامرّ سابقا۔ **ثم** عاطفہ **اتموا** فعل وفاعل **الصیام** مفعول بہ **الی اللیل** جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل مفعول بہ و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر مقولہ ہوا قول کا، قول مقولہ مل کر مضاف الیہ ہے نحو مضاف کا، مضاف مضاف الیہ مل کر **نحو** مبتدا کی خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

الشق الثانی ...... **وهٰذِهِ الْحُرُوْفُ الْخَمْسَةُ تَنْصِبُ الْاِسْمَ اِذَا كَانَ مُضَافًا اِلٰی اِسْمٍ آخَرَ** نَحْوُ يَا عَبْدَاللّٰهِ وَاَيَا غُلَامَ زَيْدٍ وَهَيَا شَرِيْفَ الْقَوْمِ وَاَیْ اَفْضَلَ الْقَوْمِ و اَ عَبْدَاللّٰهِ، و تَرْفَعُ الْاسمَ اِنْ لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ الْاِسْمُ مُضَافًا مِثْلُ يَا زَيْدُ و يَارَجُلُ ۔(ص۱۳۔رحمانیہ)

عبارت مذکورہ کا ترجمہ کریں اور مطلب بیان کریں، خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور قابلِ توجہ ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کا مطلب (۳) عبارت مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب ...... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اور یہ پانچ حروف نصب دیتے ہیں اسم کو جب کہ وہ اسم مضاف ہوں دوسرے اسم کی طرف جیسے **یا عبداللہ و ایا غلام زید وهیا شریف القوم و ای افضل القوم و اعبداللہ** اور رفع دیتے ہیں اسم کو اگر نہ ہو وہ اسم مضاف جیسے "**یا زیدیا رجل**"۔

② عبارت کا مطلب:۔ اس عبارت میں حروفِ ناصبہ **للاسم** کے متعلق تفصیل بیان کی گئی ہے۔

جو حروف اسم کو نصب دیتے ہیں ان کی تعداد سات بیان کی جاتی ہے ① **واؤ** بمعنی مع جیسے **استوی الماء والخشبة** برابر ہوگیا پانی لکڑی کے ② **الا** جو کہ استثناء کیلئے مستعمل ہے جیسے **جاء نی القوم الا زیدا** آئی میرے پاس قوم مگر زید نہیں آیا ③ **یا** جو کہ نداءِ قریب وبعید کیلئے مستعمل ہے جیسے **یا عبداللہ** ④ و ⑤ **ایا، هیا** جو کہ نداءِ بعید کیلئے مستعمل ہیں جیسے **ایا غلام زید، هیا شریف القوم** ⑥ و ⑦ **اَیْ والهمزة المفتوحة** جو کہ نداءِ قریب کیلئے مستعمل ہیں جیسے **اَیْ افضل القوم، اعبداللہ** آخر والے پانچ حروف جو کہ نداء کے لئے مستعمل ہیں یہ اپنے مابعد والے اسم کو اس وقت نصب دیتے ہیں جبکہ وہ اپنے مابعد کی طرف مضاف ہو جیسا کہ امثلہ سے ظاہر ہے اور اگر ان کا مدخول اپنے مابعد کی طرف مضاف نہ ہو تو پھر یہ اپنے مدخول کو رفع دیتے ہیں جیسے **یا زید، یا رجل، ایا غلام، هیا شریف، ای افضل، ازید**۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ عبارت مخطوطہ کی ترکیب:۔ **واؤ** استینا فیہ **هذه** اسم اشارہ **الحروف الخمسة** موصوف صفت مل کر مشار الیہ، اشارہ مشار الیہ ملکر مبتدا **تنصب** فعل وفاعل **الاسم** مفعول بہ فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر جزا مقدم **اذا** شرطیہ **کان** فعل ناقص **هو** ضمیر مستتر اس کا اسم **مضافا** اسم مفعول **هو** ضمیر مستتر نائب فاعل **الی** حرف جار **اسم آخر** موصوف صفت مل کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوا اسم مفعول کے، اسم مفعول اپنے نائب فاعل و متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہوکر خبر ہوئی **کان** کی **کان** اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوکر شرط مؤخر، شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ ہوکر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

واؤ عاطفہ ترفع فعل وفاعل الاسم مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزاء مقدم ان شرطیہ لم یکن فعل ناقص ذلك الاسم اشارہ مشارالیہ مل کر لم یکن کا اسم مضافا خبر، لم یکن فعل ناقص اپنے اسم وخبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر شرط، شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ ہو کر معطوف ہوا تنصب پر الخ۔

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ...... دَاعٍ، يُقَالُ، خِفْنَ، خَفْنَ، وَقَتْ۔ (ص۱۶، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۵۱: امدادیہ)

کلماتِ مذکورہ کون کون سے صیغے ہیں، ہر صیغہ کی اصل بتائیں اور تعلیل بیان کریں۔

جواب ...... مذکورہ صیغوں کی وضاحت، اصل وتعلیل:۔ دَاعٍ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب نصر، یہ اصل میں دَاعِوٌ تھا واؤ اسم فاعل کے آخر میں واقع ہوئی اس کا ماقبل مکسور تھا تو واؤ کو یاء کر دیا دَاعِيٌ ہو گیا پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس کو گرایا تو دو ساکن جمع ہو گئے یاء کو گرا دیا دَاعٍ ہو گیا۔ يُقَالُ: صیغہ واحد مذکر غائب مضارع مجہول از باب نصر، یہ اصل میں يُقْوَلُ تھا واؤ متحرک ماقبل ساکن تھا واؤ کا فتحہ ماقبل کو دیا پھر یاء کو ماقبل کے فتحہ کی وجہ سے حرفِ علت الف سے بدلا يُقَالُ ہو گیا۔

خِفْنَ: صیغہ جمع مؤنث غائب ماضی مجہول از باب سمع، یہ اصل میں خُوِفْنَ تھا، واؤ پر کسرہ دشوار تھا ماقبل کی حرکت دور کر کے واؤ کا کسرہ اس کو دیا تو دو ساکن جمع ہو گئے واؤ کو گرا دیا خِفْنَ ہو گیا۔ خَفْنَ: صیغہ جمع مؤنث امر حاضر معروف از باب سمع، یہ اصل میں اِخْوَفْنَ تھا واؤ متحرک کا ماقبل ساکن تھا واؤ کا فتحہ ماقبل کو دیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے واؤ حذف ہو گیا اِخَفْنَ ہو گیا، اور فاء کلمہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی کی بھی ضرورت نہ رہی اس کو بھی گرا دیا خَفْنَ ہو گیا۔

وَقَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی معروف از باب ضرب یہ اصل میں وَقَيَتْ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح تھا واؤ کو الف سے بدلا اور الف کو اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے حذف کر دیا وَقَتْ ہو گیا۔

الشق الثانی ...... اَلْاِطَارَةُ سے صرفِ صغیر لکھیں۔ درج ذیل صیغوں کی صرف اصل بتائیں: قُلْ، اُخْتِيْرَ، دُعُوْا، يَذُبُّ، يَبِيْعُ۔

جواب ...... ❶ اَلْاِطَارَةُ مصدر سے صرفِ صغیر:۔ اَلْاِطَارَةُ: (افعال، اجوف یائی) بمعنی اُڑانا۔ اَطَارَ يُطِيْرُ اِطَارَةً فهو مُطِيْرٌ وَاُطِيْرَ يُطَارُ اِطَارَةً فذاك مُطَارٌ مَااَطَارَ مَااُطِيْرَ لَمْ يُطِرْ لَمْ يُطَرْ لَايُطِيْرُ لَايُطَارُ لَنْ يُطِيْرَ لَنْ يُطَارَ لَيُطِيْرَنَّ لَيُطَارَنَّ لَيُطِيْرَنْ لَيُطَارَنْ الامر منه اَطِرْ لِتُطَرْ لِيُطِرْ لِيُطَرْ اَطِيْرَنَّ لِتُطَارَنَّ لِيُطِيْرَنَّ لِيُطَارَنَّ اَطِيْرَنْ لِتُطَارَنْ لِيُطِيْرَنْ لِيُطَارَنْ والنهى عنه لَاتُطِرْ لَاتُطَرْ لَايُطِرْ لَايُطَرْ لَاتُطِيْرَنَّ لَاتُطَارَنَّ لَايُطِيْرَنَّ لَايُطَارَنَّ لَاتُطِيْرَنْ لَاتُطَارَنْ لَايُطِيْرَنْ لَايُطَارَنْ الظرف منه مُطَارٌ مُطَارَانِ مُطَارَاتٌ۔

❷ قُلْ، اُخْتِيْرَ، دُعُوْا، يَذُبُّ، يَبِيْعُ کی اصل:۔ قُلْ: اصل میں اُقْوُلْ تھا۔ اُخْتِيْرَ: اصل میں اُخْتُيِرَ تھا۔ دُعُوْا: اصل میں دُعِوُوْا تھا۔ يَذُبُّ: اصل میں يَذْبُبُ تھا، يَبِيْعُ: اصل میں يَبْيِعُ تھا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ...... درج ذیل صیغوں میں کون کون سے قاعدے جاری ہوئے ہیں، ہر صیغہ کی اصل بتائیں اور تعلیل ذکر کریں۔

ایمانًا، یهب، میزان، موقن، خفن، رضی، داعٍ، مرمیٌّ۔ (ص۵ تا ۹: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حاصل دو امر ہیں (۱) مذکورہ صیغوں میں جاری شدہ قواعد (۲) مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل۔

جواب ...... ❶ و ❷ مذکورہ صیغوں میں جاری شدہ قواعد، صیغوں کی اصل وتعلیل:۔

اِيْمَانًا: (اگر دو ہمزہ ایک کلمہ میں جمع ہوں اور دوسرا ہمزہ ساکن ہو تو اس کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدلنا واجب ہے) تو ایمانا اصل میں اِئْمَانًا تھا مذکورہ قاعدہ جاری ہو کر ایمانا ہو گیا۔

يَهَبُ: (جو واؤ ساکن علامتِ مضارع مفتوحہ اور عین کلمہ مفتوحہ کے درمیان واقع ہو اور اس کلمہ کا عین یا لام کلمہ حرفِ حلقی ہو تو وہ واؤ گر جاتا ہے) تو **يَهَبُ** اصل میں **يَوْهَبُ** تھا مذکورہ قاعدہ جاری ہونے سے **يَهَبُ** ہو گیا۔

مِيْزَانٌ: (جو واؤ ساکن غیر مشدد ہو اور ماقبل مکسور ہو تو اس واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں) تو **مِيْزَانٌ** اصل میں **مِوْزَانٌ** تھا مذکورہ قانون جاری ہو کر **مِيْزَانٌ** ہو گیا۔ **مُوْقِنٌ:** (جو یاء ساکن غیر مشدد ہو اور ماقبل مکسور ہو اس یاء کو واؤ سے بدل دیتے ہیں) تو **مُوْقِنٌ** اصل میں **مُيْقِنٌ** تھا مذکورہ قانون جاری ہو کر **مُوْقِنٌ** ہو گیا۔

خِفْنَ: (جب ماضی مکسور العین کا عین کلمہ واؤ بسبب اجتماعِ ساکنین گر جائے تو فاء کلمہ کو کسرہ دیا جاتا ہے) تو **خِفْنَ** اصل میں **خَوِفْنَ** تھا جب واؤ ماقبل کی حرکت کی وجہ سے الف ہوا تو اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے گر گیا پھر فاء کلمہ کو کسرہ دیدیا تاکہ معلوم ہو کہ حذف ہونے والا حرف مکسور تھا پس **خِفْنَ** ہو گیا۔ **رَضِيَ:** (جو واؤ آخر کلمہ میں ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو اس واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں) تو **رَضِيَ** اصل میں **رَضِوَ** تھا مذکورہ قاعدہ جاری ہو کر **رَضِيَ** ہو گیا۔ **دَاعٍ:** (جو واؤ اسم فاعل کے آخر میں واقع ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو تو وہ واؤ یاء ہو کر گر جاتا ہے) تو **دَاعٍ** اصل میں **دَاعِوٌ** تھا مذکورہ قاعدہ جاری ہو کر **دَاعٍ** ہو گیا۔

مَرْمِيٌّ: (جو واؤ اور یاء ایک جگہ جمع ہوں اور ان میں سے پہلا حرف ساکن ہو تو اس واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیتے ہیں اور یاء کی مناسبت سے ماقبل کو کسرہ دیدیتے ہیں) تو **مَرْمِيٌّ** اصل میں **مَرْمُوْيٌ** تھا مذکورہ قانون جاری ہو کر **مَرْمِيٌّ** ہو گیا۔

الشق الثانی ......ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان مع امثلہ تحریر کریں۔ اسماءِ مشتقہ کے اسماء و تعریف مع امثلہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل دو امور ہیں: ① ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان مع امثلہ ② اسماءِ مشتقہ کے اسماء و تعریف مع امثلہ۔

جواب ...... ① <u>ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان مع امثلہ:</u>۔ (۱) **فَعْلٌ** جیسے **قَتْلٌ** (۲) **فَعْلٰى** جیسے **دَعْوٰى** (۳) **فَعْلَةٌ** جیسے **رَحْمَةٌ** (۴) **فَعَلَانٌ** جیسے **لَيَّانٌ** (۵) **فِعْلٌ** جیسے **فِسْقٌ** (۶) **فِعْلٰى** جیسے **ذِكْرٰى** (۷) **فِعْلَةٌ** جیسے **نِشْدَةٌ** (۸) **فِعْلَانٌ** جیسے **حِرْمَانٌ** (۹) **فُعْلٌ** جیسے **شُغْلٌ** (۱۰) **فُعْلٰى** جیسے **بُشْرٰى** (۱۱) **فُعْلَةٌ** جیسے **كُدْرَةٌ** (۱۲) **فُعْلَانٌ** جیسے **غُفْرَانٌ** (۱۳) **مَفْعَلَةٌ** جیسے **مَنْقَبَةٌ** (۱۴) **مَفْعَلٌ** جیسے **مَدْخَلٌ** (۱۵) **فَعَلٌ** جیسے **طَلَبٌ** (۱۶) **فَعْلُوْلَةٌ** جیسے **قَيْلُوْلَةٌ** (۱۷) **فَيْعَلُوْلَةٌ** جیسے **كَيْنُوْنَةٌ** (۱۸) **فَعَالَةٌ** جیسے **شَهَادَةٌ** (۱۹) **فَعَالٌ** جیسے **كَمَالٌ** (۲۰) **فَعَلِيَةٌ** جیسے **كَرَاهِيَةٌ** (۲۱) **مَفْعِلَةٌ** جیسے **مَحْمِدَةٌ** (۲۲) **مَفْعِلٌ** جیسے **مَرْجِعٌ** (۲۳) **فَعِلٌ** جیسے **خَنِقٌ** (۲۴) **فَعْلُوَّةٌ** جیسے **جَبْرُوَّةٌ** (۲۵) **فَعِيْلَةٌ** جیسے **قَطِيْعَةٌ** (۲۶) **فَعِيْلٌ** جیسے **وَمِيْضٌ** (۲۷) **فَاعِلَةٌ** جیسے **كَاذِبَةٌ** (۲۸) **مَفْعُلَةٌ** جیسے **مَمْلُكَةٌ** (۲۹) **مَفْعُوْلٌ** جیسے **مَكْذُوْبٌ** (۳۰) **مَفْعُوْلَةٌ** جیسے **مَكْذُوْبَةٌ** (۳۱) **فَعُوْلٌ** جیسے **قَبُوْلٌ** (۳۲) **فُعُوْلَةٌ** جیسے **مُهُوْبَةٌ** (۳۳) **فُعُوْلٌ** جیسے **دُخُوْلٌ** (۳۴) **فِعَلٌ** جیسے **صِغَرٌ** (۳۵) **فِعَالَةٌ** جیسے **دِرَايَةٌ** (۳۶) **فِعَالٌ** جیسے **فِصَالٌ** (۳۷) **فُعَلٌ** جیسے **هُدًى** (۳۸) **فُعَالَةٌ** جیسے **بُغَايَةٌ** (۳۹) **فُعَالٌ** جیسے **سُوَالٌ** (۴۰) **فَعْلَاءُ** جیسے **رَغْبَاءُ** (۴۱) **فَعُّوْلَةٌ** جیسے **جَبُّوْرَةٌ**۔

② <u>اسماءِ مشتقہ کے اسماء و تعریف مع امثلہ:</u>۔ فعل سے کل چھ اسم مشتق ہوتے ہیں: ① اسم فاعل: وہ اسم جو کام کرنے والے پر دلالت کرے جیسے **ضارب** مارنے والا، **ناصر** مدد کرنیوالا۔ ② اسم مفعول: وہ اسم جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہے جیسے **زید مضروب** زید کو مارا پیٹا گیا۔ ③ اسم تفضیل: وہ اسم جو بہ نسبت دوسرے کے معنی فاعلیت کی زیادتی پر دلالت کرے جیسے **زید اضرب القوم** زید قوم سے زیادہ مارنے والا ہے ④ صفت مشبہ: وہ اسم جو کسی ذات کے معنی مصدری کے ساتھ بطور ثبوت متصف ہونے پر دلالت کرے جیسے **الله سميع** اللہ تعالیٰ بطور دوام و ثبوت سننے والا ہے ⑤ اسم آلہ: وہ اسم جو صدورِ فعل کے آلہ پر دلالت کرے جیسے **مِنْصَرٌ** مدد کرنے کا آلہ **مِضْرَبٌ** مارنے کا آلہ ⑥ اسم ظرف: وہ اسم جو صدورِ فعل کے وقت یا جگہ پر دلالت کرے جیسے **مَسْجِد** سجدہ کرنے کی جگہ اور وقت۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۳ھ

الشق الاوّل ......حروفِ جارہ کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں، کیا عمل کرتے ہیں، نیز درج ذیل عبارت کی ترکیب نحوی کریں

وحتی لا نتهاء الغایة فی الزمان نحونمت البارحة حتی الصباح و فی المکان نحو سرت البلد حتی السوق و للمصاحبة نحو قرأت وردی حتی الدعاء وما بعدها قدیکون داخلا فی حکم ماقبلها۔(ص۷،۹۔رحمانیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں ① حروفِ جارہ کی تعداد ونشاندہی ② حروفِ جارہ کا عمل ③ عبارت کی ترکیب۔

جواب......(۱) حروفِ جارہ کی تعداد ونشاندہی:۔ حروفِ جارہ کی تعداد سترہ ہے جن کو شاعر نے اس شعر میں ذکر کیا ہے:

باء وتاء و کاف ولام وواؤ،منذ،مذ،خلا — رُبّ، حاشا، من، عداء، فی، عن، علٰی، حتی، الٰی

جیسے **زیدٌ فی الدّار ، عمروٌ کَالاسدِ، کتبتُ بالقلمِ** ۔ان تینوں مثالوں میں حروف جارہ اپنے مابعد والے اسم کو جر دے رہے ہیں۔

② حروفِ جارہ کا عمل:۔ یہ حروف جس اسم پر داخل ہوتے ہیں اس کو جر دے دیتے ہیں جیسے **مَرَرْتُ بِزَیْدٍ**۔

③ عبارت کی ترکیب:۔ **واؤ** استینافیہ **حتی** بتاویل ھذا اللفظ مبتدا **لام** جارہ **انتھاء** مصدر مضاف **الغایة** مضاف الیہ **فی الزمان** جار مجرور ملکر معطوف علیہ **واؤ** عاطفہ **فی المکان** جار مجرور ملکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر متعلق ہوا مصدر کے، مصدر اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر ثابتۃ کے متعلق ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

نحو مضاف **نمت** فعل وفاعل **البارحة** مفعول فیہ **حتی الصباح** جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر **نحوہ** مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

"**نحو سرت البلد حتی السوق**" اسکی ترکیب بھی **نمت البارحة حتی الصباح** کی طرح ہی ہے۔

"**وللمصاحبة**" **واؤ** عاطفہ **للمصاحبة** جار مجرور ملکر ثابتۃ کے متعلق ہوکر مبتدا محذوف **ھی** کی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

نحو مضاف **قرأت** فعل وفاعل **وردی** مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ **حتی الدعاء** جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر **نحوہ** مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

"**ومابعدھا قدیکون داخلا فی حکم ماقبلھا**" **واؤ** عاطفہ **ما** موصولہ یا موصوفہ **بعد** ظرف مضاف **ھا** ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہے **ثبت** فعل محذوف کا، **ثبت** فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر صلہ ہوا **ما** موصول کا یا صفت ہوئی **ما** موصوفہ کی، موصول اپنے صلہ سے ملکر یا موصوف اپنی صفت سے ملکر **مبتداء قد** برائے تقلیل **یکون** فعل ناقصہ **ھو** ضمیر اسم **داخلا** صیغہ صفت مع فاعل، **فی** جار **حکم** مضاف **ما** موصولہ **قبلھا** مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہے فعل محذوف **ثبت** کا، فعل اپنے فاعل مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر موصول، موصول اپنے صلہ سے ملکر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور **فی** جار کا، جار اپنے مجرور سے ملکر ظرف لغو متعلق **داخلا** کے، **داخلا** صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر، **یکون** اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوکر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

الشق الثانی......حروفِ جازمہ کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں اور کیا عمل کرتے ہیں نیز درج ذیل عبارت کی ترکیب کریں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

حروف تنصب الاسم فقط وھی سبعة احرف، الواو بمعنی مع نحو استوی الماء والخشبة والا وھی للا ستثناء نحو جاء نی القوم الازیدا ۔ (ص۱۲،۱۴۔رحمانیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں ① حروفِ جازمہ کی تعداد ونشاندہی ② حروفِ جازمہ کا عمل ③ عبارت کی ترکیب۔

جواب...... ① حروف جازمہ کی تعداد ونشاندہی:۔ حروفِ جازمہ پانچ ہیں (**لَمْ ، لَمّا، لامِ امر، لاءِ نھی، اِنْ شرطیه**) **لَمْ** کی مثال (**لَمْ یَضْرِبْ**) **لَمّا** کی مثال (**لَمّا یَضْرِبْ**) **لامِ امر** کی مثال (**لِیَضْرِبْ**) **لاءِ نھی** کی مثال (**لَاتَضْرِبْ**) **اِنْ شرطیه** کی مثال (**اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ**)۔

② حروفِ جازمہ کا عمل:۔ حروفِ جازمہ فعل مضارع پر داخل ہوکر اس کو جزم دیتے ہیں جیسے **لِیَضْرِبْ** ۔

③ عبارت کی ترکیب:۔ **حروف** موصوف **تنصب** فعل وفاعل **الاسم** مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر

یہ ہوکر صفت، موصوف صفت ملکر خبر ہے **النوع الرابع** مبتدا کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

فقط میں **فا** فصیحیہ **قط** اسم فعل بمعنی **انتہ** فعل امراس میں **انت** ضمیر مستتر اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا ہے شرط محذوف **اذا نصبت بها الاسم** کی، **اذا** حرف شرط **نصبت** فعل وفاعل **بها** جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے **الاسم** مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و متعلق ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط، شرط اپنی جزا سے ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

واؤ استینافیہ **هی** ضمیر مبتدا **سبعة** ممیّز "**احرف**" تمیز، ممیّز تمیز ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

الواو ذوالحال **بمعنی مع** حال، ذوالحال حال ملکر خبر ہے مبتدا محذوف **احدها** کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

نحو مضاف **استوی** فعل **الماء** فاعل **واؤ** بمعنی مع **الخشبة** مفعول معہ، فعل اپنے فاعل ومفعول معہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر **نحوہ** مبتدا محذوف کی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

واؤ استینافیہ **الّا** تاویل ھذا اللفظ مبتدا **واؤ** زائدہ **هی** مبتدا **للاستثناء** جار مجرور ملکر ثابتۃ کے متعلق ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔ **نحو** مضاف **جاء** فعل **ن** وقایہ کا **ی** ضمیر مفعول بہ **القوم** مستثنیٰ منہ **الا** حرف استثناء **زیدا** مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر فاعل ہوا فعل کا، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر "**نحوہ**" مبتدا محذوف کی خبر، مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ خبر یہ ہوا۔

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۴ھ

الشق الاوّل ......مضاعف میں تغیر کی کون سی تین صورتیں ہیں، مثالوں سے واضح کریں، نیز ذبٌّ سے اسم فاعل واسم مفعول کی گردان لکھیں اور بتائیں کہ تَسمِیَةٌ اور تَلَقٍّ اصل میں کیا تھے اور ان میں کیا تعلیل ہوئی ہے۔ (ص ۵۹، ۵۸، ۵۳: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور توجہ طلب ہیں (۱) مضاعف میں تغیر کی تین صورتوں کی وضاحت مع امثلہ (۲) ذَبٌّ سے اسم فاعل واسم مفعول کی گردان (۳) مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل۔

جواب ...... **۱** مضاعف میں تغیر کی تین صورتوں کی وضاحت مع امثلہ:۔ مضاعف میں دوحرف کے جمع ہونے سے جو تغیر ہوتا ہے اس کی تین اقسام ہیں: ① ادغام قیاسی: یعنی ایک حرف کا دوسرے میں ادغام قاعدہ اور قیاس کے مطابق ہو جیسے ذَبَّ اصل میں ذَبَبَ تھا ادغام والے ضابطہ کے تحت ادغام ہوا۔ ② حذف سماعی: یعنی ایک حرف کا حذف خلافِ ضابطہ محض اہلِ لغت سے سننے کی وجہ سے ہو جیسے ظَلْتُم اصل میں ظَلَلْتُم تھا دوسرے لام کا حذف خلافِ قاعدہ محض سماعی ہے۔ ③ ابدال سماعی: یعنی ایک حرف کو دوسرے حرف سے تبدیل کرنا خلافِ قاعدہ محض سماعی ہو جیسے اَمْلَیْتُ اصل میں اَمْلَلْتُ تھا، دوسرے لام کو یاء سے بدلنا محض سماعی ہے۔

۲ الذب سے اسم فاعل واسم مفعول کی گردان:۔ اسم فاعل: ذَابٌّ، ذَابَّان، ذَابُّوْنَ، ذَابَّةٌ، ذَابَّتَان، ذَابَّاتٌ۔
اسم مفعول: مَذْبُوْبٌ، مَذْبُوْبَان، مَذْبُوْبُوْنَ، مَذْبُوْبَةٌ، مَذْبُوْبَتَان، مَذْبُوْبَاتٌ۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

۳ مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل:۔ تَسمِیَةٌ: اصل میں تَسْمِیْوٌ تھا یاء اور واؤ ایک جگہ جمع ہوئے، ان میں سے اول ساکن تھا، واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا، تَسْمِیٌّ ہو گیا پھر ایک یاء کو تخفیف کی غرض سے گرا دیا اور اسکے عوض میں تاء آخر میں زیادہ کر دی تو تَسمِیَةٌ ہو گیا۔ تَلَقٍّ: (جو واؤ اسم کے آخر میں ضمہ کے بعد واقع ہو تو ضمہ کو کسرہ سے اور واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں، پھر یاء پر ضمہ دشوار ہونے کی وجہ سے یاء کو ساکن کر دیتے ہیں پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرا دیتے ہیں) تو تَلَقٍّ اصل میں تَلَقُّوٌ تھا واؤ ضمہ کے بعد کلمہ کے آخر میں واقع ہوئی تو ضمہ کو کسرہ سے بدلا، پھر واؤ کو کسرہ کی مناسبت سے یاء سے بدلا تَلَقِّیٌ ہو گیا پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس کو گرایا تو دو ساکن جمع ہو گئے یاء کو گرا دیا تَلَقٍّ ہو گیا۔

الشق الثانی ......رَاسٌ، ذِیبٌ، بُوْسٌ، اٰمَنَ، اُوْمِنَ، اِیْمَانًا، یَسَلُ، مِیَرٌ، مذکورہ صیغوں کی اصل بتائیں اور ان میں

جن قواعد کے تحت تعلیل ہوئی ہے، ان قواعد کی روشنی میں ان کی تعلیل بیان کریں۔ (ص۵،٦: امدادیہ)

جواب ......مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل:۔ **رَاسٌ ذِیبٌ، بُوسٌ: رَاسٌ** اصل میں **رَأْسٌ، ذِیبٌ** اصل میں **ذِئْبٌ، بُوسٌ** اصل میں **بُؤْسٌ** تھے، ہمزہ منفردہ ساکنہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدلا تو **رَاسٌ، ذِیبٌ، بُوسٌ** ہو گئے۔

اٰمَنَ، اُومِنَ، اِیمَانًا: اٰمَنَ اصل میں **أَأْمَنَ، اُومِنَ** اصل میں **أُؤْمِنَ، اِیمَانًا** اصل میں **إِئْمَانًا** تھے، دو ہمزہ کلمہ میں ایک جگہ جمع ہوئے ثانی ہمزہ ساکن تھا تو اسکو اول ہمزہ کی حرکت کے موافق وجوبی طور پر حرفِ علت سے بدل دیا، **اٰمَنَ، اُومِنَ، اِیمَانًا** ہو گئے۔

یَسَلُ: اصل میں **یَسْئَلُ** تھا، ہمزہ متحرک ماقبل ساکن تھا تو ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ کو گرادیا **یَسَلُ** ہو گیا۔

مِیَرٌ: اصل میں **مِئَرٌ** تھا ہمزہ منفردہ درمیان کلمہ میں واقع ہوا اور ماقبل مکسور تھا تو ہمزہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرفِ علت یاء سے بدل دیا تو **مِیَرٌ** ہو گیا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤۳٤ھ

الشق الاوّل ......**القول** مصدر سے ماضی مجہول اور مضارع مجہول کی گردان تحریر کریں، نیز **قُلْ** (امر) اور **مَقُوْلٌ** (اسم مفعول) میں جو تعلیل ہوئی ہے اس کو ذکر کریں۔ (ص١١،١٦: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امر مطلوب ہیں ① **القول** سے ماضی و مضارع مجہول کی گردان ② **قُلْ و مَقُوْلٌ** کی تعلیل۔

جواب ......① **القول** مصدر سے ماضی و مضارع مجہول کی گردان:۔ مضارع مجہول: **یُقَالُ، یُقَالَانِ، یُقَالُوْنَ تُقَالُ، تُقَالَانِ، یُقَلْنَ، تُقَالُ، تُقَالَانِ، تُقَالُوْنَ، تُقَالِیْنَ، تُقَالَانِ، تُقَلْنَ، اُقَالُ، نُقَالُ۔**

ماضی مجہول: **قِیْلَ، قِیْلَا، قِیْلُوْا، قِیْلَتْ، قِیْلَتَا، قُلْنَ، قُلْتَ قُلْتُمَا، قُلْتُمْ، قُلْتِ قُلْتُمَا، قُلْتُنَّ، قُلْتُ، قُلْنَا۔**

② **قُلْ و مَقُوْلٌ** کی تعلیل:۔ **قُلْ:** اصل میں **اُقْوُلْ** تھا واؤ متحرک ماقبل ساکن تھا واؤ کی حرکت ماقبل کو دی اور اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے واؤ کو گرادیا **اُقُلْ** ہو گیا پھر فاء کلمہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی کی ضرورت نہ رہی اس کو بھی گرادیا تو **قُلْ** ہو گیا۔

مَقُوْلٌ: اصل میں **مَقْوُوْلٌ** تھا واؤ متحرک ماقبل ساکن تھا واؤ کی حرکت ماقبل کو دی تو دو واؤ ساکن جمع ہو گئے ایک کو گرادیا **مَقُوْلٌ** ہو گیا۔

الشق الثانی ......ثلاثی مجرد کے چھ ابواب کی خاصیات تحریر کریں۔

جواب ......ثلاثی مجرد کے چھ ابواب کی خاصیات:۔ ① **نصر:** اس باب کا مشہور خاصہ مغالبہ ہے یعنی دو شخصوں میں سے ایک کے غلبہ کو ظاہر کرنے کیلئے جیسے **خاصمنی زید فخصمتُہ** کہ زید نے میرے سے جھگڑا کیا پس میں جھگڑے میں اس پر غالب آ گیا ② **ضَرَبَ:** اس باب کی خاصیت بھی **مُغَالَبَة** ہے لیکن اس میں مغالبہ کیلئے شرط یہ ہے کہ باب مفاعلہ کے بعد جس فعل کا ذکر ہو وہ ہفت اقسام کے اعتبار سے مثال واوی مثال یائی، اجوف واوی یا اجوف یائی ہو مثال **یُبَایِعُنِیْ زَیْدٌ فَاَبِیْعُهٗ** زید مجھ سے خرید و فروخت کرتا ہے مگر میں اس خرید و فروخت میں اس سے بڑھ جاتا ہوں ③ **سَمِعَ:** یہ زیادہ لازمی آتا ہے اور بیماری، رنج و خوشی، رنگ، عیب صورتِ جسمانی کے الفاظ اکثر اسی باب سے آتے ہیں جیسے **سَقِمَ** بیمار ہوا، **حَزِنَ** رنجیدہ ہوا، **فَرِحَ** خوش ہوا، **عَوِرَ** کانا ہوا ④ **فَتَحَ:** اس بات کی خاصیت لفظی ہے کہ اس کے عین کلمہ یا لام کلمہ کی جگہ حرف حلقی ہوتا ہے جیسے **مَنَعَ** اس نے روکا، **جَحَدَ** اس نے انکار کیا، **ذَهَبَ** وہ گیا ⑤ **کَرُمَ:** یہ باب ہمیشہ لازمی آتا ہے اور اس کے معنی میں خلقی و فطری صفات پائی جاتی ہیں جیسے **حَسُنَ** خوبصورت ہوا، **کَبُرَ** بڑا ہوا، **صَغُرَ** چھوٹا ہوا ⑥ **حسب:** اس باب کا استعمال عام نہیں ہے بعض مخصوص افعال اس باب سے مستعمل ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ۱٤۳٤ھ

الشق الاوّل ......**حُرُوْفُ تَجُرُّ الْاِسْمَ فَقَطْ وَهِیَ سَبْعَةَ عَشَرَ حَرْفًا اَلْبَاءُ لِلْاِلْصَاقِ نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَلِلْاِسْتِعَانَةِ نَحْوُ کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ وَلِلتَّعْلِیْلِ نحو اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ وَلِلْمُصَاحَبَةِ نَحْوُ اِشْتَرَیْتُ الْفَرَسَ بِسَرْجِهٖ وَلِلتَّعْدِیَةِ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَذَهَبْتُ بِزَیْدٍ** ۔(ص٧۔رحمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ ومطلب واضح کریں اور صرف مثالوں کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور کا حل مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کا مطلب (۴) امثلہ کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **کمامرّ فی السوال آنفا۔**

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ وہ حروف جو صرف اسم کو جر دیتے ہیں وہ سترہ ہیں، باء الصاق کے لئے آتی ہے جیسے "**مررت بزید**" اور استعانت کیلئے آتی ہے جیسے **کتبت بالقلم** اور تعلیل کیلئے آتی ہے جیسے **انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل** اور مصاحبۃ کیلئے آتی ہے جیسے **اشتریت الفرس بسرجه** اور تعدیہ کیلئے آتی ہے جیسے **ذهب الله بنورهم، ذهبت بزید۔**

❸ عبارت کا مطلب:۔ اس عبارت میں حروف جارہ میں سے باء کی وضاحت ہے کہ یہ کتنے معانی کیلئے مستعمل ہے تو فرمایا کہ باء الصاق کیلئے مستعمل ہوتی ہے یعنی باء یہ بتلاتی ہے کہ کوئی چیز میرے مدخول کے ساتھ چمٹی ہوئی ہے جیسے **مررت بزید** اس میں باء نے یہ بتلایا کہ متکلم کا مرور (گزرنا) چمٹا ہوا ہے زید کے ساتھ۔ اور کبھی باء استعانت کیلئے استعمال ہوتی ہے یعنی باء یہ بتلاتی ہے کہ میرے مدخول سے مدد لی گئی ہے جیسے **کتبت بالقلم** اس میں باء نے یہ ظاہر کیا کہ متکلم نے کتابت (لکھنا) میں قلم سے مدد لی ہے۔ اور کبھی باء تعلیل کیلئے آتی ہے یعنی یہ بتلاتی ہے کہ میرا مدخول ماقبل والے فعل کی علت اور سبب بن رہا ہے جیسے ارشادِ باری ہے **انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل** کہ تم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا بچھڑے کو معبود بنانے کی وجہ سے۔ اس میں باء نے ظلم والے فعل کی علت کو بیان کیا کہ ظلم کی علت بچھڑے کی عبادت اور اس کو معبود بنانا تھا۔ اور کبھی باء مصاحبۃ کیلئے آتی ہے یعنی یہ بتلاتی ہے کہ میرا مدخول میرے ماقبل والے فعل کے معمول کا ساتھی ہے صدورِ فعل یا وقوعِ فعل میں جیسے **اشتریت الفرس بسرجه** کہ خریدا میں نے گھوڑا اسکی زین سمیت، اس میں باء نے بتلایا کہ اشتراء میں فرس کے ساتھ زین بھی شریک ہے اور اسکے ساتھ متصل ہے۔ اور کبھی باء لازمی فعل کو متعدی بنانے کیلئے بھی آتی ہے جیسے **ذهب الله بنورهم** کہ لے گیا اللہ تعالیٰ ان کے نور کو اور **ذهبت بزید** کہ لے گیا میں زید کو، تو ذہب کا اصل معنی جانا (لازمی) ہے یہاں باء کی وجہ سے ذہب متعدی ہو گیا اب معنی لیکر جانا ہے۔

❹ امثلہ کی ترکیب:۔ "**مررت بزید**" **مررت** فعل وفاعل **بزید** جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ "**کتبت بالقلم**" یہ بھی **مررت بزید** کی طرح ہے۔

"**انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل**" **اِنَّ** حرف از حروف مشبہ بالفعل **کم** ضمیر اس کا اسم **ظلمتم** فعل وفاعل **انفسکم** مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ **با** جارہ **اتخاذ** مصدر مضاف **کم** ضمیر مضاف الیہ فاعل **العجل** مفعول بہ اول **المعبود** مفعول بہ ثانی محذوف، مصدر مضاف اپنے فاعل و دونوں مفعولوں سے ملکر شبہ جملہ ہو کر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل مفعول بہ و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر اِنَّ کی خبر، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

"**اشتریت الفرس بسرجه**" **اشتریت** فعل وفاعل **الفرس** مفعول بہ **با** جارہ **سرجه** مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"**ذهب الله بنورهم وذهبت بزید**" **ذهب** فعل **الله** فاعل **با** جارہ **نورهم** مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ **واؤ** عاطفہ **ذهبت** فعل وفاعل **بزید** جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ ہوا۔

الشق الثانی ...... **اَلْاَفْعَالُ النَّاقِصَةُ وَهِيَ تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَةِ الْاِسْمِيَّةِ فَتَرْفَعُ الْجُزْءَ الْاَوَّلَ وَ تَنْصِبُ الْجُزْءَ الثَّانِيَ وَهِيَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ فِعْلًا ، اَلْاَوَّلُ كَانَ وَهِيَ تَجِيْءُ عَلٰى مَعْنَيَيْنِ نَاقِصَةٌ وَتَامَّةٌ۔** (ص ۲۳۔رحمانیہ)

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ کان ناقصہ و تامہ کسے کہتے ہیں؟ افعالِ مدح و ذم کون سے ہیں؟ **نعم الرجل زیدٌ** میں

زیدٌ کے مرفوع ہونے کی وجہ لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ کان ناقصہ وتامہ کی وضاحت ④ افعالِ مدح وذم کی نشان دہی ⑤ **زیدٌ** کے رفع کی وجہ۔

جواب...... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مر فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ افعالِ ناقصہ: اور یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، پس یہ جزء اول کو رفع اور جزء ثانی کو نصب دیتے ہیں، اور یہ تیرہ افعال ہیں۔ ان میں سے پہلا فعل **کَانَ** ہے اور یہ دو معانی کیلئے آتا ہے: تامہ وناقصہ۔

③ کان ناقصہ وتامہ کی وضاحت:۔ **کان** دو معنی کیلئے آتا ہے، ایک **کان** تامہ اور دوسرا **کان** ناقصہ ہوتا ہے۔ **کان** تامہ اپنے فاعل پر پورا ہوتا ہے اس کو خبر کی ضرورت نہیں ہوتی ہے جیسے **کان زیدٌ ای ثبت زیدٌ**۔ کان ناقصہ اپنے اسم وخبر کو چاہتا ہے خواہ اس کی خبر منقطع ہو یا دائمی (ممتنع الانقطاع) ہو۔ "**کان زیدٌ قائمًا**" یہ کان ناقصہ کی مثال ہے جب کہ اس کی خبر منقطع یا ممکن الانقطاع ہے اور "**کان اللّٰہ علیمًا حکیمًا**" یہ کان ناقصہ کی مثال ہے جب کہ اس کی خبر دائمی ہے۔

④ افعالِ مدح وذم کی نشان دہی:۔ افعالِ مدح وذم چار ہیں۔ ان میں سے دو فعل مدح ہیں: ① **نعم** ② **حب** اور دو فعل ذم ہیں: ① **بئس** ② **ساء** اور ان کے مابعد والا اسم ان کا فاعل ہوتا ہے اور مرفوع ہوتا ہے اور اسے مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہتے ہیں جیسے "**نعم الرجل زید، حبذا زید، بئس الرجل عمرو، ساء الرجل زید**"۔

⑤ **زیدٌ** کے رفع کی وجہ:۔ جیسا کہ ابھی ذکر کیا گیا کہ افعالِ مدح وذم کا مابعد ان کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوتا ہے۔

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱٤۳۵ھ

الشق الاوّل...... **رَاضٍ، مَرْضِیٌّ، رَامٍ، یَقِیُ، قِ۔** (ص۴۶، ۴۱، ۵۱: امدادیہ)

کلماتِ مذکورہ کون کون سے صیغے ہیں، ہر صیغہ کی اصل بتا کر تعلیل بیان کریں۔

جواب...... ① مذکورہ صیغوں کی وضاحت:۔ **رَاضٍ**: صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از باب سمع۔

مَرْضِیٌّ: صیغہ واحد مذکر اسم مفعول از باب سمع۔ **رَامٍ**: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب ضرب۔

یَقِیُ: صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از باب ضرب۔ **قِ**: صیغہ واحد مذکر امر حاضر معروف از باب ضرب۔

② مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل:۔ **رَاضٍ**: اصل میں **رَاضِوٌ** تھا واؤ طرف میں کسرہ کے بعد واقع ہوئی اسے یاء سے بدل دیا **رَاضِیٌ** ہوگیا پھر یاء پر ضمہ دشوار تھا اس کو گرا دیا، دو ساکن جمع ہوگئے یاء کو گرا دیا **رَاضٍ** ہوگیا۔

مَرْضِیٌّ: اصل میں **مَرْضُوْوٌ** تھا ماضی ومضارع کی موافقت سے واؤ کو یاء سے بدلا پھر واؤ اور یاء ایک جگہ جمع ہوئے ان میں سے اول ساکن تھا واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا پھر یاء کی مناسبت سے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلا تو **مَرْضِیٌّ** ہوگیا۔

رَامٍ: اصل میں **رَامِیٌ** تھا، یاء پر ضمہ دشوار تھا اس کو گرا دیا، دو ساکن جمع ہوئے یاء اور تنوین، یاء کو گرا دیا تو **رَامٍ** ہوگیا۔

یَقِیُ: اصل میں **یَوْقِیُ** تھا واؤ ساکن علامتِ مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہوئی اس کو گرا دیا **یَقِیُ** ہوگیا پھر یاء پر ضمہ دشوار تھا اس کو بھی گرا دیا **یَقِیْ** ہوگیا۔ **قِ**: مضارع معروف **تَقِیْ** سے بنایا گیا ہے بایں طور کہ اولاً شروع سے علامتِ مضارع تاء کو گرا دیا پھر جزم کی وجہ سے آخر سے حرفِ علت کو گرا دیا "**قِ**" ہوگیا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی...... **القول** مصدر سے اسم فاعل واسم مفعول کی گردان تحریر کریں، نیز درج ذیل صیغوں کی اصل بتا کر تعلیل تحریر کریں، **قلن** (معروف) **قلن** (مجہول) **قیل، یقال۔** (ص۱۵: امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل دو امر ہیں (۱) **القول** سے اسم فاعل واسم مفعول کی گردان (۲) مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل۔

جواب ...... ❶ **القول** سے اسم فاعل واسم مفعول کی گردان:۔ اسم فاعل: **قَائِلٌ، قَائِلَانِ، قَائِلُوْنَ، قَائِلَةٌ، قَائِلَتَانِ، قَائِلَاتٌ۔**
اسم مفعول: **مَقُوْلٌ، مَقُوْلَانِ، مَقُوْلُوْنَ، مَقُوْلَةٌ، مَقُوْلَتَانِ، مَقُوْلَاتٌ۔**

❷ مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل:۔ **قُلْنَ:** (معروف) اصل میں **قَوَلْنَ** تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح تھا واؤ کو الف سے بدل دیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے الف کو حذف کر دیا اور قاف کو ضمہ دیدیا تا کہ حذفِ واؤ پر دلالت کرے۔ **قِیْلَ:** اصل میں **قُوِلَ** تھا ضمہ کے بعد واؤ پر کسرہ دشوار تھا ماقبل کے ضمہ کو دور کر کے اس کا کسرہ ماقبل کو دیدیا پھر واؤ ساکن ماقبل مکسور تھا واؤ کو یاء سے بدل دیا **قِیْلَ** ہو گیا۔
قُلْنَ: (مجہول) اصل میں **قُوِلْنَ** تھا ضمہ کے بعد واؤ پر کسرہ دشوار تھا ماقبل کا ضمہ دور کر کے واؤ کا کسرہ اس کو دیدیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے واؤ کو حذف کر دیا اور قاف کو ضمہ دیدیا تا کہ حذفِ واؤ پر دلالت کرے۔ **یُقَالُ:** اصل میں **یُقْوَلُ** تھا، واؤ متحرک ماقبل ساکن تھا واؤ کی حرکت ماقبل کو دیدی تو واؤ اصل میں مفتوح تھا اب ماقبل مفتوح ہوا تو واؤ کو الف سے بدل دیا، **یُقَالُ** ہو گیا۔

السوال الثانی ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ......**مدہ، لین، حذف، ابدال، اسکان، ادغام، تعلیل، تخفیف۔** (ص۴،۵: امدادیہ)
مذکورہ اصطلاحات کی تعریف کر کے مثالوں سے واضح کریں۔ ہمزہ اور الف میں فرق مع مثال واضح کریں۔

جواب ...... ❶ مذکورہ اصطلاحات کی تعریف مع امثلہ:۔ **مدہ:** جب حرفِ علت ساکن ہو اور ماقبل کی حرکت اس کے موافق ہو تو اسے مدہ کہتے ہیں یعنی واؤ سے پہلے ضمہ، یاء سے پہلے کسرہ، الف سے پہلے فتحہ ہو جیسے **قَالَ، یَقُوْلُ یَبِیْعُ۔**
لین: اگر حرفِ علت ساکن کے ماقبل کی حرکت اس کے موافق نہ ہو تو اس کو لین کہتے ہیں جیسے **قَوْلٌ، بَیْعٌ۔**
حذف: کلمہ سے حرفِ علت گرانے کو حذف کہتے ہیں جیسے **یَدْعُوْ** سے **لَمْ یَدْعُ، لَمْ** کی وجہ سے واؤ حذف ہو گیا۔
ابدال: ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنا ابدال کہلاتا ہے جیسے **قَوَلَ** سے **قَالَ**، واؤ الف سے بدل گیا۔
اسکان: کسی حرف سے حرکت گرانے کو اسکان کہتے ہیں جیسے **یَدْعُوُ** سے **یَدْعُوْ**، واؤ سے حرکت گر گئی ہے۔
ادغام: جو تغیر اور تبدیلی ہفت اقسام میں سے مضاعف میں ہو اس کو ادغام کہتے ہیں جیسے **فَرَّ** اصل میں **فَرَرَ** تھا۔
تعلیل: جو تغیر اور تبدیلی ہفت اقسام میں سے معتل میں ہو اس کو تعلیل کہتے ہیں جیسے **قَالَ** اصل میں **قَوَلَ** تھا۔
تخفیف: جو تغیر اور تبدیلی ہفت اقسام میں سے مہموز میں ہو اس کو تخفیف کہتے ہیں جیسے **اٰمَنَ** اصل میں **أَئْمَنَ** تھا۔

❷ ہمزہ اور الف میں فرق مع مثال:۔ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور اس کو پڑھنے میں زبان کو جھٹکا نہیں دینا پڑتا بلکہ یہ نہایت سہولت وآسانی سے ادا ہو جاتا ہے جیسے **قَالَ۔**
جو حرف الف کی صورت میں متحرک ہو یا ساکن ہو اور زبان کو جھٹکا دے کر پڑھا جائے وہ ہمزہ ہے جیسے **اَمَرَ، رَأْسٌ۔**

الشق الثانی ......باب تفعیل کی خاصیات تحریر کریں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ...... باب تفعیل کی خاصیات:۔ اس باب کی کل تیرہ خاصیات ہیں: ① **تعدیہ:** یعنی جو مجرد میں لازمی ہو وہ تفعیل میں متعدی ہو جائیگا جیسے **نَزَلَ** وہ اترا مجرد میں لازم ہے **نَزَّلْتُهٗ** میں نے اس کو اتارا تفعیل میں متعدی ہو گیا۔ ② **سلب:** یعنی کسی شئی سے ماخذ کو دور کرنا جیسے **قَرَّدْتُ الْاِبِلَ** میں نے اونٹ سے چچڑی کو دور کیا۔ اس کا ماخذ **قُرَّدٌ** ہے۔ ③ **صیرورت:** یعنی کسی شئی کا صاحبِ ماخذ ہونا جیسے **نَوَّرَ الشَّجَرُ** درخت شگوفہ دار ہو گیا۔ ④ **بلوغ:** یعنی ماخذ میں پہنچنا اور داخل ہونا جیسے **خَیَّمَ زَیْدٌ** زید خیمہ میں پہنچا اور داخل ہوا۔ ⑤ **تصییر:** یعنی کسی چیز کو صاحبِ ماخذ بنانا جیسے **وَتَّرتُ الْقَوسَ** میں نے کمان کو قوس دار بنایا۔
⑥ **مبالغہ:** اس کی تین اقسام ہیں **مبالغہ فی الفعل** جیسے **صَرَّحَ** خوب ظاہر ہوا۔ مبالغہ فی الفاعل جیسے **مَوَّتَ الْاِبِلُ** اونٹوں میں بہت موت پھیلی۔ مبالغہ فی المفعول جیسے **قَطَّعْتُ الثِّیَابَ** میں نے بہت کپڑے کاٹے۔ ⑦ **نسبت بہ ماخذ:** یعنی ماخذ کے ساتھ منسوب کرنا جیسے **فَسَّقْتُ زَیْدًا** میں نے زید کو فسق سے منسوب کیا۔ ⑧ **الباسِ ماخذ:** یعنی ماخذ پہنانا جیسے **جَلَّلْتُ**

الفرسَ میں نے گھوڑے کو جھول پہنائی جُلّ ماخذ ہے۔⑨تخلیطِ ماخذ: یعنی کسی شئی کو ماخذ سے ملمع کرنا جیسے ذَھَّبْتُ السَّیْفَ میں نے تلوار کو سونے کا ملمع کیا۔⑩تحویل: کسی چیز کو ماخذ یا مثلِ ماخذ بنانا جیسے نَصَّرَ زیدٌ عمرًوا زید نے عمرو کو نصرانی بنایا اور خَیَّمْتُہٗ میں نے اسکو خیمہ کی مثل بنایا۔⑪قصر: یعنی اختصار کی غرض سے مرکب کا ایک کلمہ باب تفعیل بنالیا جائے جیسے ھَلَّلَ اس نے لاالٰہ الّا اللّٰہ پڑھا۔⑫موافقتِ فعل مجرد: جیسے تَمَّرْتُہٗ وتَمَرْتُہٗ کا ایک ہی معنی ہے میں نے اس کو کھجور دی۔موافقتِ اَفْعَلَ: جیسے تَمَّرَو اَتْمَرَ بمعنی تر کھجور خشک ہوگئی۔موافقتِ تَفَعَّلَ: جیسے تَرَّسَ وَتَتَرَّسَ بمعنی ڈھال کو کام میں لایا۔ ⑬ابتداء: یعنی تفعیل میں یہ معنی ابتداءً ہے جیسے کَلَّمْتُہٗ میں نے اس سے کلام کی، مجرد میں کَلَمٌ بمعنی زخمی کرنا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۵ھ

الشق الاوّل ......اِعْلَمْ اَنَّ الْعَوَامِلَ فِی النَّحْوِ مِائَۃٌ: لَفْظِیَّۃٌ وَمَعْنَوِیَّۃٌ فَاللَّفْظِیَّۃُ مِنْھَا عَلٰی ضَرْبَیْنِ: سِمَاعِیَّۃٌ وَ قِیَاسِیَّۃٌ

اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔عوامل کی قسمیں وتعداد لکھیں۔ استوی الماء و الخشبۃ میں الخشبۃ کیوں منصوب ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کا ترجمہ ③ عوامل کی اقسام وتعداد ④ الخشبۃ کے نصب کی وجہ۔

جواب ...... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مر فی السوال آنفا۔

② عبارت کا ترجمہ:۔ تو جان لے کہ نحو میں سو عوامل ہیں: لفظی ومعنوی۔پھر ان میں سے لفظی دو قسم پر ہیں: سماعی وقیاسی......

③ عوامل کی اقسام وتعداد:۔ صاحبِ کتاب نے اپنی کتاب میں عوامل کی جو ترتیب ذکر کی ہے اس کے مطابق علمِ نحو میں عوامل سو ہیں: یہ سو عوامل لفظیہ بھی ہیں اور معنویہ بھی۔لفظی عوامل کی پھر دو قسمیں ہیں ① سماعی ② قیاسی، سماعی لفظی عوامل سو میں سے اکیانوے ہیں جبکہ قیاسی لفظی عوامل سات ہیں۔اور معنوی عوامل فقط دو ہیں۔اس طرح سو کی تعداد پوری ہوگئی۔

④ الخشبۃ کے نصب کی وجہ:۔ واؤ بمعنی مَعَ ہے اور یہ مفعول معہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

الشق الثانی ......حروف تنصب الفعل المضارع وھی اربعۃ احرف، ان ولن وکی واذن فان للاستقبال وان دخلت علی الماضی نحواسلمت ان ادخل الجنۃ وان دخلت الجنۃ و تسمیٰ ھذہ مصدریۃ ولن لتاکیدنفی المستقبل مثل لن ترانی۔

عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں،مثالوں کی ترکیب لکھیں،نیز کَیْ اور اِذَنْ کا معنی ومثال ذکر کریں۔(ص۳۱۔رحمانیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل چار امور ہیں ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح ③ امثلہ کی ترکیب ④ کَیْ واِذَنْ کا معنی مع امثلہ

جواب ...... ① عبارت کا ترجمہ:۔ ایسے حروف جو نصب دیتے ہیں فعل مضارع کو وہ چار حروف ہیں، اَنْ اور لَنْ اور کَیْ اور اِذَنْ پس اَنْ استقبال کے لئے ہے اگرچہ ماضی پر داخل ہو جیسے اسلمت ان ادخل الجنۃ اور ان دخلت الجنۃ اور نام رکھا جاتا ہے اس کا مصدریہ اور لفظ لن مستقبل کی نفی کی تاکید کیلئے ہے جیسے لن ترانی۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

② عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں ان عوامل (الفاظ) کا ذکر ہے جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہوئے اس کو نصب دیتے ہیں اور وہ چار حروف ہیں۔اَنْ ، لَنْ ، کَیْ ، اِذَنْ ،پس لفظ اَنْ اپنے مدخول کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے،اگر ماضی پر داخل ہو تو اس کو بھی مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے۔جیسے اسلمت ان ادخل الجنۃ اور اسلمت ان دخلت الجنۃ کہ اسلام لایا میں تاکہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں،ان دونوں مثالوں میں اَنْ نے مضارع اور ماضی کو مستقبل کے معنی کے ساتھ خاص کر دیا ہے اور اس اَنْ کو اَنْ ناصبہ مصدریہ کہتے ہیں،اس لئے کہ یہ فعل مضارع کو مصدر کی تاویل میں کرتا ہے اور اس کو نصب بھی دیتا ہے اور لفظ لن زمانہ مستقبل میں نفی کی تاکید کے لئے آتا ہے جیسے لن ترانی کہ تو ہرگز مجھے زمانہ مستقبل میں نہیں دیکھ سکے گا۔

③ امثلہ کی ترکیب:۔ اسلمت ان ادخل الجنۃ و ان دخلت الجنۃ: اسلمت فعل وفاعل ان مصدریہ ادخل فعل

وفاعل الجنة مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے مل کر مفرد کی تاویل میں ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ان مصدریہ دخلت فعل وفاعل الجنة مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل ومفعول فیہ سے مل کر مفرد کی تاویل میں ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مفعول لہ ہوا اسلمت فعل کا، فعل اپنے فاعل ومفعول لہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

لن ترانی: لن ترٰی فعل وفاعل ن وقایہ کا ی ضمیر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

④ کَیْ وَاِذَنْ کا معنی مع امثلہ:۔ کی سببیت کے لئے آتا ہے یعنی اس کا ماقبل مابعد کے لئے سبب ہوتا ہے جیسے اسلمت کی ادخل الجنة میں اسلام لایا تاکہ جنت میں داخل ہوجاؤں گویا دخولِ جنت کا سبب اسلام لانا ہے۔ اذن کا معنی جب اور اس وقت ہے یہ کسی دوسری کلام کے جواب میں اور شرط کی جزاء میں واقع ہوتا ہے جیسے کوئی شخص کہے اسلمت تو اس کے جواب میں کہا جائے اذن تدخل الجنة اس کی شرط محذوف ہے ان اسلمت، تو اصل عبارت یہ ہوئی اسلمتُ، اِن اسلمتَ اذن تدخل الجنة کہ اسلام لایا میں تو جواب دیا کہ اگر تو اسلام لایا ہے تو اس وقت تو جنت میں داخل ہوگا۔

الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو

السوال الاوّل ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ......يَعِدُ، يَهَبُ، يَضَعُ، مِيْزَانٌ، اِيْقَادٌ کی اصل بتاکر تعلیل ذکر کریں، نیز بتائیں کہ حروفِ حلقی کتنے اور کون سے ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امر توجہ طلب ہیں (۱) مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل (۲) حروفِ حلقی کی تعداد ونشاندہی۔

جواب ...... ① مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل:۔ يَـعِدُ: اصل میں يَـوْعِـدُ تھا واؤ ساکن علامتِ مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہوئی تو حذف کردیا يَوْعِدُ سے يَعِدُ ہوگیا۔ مِيْـزَانٌ، اِيْـقَادٌ: مِيْزَانٌ اصل میں مِـوْزَانٌ، اِيْقَادٌ اصل میں اِوْقَادٌ تھا، واؤ ساکن غیر مشدد درمیان کلمہ میں واقع ہوئی اور ماقبل مکسور تھا اسوجہ سے یاء سے بدل دیا مِيْزَانٌ، اِيْقَادٌ ہوگیا۔

يَهَبُ: اصل میں يَـوْهَبُ اور يَـضَعُ اصل میں يَـوْضَعُ تھے، واؤ ساکن علامتِ مضارع مفتوحہ اور عین مفتوحہ کے درمیان واقع ہوئے يَوْهَبُ کا عین کلمہ اور يَوْضَعُ کا لام کلمہ حرف حلقی واقع ہوئے تو واؤ کو گرادیا يَهَبُ اور يَضَعُ ہوگئے۔

② حروفِ حلقی کی تعداد ونشاندہی:۔ حروفِ حلقی چھ ہیں، ہمزہ، ہاء، حاء، خاء، عین، غین جیسا کہ شعر سے واضح ہے

حرفِ حلقی شش بود اے نورِ عین — ہمزہ، ہاؤ حاؤ خاؤ، عین، غین

الشق الثانی ......درج ذیل کلمات ہفت اقسام میں کیا ہیں: يَسْـئَلُ، يُـوْعَدُ، يَرْمِيْ، يَفِرُّ ۔ اَلرُّؤْيَةُ مصدر سے صرفِ صغیر لکھیں۔ يَدْعُوْنَ جمع مؤنث غائب کی اصل کیا ہوگی؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① معتل کی تعریف ② اَلرُّؤْيَةُ سے صرفِ صغیر ③ يَدْعُوْنَ جمع مؤنث غائب کی اصل۔

جواب ...... ① يَسْئَلُ (یہ مہموز ہے) يُوْعَدُ (یہ مثال ہے) يَرْمِيْ (یہ ناقص ہے) يَفِرُّ (یہ مضاعف ہے)

03133 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

② اَلرُّؤْيَةُ سے صرفِ صغیر:۔ اَلرُّؤْيَةُ (فتح، مہموز العین وناقص یائی) بمعنی دیکھنا۔ رَأٰى يَـرٰى رُؤْيَةً فَهُـوَ رَآءٍ وَرُءِ يَ يُـرٰى رُؤْيَةً فَـذَاكَ مَـرِئٌّ مَـارَأٰى مَـا رُئِـيَ لَـمْ يَـرَ لَمْ يُرَ لَايَرٰى لَايُرٰى لَنْ يَّرٰى لَنْ يُّرٰى لَيَرَيَنَّ لَيُرَيَنَّ لَيَرَيَنْ لَيُـرَيَـنْ اَلْاَمْرُ مِنْهُ رَ لِتُرَ لِيَرَ لِيُرَ رَيَنَّ لِتُرَيَنَّ لِيَرَيَنَّ لِيُرَيَنَّ رَيَنْ لِتُرَيَنْ لِيَرَيَنْ لِيُرَيَنْ وَالنَّهْىُ عَنْهُ لَاتَرَ لَاتُرَ لَايَـرَ لَايُـرَ لَاتَـرَيَـنَّ لَاتُرَيَنَّ لَايَرَيَنَّ لَايُرَيَنَّ لَاتَرَيَنْ لَاتُرَيَنْ لَايَرَيَنْ لَايُرَيَنْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَرًى مَرَيَانِ مَرَاءٍ وَمُـرَىٍّ وَالْاٰلَةُ مِـنْـهُ مِـرًى مِـرَيَانِ مَرَآءٍ وَمُرَىٍّ مِرَاةٌ مِرَاتَانِ مَرَآءٍ وَمُرَيِّيَةٌ مِرَآءٌ مِرَاءَانِ مَرَآءِيُّ وَمُرَيِّيٌّ اَفْعَلُ التَّفْضِيْلِ اَلْمُذَكَّرُ مِنْهُ اَرٰى اَرَيَانِ اَرَوْنَ اَرَآءٍ و اُرَىٍّ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ رُوْىٰ رُوْيَيَانِ رُوْيَيَاتٌ رُوًى و رُوَىٌّ۔

③ يَدْعُوْنَ جمع مؤنث غائب کی اصل:۔ یہ جمع مؤنث غائب کا صیغہ اپنی اصل پر ہی ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ......بِيْعَ، بِعْنَ خَفْ، خَائِفٌ، يَدْعُوْنَ ۔کلمات مذکورہ کون سے صیغے ہیں؟ ہر صیغہ کی اصل اور تعلیل بیان کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امر حل طلب ہیں (۱) مذکورہ صیغوں کی وضاحت (۲) مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل۔

جواب ...... ❶ مذکورہ صیغوں کی وضاحت:۔ بِيْعَ: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مجہول از باب ضرب۔

بِعْنَ: صیغہ جمع مؤنث غائب ماضی مجہول از باب ضرب۔ خَفْ: صیغہ واحد مذکر امر حاضر معروف از باب سمع۔

خَائِفٌ: صیغہ واحد بحث اسم فاعل از باب سمع۔ يَدْعُوْنَ: صیغہ جمع مذکر غائب مضارع معروف از باب نصر۔

❷ مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل:۔ بِيْعَ: اصل میں بُيِعَ تھا ضمہ کے بعد باء پر کسرہ دشوار تھا ماقبل کے ضمہ کو دور کر کے یاء کا کسرہ اس کو دیدیا بِيْعَ ہوگیا۔ بِعْنَ: (مجہول) اصل میں بُيِعْنَ تھا، باء کی حرکت دور کر کے یاء کا کسرہ اس کو دیا پھر اجتماعِ ساکنین (یاء، عین) کی وجہ سے یاء کو حذف کردیا بِعْنَ ہوگیا۔ خَفْ: اصل میں اِخْوَفْ تھا واوٗ متحرک ماقبل ساکن تھا واوٗ کا فتحہ ماقبل کو دیا اور واوٗ کو اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا اور فاء کلمہ کے متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی کی ضرورت نہ رہی اسے گرادیا خَفْ ہوگیا۔

يَدْعُوْنَ: (جمع مذکر غائب۔ جمع مؤنث غائب اصل پر ہے) اصل میں يَدْعُوُوْنَ تھا واوٗ کا ضمہ بوجہ ثقیل ہونے کے گرادیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے ایک واوٗ کو گرایا تو يَدْعُوْنَ ہوگیا۔

خَائِفٌ: اصل میں خَاوِفٌ تھا واوٗ کو الف زائدہ کے بعد واقع ہونے کیوجہ سے ہمزہ سے بدل دیا خَائِفٌ ہوگیا۔

الشق الثانی ......باب افتعال کی خاصیات مثالوں کے ساتھ تحریر کریں۔

جواب ......افتعال کی خاصیات مع امثلہ:۔ اس باب کی کل چھ خصوصیات ہیں: ① تصرف: یعنی فعل حاصل کرنے میں کوشش کرنا جیسے اکتسب اس نے کسب میں کوشش کی۔ ② تخییر: یعنی فاعل کا اپنے لئے کوشش کرنا جیسے اکتال الشعیر اس نے اپنے لئے جو ناپے' کیل کیے۔ ③ مطاوعتِ فَعَلَ و تفعیل: یعنی فَعَلَ (مجرد) وفَعَّلَ تفعیل کے بعد افعال کا اس غرض سے آنا کہ مفعول نے فاعل کا اثر قبول کرلیا ہے مطاوعتِ فَعَلَ کی مثال جیسے غَمَمْتُهٗ فَاغْتَمَّ میں نے اس کو غمگین کیا پس وہ غمگین ہوا، مطاوعتِ تفعیل کی مثال جیسے غَمَّمْتُهٗ فَاغْتَمَّ میں نے اس کو غمگین کیا پس وہ غمگین ہوگیا۔ ④ موافقتِ مجرّد: جیسے اِبْتَلَجَ بمعنی بَلَجَ روشن ہوا۔ ⑤ موافقتِ استفعال: جیسے اِيْتَجَرَ (اس نے اجرت طلب کی) یہ اِسْتَأْجَرَ (استفعال) کے معنی میں ہے۔ ⑥ ابتداء: جیسے اِيْتَجَرَ بمعنی (جھک جانا) اس کا مجرد مستعمل نہیں ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۳۶ھ

الشق الاوّل ......افعالِ مقاربہ کون کون سے ہیں، ان کے عمل کو مثال سے واضح کریں۔ نیز عوامل قیاسیہ اور معنویہ کون کون سے ہیں ان کے عمل کو مثال سے واضح کریں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں: (۱) افعال مقاربہ اور ان کا عمل مع مثال (۲) عوامل قیاسیہ اور ان کا عمل مع امثلہ (۳) عوامل معنویہ اور ان کا عمل مع مثال۔

جواب ...... ❶ افعال مقاربہ اور ان کا عمل مع مثال:۔ افعال مقاربہ چار ہیں: عسی، کاد، کرب، اوشك۔

افعال مقاربہ اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں جیسے عَسٰی زیدٌ اَن یخرُجَ، کاد زیدٌ اَنْ یجیئَ، کَرُبَ زیدٌ اَن یخرجَ، اوشك زیدٌ ان یجیئَ۔ اور عسٰی کبھی صرف اسم کو رفع بھی دیتا ہے جیسے عسٰی ان یخرج زید۔

❷ عوامل قیاسیہ اور ان کا عمل مع امثلہ:۔ عوامل قیاسیہ سات ہیں: ① فعل مطلق: یہ اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے اور متعدی ہونے کی صورت میں مفعول کو نصب بھی دیتا ہے جیسے قام زیدٌ، ضَرَبَ زیدٌ عمرًوا۔ ② مصدر: یہ بھی اپنے فعل والا عمل کرتا ہے یعنی فاعل کو رفع اور متعدی ہو تو مفعول کو نصب بھی دیتا ہے جیسے اعجبنی قیامُ زیدٍ اور 'اعجبنی ضربُ زیدٍ عمرًوا۔

③ اسم فاعل: یہ بھی مصدر کی طرح اپنے فعل والا عمل کرتا ہے جیسے **زیدٌ ضاربٌ غلامُه عمرًوا۔**
④ اسم مفعول: یہ مابعد والے اسم کو نائب فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دیتا ہے جیسے **جاء نی المضروبُ غلامُهٗ۔**
⑤ صفت مشبہ: یہ بھی اپنے فعل لازمی والا عمل کرتی ہے جیسے **جاء نی رجلٌ حسنٌ غلامُه۔**
⑥ مضاف: یہ اپنے مابعد والے اسم کو جر دیتا ہے جیسے **غلامُ زیدٍ۔**
⑦ اسم تام: یہ مابعد والے نکرہ کو تمیز ہونے کی بنا پر نصب دیتا ہے جیسے **عندی رطلٌ زیتًا۔**

③ عوامل معنویہ اور انکا عمل مع مثال:۔ عامل معنوی وہ عامل ہے جو لفظوں میں نہ پڑھا جائے صرف دل سے پہچانا جائے اور عامل معنوی دو ہیں ① ابتداء یہ مبتدا اور خبر میں عمل کرتا ہے۔ جیسے **زیدٌ عالمٌ** ② مضارع کا عوامل ناصبہ وجازمہ سے خالی ہونا جیسے **زیدٌ یعلمُ۔**
عامل معنوی اپنے معمول کو رفع دینے کی صورت میں عمل کرتا ہے جیسے **زیدٌ عالمٌ، زیدٌ یعلمُ۔**

الشق الثانی ......**والی لانتهاء الغاية فی المکان نحو سرت من البصرة الی الکوفة وللمصاحبة نحو قوله تعالیٰ ولاتاکلوا اموالهم الی اموالکم ۔ وقد یکون مابعدها داخلا فی ماقبلها وقد لایکون مابعدها داخلا فی ماقبلها ۔** عبارت کی تشریح کرکے صرف خط کشیدہ حصہ کی ترکیب کریں۔
نیز بتائیں کہ الیٰ کا مابعد الیٰ کے ماقبل میں کب داخل ہوتا ہے اور کب داخل نہیں ہوتا، مثال سے واضح کریں۔ (ص۸۔ رحمانیہ)
﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت کی تشریح (۲) عبارت مخطوطہ کی ترکیب (۳) **الیٰ** کے مابعد کا ضابطہ مع امثلہ۔

جواب ...... **①** عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں حروفِ جارہ میں سے **الیٰ** کے متعلق کچھ تفصیل بیان فرما رہے ہیں تو فرمایا کہ **الیٰ** کبھی انتہاءِ غایت یعنی اس بات کو بتلانے کے لئے آتا ہے کہ میرے مابعد پر میرے ماقبل کی انتہا ہو رہی ہے جیسے **سرت من البصرة الی الکوفه** (چلا میں بصرہ سے کوفہ تک) اس میں **الیٰ** نے یہ بتلایا کہ میرے ماقبل والے فعلِ سیر (چلنا) کی انتہاء میرے مابعد کوفہ پر ہو رہی ہے اور کبھی **الیٰ** مصاحبۃ کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ میرا مدخول میرے ماقبل کیساتھ صدورِ فعل یا وقوعِ فعل میں مصاحب (ساتھی) اور شریک ہے یہ اس وقت ہوتا ہے جب **الیٰ** کی جگہ **مع** کو استعمال کرنا درست ہو۔ جیسے **لاتاکلوا اموالهم الی اموالکم** اب یہاں **الیٰ** مصاحبت کیلئے ہے، اسکی جگہ پر **مع** کو ذکر کرنا بھی درست ہے کہ **لاتاکلوا اموالهم مع اموالکم** یعنی نہ کھاؤ ان یتامیٰ کے اموال کو اپنے مال کے ساتھ، کبھی **الیٰ** کا مابعد ماقبل میں داخل ہوتا ہے جیسے **فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق** اس میں مرافق ایدیکم میں داخل ہے اور کبھی **الیٰ** کا مابعد ماقبل میں داخل نہیں ہوتا جیسے **ثم اتموا الصیام الی اللیل** اس میں لیل صوم کے حکم میں داخل نہیں ہے۔

② عبارت مخطوطہ کی ترکیب:۔ **لاتاکلوا** فعل وفاعل **اموالهم** مضاف مضاف الیہ مل کر مفعول بہ ہوا فعل کا **الیٰ** جارہ **اموالکم** مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

③ **الیٰ** کے مابعد کا ماقبل میں داخل ہونے کا ضابطہ مع امثلہ:۔ اگر **الیٰ** کا مابعد الیٰ کے ماقبل کی جنس سے ہو تو وہ **الیٰ** کے ماقبل میں داخل ہوگا اور اگر **الیٰ** کا مابعد ماقبل کی جنس سے نہ ہو تو ماقبل میں داخل نہ ہوگا جیسے **فاغسلوا وجوهکم وایدیکم الی المرافق** اس میں چونکہ کہنیاں ہاتھ کی جنس سے ہیں اس وجہ سے وہ غسل والے حکم میں داخل ہیں اور **اتموا الصیام الی اللیل** میں چونکہ رات دن میں داخل نہیں ہے اس وجہ سے روزہ کے اتمام والے حکم میں بھی داخل نہیں ہے۔

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل ......مَبِیْعٌ، خِفْنَ، دَعَوْا ۔ مذکورہ صیغوں کی اصل بتا کر تعلیل ذکر کریں۔ (ص۲۲، ۲۷، ۳۵: امدادیہ)

جواب ......مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل:۔ **مَبِیْعٌ:** اصل میں **مَبْیُوْعٌ** تھا یاء متحرک ماقبل ساکن تھا یاء کا ضمہ ماقبل کو دیا اور اجتماعِ

ساکنین کی وجہ سے یاء کو گرادیا پھر ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے تبدیل کیا تا کہ حذفِ یاء پر دلالت کرے مَبِوْعٌ ہوگیا پھر واؤ ساکن ماقبل مکسور تھا اس وجہ سے واؤ کو یاء سے بدل دیا مَبِيْعٌ ہوگیا۔

خِفْنَ: اصل میں خَوِفْنَ تھا، واؤ متحرک ماقبل مفتوح تھا واؤ کو الف سے بدل دیا پھر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے الف کو گرادیا اور خاء کو کسرہ دیدیا تا کہ معلوم ہو کہ حذف ہونے والا حرف مکسور تھا خِفْنَ ہوگیا۔ دَعَوْا: اصل میں دَعَوُوْا تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح تھا واؤ کو الف سے بدل دیا پھر التقاءِ ساکنین کی وجہ سے الف کو گرادیا دَعَوْا ہوگیا۔

الشق الثانی......معتل الفاء کے قاعدے لکھیں اور عدة مصدر سے صرفِ صغیر تحریر کریں۔(ص۶،۷ :امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امر توجہ طلب ہیں (۱) معتل الفاء کے قاعدے (۲) عدة سے صرفِ صغیر۔

جواب......(۱) معتل الفاء کے قاعدے:۔ ① جو واؤ ساکن ہو مشدد نہ ہو اور اس کا ماقبل مکسور ہو تو واؤ کو یاء سے بدل دیتے ہیں جیسے مِوْزَانٌ سے مِيْزَانٌ اور اِوْقَادٌ سے اِيْقَادٌ۔ ② جو یاء ساکن ہو اور مشدد نہ ہو اور اس کا ماقبل مضموم ہو تو اس یاء کو واؤ سے بدل دیتے ہیں جیسے مُيْقِنٌ سے مُوْقِنٌ۔ ③ جو واؤ ساکن علامتِ مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہو وہ گر جاتا ہے جیسے يَوْعِدُ سے يَعِدُ۔ ④ اگر مضارع کا عین کلمہ یا لام کلمہ حرفِ حلقی ہو اور واؤ ساکن علامتِ مضارع مفتوحہ اور عین مفتوحہ کے درمیان واقع ہو وہ واؤ بھی گر جاتا ہے جیسے يَوْهَبُ سے يَهَبُ، يَوْضَعُ سے يَضَعُ۔ ⑤ جو واؤ یا یاء اصلی افتعال کی تاء کے ساتھ واقع ہو اس کو تاء سے بدل کر تاء کا تاء میں ادغام کردیں گے جیسے اِتَّقَدَ اِتَّسَرَ اصل میں اِوْتَقَدَ، اِيْتَسَرَ تھے۔

۲ عدة سے صرفِ صغیر:۔ اَلْوَعْدُ وَالْعِدَةُ (ضرب، مثال واوی) بمعنی وعدہ کرنا۔ وَعَدَ يَعِدُ وَعْدًا وَّعِدَةً فَهُوَ وَاعِدٌ وَوُعِدَ يُوْعَدُ وَعْدًا وَّعِدَةً فَذَاكَ مَوْعُوْدٌ مَاوَعَدَ مَاوُعِدَ، لَمْ يَعِدْ لَمْ يُوْعَدْ، لَايَعِدُ لَايُوْعَدُ، لَنْ يَّعِدَ لَنْ يُّوْعَدَ، لَيَعِدَنَّ لَيُوْعَدَنَّ، لَيَعِدَنْ لَيُوْعَدَنْ الامر منه عِدْ لِتُوْعَدْ لِيَعِدْ لِيُوْعَدْ، عِدَنَّ لِتُوْعَدَنَّ لِيَعِدَنَّ لِيُوْعَدَنَّ، عِدَنْ لِتُوْعَدَنْ لِيَعِدَنْ لِيُوْعَدَنْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتَعِدْ لَاتُوْعَدْ لَايَعِدْ لَايُوْعَدْ، لَاتَعِدَنَّ لَاتُوْعَدَنَّ لَايَعِدَنَّ لَايُوْعَدَنَّ، لَاتَعِدَنْ لَاتُوْعَدَنْ لَايَعِدَنْ لَايُوْعَدَنْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَوْعِدٌ مَوْعِدَانِ مَوَاعِدُ وَمُوَيْعِدٌ اَفْعَلَ التَّفْضِيْلِ الْمُذَكَّرُ مِنْهُ اَوْعَدَ اَوْعَدَانِ اَوْعَدُوْنَ اَوَاعِدُ وَاُوَيْعِدٌ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ وُعْدٰى وُعْدَيَانِ وُعْدَيَاتٌ وُّعَدٌ وَّوُعَيْدٰى۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۳۷ھ

الشق الاوّل......مہموز کے کتنے قاعدے ہیں مثالوں کے ساتھ تحریر کریں، نیز الاکل مصدر سے صرفِ صغیر لکھیں اور اس میں جاری شدہ قواعد کی نشاندہی کریں۔(ص۵،۶ :امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا خلاصہ تین امور ہیں (۱) مہموز کے قواعد کی تعداد اور وضاحت بالامثلہ (۲) الاکل سے صرفِ صغیر (۳) جاری شدہ قواعد کی نشاندہی۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب...... **۱** مہموز کے قواعد کی تعداد اور وضاحت بالامثلہ:۔ مہموز کے چار قواعد ہیں: ① ہمزہ منفردہ ساکنہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدلنا جائز ہے جیسے رَاسٌ، زِيْبٌ، بُوْسٌ، کہ اصل میں رَأْسٌ، زِئْبٌ، بُؤْسٌ تھے۔ ② جہاں دو ہمزہ ایک کلمہ میں جمع ہوجائیں اور ان میں سے دوسرا ہمزہ ساکنہ ہو تو اس کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدلنا واجب ہے، جیسے اٰمَنَ، اُوْمِنَ، اِيْمَانًا کہ اصل میں ءَأْمَنَ، أُؤْمِنَ، إِئْمَانًا تھے۔ ③ جس جگہ ایک ہمزہ متحرک ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر ہمزہ کو گرانا جائز ہے جیسے يَسَلُ کہ اصل میں يَسْئَلُ تھا۔ ④ جو ہمزہ منفردہ مفتوحہ ہو اور اس کا ماقبل مضموم یا مکسور ہو تو اس ہمزہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرفِ علت سے بدلنا جائز ہے جیسے سُوَالٌ، مِيَرٌ کہ اصل میں سُؤَالٌ اور مِئَرٌ تھے۔

۲ الاکل سے صرفِ صغیر:۔ اَلْاَكْلُ (نصر، مہموز) بمعنی کھانا۔ اَكَلَ يَاكُلُ اَكْلًا فَهُوَ اٰكِلٌ وَاُكِلَ يُوْكَلُ اَكْلًا فَذَاكَ مَاكُوْلٌ مَااَكَلَ مَااُكِلَ لَمْ يَاكُلْ لَمْ يُوْكَلْ لَايَاكُلُ لَايُوْكَلُ لَنْ يَّاكُلَ لَنْ يُّوْكَلَ لَيَاكُلَنَّ لَيُوْكَلَنَّ لَيَاكُلَنْ لَيُوْكَلَنْ

الامر منه كُلْ لِتُوْكَلْ لِيَاكُلْ لِيُوْكَلْ كُلَنَّ لِتُوْكَلَنَّ لِيَاكُلَنَّ لِيُوْكَلَنَّ كُلَنْ لِتُوْكَلَنْ لِيَاكُلَنْ لِيُوْكَلَنْ والنهى عنه لَاتَاكُلْ لَاتُوْكَلْ لَايَاكُلْ لَايُوْكَلْ لَاتَاكُلَنَّ لَاتُوْكَلَنَّ لَايَاكُلَنَّ لَايُوْكَلَنَّ لَاتَاكُلَنْ لَاتُوْكَلَنْ لَايَاكُلَنْ لَايُوْكَلَنْ الظرف منه مَاكَلٌ مَاكَلَانِ مَاٰكِلُ و مُوَيْكِلٌ والالة منه مِيْكَلٌ مِيْكَلَانِ مَاٰكِلُ وَمُوَيْكِلٌ، مِيْكَلَةٌ مِيْكَلَتَانِ مَاٰكِلُ ومُوَيْكِلَةٌ، مِيْكَالٌ مِيْكَالَانِ مَاٰكِيْلُ ومُوَيْكِيْلٌ افعل التفضيل المذكر منه اٰكَلُ اٰكَلَانِ اٰكَلُوْنَ اَوَاكِلُ وَاُوَيْكِلٌ وَالمؤنث منه اُكْلٰى اُكْلَيَانِ اُكْلَيَاتٌ اُكَلٌ وَاُكَيْلٰى۔

❸ جاری شدہ قواعد کی نشاندہی:۔ مضارع معروف اوراس سے بننے والے دوسرے صیغوں میں رَأْسٌ والا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ اور مضارع مجہول اوراس سے بننے والے دوسرے صیغوں میں بُؤْسٌ والا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ اسم ظرف کے واحد اور تثنیہ میں رَاسٌ والا قاعدہ اور اسمِ آلہ کے واحد اور تثنیہ میں ذِیْبٌ والا قاعدہ اور اسمِ ظرف اور اسم آلہ کی تصغیر کے صیغوں میں سُوَالٌ والا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ اسمِ تفضیل مذکر کے صیغوں میں اٰمَنَ والا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ اَوَاكِلُ میں اَوَادِمُ والا قاعدہ (کہ اگر دو ہمزہ متحرکہ جمع ہوں اور ان میں سے کوئی ہمزہ بھی مکسور نہ ہوتو دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدل دیتے ہیں) جاری ہوا ہے۔

الشق الثانی ......باب استفعال کی خاصیات مع امثلہ لکھیں۔

جواب ......باب استفعال کی خاصیات مع امثلہ:۔ اس باب کی دس خاصیات ہیں: ① طلب: یعنی ماخذ کو طلب کرنا جیسے استطعمته میں نے کھانا طلب کیا۔ ② لیاقت: یعنی کسی شئی کا ماخذ کے لائق ہونا جیسے استرقع الثوب کپڑا پیوند کے لائق ہوگیا۔ ③ وجدان: یعنی ماخذ کو پانا جیسے اِسْتَكْرَمْتُهٗ میں نے اُس کو کریم پایا۔ ④ حسبان: یعنی کسی چیز کو ماخذ کے ساتھ موصوف خیال کرنا جیسے استحسنته میں نے اُس کو نیک گمان کیا۔ ⑤ تحوّل یعنی کسی چیز کا عین ماخذ یا مثل ماخذ کے ہونا اور یہ دو قسم پر ہے۔ صوری جیسے استحجر الطین، گارا پتھر ہو گیا حقیقۃً یا مثل پتھر کے ہو گیا سختی میں، ماخذ حجر ہے۔ معنوی جیسے استونق الجمل اونٹ اونٹنی ہو گیا یعنی صفتِ ضعف میں ماخذ ناقہ ہے۔ ⑥ اِتِّخاذ: یعنی کسی چیز کو ماخذ بنانا جیسے استوطن الهند اس نے ہند کو وطن بنالیا۔ ⑦ قَصر: یعنی اختصار کی غرض سے مرکب سے ایک کلمہ اشتقاق کرنا جیسے استرجع اس نے انا لله وانا اليه راجعون پڑھا۔ ⑧ مطاوعت: یعنی مفعول کا فاعل کے اثر کو قبول کرنا جیسے اَقَمْتُهٗ فَاسْتَقَامَ (میں نے اس کو کھڑا کیا اور وہ کھڑا ہو گیا)۔ ⑨ موافقت: یعنی باب استفعال کا مجرد افعال، افتعال اور تفعل کے ہم معنی ہونا جیسے اِسْتَقَرَّ وَقَرَّ دونوں کا معنی ٹھہرنا ہے۔ اِسْتَجَابَ و اَجَابَ دونوں کا معنی قبول کرنا ہے۔ اِسْتَعْصَمَ واِعْتَصَمَ دونوں کا معنی چنگل مارنا ہے۔ اِسْتَكْبَرَ وتَكَبَّرَ دونوں کا معنی غرور کرنا ہے۔ ⑩ اِبتداء: یعنی کسی فعل کا ابتداءً باب استفعال سے آنا جیسے اِسْتَعَانَ بمعنی زیر ناف بال صاف کرنا۔ مجرد میں اسکا معنی مدد کرنا ہے۔

السوال الثالث ۱۴۳۷ھ

0313 6357915 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الاوّل ......وَعَلٰى لِلْاِسْتِعْلَاءِ نَحْوُ زَيْدٌ عَلَى السَّطْحِ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَقَدْ تَكُوْنُ بِمَعْنَى الْبَاءِ نَحْوُ مَرَرْتُ عَلَيْهِ وَقَدْ تَكُوْنُ بِمَعْنٰى فِيْ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَعَنْ لِلْبُعْدِ وَا لْمُجَاوَرَةِ نَحْوُ رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ الْقَوْسِ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے اور یہ بتائیے کہ مصنف نے استعلاء کی دو مثالیں کیوں ذکر کی ہیں، وعن للبعد والمجاوزة میں بعد اور مجاوزت کا مطلب واضح کیجئے اور عبارت میں مذکورہ مثالوں کی ترکیب لکھئے۔ (ص۹۔ رحمانیہ)

﴿ خلاصۂ سوال ﴾......اس سوال میں پانچ امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) استعلاء کی دو مثالیں ذکر کرنے کی وجہ (۴) بعد و مجاوزة کا مطلب (۵) مثالوں کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ اور علٰی استعلاء کیلئے آتا ہے جیسے زید چھت پر ہے اور اس پر دین ہے اور کبھی علٰی باء کے معنی میں ہوتا ہے

جیسے گزرا میں اس کے ساتھ اور کبھی علٰی فی کے معنی میں ہوگا جیسے قولہ تعالٰی ان کنتم علٰی سفر (اگر تم سفر میں ہو) اور عَنْ بعد و مجاوزت کے لئے آتا ہے جیسے تیر پھینکا میں نے کمان سے۔

❸ استعلاء کی دو مثالیں ذکر کرنے کی وجہ:۔ اس کی دو مثالیں اسلئے دی ہیں کہ استعلاء کی دو قسمیں ہیں: ① جس میں بلندی حقیقت کے اعتبار سے ہو جیسے زیدٌ علی السطح میں ہے۔ ② جس میں بلندی مجازاً ہو جیسے علیہِ دینٌ (اس پر قرض ہے) یعنی اسکے ذمے قرض ہے۔

❹ بُعد و مجاوزۃ کا مطلب:۔ بُعد دوری کو کہتے ہیں اور مجاوزت ایک حد سے گزر جانے کو کہتے ہیں جیسے رمیت السھم عن القوس (میں نے تیر کمان سے پھینکا) یعنی میرا تیر کمان سے گزر کر دور چلا گیا ہے۔

❺ مثالوں کی ترکیب:۔ "زیدٌ علی السطح" زیدٌ مبتداء علٰی جارہ السطح مجرور، جار مجرور ملکر موجود کے متعلق ہوکر شبہ جملہ ہوکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ "علیہ دینٌ" علٰی جارہ "ہٖ" ضمیر مجرور، جار مجرور ملکر کائن کے متعلق ہوکر خبرِ مقدم دینٌ مبتداء موخر، مبتدا موخر خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"مررت علیہ" مررت فعل بافاعل علیہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا مررتُ فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"ان کنتم علٰی سفر" اِنْ شرطیہ کنتم فعل از افعالِ ناقصہ تُم ضمیر اس کا اسم علٰی جارہ سفر مجرور، جار مجرور ملکر موجودا کے متعلق ہوکر خبر ہوئی کان فعل ناقص کی، فعل ناقص اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر شرط ہوا۔

"رمیت السھم عن القوس" رمیت فعل بافاعل السھم مفعول بہٖ عن القوس جار مجرور ملکر متعلق ہوا رمیتُ کے۔ رمیتُ فعل اپنے فاعل و مفعول بہٖ و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی ......حروف تجزم الفعل المضارع و ھی خمسة احرف، لم و لمّا ولام الامر ولا النھی وان للشرط والجزاء فلم تجعل الفعل المضارع ماضیا منفیا مثل لم یضرب بمعنی ماضرب و لمّا مثل لم لکنھا مختصة بالا ستغراق مثل لما یضرب زیدای ماضرب زید فی شئ من الازمنة الماضیة۔

عبارت کا ترجمہ و تشریح کریں، فعل مضارع کو جزم دینے والے عوامل کتنے اور کون کونسے ہیں؟ مثال سے واضح کریں۔(ص۱۴۹۔ رحمانیہ)

﴿خلاصہ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں ① عبارت کا ترجمہ ② عبارت کی تشریح ③ حروف جازمہ کی تعداد و نشاندہی مع امثلہ۔

جواب ...... ❶ عبارت کا ترجمہ:۔ جو حروف فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں وہ پانچ حروف ہیں۔ لم، لمّا، لامِ امر، لاءِ نھی، ان شرطیہ۔ پس لم فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے جیسے لم یضرب یہ ماضرب کے معنی میں ہے اور لمّا مثل لم کے ہے لیکن یہ (لمّا) مختص ہے استغراق کے ساتھ جیسے لمّا یضرب زید یعنی (اسکا معنی) نہیں مارا زید نے گزرے ہوئے زمانے میں سے کسی زمانہ میں۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں حروفِ جازمہ اور اُنکے عمل کو بیان کیا گیا ہے۔ حروف جازمہ پانچ ہیں کہ جب وہ فعل مضارع پر داخل ہوتے ہیں تو اسکو جزم دے دیتے ہیں وہ پانچ حروف یہ ہیں: لَمْ، لمّا، لامِ امر، لاءِ نھی، اِنْ شرطیہ، ان میں سے لَمْ فعل مضارع کو جزم دینے کے ساتھ اسکو ماضی منفی کے معنی میں بھی کر دیتا ہے جیسے لم یضرب اس کا معنی ہے ماضرب یعنی نہیں مارا اس نے زمانہ ماضی میں، اور لمّا بھی لَمْ کی طرح فعل مضارع کو جزم دینے کے ساتھ استغراق کا بھی فائدہ دیتا ہے جیسے لَمْ یضرب اس نے نہیں مارا اور لمّا یضرب اس نے اپنی پیدائش سے لے کر وقت تکلم تک نہیں مارا، گویا لمّا میں استغراق ہے۔

❸ حروفِ جازمہ کی تعداد و نشاندہی:۔ حروفِ جازمہ پانچ ہیں (لَمْ، لمّا، لامِ امر، لاءِ نھی، اِنْ شرطیہ)۔ لَمْ کی مثال (لَمْ یَضْرِبْ) لَمّا کی مثال (لَمّا یَضْرِبْ) لامِ امر کی مثال (لِیَضْرِبْ) لاءِ نھی کی مثال (لَاتَضْرِبْ) اِنْ شرطیہ کی مثال (اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱٤۳۸ھ

الشق الاوّل......**البیع** مصدر سے مضارع مجہول اور اسم فاعل کی گردان تحریر کریں اور درج ذیل صیغوں کی اصل و تعلیل بیان کریں بِعْنَ (مجہول) بِیْعَ، یُبَاعُ۔(ص۱۷،۲۱ :امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) **البیع** سے مضارع مجہول و اسم فاعل کی گردان (۲) مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل۔

جواب...... ❶ **البیع سے مضارع مجہول و اسم فاعل کی گردان:۔** اسم فاعل: **بَائِعٌ بَائِعَانِ بَائِعُوْنَ بَائِعَةٌ بَائِعَتَانِ بَائِعَاتٌ۔**

مضارع مجہول: **یُبَاعُ یُبَاعَانِ یُبَاعُوْنَ تُبَاعُ تُبَاعَانِ یُبَعْنَ تُبَاعُ تُبَاعَانِ تُبَاعُوْنَ تُبَاعِیْنَ تُبَاعَانِ تُبَعْنَ اُبَاعُ، نُبَاعُ۔**

❷ **مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل:۔** **بِعْنَ**: (مجہول) اصل میں **بُیِعْنَ** تھا، باء کی حرکت دور کر کے یاء کا کسرہ اس کو دیا پھر اجتماعِ ساکنین (یاء، عین) کی وجہ سے یاء کو حذف کر دیا **بِعْنَ** ہو گیا۔ **یُبَاعُ**: اصل میں **یُبْیَعُ** تھا یاء متحرک ماقبل ساکن تھا یاء کا فتحہ ماقبل کو دیدیا پھر ماقبل کے فتحہ کی وجہ سے یاء کو الف سے بدل دیا **یُبَاعُ** ہو گیا۔

بِیْعَ: اصل میں **بُیِعَ** تھا ضمہ کے بعد باء پر کسرہ دشوار تھا ماقبل کے ضمہ کو دور کر کے یاء کا کسرہ اس کو دیدیا **بِیْعَ** ہو گیا۔

الشق الثانی......**اجتاب، مجتاب، اختیر، ینقاد، انقض** ۔مذکورہ کلمات کون سے صیغے ہیں اصل بتا کر تعلیل کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امر توجہ طلب ہیں (۱) مذکورہ صیغوں کی وضاحت (۲) مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل۔

جواب...... ❶ **مذکورہ صیغوں کی وضاحت:۔** **اِجْتَابَ**: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب افتعال۔

مُجْتَابٌ: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب افتعال۔ **اُخْتِیْرَ**: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مجہول از باب افتعال۔

یَنْقَادُ: صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از باب انفعال۔ **اِنْقَضَّ**: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معروف از باب انفعال۔

❷ **مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل:۔** **مُجْتَابٌ**: اصل میں **مُجْتَوَبٌ** تھا مذکورہ قاعدہ جاری ہونے سے **مُجْتَابٌ** ہو گیا۔

اِجْتَابَ: اصل میں **اِجْتَوَبَ** تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح تھا واؤ کو الف سے بدل دیا **اِجْتَابَ** ہو گیا۔

اُخْتِیْرَ: اصل میں **اُخْتُیِرَ** تھا ضمہ کے بعد یاء پر کسرہ دشوار تھا ماقبل کی حرکت دور کر کے یاء کا کسرہ ماقبل کو دیا تو **اُخْتِیْرَ** ہو گیا

یَنْقَادُ: اصل میں **یَنْقَوِدُ** تھا مذکورہ قاعدہ جاری ہوا تو **ینقاد** ہو گیا۔

اِنْقَضَّ: اصل میں **اِنْقَضَضَ** تھا دو حرف ایک جنس کے جمع ہوئے اوّل کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کر دیا **اِنْقَضَّ** ہو گیا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤۳۸ھ

الشق الاوّل......**البیع** مصدر سے مضارع معروف، لام تاکید با نون تاکید ثقیلہ و خفیفہ کی گردان لکھئے، نیز مندرجہ ذیل صیغوں کی اصل بتائیے اور تعلیل ذکر کیجئے۔ **بَاعَ، بِعْنَ** (معروف) **بِعْنَ** (مجہول) **یَبِیْعُ، یُبَاعُ**۔(ص۱۷تا۲۲ :امدادیہ)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں (۱) **البیع** مصدر سے مضارع معروف، لام تاکید با نون تاکید ثقیلہ و خفیفہ کی گردان (۲) مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل۔

جواب...... ❶ **البیع سے مذکورہ ابحاث کی گردان:۔** مضارع معروف: **یَبِیْعُ یَبِیْعَانِ یَبِیْعُوْنَ تَبِیْعُ تَبِیْعَانِ یَبِعْنَ تَبِیْعُ تَبِیْعَانِ تَبِیْعُوْنَ تَبِیْعِیْنَ تَبِیْعَانِ تَبِعْنَ اَبِیْعُ نَبِیْعُ۔**

لام تاکید با نون ثقیلہ: **لَیَبِیْعَنَّ، لَیَبِیْعَانِّ، لَیَبِیْعُنَّ، لَتَبِیْعَنَّ، لَتَبِیْعَانِّ، لَیَبِعْنَانِّ، لَتَبِیْعَنَّ، لَتَبِیْعَانِّ، لَتَبِیْعُنَّ، لَتَبِیْعِنَّ، لَتَبِیْعَانِّ، لَتَبِعْنَانِّ، لَاَبِیْعَنَّ، لَنَبِیْعَنَّ۔**

لام تاکید با نون خفیفہ کی گردان: **لَیَبِیْعَنْ، لَیَبِیْعُنْ، لَتَبِیْعَنْ، لَتَبِیْعَنْ، لَتَبِیْعُنْ، لَتَبِیْعِنْ، لَاَبِیْعَنْ، لَنَبِیْعَنْ۔**

❷ **مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل:۔** **بَاعَ**: اصل میں **بَیَعَ** تھا، یاء متحرک ماقبل مفتوح تھا یاء کو الف سے بدل دیا **بَاعَ** ہو گیا۔

بِعْنَ: (معروف) اصل میں **بَیَعْنَ** تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح تھا یاء کو الف سے بدلا، اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے الف گرا دیا

بِعْنَ: (مجہول) اصل میں **بُیِعْنَ** تھا باء کو ساکن کرکے یاء کی حرکت اسکو دی تو **بِیْعْنَ** ہوگیا دو ساکن جمع ہوئے اوّل مدہ تھا اس کو حذف کردیا **بِعْنَ** ہوگیا۔ اور ب کو کسرہ دیا تا کہ معلوم ہو کہ حذف شدہ حرف یاء ہے۔

یَبِیْعُ: اصل میں **یَبْیِعُ** تھا یاء متحرک اور ماقبل ساکن تھا، یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل ب کو دی تو **یَبِیْعُ** سے **یَبِیْعُ** ہوگیا۔

یُبَاعُ: اصل میں **یُبْیَعُ** تھا یاء متحرک اور ماقبل ساکن تھا، یاء کا فتحہ نقل کرکے ب کو دیا پھر یاء چونکہ اصل میں متحرک تھی اب اس کا ماقبل مفتوح ہوا تو یاء کو الف سے بدلا، **یُبَاعُ** ہوگیا۔

الشق الثانی ...... **لَمْ یَقُلْ** (نفی جحد بلم) کی تعلیل کریں۔ درج ذیل صیغے بتائیں: **لَنْ تَبِیْعُوْا، یَنْقَادُ، اُدْعُوَنَّ، لَاتَصُبَّ**۔

جواب ...... ① **لَمْ یَقُلْ (نفی جحد بلم) کی تعلیل:۔** تعلیل: **لَمْ یَقُلْ** اصل میں **لَمْ یَقْوُلْ** تھا، واؤ متحرک کا ماقبل ساکن تھا واؤ کی حرکت ماقبل کو دی تو دو ساکن (واؤ، لام) جمع ہوگئے، واؤ کو گرا دیا تو **لَمْ یَقُلْ** ہوگیا۔

② **صیغوں (لَنْ تَبِیْعُوْا ، یَنْقَادُ ، اُدْعُوَنَّ ، لَاتَصُبَّ) کی وضاحت:۔**

لَنْ تَبِیْعُوْا: صیغہ جمع مذکر حاضر بحث نفی تاکید بلن معلوم از باب ضرب از سہ اقسام فعل از شش اقسام ثلاثی مجرد از ہفت اقسام اجوف

یَنْقَادُ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از باب انفعال از سہ اقسام فعل از شش اقسام ثلاثی مزید فیہ از ہفت اقسام اجوف۔

اُدْعُوَنَّ: صیغہ واحد مذکر امر حاضر بانون ثقیلہ معلوم از باب نصر از سہ اقسام فعل از شش اقسام ثلاثی مجرد از ہفت اقسام ناقص۔

لَاتَصُبَّ: صیغہ واحد مذکر نہی حاضر معلوم از باب نصر از سہ اقسام فعل از شش اقسام ثلاثی مجرد از ہفت اقسام مضاعف۔

السوال الثالث ۱۴۳۸ھ

الشق الاوّل ...... **وَمِنْ وَهِیَ لِاِبْتِدَاءِ الْغَایَةِ نَحْوُ سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَی الْكُوْفَةِ وَلِلتَّبْعِیْضِ نَحْوُ اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَلِلتَّبْیِیْنِ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَلِلزِّیَادَةِ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی یَغْفِرْلَكُمْ مِنْ ذُنُوْبِكُمْ۔**

مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجئے، مفہوم واضح کیجئے، عبارت میں مذکورہ مثالوں کی ترکیب کیجئے۔ (ص ۸۔ رحمانیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل چار امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) عبارت کا مفہوم (۴) مثالوں کی ترکیب

جواب ...... ① **عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔**

② **عبارت کا ترجمہ:۔** مِنْ ابتداءِ غایت کیلئے آتا ہے جیسے **سِرْتُ من البصرةِ الی الكوفةِ** (چلا میں بصرہ سے کوفہ تک) اور تبعیض کیلئے جیسے **اخذتُ من الدراهم** (لیا میں نے بعض درھموں کو) اور تبیین کیلئے جیسے **فاجتنبوا الرجس من الاوثان** (بچو تم گندگی سے وہ جو بت ہیں) اور کبھی زیادت کیلئے آتا ہے جیسے **یغفرلكم من ذنوبكم** (وہ بخش دے گا تمہارے گناہوں کو)۔

③ **عبارت کا مفہوم:۔** اس عبارت میں مِنْ کے معانی بتلائے گئے ہیں۔ یہ متعدد معانی کیلئے آتا ہے: ① ابتداءِ غایۃ کیلئے ہوتا ہے جیسے **سِرْتُ من البصرة الی الكوفة** ۔ ② تبعیض کیلئے جیسے **اخذتُ من الدراهم** بمعنی بعض دراہم لئے۔ ③ تبیین کیلئے جیسے قولہ تعالیٰ **فاجتنبوا الرجس من الاوثان ای الذی هو الاوثان** ۔ ④ زائدہ ہوتا ہے جیسے **یغفرلكم من ذنوبكم**۔ (اصلی معنی ابتداءِ غایت ہے)۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

④ **مثالوں کی ترکیب:۔** "**سرت من البصرة الی الكوفة**" **سِرْتُ** فعل بافاعل من جارہ **البصرة** مجرور، جار مجرور ملکر متعلق اوّل ہوا **سِرْتُ** فعل کے **الٰی** حرف جارہ اور **الكوفة** مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا **سِرْتُ** فعل کا، **سِرْتُ** فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ "**اخذت من الدراهم**" **اخذت** فعل بافاعل من جار **الدراهم** مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا **اخذت** فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"**فاجتنبوا الرجس من الاوثان**" **فاجتبنوا** فعل امر انتم ضمیر اسکا فاعل **الرجس** مفعول بہ **من** جارہ **الاوثان** مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا **فاجتبنوا** کے، فعل امر اپنے فاعل مفعول بہ و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

"یغفرلکم من ذنوبکم" یغفر فعل ھو ضمیر فاعل لکم جار مجرور ملکر متعلق اوّل من زائدۃ جار ذنوبکم مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور ملکر متعلقِ ثانی، فعل اپنے فاعل و دونوں متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشق الثانی ...... **اَلنَّوْعُ السَّابِعُ اَسْمَاءٌ تَجْزِمُ الْفِعْلَ الْمُضَارِعَ حَالَ کَوْنِهَا مُشْتَمِلَةً عَلٰی مَعْنٰی اِنْ وَهِیَ تِسْعَةُ اَسْمَاءٍ۔** (ص۱۵۔رحمانیہ) فعل مضارع کو جزم دینے والے اسماء کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟ مثالوں کے ساتھ ذکر کیجئے نیز مذکورہ عبارت پر اعراب لگا کر مفہوم واضح کیجئے اور ترکیب کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) اسماءِ جازمہ للمضارع کی تعداد و نشاندہی مع امثلہ (۲) عبارت پر اعراب (۳) عبارت کا مفہوم (۴) عبارت کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ اسماءِ جازمہ للمضارع کی تعداد و نشاندہی مع امثلہ:۔ یہ نو اسماء ہیں جو اِنْ کے معنی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں **من، ما، ای، متی، اینما، انی، مھما، حیثما، اذما** جیسے **من یکرمنی اکرمه، ماتشتر اشتر، ایھم یضربنی اضربه، متی تذھب اذھب، اینما تمش امش، انی تکن اکن، مھما تذھب اذھب، حیثما تقعد اقعد، اذما تفعل افعل**، مذکورہ تمام امثلہ میں مذکورہ اسماء فعل مضارع پر داخل ہو کر اسکو جزم دے رہے ہیں۔

❷ عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

❸ عبارت کا مفہوم:۔ اس عبارت میں عوامل سماعیہ کی ساتویں نوع اسماءِ جازمہ کے متعلق تفصیل ذکر کر رہے ہیں کہ یہ اسماء "اِنْ" کے معنی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں۔

❹ عبارت کی ترکیب:۔ **النوع السابع** موصوف صفت مل کر مبتدا **اسماء** موصوف **تجزم** فعل و فاعل **الفعل المضارع** موصوف صفت مل کر مفعول بہ **حال** مضاف **کون** مصدر از افعال ناقصہ **ھا** ضمیر اسم **مشتملة** اسم فاعل و فاعل **علٰی** جارہ **معنی ان** مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا **مشتملة** کے، اسم فاعل اپنے فاعل و متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر **کون** کی خبر **کون** اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت، موصوف صفت مل کر خبر ہے **النوع السابع** کی، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"**وَهِیَ تِسْعَةُ اَسْمَاءٍ**" واؤ عاطفہ یا استینافیہ **ھی** ضمیر مبتدا **تسعة** ممیّز **اسماء** تمیز، ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل ...... **ذب، یذب، لم یذب** صیغوں کی اصل بتائیے اور تعلیل ذکر کیجئے، نیز یہ بتائیے کہ **لم یذب** میں کتنی صورتیں جائز ہیں؟ وضاحت کے ساتھ تحریر کیجئے۔ (ص۵۸ اخیرین: امدادیہ)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ...... ❶ مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل:۔ **ذَبَّ**: اصل میں **ذَبَبَ** تھا دو یا ایک جگہ جمع ہوئیں پہلی ب کو ساکن کر کے ادغام کر دیا **ذَبَّ** ہو گیا۔ **یَذُبُّ**: اصل میں **یَذْبُبُ** تھا، ب کی حرکت نقل کر کے "ذ" کو دی اور ب کا باء میں ادغام کر دیا **یَذُبُّ** ہو گیا۔

لَمْ یَذُبَّ: اصل میں **لَمْ یَذْبُبْ** تھا، ب کا ضمہ نقل کر کے "ذ" کو دیا اور دو ساکن جمع ہوئے، پہلے ساکن کا دوسرے میں ادغام کر دیا اور حرکت فتحہ دیدی تو **لَمْ یَذُبَّ** ہو گیا۔

❷ **لَمْ یَذُبَّ** میں جائز صورتیں:۔ **لَمْ یَذُبَّ** میں چار صورتیں جائز ہیں ① **لَمْ یَذُبَّ** ② **لَمْ یَذُبِّ** ③ **لَمْ یَذُبُّ** ④ **لَمْ یَذْبُبْ**۔

فتحه: اس لئے کہ یہ **اَخَفُّ الحرکات** ہے۔ **کسرہ**: اس لئے کہ **الساکن اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بالکَسرِ**۔

ضمه: پہلے حرف کی موافقت کی وجہ سے۔ **وقف**: اصلی حالت کی وجہ سے۔

الشق الثانی ...... **دَعَا، دَعَوْا** (جمع مذکر غائب) **دَعَتْ، دُعِیَ**۔ مذکورہ صیغوں کی اصل بتائیے اور تعلیل ذکر کیجئے۔

نیز الدعوۃ مصدر سے اسم فاعل اور اسم مفعول کی گردان لکھئے۔(ص ۳۵ :امدادیہ)

جواب ...... ❶ مذکورہ صیغوں کی اصل و تعلیل:۔ **دَعَوْا:** اصل میں دَعَوُوْا تھا۔(بروزن نَصَرُوْا) واؤ متحرک اور ماقبل مفتوح تھا پہلے واؤ کو الف کیا پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے الف کو گرا دیا تو دَعَوْا ہوگیا۔

دَعَا: اصل میں دَعَوَ تھا واؤ متحرک ماقبل مفتوح تھا، واؤ کو الف سے بدل دیا دَعَا ہوگیا۔

دَعَتْ: اصل میں دَعَوَتْ تھا اس میں بھی واؤ الف ہو کر اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے گر گیا۔

دُعِيَ: اصل میں دُعِوَ تھا واؤ طرف میں کسرہ کے بعد واقع ہوئی اس کو یاء سے بدل دیا تو دُعِيَ ہوگیا۔

❷ الدعوۃ مصدر سے اسم فاعل و اسم مفعول کی گردان:۔ اسم فاعل کی گردان: داعٍ، داعِیانِ، دَاعُوْن، دَاعِیَةٌ، دَاعِیَتَانِ، دَاعِیَاتٌ۔

اسم مفعول کی گردان: مَدْعُوٌّ، مَدْعُوَّانِ، مَدْعُوُّوْن، مَدْعُوَّةٌ، مَدْعُوَّتَانِ، مَدْعُوَّاتٌ۔

السوال الثانی ۱٤۳۹ھ

الشق الاوّل ...... ایج، لِ، اطو، اغناء، تسمیة۔

مذکورہ کلمات کون سے صیغے ہیں؟ اور کس باب سے ہیں؟ اصل بتا کر تعلیل ذکر کیجئے۔(ص ۵۳ :امدادیہ)

جواب ...... مذکورہ الفاظ کے صیغے، ابواب اور تعلیل:۔

اِیْجَ: اصل میں اِوْجَی تھا واؤ کو ماقبل کے کسرہ کی وجہ سے یاء سے بدلا اور آخر سے حرف علت گرا دیا اِیْجَ ہوگیا۔

لِ: کو تَلِيْ سے بنایا گیا ہے، ت علامتِ مضارع کو دور کر دیا اور آخر سے حرف علت کو گرا دیا لِ ہوگیا۔

اِطْوِ: اصل میں اِطْوِیْ تھا اس میں صرف آخر سے حرف علت گرا دیا، اِطْوِ ہوگیا۔

اِغْنَاءٌ: اصل میں اِغْنَایٌ تھا یاء الف زائدہ کے بعد طرف میں واقع ہوئی تو یاء کو ہمزہ سے بدل دیا اِغْنَاءٌ ہوگیا۔

تَسْمِیَةٌ: اصل میں تَسْمِیْوٌ تھا یاء اور واؤ جمع ہوئے، ان میں سے پہلا ساکن تھا تو واؤ کو یاء سے بدلا تَسْمِیْیٌ ہوا پھر ایک یاء کو تخفیف کی غرض سے گرا دیا اور اس کے عوض آخر میں تاء لگا دی تو تَسْمِیَةٌ ہوگیا۔

اِیْجَ (سمع) لِ (حسب) اِطْوِ (ضرب) امر کے صیغے ہیں اور اِغْنَاءٌ (افعال) تَسْمِیَةٌ (تفعیل) مصدر ہیں۔

الشق الثانی ...... باب افعیعال و تفاعل کی خاصیات مثالوں کے ساتھ لکھیں۔

جواب ...... بابِ افعیعال کی خاصیات: **لزوم:** یعنی متعدی سے لازم کرنا یہ باب زیادہ تر لازم مستعمل ہوتا ہے جیسے اَلْاِحْدِیْدَابُ (کبڑا ہونا) کبھی کبھی متعدی بھی آجاتا ہے جیسے اِحْلَوْلَیْتُهٗ (میں نے اس کو میٹھا سمجھا)۔ **موافقتِ استفعال:** یعنی باب استفعال کے معنی میں استعمال ہونا جیسے اِحْلَوْلَیْتُهٗ (میں نے اس کو شیریں سمجھا) یہ اِسْتَحْلَیْتُ باب استفعال کے معنی میں ہے۔

مبالغة: اس باب میں مبالغہ بکثرت پایا جاتا ہے جیسے اِعْشَوْشَبَتِ الْاَرْضُ (زمین بہت سرسبز و شاداب ہوگئی)۔

0313 6357912 maktabazakariyamultan@gmail.com

مطاوعتِ مجرد: یعنی ثلاثی مجرد کا مطاوع ہونا جیسے ثَنَیْتُ الثَّوْبَ فَاثْنَوْنٰی (میں نے کپڑے کو لپیٹا پس وہ لپٹ گیا)

بابِ تفاعل کی خاصیات: اس باب کی سات خاصیات ہیں۔

① **تَشَارُك:** یہ خاصیت باب مفاعلہ کی مثل ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ مفاعلہ میں ایک فاعل دوسرا مفعول لایا جاتا ہے اور تفاعل میں دونوں کو بصورتِ فاعل ذکر کیا جاتا ہے، اگرچہ فعل کے صدور اور وقوع میں دونوں کا یکساں تعلق ہوتا ہے یعنی دونوں میں ہر ایک فاعل بھی ہوتا ہے اور مفعول بھی جیسے تَشَاتَمَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو (زید و عمرو نے باہم گالی گلوچ کی)۔

② **شِرْکَتْ:** فقط صدورِ فعل میں شرکت، نہ کہ وقوع میں جیسے تَرَافَعَاشَیْئًا (ان دونوں نے ایک شئی کو اٹھایا)۔

③ **تَخْیِیْلُ:** یعنی کسی کو ماخذ کا حصول اپنے اندر دکھانا جو درحقیقت حاصل نہیں ہے جیسے تَمَارَضَ زَیْدٌ (زید نے دکھاوے کے لئے اپنے آپ کو بیمار بنا لیا حالانکہ وہ بیمار نہیں ہے)۔ ④ **مُطَاوَعَتِ فَاعَلَ:** جو بمعنی اَفْعَلَ ہے جیسے بَاعَدْتُّه فَتَبَاعَدَ

(میں نے اس کو دور کیا پس وہ دور ہو گیا) یہاں بَاعَدتُهٗ بمعنی اَبْعَدْتُهٗ ہے اس لئے تَبَاعَدَ اس کا مطاوع ہوا۔
⑤مُوَافَقَتِ مُجَرَّد: جیسے تَعَالیٰ بمعنی عَلَا (بلند ہوا)۔ ⑥مُوَافَقَتِ اَفْعَلَ: جیسے تَیَامَنَ بمعنی اَیْمَنَ (یمن میں داخل ہوا)۔
⑦اِبْتِدَاءُ: جیسے تَبَارَكَ اللهُ (اللہ تعالیٰ بہت بابرکت ہے) اس کا مجرد بَرَكَ ہے (اونٹ بیٹھا)۔

السوال الثالث ۱۴۳۹ھ

الشق الاوّل......الحروف المشبهة بالفعل وهی تنصب المبتداء وترفع الخبر مثل ان زيدا قائم.
حروفِ مشبہ بالفعل کتنے اور کون سے ہیں، ان کا عمل کیا ہے؟ وضاحت کریں۔ خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کریں۔ لیت ولعلّ کے معانی ذکر کریں۔
﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) حروفِ مشبہ بالفعل کی تعداد ونشاندہی (۲) حروف مشبہ بالفعل کا عمل (۳) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب (۴) لیت ولعلّ کے معانی۔ (ص ۱۱۔ رحمانیہ)

جواب...... ① حروفِ مشبہ بالفعل کی تعداد ونشاندہی:۔ حروف مشبہ بالفعل چھ ہیں اِنَّ، اَنَّ، کَاَنَّ، لَیْتَ، لٰکِنَّ، لَعَلَّ۔
② حروفِ مشبہ بالفعل کا عمل:۔ یہ حروف مبتدا وخبر پر داخل ہوتے ہیں اور مبتداء کو نصب، خبر کو رفع دیتے ہیں اور مبتداء کو ان کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہا جاتا ہے۔ جیسے ان اللّٰہَ غفورٌ، کان زیدًا اسدٌ۔
③ خط کشیدہ عبارت کی ترکیب:۔ هِیَ مبتداء تَـنْـصِبُ فعل هي ضمیر فاعل المبتداء مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ ہوا، واؤ عاطفہ ترفع فعل هی ضمیر فاعل الخبر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف ہوا، معطوف معطوف علیہ ملکر خبر ہوئے هی مبتداء کی، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
④ لَیْتَ ولَعَلَّ کے معانی:۔ لَیْتَ: تمنا کیلئے آتا ہے خواہ ایسی چیز کی تمنا جس کا ملنا ممکن ہو جیسے لیت زیدًا قائمًا۔ خواہ حاصل کرنا ممکن نہ ہو جیسے لیت الشباب عائدٌ۔ لَعَلَّ: امید وتوقع کے معنی میں آتا جیسے لَعَلَّ زیدًا قائمٌ، لَعَلَّ السلطانَ یکرمنی۔

الشق الثانی......وَکَیْ لِلسَّبَبِیَّةِ مِثْلُ اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَاِنَّ الْاِسْلَامَ سَبَبٌ لِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ وَاِذَنْ لِلْجَوَابِ وَالْجَزَاءِ مِثْلُ اِذَنْ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ فِیْ جَوابِ مَنْ قَالَ اَسْلَمْتُ۔ (ص ۱۴۔ رحمانیہ)
عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔ خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کریں۔ کی اور اذن کا عمل بتائیں۔
﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب (۴) کَیْ اور اِذَنْ کا عمل۔

جواب...... ① عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا۔
② عبارت کا ترجمہ:۔ اور کَیْ سببیت کیلئے آتا ہے جیسے اسلمت کَیْ ادخل الجنة، بے شک اسلام دخولِ جنت کا سبب ہے اور اِذَنْ جواب اور جزا کیلئے آتا ہے جیسے اذن تدخل الجَنَّةَ اس شخص کے جواب میں جو کہے میں اسلام لایا ہوں۔
③ عبارت کی ترکیب:۔ فـاء تفریعیہ اِنَّ حرف از حروف مشبہ بالفعل الاسلام اسکا اسم سببٌ مصدر لام جارہ دخول مضاف الجنة مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ہوا، جار مجرور ملکر متعلق ہوا مصدر کا، مصدر اپنے متعلق سے ملکر خبر ہوئی اِنَّ کی، اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔
④ کَیْ اور اِذَنْ کا عمل:۔ یہ دونوں حروف حروفِ ناصبہ للمضارع میں سے ہیں اور یہ دونوں عموماً فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں جیسے اسلمت کی ادخل الجنة اور اسلمت کے جواب میں کہا جائے اذن تدخل الجنة۔

الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو

السوال الاوّل ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل......ادّعاء، ادّخار، ازدحام، اصطلح، اضطرب، اطّلع، اظطلم، اطّهر، اثّاقل.

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

مذکورہ صیغوں کی اصل بتائیے اوران میں جو تعلیل ہوئی ہے اسے وضاحت کے ساتھ تحریر کیجئے۔(ص۵۹،۶۰ :امدادیہ)

جواب ......مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل:۔**ادّعاءٌ**: اصل میں **ادتعاءٌ** اور **ادّخار** اصل میں **اذتخار** تھا اور **ازدحام** اصل میں **ازتحام** تھا۔ان تینوں میں یہ تعلیل ہوئی کہ افتعال کی تاء سے پہلے بالترتیب د،ذ،ز واقع ہوئے تو تائے افتعال کو دال کر کے دال کا دال میں ادغام کردیا۔ **اصطلح ،اضطرب، اِطَّلَعَ، اِظْطَلَمَ** : ان کی اصل **اصتلح اضترب، اطتلع، اظتلم** ہے۔حروفِ اطباق (ص،ض،ظ،ط)افتعال کا فاکلمہ واقع ہوئے تو تاءِ افتعال کو ط سے بدل دیا۔

اِطَّهَّرَ، اِثَّاقَلَ: اصل میں **تَطَهَّرَ، تَثَاقَلَ** تھے **ط، ث** کے تفعل وتفاعل کے فاءکلمہ کے مقابلے میں آنے کی وجہ سے تفعل وتفاعل کی "ت" کو فاءکلمہ سے بدل کرادغام کیا پھر ابتداء بالسکون محال ہونے کیوجہ سے ہمزہ وصلی شروع میں لائے تو **اِطَّهَّرَ واِثَّاقَلَ** ہوگئے۔

الشق الثانی ......**قیل ،یبیع ، یخاف ،قائل** صیغہ باب اور تعلیل تحریر کریں۔**یُطیر، استعن، استخار ،اجتوب** صیغہ باب اور ہفت اقسام تفصیل سے ذکر کریں۔(ص۱۵،۲۸،۲۹ :امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دوامور مطلوب ہیں(۱) **قیل، یبیع، یخاف، قائل** صیغہ باب وتعلیل (۲)**یطیر، استعن، استخار ،اجتوب** کے باب اور ہفت اقسام۔

جواب ...... ❶ **قیل، یبیع، یخاف، قائل** صیغہ باب وتعلیل:۔**قِیْلَ**: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مجہول از باب نَصَرَ ہے یہ اصل میں **قُوِلَ** تھا (بروزن نُصِرَ)واؤ پر کسرہ دشوار تھا اس لئے ماقبل قاف کی حرکت کو دور کر کے واؤ کا کسرہ اس کو دے دیا **قِوْل** ہوگیا پھر واؤ ساکن اس سے ماقبل مکسور تھا واؤ کو یاء سے بدلا تو **قِیْلَ** ہوگیا۔ **یَبِیْعُ**: صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از باب ضرب ہے اصل میں **یَبْیِعُ** تھا، یاء متحرک کا ماقبل ساکن تھا، یاء کا کسرہ نقل کر کے ماقبل کو دیا تو **یَبِیْعُ** ہوگیا۔

یَخَافُ: صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معروف از باب سَمِعَ ہے اصل میں **یَخْوَفُ** تھا تو واؤ کی حرکت ماقبل کو دی اور واؤ کو الف سے بدلا تو **یَخَافُ** ہوگیا۔ **قائلٌ**: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب نصر ہے اصل میں **قَاوِلٌ** تھا واؤ الف زائدہ کے بعد واقع ہوا تو اس کو ہمزہ سے بدل دیا **قائلٌ** ہوگیا۔

❷ **یطیر، استعن، استخار ،اجتوب** کے ابواب اور ہفت اقسام:۔

یُطِیْرُ: صیغہ واحد مذکر غائب مضارع معلوم از باب افعال ہے اور ہفت اقسام میں سے یہ اجوف یائی ہے۔

اِسْتَعَنَّ: صیغہ جمع مؤنث غائب ماضی معلوم از باب استفعال ہے اور ہفت اقسام میں اجوف واوی ہے۔

اِسْتَخَارَ: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی معلوم از باب استفعال ہے اور ہفت اقسام میں اجوف یائی ہے۔

اُجْتُوِبَ: صیغہ واحد مذکر غائب ماضی مجہول از باب افتعال ہے اور ہفت اقسام میں اجوف واوی ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۰ھ

0313 6357915 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الاوّل ......وہ کون کون سے حروف ہیں جو باب افتعال کے فاکلمہ کے مقابلے میں ہوں تو تائے افتعال باقی نہیں رہتی ہے تفصیل سے ذکر کریں۔(ص۵۹،۶۰:امدادیہ)

جواب ......تاءِ افتعال کو ختم کرنے والے حروف کی نشاندہی:۔حروف اطباق ایسے حروف ہیں جو افتعال کے فاءکلمہ کے مقابلے میں ہوں تو تائے افتعال باقی نہیں رہتی ہے وہ یہ ہیں **صاد، ضاد،طاء، ظاء**۔

مثالیں: **اِصطَلَحَ، اِضطَرَبَ ، اِطَّلَعَ، اِظْطَلَمَ** ۔یہ اصل میں **اِصتَلَحَ،اِضتَرَبَ، اِطتَلَعَ،اِظتَلَمَ** تھے۔

اسی طرح اگر دال، ذال، زاء (یہ حروف) بھی افتعال کی تاء کے مقابلے میں ہوں تب بھی افتعال کی تاء باقی نہیں رہتی بلکہ دال سے بدل جاتی ہے جیسے **ادتَعٰی** سے **اِدَّعٰی** اور **اِذْتِخَارٌ** سے **اِدِّخار** اور **اِزْتحام** سے **اِزّحام** اور **ازدحام** وغیرہ۔

الشق الثانی ......باب فعللۃ، تفعلل اور افعنلال کی تمام خاصیات مثالوں کے ساتھ تحریر کیجئے۔(ص۸۸۔امدادیہ)

جواب ......باب فعللۃ، تفعلل وافعنلال کی تمام خاصیات مع امثلہ:۔

باب فعللۃ: اس باب کی متعدد خاصیات ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

قَصر: یعنی اختصار کیلئے مرکب سے کوئی کلمہ اشتقاق کرنا جیسے **بَسْمَلَ** (اُس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھا)

اِلْبَاسِ مَاخذ: یعنی ماخذ کو پہنانا جیسے **بَرْقَعْتُہٗ** (میں نے اس کو برقعہ پہنانا)۔

مطاوعتِ خود: یعنی باب فعللہ کے بعد فعللہ کا اس غرض کے لئے آنا کہ مفعول نے فاعل کا اثر قبول کرلیا ہے جیسے **غَطْرَشَ الَّیْلُ بَصَرَہٗ فَغَطْرَشَ** (رات نے اُس کی بینائی کو پوشیدہ کیا پس وہ پوشیدہ ہوگئی)۔

باب تفعلل: اس باب کی تین خاصیات ہیں:

مطاوعتِ فَعْلَلَ: یعنی باب فعلل کا مطاوع ہونا جیسے **دَحْرَجْتُہٗ فَتَدَحْرَجَ** (میں نے اس کو لڑھکایا پس وہ لڑھک گیا)۔

اقتضاب: (ارتجال) یعنی کسی فعل کا مجرد کے بغیر مزید فیہ میں استعمال ہونا جیسے **تَھَبْرَسَ** بمعنی ناز سے چلنا، اس کا مجرد نہیں ہے۔

تحول: یعنی کسی چیز کا عینِ ماخذ یا مثلِ ماخذ ہونا جیسے **تَزَنْدَقَ** بمعنی زندیق (بے دین) ہونا، ماخذ **زندقة** (بے دینی) ہے۔

باب افعنلال: اس باب کی بھی تین خاصیات ہیں: **لزوم:** یعنی لازم ہونا یا متعدی کو لازم بنانا جیسے **اِثْعَنْجَرَ** بمعنی بہنا۔

مطاوعتِ فَعْلَلَ: یعنی باب فعلل کا مطاوع ہونا جیسے **ثَعْجَرْتُہٗ فَاثْعَنْجَرَ** بمعنی میں نے اس کا خون بہایا پس وہ بہہ گیا۔

ارتجال: یعنی کسی فعل کا مجرد کے بغیر استعمال ہونا جیسے **اَلْاِعْرِنْقَاظُ** بمعنی منقبض ہونا، اس کا مجرد نہیں ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۰ھ

الشق الاوّل ......**والوا وللقسم نحو: والله لأشربن اللبن وقد تكون بمعنى رُبَّ نحو وعالم يعمل بعلمه، والتاء للقسم وهى لاتدخل الاعلىٰ اسم الله تعالىٰ نحو: تالله لأضربن زيدًا.** (ص۱۰۔رحمانیہ)

مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرکے صرف مثالوں کی ترکیب کیجئے، واوِ قسم، باءِ قسم اور تاءِ قسم کے درمیان فرق واضح کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) مثالوں کی ترکیب (۳) **واؤ قسم**، **تاءِ قسم** اور **باءِ قسم** کے درمیان فرق۔

جواب ......(۱) عبارت کا ترجمہ:۔ اور واؤ قسم کیلئے آتا ہے جیسے کسی کا قول **والله لاشربن اللبن** اور کبھی یہ واؤ رُبَّ کے معنی میں ہوتا ہے جیسے **وعالم يعمل بعلمه** اور ت بھی قسم کیلئے آتا ہے اور یہ ت نہیں داخل ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کے نام پر جیسے **تالله لاضربنّ زيدًا**۔

(۲) مثالوں کی ترکیب:۔ "**والله لاشربن اللبن**" **واؤ** جارہ لفظ **الله** مجرور، جار مجرور ملکر متعلق فعل محذوف **اقسم** کے، **اقسم** فعل اپنے فاعل (**اَنا**) و متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر قسم **لاشربن** فعل **اَنا** ضمیر اس کا فاعل **اللبن** مفعول بہ، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ کے ساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جواب قسم ہوا، قسم اور جواب قسم ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔

0313 6257913 maktabazakariyamultan@gmail.com

"**وعالم يعمل بعلمه**" **واؤ** جارہ بمعنی رُبَّ، **عالم** موصوف **يعمل** فعل بافاعل **بعلمه** جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل بافاعل و متعلق صفت، موصوف باصفت مجرور، جار با مجرور متعلق ہوا **لقيت** فعل مقدر کے، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"**تالله لاضربن زيدًا**" کی ترکیب **والله لاشربن اللبن** کی ترکیب کی طرح ہے۔

(۳) واؤ قسم، تاءِ قسم اور باءِ قسم کے درمیان فرق:۔ باء مطلق قسم کے معنی میں آتی ہے جیسے **بالله لافعلن كذا**۔

واؤ مطلق قسم کے لئے آتی ہے اور اسم ظاہر پر داخل ہوتی ہے جیسے **والله لاشربنّ اللبن و عالم يعمل بعلمه**۔

تاءِ قسم لفظ اللہ کے ساتھ خاص ہے اس کے علاوہ مستعمل نہیں ہے جیسے **تالله لاشربن اللبن**۔

الشق الثانی ......باءِ حرفِ جر کے کوئی چار معانی لکھیں۔ افعالِ قلوب کون کون سے ہیں؟ عواملِ سماعی کون سے ہیں؟

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① باءِ حرفِ جر کے معانی ② افعالِ قلوب کی نشاندہی ③ عواملِ سماعی کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ افعال قلوب سات ہیں: علمت، ظننت، حسبت، خلت، رأیت، وجدت، زعمت۔ یہ افعال مبتدا اور خبر پر داخل ہوکر دونوں کو مفعولیت کی بناء پر نصب دیتے ہیں جیسے علمت زیدًا فاضلاً، ظننت بکرًا شاعرًا، خلت عمروا کاتبًا۔

❷ عوامل سماعیہ اکیانوے ہیں، جو تیرہ اقسام پر مشتمل ہیں ① حروفِ جر: یہ سترہ ہیں ② حروف مشبہ بالفعل: یہ چھ ہیں ③ ما و لا مشابہ بلیس: یہ دو ہیں ④ حروفِ ناصبہ للاسم: یہ سات ہیں ⑤ حروفِ ناصبہ للمضارع: یہ چار ہیں ⑥ حروفِ جازمہ للمضارع: یہ پانچ ہیں ⑦ اسماءِ جازمہ للمضارع: یہ نو ہیں ⑧ اسماءِ ناصبہ للنکرہ: یہ چار ہیں ⑨ اسماءِ افعال: یہ نو ہیں ⑩ افعالِ ناقصہ: یہ تیرہ ہیں ⑪ افعالِ مقاربہ: یہ چار ہیں ⑫ افعالِ مدح وذم: یہ چار ہیں ⑬ افعالِ قلوب یہ سات ہیں۔

﴿الورقة الخامسة: فی الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ...... اسم تفضیل کی تعریف کیجئے اور اس کے اوزان لکھئے۔ صفت مشبہ کی تعریف کریں اور کم از کم دس اوزان لکھئے۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل دو امور ہیں (۱) اسم تفضیل کی تعریف اور اوزان (۲) صفت مشبہ کی تعریف اور اوزان۔

جواب ...... ❶ اسم تفضیل کی تعریف اور اوزان:۔ وہ اسم جو بہ نسبت دوسرے کے معنی فاعلیت کی زیادتی پر دلالت کرے جیسے زید اضرب القوم زید قوم سے زیادہ مارنے والا ہے۔

اسم تفضیل کے عمومی اوزان آٹھ ہیں:
أَفْعَلُ: یہ واحد مذکر کیلئے ہے۔ أَفْعَلَانِ: یہ تثنیہ مذکر کیلئے ہے۔
أَفْعَلُوْنَ: یہ جمع مذکر کیلئے ہے۔ أَفَاعِلُ: یہ جمع مذکر کیلئے ہے اور جمع مکسر ہے۔
فُعْلٰی: یہ واحد مؤنث کیلئے ہے۔ فُعْلَیَانِ: یہ تثنیہ مؤنث کیلئے ہے۔
فُعْلَیَاتٌ: یہ جمع مؤنث کیلئے ہے۔ فُعَلٌ: یہ جمع مؤنث کیلئے ہے اور جمع مکسر ہے۔

❷ صفت مشبہ کی تعریف اور اوزان:۔ وہ اسم جو کسی ذات کے معنی مصدری کے ساتھ بطور ثبوت متصف ہونے پر دلالت کرے جیسے اللّٰہ سمیع اللہ تعالیٰ بطورِ دوام وثبوت سننے والا ہے۔

صفت مشبہ کے درجہ ذیل اوزان ہیں: صَعْبٌ صِفْرٌ صُلْبٌ حَسَنٌ خَشِنٌ نَدُسٌ زِئَمٌ بِلِزٌ حُطَمٌ جُنُبٌ اَحْمَرُ کَابِرٌ کَبِیْرٌ غَفُوْرٌ جَیِّدٌ جَبَانٌ هِجَانٌ شُجَاعٌ عَطْشَانٌ عَطْشٰی حُبْلٰی حَمْرَاء عُشَرَاءُ۔

الشق الثانی ...... اَلْاِسْتِخَارَةُ مصدر سے ماضی معروف کی صرفِ کبیر لکھیں۔

درج ذیل صیغے بتائیں: دَعَوْا، اِنْقَادَ، خَائِفٌ، مَبِیْعٌ، رَضِیَ۔

﴿خلاصہ سوال﴾ ...... اس سوال کا حل دو امور ہیں: ① اَلْاِسْتِخَارَةُ سے ماضی معروف کی گردان ② مذکورہ صیغوں کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ اَلْاِسْتِخَارَةُ سے ماضی معروف کی گردان:۔ اِسْتَخَارَ اِسْتَخَارَا اِسْتَخَارُوْا اِسْتَخَارَتْ اِسْتَخَارَتَا اِسْتَخَرْنَ اِسْتَخَرْتَ اِسْتَخَرْتُمَا اِسْتَخَرْتُمْ اِسْتَخَرْتِ اِسْتَخَرْتُمَا اِسْتَخَرْتُنَّ اِسْتَخَرْتُ اِسْتَخَرْنَا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ مذکورہ صیغوں کی وضاحت:۔ دَعَوْا: صیغہ جمع مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از باب نصر بمعنی بلانا۔

اِنْقَادَ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از باب انفعال بمعنی تابعدار ہونا۔

خَائِفٌ: صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از باب سمع بمعنی ڈرنا۔

مَبِیْعٌ: صیغہ واحد مذکر بحث اسم مفعول از باب ضرب بمعنی بیچنا۔

رَضِیَ: صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از باب سمع بمعنی راضی وخوش ہونا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ...... اَلْقَوْلُ مصدر سے نہی مجہول با نون ثقیلہ کی گردان قلم بند کیجیے۔ اسم تفضیل کی تعریف کریں، اوزان لکھیں

اور بتائیں اسم تفضیل غیر ثلاثی مجرد سے کیسے آتا ہے؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں دو امور مطلوب ہیں: (۱) **القول** مصدر سے نہی مجہول با نون ثقیلہ کی گردان (۲) اسم تفضیل کی تعریف، اوزان اور غیر ثلاثی مجرد سے آنے کی وضاحت۔

جواب ...... ❶ **القول** مصدر سے نہی مجہول با نون ثقیلہ کی گردان:۔ **لَایُقَالَنَّ لَایُقَالَانِّ لَایُقَالُنَّ لَاتُقَالَنَّ لَاتُقَالَانِّ لَایُقَلْنَانِّ لَاتُقَالَنَّ لَاتُقَالَانِّ لَاتُقَالُنَّ لَاتُقَالِنَّ لَاتُقَالَانِّ لَاتُقَلْنَانِّ لَاأُقَالَنَّ لَانُقَالَنَّ ۔**

❷ اسم تفضیل کی تعریف، اوزان اور غیر ثلاثی مجرد سے آنے کی وضاحت:۔ تعریف: وہ اسم جو بہ نسبت دوسرے کے معنی فاعلیت کی زیادتی پر دلالت کرے جیسے **زید اضرب القوم** زید قوم سے زیادہ مارنے والا ہے۔

اوزان: اسم تفضیل مذکر کے اوزان یہ ہیں۔ **اَفْعَلُ، اَفْعَلَانِ ، اَفْعَلُوْنَ، اَفَاعِلُ** ۔ مؤنث کے اوزان یہ ہیں **فُعْلٰی، فُعْلَیَان، فُعْلَیَاتٌ، فُعَلٌ** ۔

غیر ثلاثی مجرد کے ابواب سے اسم تفضیل نہیں آتا مگر جب دیگر ابواب سے اس کی ضرورت ہو تو لفظ **اَکْثَرُ** اُس باب کے مصدر سے پہلے ذکر کر دیتے ہیں جیسے **زیدٌ اکثَر اجتهادًا من عمرو واقل اكتسابًا من بكرٍ واشدّ سوادًا من خالدٍ** ۔

الشق الثانی ...... **وَالْكَافُ لِلتَّشْبِيْهِ نَحْوُ زَيْدٌ كَالْاَسَدِ وَقَدْ تَكُوْنُ زَائِدَةً نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْئٌ وَمُذْ وَمُنْذُ لِابْتِدَاءِ الْغَايَةِ فِي الزَّمَانِ الْمَاضِي نَحْوُ مَارَأَيْتُهٗ مُذْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَمَاذَهَبْتُ اِلَيْهِ مُنْذُ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَقَدْ تَكُوْنَانِ بِمَعْنٰى جَمِيْعِ الْمُدَّةِ نَحْوُ مَارَأَيْتُهٗ مُذْ يَوْمَيْنِ** ۔ (ص۱۰۱۔رحمانیہ)

عبارت پر اعراب لگائیے، تشریح کیجئے، تمام مثالوں کی ترکیب کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) مثالوں کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ **كما مرّ فی السوال آنفا**۔

❷ عبارت کی تشریح:۔ یہاں مصنفؒ حروفِ جارہ میں سے تین حروف (کاف، مذ، منذ) کا ذکر فرمارہے ہیں۔

کاف بھی حروفِ جارہ میں سے ایک حرف ہے، لفظی اعتبار سے اسم کو جر دیتا ہے اور معنوی اعتبار سے اکثر احوال میں کلام میں تشبیہ اور مشابہت کا معنی پیدا کر دیتا ہے، مثلاً اگر متکلم زید کو شیر سے تشبیہ دینا چاہے تو اسے کاف کا استعمال کر کے کہنا چاہیے **زیدٌ كالأسد** یعنی زید شیر کی طرح ہے۔ یہاں زید کو شیر کے مشابہ کیا گیا ہے۔

کاف بعض اوقات زائدہ بھی ہوتا ہے، زائد کا مطلب یہ ہے کہ معناً کوئی فائدہ نہیں دیتا البتہ لفظاً عمل کرتا ہے، جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے **ليس كمثله شيئ** یہاں کاف زائدہ ہے اگر کاف کو یہاں زائدہ نہ سمجھا جائے تو معنی فاسد ہو جاتا ہے۔

حروفِ جارہ میں سے مذ اور منذ بھی ہیں یہ دو حرفوں کا ایک گروپ ہے ہم معنی ہونے کی بناء پر ان دونوں کا ذکر ساتھ کیا گیا،

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

یہ دونوں لفظاً اسم کو جر دیتے ہیں اور معنیً دو معنوں کیلئے آتے ہیں: پہلا معنی جو اصل اور کثیر ہے، یہ ہے کہ یہ دونوں کسی بھی کام کے زمانہ ماضی میں شروع ہونے کے وقت کی اطلاع دیتے ہیں یعنی زمانہ ماضی میں ابتداءِ غایت کیلئے آتے ہیں، کام کے ختم ہونے یعنی انتہاءِ غایت نہیں بتلاتے۔ مذ کی مثال: **مارأيته مذيوم الجمعة** میں نے اسے جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا، یعنی میرے اسے نہ دیکھنے کا آغاز جمعہ کے دن ہوا اور کب تک ایسا ہوگا؟ یہ معلوم نہیں ہے۔ منذ کی مثال: **ماذهبت اليه منذ يوم الاثنين** میں اسکے پاس پیر کے دن سے نہیں گیا یعنی میرے اسکے پاس نہ جانے کا آغاز پیر کے دن سے ہوا اور کب تک رہے گا؟ معلوم نہیں۔

لیکن مذ اور منذ کا ایک معنی اور بھی ہے جو قلیل ہے وہ یہ کہ یہ دونوں بعض اوقات کام کی مکمل مدت بتلاتے ہیں۔

اس معنی اور ماقبل کے معنی میں فرق یہ ہے کہ اوّل معنی میں ابتداءِ غایت کا تو ذکر ہوتا ہے لیکن انتہاء کا علم نہیں ہوتا جبکہ اس ثانی الذکر معنی میں ابتداء اور انتہاء دونوں کا بیان ہوتا ہے۔ جیسے **مارأيته مذ يومين** میں نے اسے دو دن سے نہیں دیکھا، یعنی میرے

اسے نہ دیکھنے کی کل مدت دو دن ہے۔

❸ مثالوں کی ترکیب:۔"زید کالأسد" زید مبتداء کاف جارہ الأسد مجرور، جار مجرور ملکر کائن اسم فاعل کے متعلق ہوکر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"لیس کمثلہ شیئ" لیس فعل ناقص کاف جارہ مثل مضاف "ہ" ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ ملکر کاف جارہ کیلئے مجرور، جار مجرور ملکر ثابتاً کے متعلق ہوکر خبرِ مقدم، شیئ اسم مؤخر، لیس اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"مارأیتہ مذ یوم الجمعۃ" مارأیت فعل "ت" ضمیر اس میں فاعل "ہ" ضمیر منصوب مفعول بہ، مذ جارہ یوم الجمعۃ مرکبِ اضافی مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"ماذھبت الیہ منذ یوم الاثنین" ماذھبت فعل مع الفاعل الیہ جار مجرور ملکر متعلقِ اوّل منذ جارہ یوم الاثنین مرکب اِضافی ہوکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ثانی ماذھبت فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"مارأیتہ مذ یومین" مارأیت فعل مع الفاعل "ہ" ضمیر منصوب مفعول بہ مذ جارہ یومین مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، مارأیتہ فعل اپنے فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱٤٤١ھ

الشق الاوّل ......وَلَامُ الْأَمْرِ وَهِيَ لِطَلَبِ الْفِعْلِ مِثْلُ لِيَضْرِبْ وَلَاالنَّهْيِ وَهِيَ ضِدُّ لَامِ الْأَمْرِ أَيْ لِطَلَبِ تَرْكِ الْفِعْلِ مِثْلُ لَايَضْرِبْ وَإِنْ وَهِيَ تَدْخُلُ عَلَى الْجُمْلَتَيْنِ وَتُسَمَّى الْأُوْلَى شَرْطًا وَالثَّانِيَةُ جَزَاءً مِثْلُ إِنْ تَضْرِبْ أَضْرِبْ ۔(ص۱۵۔رحمانیہ) عبارت پر اعراب لگائیے، تشریح کیجئے، خط کشیدہ عبارت کی ترکیب کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کی تشریح (۳) خط کشیدہ عبارت کی ترکیب۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔کما مرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کی تشریح:۔اس عبارت کا تعلق کتاب کی چھٹی نوع سے ہے جس میں ان حروف کا تذکرہ ہے جو فعلِ مضارع کو جزم دیتے ہیں، سوال میں تین حروف جازمہ کا ذکر ہے۔ ① فعل مضارع کو جزم دینے والوں میں سے ایک لامِ امر ہے یہ وہ لام ہے جو لفظاً اور معناً مضارع میں عمل کرتا ہے، لفظی عمل تو یہ کرتا ہے کہ مضارع کو مجزوم کردیتا ہے اور معنوی عمل یہ کرتا ہے کہ مضارع کا معنی حال واستقبال سے تبدیل کر کے اس میں طلب کا معنی پیدا کردیتا ہے۔ جیسے لِیَضْرِبْ یہ اصل میں یَضْرِبُ تھا، لامِ امر نے داخل ہوکر اسے جزم دے دیا لِیَضْرِبْ ہوگیا، مضارع میں اس کا معنی "چاہیے کہ وہ مارے" ہے۔

② مضارع کو جزم دینے والے حروف میں سے ایک لاءِ نہی ہے یہ لاء بھی لامِ اَمر کی طرح دو کام کرتا ہے۔ ایک تو یہ کہ مضارع کو مجزوم کردیتا ہے اور دوسرا یہ کہ مضارع میں فعل کو چھوڑ دینے کی طلب کا معنی پیدا کردیتا ہے مثلاً لایضرب یہ یضربُ تھا، لاءِ نہی نے داخل ہوکر اسے مجزوم کردیا اور معنی "چاہیے کہ وہ نہ مارے" ہوگیا۔

③ حروفِ جازمہ میں سے تیسرا اِن شرطیہ ہے۔ اِن شرطیہ اور لامِ اَمر، لاءِ نہی میں تھوڑا سا فرق ہے وہ یہ کہ لامِ امر اور لاءِ نہی فقط ایک جملہ پر داخل ہوتے ہیں لیکن اِن شرطیہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے اور دونوں کو مجزوم کردیتا ہے، اصطلاحِ نحو میں پہلے جملہ کو شرط اور دوسرے جملہ کو جزاء کہا جاتا ہے جیسے اِنْ تضربْ اَضربْ "اگر تم مارو گے تو میں بھی ماروں گا"۔

❸ خط کشیدہ عبارت کی ترکیب:۔واؤ عاطفہ تسمی فعل مضارع مجہول الأولی نائب فاعل شرطًا مفعول بہ، تسمی فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ تسمی فعل مجہول مقدر الثانیۃ نائب فاعل جزاءً مفعول بہ، تسمی فعل مجہول اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ ومعطوف مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی......أسماء تسمى أسماء الأفعال وهي تسعة، ستة منها موضوعة للأمر الحاضر وتنصب الاسم على المفعولية...... مثل روید زیدًا...... بله زیدًا...... دونك زیدا...... علیك زیدًا۔ (ص۲۱۔رحمانیہ)

اسم فعل کی تعریف اوراس کے احکام لکھیں، نیز بتائیں کہ **قطام، غلاب، حضار** اسماءِ افعال میں سے ہیں یانہیں؟ مثالوں کی ترکیب بھی کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) اسم فعل کی تعریف (۲) اسم فعل کے احکام (۳) مذکورہ الفاظ کے اسماءِ افعال ہونے کی وضاحت (۴) مثالوں کی ترکیب۔

جواب...... ❶ اسم فعل کی تعریف:۔ اسم فعل وہ اسم ہے جو فعل ماضی یا امر کا معنی ادا کرے یا اس فعالِ کے وزن پر ہو جو امر کے معنی میں ہو، جیسے **هَيْهَاتَ** بمعنی **بَعُدَ** (ماضی) **رُوَيْدَ** بمعنی **اَمْهِلْ** (امر)۔

❷ اسم فعل کے احکام:۔ اسمائے افعال کے بارہ میں جب یہ معلوم ہو چکا کہ وہ یا فعل ماضی کے معنیٰ میں ہونگے یا امر حاضر کے معنیٰ میں ہوں گے اور یہ دونوں مبنی الاصل ہیں ان کے معنیٰ میں ہونے کی وجہ سے اسمائے افعال بھی مبنی ہونگے۔

❸ مذکورہ الفاظ کی وضاحت:۔ **قطام، غلاب، حضار**، اسماءِ افعال میں سے ہیں یانہیں تو اس کو جاننے سے قبل یہ بات جان لیں کہ فَعَالِ کی پانچ اقسام ہیں ① فعالِ بمعنی امر حاضر جیسے **نزالِ** بمعنی **انزل** ② فعالِ بمعنی مصدر معرفہ جیسے **فجار** بمعنی **الفجور** ③ فعالِ مونث کی صفت جیسے **یافساق** بمعنی **فاسقة** ④ وہ فعالِ جو اعیانِ مونث کا علم ہو مگر آخری حرف راء نہ ہو جیسے **قطام، غلاب** ⑤ وہ فعالِ جو اعیانِ مونث کا علم ہو اور آخری حرف **را** ہو جیسے **حضار، تمار**، مذکورہ پانچ اقسام میں سے صرف پہلی قسم اسم فعل ہے باقی تمام اقسام اگرچہ اس کے ساتھ وزن میں لاحق ہونے کی وجہ سے مبنی ہیں مگر اسماءِ افعال نہیں ہیں، پس معلوم ہوا کہ مذکورہ تینوں کلمات بھی اسم فعل نہیں ہیں۔

❹ مثالوں کی ترکیب:۔ "**رُوَيْدَ زَيْدًا**" **رُوَيْدَ** اسم فعل بمعنی **اَمْهِلْ** امر حاضر **انت** ضمیر اس کا فاعل **زَيْدًا** مفعول بہ، اسم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

"**بَلْهَ زَيْدًا، دُوْنَكَ زَيْدًا، عَلَيْكَ زَيْدًا**" ان تینوں مثالوں کی ترکیب بھی بالکل **رُوَيْدَ زَيْدًا** کی طرح ہے۔

﴿الورقة الخامسة: في الصرف والنحو﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱٤٤۲ھ

الشق الاوّل......مذکورہ صیغوں کی تعلیل ذکر کریں: **تَقِيْنَ، قِ، مَوْقِيٌّ، دُعُوْا، لَمْ يَذُبَّ، مَرْضِيٌّ، دَاعٍ، تَرْمِيْنَ**۔

جواب...... ❶ "**تَقِيْنَ**" اصل میں **تَوْقِيِيْنَ** تھا، **يَعِدُ** والے قاعدہ سے واؤ گرنے کے بعد **تَقِيِيْنَ** ہوگیا، پھر یاء پر کسرہ دشوار تھا اس کو گرایا تو دو یاء ساکن جمع ہونے کی وجہ سے ایک یاء کو گرادیا **تَقِيْنَ** ہوگیا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

"**قِ**" مضارع معروف **تَقِيْ** سے بنایا گیا ہے بایں طور کہ اولاً شروع سے علامتِ مضارع تاء کو گرادیا پھر جزم کی وجہ سے آخر سے حرفِ علت کو گرادیا "**قِ**" ہوگیا۔ "**مَوْقِيٌّ**" (اسم مفعول)، یہ اصل میں **مَوْقُوْيٌ** تھا۔ واؤ اور یاء فعل غیر ملحق میں جمع ہوئے اور ان میں سے کوئی دوسرے سے بدلا ہوا نہیں تھا اور اُن میں سے پہلا حرف ساکن تھا تو واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کردیا پھر یاء کی مناسبت سے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا **مَوْقِيٌّ** ہوگیا۔

دُعُوْا: اصل میں **دُعِوُوْا** تھا، واؤ کو یاء سے بدلا تو **دُعِيُوْا** ہوگیا۔ پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس لئے عین کی حرکت دور کرکے یاء کا ضمہ اُسے دے دیا اور یاء کو اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے گرادیا، **دُعُوْا** ہوگیا۔ "**لَمْ يَذُبَّ**" اصل میں **لَمْ يَذْبُبْ** تھا، ب کا ضمہ نقل کرکے "**ذ**" کو دیا اور دو ساکن جمع ہوئے، پہلے ساکن کا دوسرے میں ادغام کردیا اور حرکت فتحہ دیدی تو **لَمْ يَذُبَّ** ہوگیا۔

"**مَرْضِيٌّ**" اصل میں **مَرْضُوْوٌ** تھا ماضی و مضارع کی موافقت سے واؤ کو یاء سے بدلا پھر واؤ اور یاء ایک جگہ جمع ہوئے ان

میں سے اول ساکن تھا واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا پھر یاء کی مناسبت سے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدلا تو **مَرْضِیٌّ** ہو گیا۔

"دَاعٍ" یہ اصل میں **دَاعِوٌ** تھا واؤ اسم فاعل کے آخر میں واقع ہوئی اس کا ماقبل مکسور تھا تو واؤ کو یاء کر دیا **دَاعِیٌ** ہو گیا پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس کو گرایا تو دو ساکن جمع ہو گئے یاء کو گرا دیا **دَاعٍ** ہو گیا۔ **"تَرْمِیْنَ"** اصل میں **ترمیین** تھا، کسرہ کے بعد یاء تھی پھر اس کے بعد یاء آئی تو یاء اوّل ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئی **ترمین** ہو گیا۔

الشق الثانی ...... **اَلْاِنْفِیَاضُ** سے امر حاضر معروف کی گردان لکھیں۔ درج ذیل صیغے بتائیں: **وَاقٍ ، دُعُوْا ، لَمْ یَرْمُوْا ، ذَبَّا ، اِخْتَارَ**

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال کا حل دو امور ہیں: ① **اَلْاِنْفِیَاضُ** سے امر حاضر معروف کی گردان ② مذکورہ صیغوں کی وضاحت۔

جواب ...... ① **اَلْاِنْفِیَاضُ** سے امر حاضر معروف کی گردان:۔ **اِنْفَضْ اِنْفَاضَا اِنْفَاضُوْا اِنْفَاضِیْ اِنْفَاضَا اِنْفَضْنَ ۔**

② مذکورہ صیغوں کی وضاحت:۔ **وَاقٍ** : صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از باب ضرب بمعنی بچانا۔

دُعُوْا : صیغہ جمع مذکر غائب بحث فعل ماضی مجہول از باب نصر بمعنی بلانا۔

لَمْ یَرْمُوْا : صیغہ جمع مذکر غائب بحث نفی جحد بلم معلوم از باب ضرب بمعنی پھینکنا۔

ذَبَّا : صیغہ تثنیہ مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از باب نصر بمعنی دور کرنا۔

اِخْتَارَ : صیغہ واحد مذکر غائب بحث فعل ماضی معلوم از باب افتعال بمعنی پسند کرنا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱٤٤٢ھ

الشق الاوّل ......حرف ثقیل کسے کہتے ہیں؟ ثقل کو دور کرنے کے قواعد مع امثلہ لکھیں۔ **القول** مصدر سے نفی جحد بہ لم معروف کی گردان لکھئے۔ اسم ثلاثی مجرد کی تعریف کریں اور اسکے پانچ اوزان لکھیں۔ اسم رباعی مجرد کی تعریف کریں اور اس کے چار اوزان لکھئے۔ خماسی مزید فیہ کے اوزان مع امثلہ ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں پانچ امور توجہ طلب ہیں: (۱) حرف ثقیل کی مراد اور ثقل دور کرنے کے قواعد مع امثلہ (۲) **القول** مصدر سے نفی جحد بہ لم معروف کی گردان (۳) اسم ثلاثی مجرد کی تعریف اور اوزان (۴) اسم رباعی مجرد کی تعریف اور اوزان (۵) خماسی مزید فیہ کے اوزان مع امثلہ۔

جواب ...... ① حرف ثقیل کی مراد اور ثقل دور کرنے کے قواعد مع امثلہ:۔ عربی زبان میں حرف علت کو ثقیل کہتے ہیں جیسے **اَقْوُلُ** یہ **قُلْ** کی بنسبت ثقیل ہے۔ اس لئے ثقل کو دور کرنے کے لئے کبھی حرف علت کو گرا دیتے ہیں اور کبھی ساکن کر دیتے ہیں۔

حرف علت اور ہمزہ اور ایک ہی جنس کے دو حرف آجانے سے ثقل آجاتا ہے اس کو دور کرنے کیلئے چند قواعد مقرر ہیں جنہیں حذف، ابدال، اسکان وادغام کہتے ہیں ان کی تفصیل **کمامرّ فی الشق الاوّل من السوال الاول ۱٤۳٤ھ۔**

② **القول** مصدر سے نفی جحد بہ لم معروف کی گردان:۔ **لَمْ یَقُلْ، لَمْ یَقُوْلَا، لَمْ یَقُوْلُوْا، لَمْ تَقُلْ، لَمْ تَقُوْلَا، لَمْ یَقُلْنَ، لَمْ تَقُلْ، لَمْ تَقُوْلَا، لَمْ تَقُوْلُوْا، لَمْ تَقُوْلِیْ، لَمْ تَقُوْلَا، لَمْ تَقُلْنَ، لَمْ اَقُلْ، لَمْ نَقُلْ ۔**

③ اسم ثلاثی مجرد کی تعریف اور اوزان:۔ ثلاثی مجرد وہ اسم ہے جس میں تین حرف اصلی ہوں کوئی حرف زائد نہ ہو اس کے دس وزن آتے ہیں۔ **فَلْسٌ، فَرَسٌ، کَتِفٌ، عَضُدٌ، حِبْرٌ، عِنَبٌ، اِبِلٌ، قُفْلٌ، صُرَدٌ، عُنُقٌ۔**

④ اسم رباعی مجرد کی تعریف اور اوزان:۔ رباعی مجرد وہ اسم ہے جس میں چار حرف اصلی ہوں اور کوئی حرف زائد نہ ہو اور اس میں لام ایک بار مل کر (مکرر) آتا ہے جیسے **فَعْلَلٌ**۔ رباعی مجرد کے پانچ اوزان ہیں **جَعْفَرٌ، دِرْهَمٌ، زِبْرِجٌ، بُرْثُنٌ، قِمَطْرٌ۔**

⑤ خماسی مزید فیہ کے اوزان مع امثلہ:۔ خماسی مزید فیہ (وہ کلمہ جس میں پانچ حرف سے زائد ہوں) کے پانچ اوزان ہیں۔
① **عَضْرَفُوْطٌ** (چلپاسہ) ② **قَبَعْثَرٰی** (شتر کوہی) ③ **قِرْطَبُوْسٌ** (بڑی مصیبت) ④ **خُزَعْبِیْلٌ** (چیز باطل)
⑤ **خَنْدَرِیْسٌ** (شراب کہنہ)۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی ......الرضوان مصدر سے ماضی معروف ومجہول کی گردان تحریر کریں نیز درج ذیل صیغوں کی اصل بتا کر تعلیل ذکر کریں۔رَضِیَ، لَمْ یَرْضَ، رَاضٍ، مَرْضِیٌّ۔(ص۴۲،۴۶ :امدادیہ)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حاصل دو امر ہیں (۱) الرضوان سے ماضی معروف ومجہول کی گردان (۲) مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل۔

جواب ...... ❶ الرضوان سے ماضی معروف ومجہول کی گردان:۔ ماضی معروف: رَضِیَ رَضِیَا رَضُوْا رَضِیَتْ رَضِیَتَا رَضِیْنَ رَضِیْتَ رَضِیْتُمَا رَضِیْتُمْ رَضِیْتِ رَضِیْتُمَا رَضِیْتُنَّ رَضِیْتُ رَضِیْنَا۔

ماضی مجہول: رُضِیَ رُضِیَا رُضُوْا رُضِیَتْ رُضِیَتَا رُضِیْنَ رُضِیْتَ رُضِیْتُمَا رُضِیْتُمْ رُضِیْتِ رُضِیْتُمَا رُضِیْتُنَّ رُضِیْتُ رُضِیْنَا۔

❷ مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل:۔ رَاضٍ ومَرْضِیٌّ: کمامرّ فی الشق الاوّل من السوال الاوّل ١٤٣٥ھ۔

رَضِیَ: اصل میں رَضِوَ تھا واؤ طرف میں کسرہ کے بعد واقع ہوئی یاء سے بدل دیا رَضِیَ ہوگیا۔

لَمْ یَرْضَ: اصل میں لَمْ یَرْضٰی تھا لَمْ جازمہ کے آنے کی وجہ سے آخر سے حرف علت گر گیا لَمْ یَرْضَ ہوگیا۔

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٤٢ھ

الشق الاوّل ...... اَسْمَاءٌ تُسَمّٰی اَسْمَاءَ الْاَفْعَالِ وَهِیَ تِسْعَةٌ سِتَّةٌ مِنْهَا مَوْضُوْعَةٌ لِلْاَمْرِ الْحَاضِرِ وَتَنْصِبُ الْاِسْمَ عَلَی الْمَفْعُوْلِیَّةِ۔ اعراب لگا کر ترجمہ کریں، اسماءِ افعال میں سے کم از کم چھ اسماء ذکر کریں۔خط کشیدہ جملے کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾...... اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) عبارت پر اعراب (۲) عبارت کا ترجمہ (۳) اسماءِ افعال کی نشاندہی (۴) مخطوطہ جملے کی نحوی ترکیب۔

جواب ...... ❶ عبارت پر اعراب:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

❷ عبارت کا ترجمہ:۔ وہ اسماء جن کا نام اسماءِ افعال رکھا جاتا ہے وہ نو (۹) ہیں۔اُن میں سے چھ امر حاضر کیلئے موضوع ہیں اور یہ اسماء اسم کو مفعول ہونے کی بناء پر نصب دیتے ہیں۔

❸ اسماءِ افعال کی نشاندہی:۔ اسماء افعال کل نو ہیں: ان میں سے چھ امر حاضر کے معنی میں ہوتے ہیں اور ان کا فاعل ان کے اندر ضمیر مستتر ہوتی ہے اور یہ مابعد والے اسم کو مفعول ہونے کی بناء پر نصب دیتے ہیں اور وہ چھ اسماء یہ ہیں۔ ① رُوَیْدَ بمعنی اَمْهِلْ جیسے روید زیدًا ای امهل زیدًا (زید کو مہلت دو) ② بَلْهَ بمعنی دع جیسے بله زیدًا ای دع زیدًا (زید کو چھوڑ دو) ③ دونك بمعنی خذ جیسے دونك زیدًا ای خذ زیدًا (زید کو پکڑو) ④ علیك بمعنی الزم جیسے علیك زیدا ای الزم زیدًا (زید کو لازم پکڑو) ⑤ حیهل بمعنی ایت جیسے حیهل الصلٰوة ای ایت الصلٰوة (نماز کی طرف آؤ) ⑥ ها بمعنی خذ جیسے هازیدًا ای خذ زیدًا (زید کو پکڑو)۔

بقیہ تین اسماء فعل ماضی کیلئے موضوع ہیں اور اپنے مابعد کو فاعل ہونے کی بنا پر رفع دیتے ہیں اور وہ تین اسماء یہ ہیں ① هیهات بمعنی بَعُدَ جیسے هیهات زید ای بعد زید (زید دور ہوا) ② سرعان بمعنی سرع جیسے سرعان زید ای سرع زید (زید نے جلدی کی) ③ شتان بمعنی افترق جیسے شتان زید و عمرو ای افترق زید و عمرو (زید وعمرو جدا ہوگئے)

❹ مخطوطہ جملے کی نحوی ترکیب:۔ واؤ استینافیہ تنصب فعل ضمیر فاعل الاسم مفعول بہ علٰی جارہ المفعولیة مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة الخامسة : فی الصرف و النحو﴾

﴿السوال الاول﴾ ١٤٤٣ھ

الشق الاوّل ......البیع مصدر سے صرف صغیر، اسم فاعل اور اسم مفعول کی گردان لکھیں اور اس مصدر کے اسم ظرف، اسم فاعل

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

اوراسم مفعول کے صیغوں میں جو تعلیل ہوئی ہے اسے وضاحت کے ساتھ ذکر کریں۔(ص۲۷،۴۷۔معارف)

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) **البیع** مصدر سے صرف صغیر (۲) اسم فاعل اور اسم مفعول کی گردان (۳) اسم ظرف، اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغوں میں تعلیل کی وضاحت۔

جواب...... ❶ **البیع** مصدر سے صرف صغیر:۔ **اَلْبَیْعُ** (ضرب، اجوف یائی) بمعنی بیچنا۔

بَاعَ یَبِیْعُ بَیْعًا فهو بَائِعٌ وَبِیْعَ یُبَاعُ بَیْعًا فهو مَبِیْعٌ مَابَاعَ مَابِیْعَ لَمْ یَبِعْ لَمْ یُبَعْ لَایَبِیْعُ لَایُبَاعُ لَنْ یَبِیْعَ لَنْ یُبَاعَ لَیَبِیْعَنَّ لَیُبَاعَنَّ لَیَبِیعَنْ لَیُبَاعَنْ الامر منه بِعْ لِتُبَعْ لِیَبِعْ لِیُبَعْ بِیْعَنَّ لِتُبَاعَنَّ لَیَبِیْعَنَّ لِیُبَاعَنَّ بِیْعَنْ لِتُبَاعَنْ لِیَبِیْعَنْ لِیُبَاعَنْ والنهی عنه لَاتَبِعْ لَاتُبَعْ لَایَبِعْ لَایُبَعْ لَاتَبِیْعَنَّ لَاتُبَاعَنَّ لَایَبِیْعَنَّ لَایُبَاعَنَّ لَاتَبِیْعَنْ لَاتُبَاعَنْ لَایَبِیْعَنْ لَایُبَاعَنْ الظرف منه مَبِیْع مَبِیْعَانِ مَبَایِعُ وَمُبَیِّعٌ والاٰلة منه مِبْیَع مِبْیَعَانِ مَبَایِعُ مُبَیِّعٌ مِبْیَعَةٌ مِبْیَعَتَانِ مَبَایِعُ وَمُبَیِّعَةٌ مِبْیَاع مِبْیَاعَانِ مَبَایِیْعُ مُبَیِّیْع افعل التفضیل المذکر منه اَبْیَعُ اَبْیَعَانِ اَبْیَعُوْنَ اَبَایِعُ وَاُبَیِّعٌ والمؤنث منه بُوْعٰی بُوْعَیَانِ بُوْعَیَاتٌ بُیَع و بُیَیْعٰی۔

❷ اسم فاعل اور اسم مفعول کی گردان:۔ **اسم فاعل: بائع، بائعان، بائعون، بائعة، بائعتان، بائعات۔**

اسم مفعول: مبیع، مبیعان، مبیعون، مبیعة، مبیعتان، مبیعات۔

❸ اسم ظرف، اسم فاعل اور اسم مفعول کے صیغوں میں تعلیل کی وضاحت:۔ **بائع**: اصل میں بایع تھا، یاء کو ہمزہ سے بدل دیا تو بائع ہوگیا کیونکہ جو واؤ یا یاء عینِ فاعل ہو وہ ہمزہ سے بدل جاتی ہے بشرطیکہ فعل میں تعلیل ہوئی ہو۔

اس باب کا ظرف اور مفعول دونوں کی صورت ایک ہے البتہ دونوں کی اصل میں فرق ہے۔

مَبِیْع: (اسم مفعول) اصل میں مَبْیُوْعٌ تھا۔یاء کا ضمہ نقل کرکے ماقبل کو دیا یاء ساکن ماقبل مضموم یاء کو واؤ سے بدل دیا دو واؤ ساکن جمع ہوئے ایک کو گرادیا مَبُوْعٌ ہوگیا۔پھر باء کے ضمہ کو کسرہ سے بدلا تاکہ دلالت کرے کہ گرنے والا حرف یاء ہے مَبِوْع ہوا، اب واؤ ساکن کا ماقبل مکسور تھا واؤ کو یاء سے بدل دیا مَبِیْع ہوگیا۔ **مَبِیْعٌ**: (اسم ظرف) اصل میں مَبْیِع تھا قاعدہ ۸ کی وجہ سے تعلیل ہوئی۔یا متحرک ماقبل ساکن، یاء کی حرکت نقل کرکے ماقبل کو دی مَبِیْع ہوگیا۔

الشق الثانی...... **الدعاء والدعوة** مصدر سے صرفِ صغیر لکھیں، نیز اس باب سے امر حاضر معروف کی گردان لکھیں۔جو واؤ مضموم اور یاء مکسور ہو اور ان کا ماقبل ساکن ہو تو ان میں کونسا قاعدہ جاری ہوگا؟

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور قابلِ توجہ ہیں: ① **الدعاء والدعوة** سے صرفِ صغیر ② **الدعاء والدعوة** سے امر حاضر کی گردان ③ مذکورہ قاعدہ کی نشاندہی۔

جواب...... ❶ **الدعاء والدعوة** سے صرفِ صغیر:۔ **اَلدُّعَاءُ وَالدَّعْوَةُ** (نصر، ناقص واوی) بمعنی بلانا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

دَعَا یَدْعُوْ دُعَاءً وَّدَعْوَةً فَهُوَ دَاعٍ وَدُعِیَ یُدْعٰی دُعَآءً وَّدَعْوَةً فَذَاكَ مَدْعُوٌّ۔ مَادَعَا مَادُعِیَ، لَمْ یَدْعُ لَمْ یُدْعَ، لَایَدْعُوْ لَایُدْعٰی، لَنْ یَّدْعُوَ لَنْ یُّدْعٰی، لَیَدْعُوَنَّ لَیُدْعَیَنَّ، لَیَدْعُوَنْ لَیُدْعَیَنْ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اُدْعُ لِتُدْعَ، لِیَدْعُ لِیُدْعَ، اُدْعُوَنَّ لِتُدْعَیَنَّ، لِیَدْعُوَنَّ لِیُدْعَیَنَّ، اُدْعُوَنْ لِتُدْعَیَنْ، لِیَدْعُوَنْ لِیُدْعَیَنْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَدْعُ لَاتُدْعَ، لَایَدْعُ لَایُدْعَ، لَاتَدْعُوَنَّ لَاتُدْعَیَنَّ، لَایَدْعُوَنَّ لَایُدْعَیَنَّ، لَاتَدْعُوَنْ لَاتُدْعَیَنْ، لَایَدْعُوَنْ لَایُدْعَیَنْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَدْعًی مَدْعَیَانِ مَدَاعٍ وَّمُدَیْعٍ وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِدْعًی مِدْعَیَانِ مَدَاعٍ وَّمُدَیْعٍ مِدْعَاةٌ مِدْعَاتَانِ مَدَاعٍ وَّمُدَیْعِیَةٌ مِدْعَآءٌ مِدْعَآءَانِ مَدَاعِیُّ وَمُدَیْعِیٌّ اَفْعَلُ التَّفْضِیْلِ الْمُذَكَّرُ مِنْهُ اَدْعٰی اَدْعَیَانِ اَدْعَوْنَ اَدَاعٍ اُدَیْعٍ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ دُعْیٰی دُعْیَیَانِ دُعْیَیَاتٌ دُعًی وَّدُعَیّٰی۔

❷ امر حاضر معروف کی گردان:۔ **اُدْعُ، اُدْعُوَا، اُدْعُوْا، اُدْعِیْ، اُدْعُوَا، اُدْعُوْنَ۔**

۳ مذکورہ قاعدہ کی نشاندہی:۔ جو واؤ مضموم اور یاء مکسور ہو اور ان کا ماقبل ساکن ہو تو ان میں **یَقْوُلُ یَبْیِعُ** والا قاعدہ جاری ہوگا، یعنی ان کی حرکت ماقبل کو دیدیں گے اور ان کو ساکن کردیں گے۔ جیسے **یَقُوْلُ یَبِیْعُ** اصل میں **یَقْوُلُ یَبْیِعُ** تھے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ...... **اَلْاِخْتِیَــارُ** مصدر سے صرفِ صغیر لکھیں۔ **ذُبَّ** سے فعل ماضی مجہول کی گردان لکھیں۔ ایک کلمہ میں دو ہمزہ آجائیں تو کون سا قاعدہ جاری ہوتا ہے؟۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① **اَلْاِخْتِیَــارُ** مصدر سے صرفِ صغیر ② **ذُبَّ** سے فعل ماضی مجہول کی گردان ③ ایک کلمہ میں دو ہمزہ آجائیں تو جاری ہونے والا قاعدہ۔

جواب ...... ۱ **اَلْاِخْتِیَارُ** سے صرفِ صغیر:۔ **اَلْاِخْتِیَارُ** (افتعال، اجوف یائی) بمعنی پسند کرنا۔ **اِخْتَـارَ یَـخْتَارُ اِخْتِیَارًا فهـو مُخْتَارٌ واُخْتِیْرَ یُخْتَارُ اِخْتِیَارًا فذاك مُخْتَارٌ مَا اخْتَارَ مَااُخْتِیْرَ لَمْ یَخْتَرْ لَمْ یُخْتَرْ لَایَخْتَارُ لَایُخْتَارُ لَنْ یَّخْتَـارَ لَـنْ یُّـخْتَـارَ لَیَـخْتَـارَنَّ لَیُخْتَارَنَّ لَیَخْتَارَنْ لَیُخْتَارَنْ الامرمنه اِخْتَرْ لِتُخْتَرْ لِیَخْتَرْ لِیُخْتَرْ اِخْتَـارَنَّ لِتُـخْتَـارَنَّ لِیَـخْتَـارَنَّ لِیُـخْتَـارَنَّ اِخْتَـارَنْ لِتُخْتَارَنْ لِیَخْتَارَنْ لِیُخْتَارَنْ والنهی عنه لَاتَخْتَرْ لَاتُـخْتَـرْ لَایَخْتَرْ لَایُخْتَرْ، لَاتَخْتَارَنَّ لَاتُخْتَارَنَّ لَایَخْتَارَنَّ لَایُخْتَارَنَّ لَاتَخْتَارَنْ لَاتُخْتَارَنْ لَایَخْتَارَنْ لَایُخْتَارَنْ الظرف منه مُخْتَارٌ مُخْتَارَانِ مُخْتَارَاتٌ۔**

۲ **ذُبَّ** سے فعل ماضی مجہول کی گردان:۔ **ذُبَّ ذُبَّـا ذُبُّوْا ذُبَّـتْ ذُبَّتَـا ذُبِبْـنَ ذُبِبْـتَ ذُبِبْتُـمَـا ذُبِبْتُمْ ذُبِبْتِ ذُبِبْتُمَا ذُبِبْتُنَّ ذُبِبْتُ ذُبِبْنَا۔**

۳ ایک کلمہ میں دو ہمزہ آجائیں تو جاری ہونے والا قاعدہ:۔ **اٰمَـنَ، اُوْمِـنَ، اِیْمَانًا** والا قاعدہ (دو ہمزہ کلمہ میں ایک جگہ جمع ہوں اور دوسرا ہمزہ ساکن ہو تو اسکو اول ہمزہ کی حرکت کے موافق وجوبی طور پر حرفِ علت سے بدل دیتے ہیں جیسے **اٰمَنَ، اُوْمِنَ، اِیْمَانًا**۔ **اَوَاکِلُ، اَوَادِمُ** والا قاعدہ (دو ہمزہ متحرک جمع ہوں اور ان میں سے کوئی ہمزہ بھی مکسور نہ ہو تو دوسرے ہمزہ کو واؤ سے بدل دیتے ہیں)۔

الشق الثانی ......باب انفعال کی خاصیات کو مثالوں کے ساتھ تحریر کریں۔ (ص۸۶۔امدادیہ)

جواب ......باب انفعال کی خاصیات کی وضاحت مع امثلہ:۔ **لـزوم:** یعنی لازم استعمال ہونا، باب انفعال ہمیشہ لازم ہوتا ہے متعدی نہیں ہوتا جیسے **اِنْصَرَفَ** (پھرا) خواہ باب انفعال کا مجرد لازم ہو یا متعدی۔

علاج: فعل کا اُن افعال میں سے ہونا جو حواس محسوسہ پر دلالت کریں، یعنی ایسے معنی پر جن کا علم ظاہری حواس سے ہو سکے جیسے **اِنْکَسَرَ** بمعنی (ٹوٹنا) کسی چیز کا ٹوٹ جانا ایک حسی امر ہے۔ **مطـاوعـتِ مـجـرد و اِفعال:** یعنی ثلاثی مجرد اور باب افعال کے مطاوع ہونا لیکن ثلاثی مجرد کا مطاوع زیادہ ہوتا ہے باب افعال کا کم۔ مطاوعت مجرد کی مثال **کَسَرْتُ الْاِنَـاءَ فَـانْکَسَرَ** (میں نے برتن کو توڑا تو وہ ٹوٹ گیا)، مطاوعتِ افعال کی مثال **اَغْلَقْتُ الْبَابَ فَانْغَلَقَ** (میں نے دروازہ بند کیا پس وہ بند ہو گیا)۔

موافقتِ مجرد و اِفعال: یعنی ثلاثی مجرد اور باب افعال کے ہم معنی ہونا لیکن یہ خاصیت اس میں کم پائی جاتی ہے۔ موافقتِ مجرد کی مثال جیسے **اِنْبَلَجَ** بمعنی **بَلِجَ** (کشادہ ابرو ہوا) ہے۔ موافقتِ افعال کی مثال جیسے **اِنْحَجَزَ** بمعنی **اَحْجَزَ** (حجاز پہنچا) ہے۔

ابتدا: کسی فعل کا ابتداءً اس باب سے آنا جیسے **اِنْطَلَقَ** بمعنی چلنا۔ مجرد میں طلاقت کا معنی کشادہ روئی ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ......**وعـن لـلبعد و المجاوزة نحو رمیت السهم عن القوس و فی للظرفیة نحو المال فی الـکیس و نـظـرت فـی الـکتـاب و لـلاستـعـلاء نحوقوله تعالٰی ولا صلبنکم فی جذوع النخل، والکاف للتشبیه نحوزید کالاسد وقدتکون زائدة نحو قوله تعالٰی لیس کمثله شیئ ۔** (ص۱۰۔رحمانیہ)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عبارت مذکورہ کا ترجمہ کر کے تشریح کریں، صرف مثالوں کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا ترجمہ (۲) عبارت کی تشریح (۳) امثلہ کی ترکیب۔

جواب ...... **۱** عبارت کا ترجمہ:۔ **عن** بُعد اور مجاوزت کیلئے آتا ہے جیسے **رمیت السهم عن القوس** اور **فی** ظرفیت کیلئے آتا ہے جیسے **المال فی الکیس** اور **نظرت فی الکتاب** اور استعلاء کیلئے بھی آتا ہے جیسے **وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ** اور کاف تشبیہ کیلئے آتا ہے جیسے **زید کالاسد** اور کبھی زائدہ ہوتا ہے جیسے **لیس کمثله شیئ**۔

۲ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ بعض حروفِ جر کا مقصد بتلا رہے ہیں تو فرمایا کہ **عن** بُعد اور مجاوزت کیلئے آتا ہے یعنی **عن** یہ بتلاتا ہے کہ کوئی چیز میرے مدخول سے گزر کر دور چلی گئی ہے جیسے **رمیت السهم عن القوس** کہ پھینکا میں نے تیر کمان سے یعنی تیر **عن** کے مدخول (کمان) سے گزر کر دور جا گرا ہے۔ **فی** ظرفیت کے لئے آتا ہے یعنی **فی** یہ بتلاتا ہے کہ میرا مدخول کسی چیز کے لئے محل اور ٹھہرنے کی جگہ ہے جیسے **المال فی الکیس** کہ مال جیب میں ہے یعنی مال **فی** کے مدخول جیب کے اندر (محل میں) ہے اور **نظرت فی الکتاب** کہ دیکھا میں نے کتاب میں یعنی میرے دیکھنے کا محل **فی** کا مدخول یعنی کتاب ہے اور **فی** کبھی **علیٰ** کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے **ولا صلبنکم فی جذوع النخل** کہ میں تمہیں کھجور کی شاخوں میں سولی دوں گا یعنی کھجور کی شاخوں پر سولی دوں گا۔ کاف تشبیہ کے لئے آتا ہے یعنی یہ بتلاتا ہے کہ میرے مدخول کے ساتھ کسی چیز کو تشبیہ دی گئی ہے جیسے **زید کالاسد** کہ زید شیر کی طرح ہے اس میں زید کو کاف کے مدخول کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور کبھی کاف زائدہ ہوتا ہے یعنی تشبیہ کے لئے نہیں ہوتا جیسے **لیس کمثله شیئ** کہ نہیں ہے اس کی مثل (اللہ کی مثل) کوئی چیز، اس میں کاف زائدہ ہے کیونکہ مثل کا بھی وہی معنی ہے جو کاف کا ہے معنی ہوگا کہ نہیں ہے اللہ کی مثل کی مثل کوئی چیز، مطلب یہ ہوگا کہ اس کی مثل کوئی چیز ہے مگر مثل کی مثل نہیں ہے حالانکہ اس کی مثل کچھ بھی نہیں ہے تو کاف کو زائدہ بنایا جائے گا کہ نہیں ہے اس کی مثل کوئی چیز۔

۳ امثلہ کی ترکیب:۔ "**رمیت السهم عن القوس**" **رمیت** فعل وفاعل **السهم** مفعول بہ **عن القوس** جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل مفعول بہ و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

"**المال فی الکیس و نظرت فی الکتاب**" **المال** مبتدا **فی الکیس** جار مجرور ملکر ثابت کے متعلق ہو کر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ **واؤ** عاطفہ **نظرت** فعل وفاعل **فی الکتاب** جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

"**قوله تعالیٰ وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ**" **قول** مضاف "**ہ**" ضمیر ذوالحال **تعالیٰ** فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال، ذوالحال حال مل کر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ مل کر قول، واؤ استینافیہ **لاصلبن** فعل وفاعل **کم** ضمیر مفعول بہ **فی** جار **جذوع النخل** مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ و متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مقولہ ہوا، قول مقولہ مل کر جملہ قولیہ ہوا۔

"**زید کالاسد**" **زید** مبتدا **کالاسد** جار مجرور مل کر ثابت کے متعلق شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

"**قوله تعالیٰ لیس کمثله شئ**" **قوله تعالیٰ** کما مر، **لیس** ناقصہ **کاف** جارہ زائدہ **مثله** مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوا **ثابتًا** کے، **ثابت** اسم فاعل اپنے فاعل و متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر **لیس** کی خبر مقدم **شئ** **لیس** کا اسم مؤخر، **لیس** اپنے اسم و خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مقولہ ہوا قول کا، قول مقولہ ملکر جملہ قولیہ ہوا۔

الشق الثانی ......**والثانی کم، معناہ عدد مبهم وهو علی نوعین، استفهامیة مثل کم رجلا ضربته والثانی خبریة مثل کم عندی رجلا والثالث کاین وهو عدد مبهم مثل کاین رجلا لقیت وقد یکون متضمنا لمعنی الاستفهام مثل کاین رجلا عندك.** (ص ۲۱۔ رحمانیہ)

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

عبارت مذکورہ کا ترجمہ کرکے مطلب بیان کریں، عبارت میں ذکر کردہ مثالوں کی ترکیب کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں (۱) عبارت کا سلیس ترجمہ (۲) عبارت کا مطلب (۳) امثلہ کی ترکیب۔

جواب......(۱) عبارت کا ترجمہ:۔ اور دوسرا اسم **کم** ہے اس کا معنی عدد مبھم ہے اور وہ دو قسم پر ہے ایک ان میں سے استفھامیہ ہے جیسے **کم رجلا ضربته** کتنے آدمیوں کو تو نے مارا ہے؟ اور دوسرا **کم** خبریہ ہے جیسے **کم عندی رجلا** کتنے آدمی ہیں میرے پاس اور تیسرا **کاین** ہے اور وہ عدد مبھم ہے جیسے **کایّن رجلا لقیت** بہت سے آدمی ہیں کہ میں نے ان سے ملاقات کی اور کبھی **کاین** استفہام کے معنی کو بھی متضمن ہوتا ہے جیسے **کایّن رجلا عندك** کتنے آدمی ہیں تیرے پاس۔

❷ عبارت کا مطلب:۔ وہ اسماء جو اپنے مابعد کو تمیز ہونے کی بنا پر نصب دیتے ہیں ان میں سے تیسرا اسم **کم** ہے اور یہ عدد غیر معین پر دلالت کرتا ہے پھر اس **کم** کی دو قسمیں ہیں ① استفہامیہ ② خبریہ **کم** استفہامیہ کے ذریعہ عددِ مبھم کے متعلق سوال ہوتا ہے جیسے **کم رجلا ضربته** کتنے آدمیوں کو تو نے مارا ہے؟ اور **کم** خبریہ کے ذریعہ عدد مبھم کے متعلق خبر دی جاتی ہے جیسے **کم عندی رجلا** میرے پاس اتنے آدمی ہیں یعنی **کم** کے ذریعہ زیادتی اور کثرت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ میرے پاس کثیر تعداد میں لوگ ہیں۔ اسماء ناصبہ میں سے تیسرا اسم **کاین** ہے یہ بھی عدد غیر معین پر دلالت کرتا ہے جیسے **کاین رجلا لقیت** بہت سے لوگوں سے میں نے ملاقات کی اور کبھی **کاین** معنی استفہام کو بھی متضمن ہوتا ہے یعنی اس کے ذریعہ سے بھی سوال کیا جاتا ہے جیسے **کاین رجلا عندك** تیرے پاس کتنے آدمی ہیں۔

❸ امثلہ کی ترکیب:۔ **کمّ رجلا ضربته**: **کم** استفہامیہ ممیّز **رجلا** تمیز، ممیّز تمیز ملکر مبتدا **ضربته** فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔ **کمّ عندی رجلا**: **کم** خبریہ ممیّز **عندی** مضاف و مضاف الیہ ملکر ظرف مستقر ثابت اسم فاعل کے متعلق شبہ جملہ ہو کر خبر **رجلا** تمیز، ممیّز تمیز ملکر مبتدا، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

کایّن رجلا لقیت: **کایّن** اسم عدد مبھم ممیّز **رجلا** تمیز، ممیّز تمیز ملکر مفعول بہ مقدم **لقیت** فعل با فاعل، فعل اپنے فاعل و مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ **کایّن رجلا عندك**: **کایّن** اسم عدد مبھم ممیّز **رجلا** تمیز، ممیّز تمیز ملکر مبتدا **عندك** مضاف مضاف الیہ ملکر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

﴿لا حول و لا قوّة الّا باللّٰه العلیّ العظیم﴾

مکتبہ زکریا ملتان پاکستان 0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز
کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل
کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نور اللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد محمد یٰسین شاکر

نمبر شمار	اجمالی فہرست	صفحہ نمبر
پہلا پرچہ	تفسیر	۰۴
دوسرا پرچہ	حدیث	٦٥
تیسرا پرچہ	فقہ	۹۳
چوتھا پرچہ	تاریخ و ادب	۱۱۳
پانچواں پرچہ	صرف و نحو	۱۳۷
چھٹا پرچہ	سیرت و اخلاق	۱۷۲

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الورقة السادسة : فی السیرة والاخلاق

﴿الورقة السادسة : فی السیرة والاخلاق﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ......مسجد کی صفائی کے فضائل تحریر کریں۔دنیا سے بے رغبتی پر مختصر مضمون لکھیں۔

جواب ...... ❶ مسجد کی صفائی کے فضائل:۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسجد کی صفائی کرنا، کوڑا کباڑ باہر نکالنا بڑی آنکھوں والی حوروں کا مہر ہے۔نیز فرمایا کہ جس نے مسجد کی صفائی کی اور کوڑا کباڑ، پتھر و کنکر وغیرہ باہر نکالے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں گھر بنائیں گے۔روایت میں ہے کہ ایک حبشیہ عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی، اسکے انتقال کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اسکی قبر پر تشریف لے گئے، نماز جنازہ ادا کی اور اس کیلئے دعا فرمائی۔گویا مسجد کی خادمہ ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس کے ساتھ یہ برتاؤ کیا۔ان احادیث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ عمل کتنا باعثِ فضیلت اور اجر وثواب ہے۔

❷ دنیا سے بے رغبتی پر مضمون:۔ دنیا کی زندگی اور اسکی عیش وعشرت وراحتیں عارضی ہیں اصل ودائمی چیز آخرت کی زندگی اور آخرت کی نعمتیں ہیں۔اس دنیا میں جتنی بھی عیاشی وسہولیات ہیں یہ سب فانی وناپائیدار ہیں اسلئے ان میں دل نہیں لگانا چاہئے، یہ زندگی محض کھیل تماشا ہے۔ارشادِ باری ہے یہ اموال واولاد تمہیں ذکرِ الٰہی سے غافل نہ کردیں۔نیز فرمایا کہ تم دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت کی زندگی دنیا کے مقابلہ میں بہتر وپائیدار ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتے۔نیز فرمایا کہ جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت کا ضرور ضرر ونقصان کرے گا، پس تم باقی رہنے والی آخرت کو فانی ہونے والی دنیا پر ترجیح دو۔

الغرض دنیا جتنی بھی خوشنما ہوجائے وہ فانی ہونے کی وجہ سے آخرت کی دائمی زندگی وراحتوں کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے۔

الشق الثانی ......نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کے فوائد اور برے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کے نقصانات تحریر کریں۔نیک لوگوں سے کون لوگ مراد ہیں؟ انکے اوصاف تحریر کریں۔نیک لوگوں کی صحبت کی ترغیب اور بری صحبت کی مذمت کی دو، دو آیات یا احادیث تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں:(۱) نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کے فوائد (۲) نیک لوگوں کی مراد واوصاف (۳) برے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کے نقصانات (۴) نیک لوگوں کی صحبت کی ترغیب اور بری صحبت کی مذمت۔

جواب ...... ❶ نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کے فوائد:۔ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت رکھی ہے کہ وہ دوسرے انسان کے خیالات اور حالات سے بہت جلد اور بہت قوت کے ساتھ بغیر کسی خاص کوشش کے اثر قبول کرتا ہے، اچھا اثر بھی قبول کرتا ہے اور برا اثر بھی۔اس لئے اچھی صحبت بہت بڑے فائدے کی چیز ہے اور بری صحبت اسی طرح بڑے نقصان کی چیز ہے۔

نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھنا تاکہ ان سے اچھی باتیں سنی جائیں اور اچھی خصلتیں سیکھی جائیں اور جو نیک لوگ گزر گئے ان کے حالات کی کتابیں پڑھنا یا کسی سے پڑھوا کر ان کے حالات معلوم کرنا یہ بھی اُن کی مجلس میں بیٹھنے کی مثل ہے۔

نیک صحبت کو دین کے سنوارنے میں دل کے مضبوط ہونے میں بڑا دخل ہے اسی طرح بری صحبت کو دین کے بگاڑنے میں اور دل کے کمزور ہونے میں بڑا دخل ہے۔لہٰذا نیک صحبت کو اختیار کرنے اور بری صحبت سے بچنے کی کوشش کی جائے۔

❷ نیک لوگوں کی مراد واوصاف:۔ نیک لوگوں سے مراد وہ شخص ہے جس کو ضرورت کے مطابق دین کی باتوں سے واقفیت ہو، جس کا عقیدہ اچھا ہو، شرک وبدعت اور دنیا کی رسموں سے بچتا ہو، اعمال اچھے ہوں، لین دین صاف ہو، حلال وحرام کی احتیاط ہو، اخلاق اچھے ہوں، مزاج میں عاجزی ہو، کسی کو بلاوجہ تکلیف نہ دیتا ہو، حاجت مندوں کو ذلیل نہ سمجھتا ہو، اخلاق باطنی بھی اچھے ہوں، اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف دل میں رکھتا ہو، دل میں دنیا کی لالچ نہ ہو، دین کے مقابلہ میں مال وراحت اور آبرو کی پرواہ نہ کرتا ہو،

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جس شخص کو مذکورہ باتوں کی پوری پہچان نہ ہواس کیلئے پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے زمانے کے نیک لوگ جن کو اکثر مسلمان نیک سمجھتے ہوں وہ جس شخص کو اچھا کہتے ہوں اور اسکے پاس بیٹھنے سے بری باتوں سے دل ہٹنے لگے اور نیک باتوں کی طرف دل جھکنے لگے تو اُسی کی صحبت اختیار کی جائے۔ آخرت کی زندگی کے سامنے دنیا کو عزیز نہ رکھتا ہو، ہر حال میں صبر و شکر کرتا ہو۔

۳ برے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کے نقصانات:۔ جس شخص میں بری باتیں موجود ہوں کسی سخت مجبوری کے بغیر اس سے میل جول نہیں رکھنا چاہیے اس سے دین تو بالکل تباہ ہوتا ہی ہے بعض دفعہ دنیا کا بھی نقصان ہو جاتا ہے، کبھی تو جانی نقصان ہوتا ہے کہ کسی تکلیف اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور کبھی مال غلط جگہ خرچ ہو جاتا ہے یا دھوکہ میں آ کر کسی کو دے دیا جاتا ہے۔ خواہ محبت کے جوش میں ہو یا قرض کے طور پر ہو اور کبھی آبرو کا نقصان ہوتا ہے کہ رسوائی اور بدنامی کے علاوہ کچھ نہیں ملتا۔

۴ نیک لوگوں کی صحبت کی ترغیب اور بری صحبت کی مذمت:۔ ارشادِ باری ہے کہ جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیات اور احکام میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ایسے لوگوں سے کنارہ کش ہو جائے یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر تمہیں شیطان بہلائے یعنی ایسی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت یاد نہ رہے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھو بلکہ ایسے لوگوں سے کنارہ کش ہو جاؤ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے۔

آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہم جن لوگوں کے پاس بیٹھتے ہیں ان میں سب سے اچھا شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا دیکھنا تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے اور جس کا بولنا تمہارے علم میں ترقی دے اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھے ہم نشین کی مثال مشک والے کی ہے کہ وہ اولاً تجھے مشک دے گا و گرنہ تجھے خوشبو تو پہنچ ہی جائے گی اور برے ہم نشین کی مثال بھٹی والے کی ہے کہ وہ تیرے کپڑوں کو جلا دے گا اور اگر کپڑے بچ گئے تو گندی بُو تو بہر صورت تجھے پہنچ ہی جائیگی یعنی نیک صحبت سے اگر کامل نفع نہ ہو تب بھی کچھ نہ کچھ ضرور حاصل ہوگا اور بری صحبت سے کسی نہ کسی طرح ضرر ضرور پہنچے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایسی بات نہ بتلاؤں جس پر دین کا بڑا مدار ہے اور جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکتے ہو ① اہل ذکر کی مجلس کو مضبوط پکڑو ② جب تنہا ہوا کرو جہاں تک ممکن ہو اللہ کے ذکر کے ساتھ زبان کو متحرک رکھا کرو ③ اللہ کے لئے ہی محبت کرو اور اللہ کے لئے ہی بغض رکھو۔

السوال الثانی ۱۴۴۱ھ

الشق الاوّل ......روزہ وحج کا حکم قرآن واحادیث کی روشنی میں تحریر کریں نیز روزہ وحج کے فضائل تحریر کریں۔

جواب ...... ۱ روزہ وحج کا حکم:۔ روزہ وحج بھی نماز وزکوٰۃ کی طرح اسلام کے اہم رکن، عظیم عمل اور لازمی احکام ہیں اور یہ اسلام کے بنیادی واساسی احکام میں سے ہیں ان کا منکر کافر ہے۔

۲ روزہ وحج کے فضائل:۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں آدمی کے سب عمل اُس کے لئے ہیں مگر روزہ خاص میرے لئے ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے کسی بڑے عمل کا حکم دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ رکھو، تین مرتبہ یہی جواب دینے کے بعد فرمایا کہ روزہ رکھو کیونکہ کوئی عمل اس کی مثل نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کو کوئی ظاہری مجبوری یا کوئی شرعی عذر نہ ہو اور پھر وہ حج کئے بغیر مر جائے تو اُس کو اختیار ہے کہ خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو اللہ تعالیٰ قبول کرتے ہیں اور اگر وہ مغفرت طلب کریں تو ان کی مغفرت کی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ میں اتصال کر لیا کرو کیونکہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو دور کرتے ہیں جیسا کہ بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کی مَیل کو دور کرتی ہے۔ بشرطیکہ کوئی دوسرا عمل اس کے خلاف کرنے والا نہ پایا جائے اور جو حج احتیاط سے کیا جائے اس کا بدلہ جنت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی ......صبر وشکر کے متعلق ایک جامع مضمون تحریر کریں جس میں صبر وشکر کی افادیت وفضائل کو بھی بیان کیا گیا ہو۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: (۱) صبر وشکر کے متعلق مضمون (۲) صبر وشکر کی افادیت وفضائل۔

جواب ...... ❶ صبر وشکر کے متعلق مضمون:۔ انسان کو جو حالتیں پیش آتی ہیں خواہ اختیاری ہوں یا غیر اختیاری ان میں سے کچھ طبیعت کے موافق ہوتی ہیں جن کو دل سے اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھنا اس پر خوش ہونا اور اپنی حیثیت سے زیادہ سمجھنا اور زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا اور اس نعمت کو گناہوں میں استعمال نہ کرنا شکر ہے۔ اور کچھ حالتیں طبیعت کیلئے ناگوار ہوتی ہیں، ان کے متعلق یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی میں کوئی مصلحت رکھی ہے اور شکایت نہ کرنا، اگر وہ کوئی حکم خداوندی ہے تو مضبوطی سے اس پر قائم رہنا اگر کوئی مصیبت ہے تو اس کو برداشت کرنا اور پریشان نہ ہونا صبر ہے۔ مثلاً نفس دین کے کاموں سے گھبراتا اور بھاگتا ہے، گناہ کے کاموں کا تقاضا کرتا ہے، عبادات سے جی چراتا ہے، حرام آدمی کو چھوڑنے یا کسی کا حق ادا کرنے سے ہچکچاتا ہے۔ ایسے وقت میں ہمت کر کے گناہ سے بچنا چاہیے اور دینی حکم کو بجالانا چاہیے۔ اگرچہ اس میں تکلیف ہی ہو کیونکہ بہت جلد یہ تکلیف آرام اور مزہ سے تبدیل ہو جائے گی مثلاً کوئی مصیبت پڑ گئی خواہ بیماری کی یا کسی کے مرنے کی، خواہ کسی دشمن کے ستانے کی، خواہ مال کے نقصان کی تو ایسے وقت میں مصیبت کی مصلحتوں کو یاد کرے اور سب سے بڑی مصلحت ثواب ہے اور اس مصیبت کا بلاضرورت اظہار نہ کرے اور دل میں ہر وقت اس کی سوچ و بچار نہ کرے اس سے ایک خاص سکون پیدا ہوتا ہے۔

شکر جس طرح خود اپنی ذات میں ایک عبادت ہے اسی طرح اس میں یہ خصوصیت بھی ہے کہ اس سے ایک دوسری عبادت یعنی صبر آسان ہو جاتا ہے۔ عقلی طور پر تو اس طرح کہ جب اللہ کی نعمتوں کو سوچنے کی اور ان پر خوش ہونے اور شکر کرنے کی عادت پختہ ہوگی تو مصیبت کے وقت یہ بھی سوچے گا کہ جس ذات نے اتنے احسانات کیے اگر اسکی طرف سے کوئی تکلیف پیش آ ہی گئی ہے تو وہ بھی ہماری مصلحت اور ثواب کیلئے ہے اور طبعی طور پر اس طرح صبر آسان ہوگا کہ نعمتوں کے سوچنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوگی اور جس سے محبت ہوتی ہے اس کی سختی ناگوار نہیں رہتی۔

❷ صبر وشکر کی افادیت وفضائل:۔ ارشادِ باری ہے کہ جو لوگ صابر و ثابت قدم رہیں ہم ان کے اچھے کاموں کے عوض اُن کو اجر ضرور دیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس کی اٹکتا ہو اور اس کو مشکل لگتا ہو تو اس کو دو ثواب ملیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے محبوب عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ خواہشوں کے ساتھ گھری ہوئی ہے اور جنت ناگوار چیزوں کے ساتھ گھری ہوئی ہے۔ ان سب ارشادات میں نفس کیلئے دشوار امور پر صبر کرنے کی وجہ سے تعریف اور اجر کا ذکر ہے۔ ارشادِ باری ہے کہ مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو ناشکری نہ کرو۔ ارشادِ باری ہے، ہم شکر کرنے والوں کو بہت جلد بدلہ عطاء کریں گے۔ ارشادِ باری ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ نعمت دوں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو پھر میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ ان ارشادات میں شکر کی وجہ سے اجر عظیم اور ناشکری کی وجہ سے عذاب وغیرہ کا ذکر ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۱ھ

0313 6357915 maktubazakariyamultan@gmail.com

الشق الاوّل ......صحیح یا غلط کی نشاندہی کریں۔

① رشوت لینا بعض صورتوں میں جائز ہے۔ (غلط)
② اپنے گھر میں جانے کے لئے اجازت ضروری نہیں۔ (غلط)
③ رائے کا متفق ہونا عمل کی شرط ہے۔ (غلط)
④ مشورہ کو ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (غلط)
⑤ طاعون میں گھر یا بستی بدلنا جائز نہیں۔ (غلط)
⑥ جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے ان سے بارش روک لی جاتی ہے۔ (صحیح)

جواب ......صحیح یا غلط کی نشاندہی:۔ کمامرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ......صحیح یا غلط کی نشاندہی کریں۔

① سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنا جائز نہیں۔ (غلط)
② سابقہ امتوں میں قربانی کا حکم نہیں تھا۔ (غلط)
③ دعا میں بڑی بڑی چیزیں مانگی جائیں، حقیر اشیاء نہیں۔ (غلط)
④ حج کی طرح عمرہ بھی فرض ہے۔ (غلط)

⑤ روزے سے ظاہری وباطنی مضرتیں زائل ہوجاتی ہیں۔(صحیح) ⑥ شہادت سے حقوق العباد معاف نہیں ہوتے۔(صحیح)

جواب ......صحیح یاغلط کی نشاندہی:۔کمامرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة السادسة : فی السیرة والاخلاق﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل ......حلال مال کا ذخیرہ کرنا کیسا ہے؟ اس کی مصلحتیں ذکر کریں۔غیر مسلموں کی وضع قطع اختیار کرنے کا حکم لکھیں نیز کیا ہر قسم کا تشبہ حرام ہے یا اس میں کوئی تفصیل ہے؟

جواب ...... ❶ حلال مال کے ذخیرہ کرنے کا حکم ومصلحتیں:۔اگر دینی امور میں غفلت کے بغیر مال کمائے اور جمع کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں یہ جمع کرنا بہتر بلکہ ضروری ہے مثلاً بیوی بچوں کے نفقہ وتعلیم کے لئے رقم کی ضرورت ہے یا دین کی حفاظت کے لئے مثلاً مدرسہ وغیرہ کے لئے رقم کی ضرورت ہے یا اسلام کی تبلیغ کی انجمن وتنظیم ہے یا اسلامی یتیم خانے ومساجد ہیں یا سامانِ جہاد کی تیاری ہے، ان تمام حالات میں دین ودنیا کی موجودہ وآئندہ حاجتوں کی کفایت کے بقدر روپیہ پیسہ وغیرہ حاصل وجمع کرنا عبادت ہے۔مال مؤمن کے لئے ڈھال ہے یعنی اس کو بددینی سے بچاتا ہے اگر مال نہ ہوتو بسااوقات دین کا نقصان ہوتا ہے اور بسااوقات حالات کی تنگی کی وجہ سے پریشانی میں دین کو برباد کرلیتا ہے۔

❷ غیر مسلموں کی وضع قطع اختیار کرنے کا حکم:۔دوسری قوموں کی بلاضرورت وضع قطع اور عادات ولباس اختیار کرنا شریعت میں ممنوع ہے، بعض اشیاء دیگر اقوام کی خصوصیت نہ ہونے کے باوجود گناہ ہیں مثلاً داڑھی کٹوانا یا منڈانا، گھٹنوں سے اونچا پائجامہ ہر حال میں ناجائز وگناہ ہے۔ اگر شرعی وضع قطع کو حقیر سمجھے یا اس کی برائی کرے تو پھر یہ گناہ سے بڑھ کر کفر ہوجائے گا۔جو اشیاء دیگر اقوام کی خصوصیت وپہچان نہ ہوں مثلاً اچکن پہننا تو یہ گناہ نہیں ہے، اگر وہ اشیاء دیگر اقوام کی قومی وضع ہوں جیسے پینٹ پتلون وغیرہ تو یہ صرف گناہ ہے اور اگر وہ اشیاء ان کی مذہبی وضع ہوں جیسے صلیب لٹکانا یا سر پر چوٹی رکھنا یا ماتھے پر قشقہ لگانا یا جے پکارنا یہ کفر ہے۔اور جو اشیاء نہ ان کی قومی وضع ہیں اور نہ مذہبی وضع ہیں بلکہ عام ضرورت کی اشیاء ہیں مثلاً دیا، سلائی، گھڑی یا جنگی آلات وہتھیار وغیرہ تو ان کا استعمال جائز ہے البتہ گانے بجانے وغیرہ کے آلات جائز نہیں ہیں۔

الشق الثانی ......ذکر اللہ کے فضائل قلم بند کریں۔روزے کے بدنی اور روحانی فوائد درج کریں۔

جواب ...... ❶ ذکر اللہ کے فضائل:۔① ذکر کرنیوالا دل زندہ اور ذکر نہ کرنے والا دل مُردہ قرار دیا گیا ہے۔② رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ارشادِ خداوندی ہے جس وقت بندہ میرا ذکر کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں اُس وقت میں اپنے اُس بندہ کے ساتھ ہوتا ہوں۔③ ارشادِ خداوندی ہے تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا، یاد کرنے سے مراد یہ ہے کہ اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے تمہیں نوازوں گا۔④ ارشادِ خداوندی ہے کہ تم کثرت سے ساتھ اللہ کا ذکر کرو تاکہ تم فلاح اور کامیابی حاصل کرسکو۔⑤ ارشادِ خداوندی ہے کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم یعنی خاص بخشش اور عظیم ثواب تیار کر رکھا ہے۔

0313 6357913, maktabazakariyamultan@gmail.com

❷ روزے کے بدنی وروحانی فوائد:۔بدنی فوائد: ① معدہ درست رہتا ہے ② آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے یعنی روزہ کے ذریعہ جسم کا میل کچیل نکل جاتا ہے ③ آپ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ رکھا کر تندرست رہو گے اور روزہ سے جیسے ظاہری وباطنی مضرت زائل ہوتی ہے اسی طرح ظاہری وباطنی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

روحانی فوائد: ① دوزخ وروزہ گناہوں سے ڈھال ہے ② روزہ سے تقویٰ یعنی خوف اور محبتِ الٰہیہ پیدا ہوتی ہے ③ روزہ سے نفسانی خواہشات سے رکنے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل ......من اعتكف عشرا في رمضان كان كحجتين وعمرتين۔ حدیث کا ترجمہ کریں۔اعتکاف کی تعریف اور شرائط لکھیں۔مدینہ شریف سے محبت پر کوئی سی دو حدیثیں لکھیں۔قربانی کن لوگوں پر واجب ہوتی ہے؟ تفصیل تحریر کریں۔

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) جس شخص نے رمضان میں دس دن کا اعتکاف کیا تو یہ اعتکاف ثواب میں دو حج اور دو عمرے کے مثل ہے۔

② اعتکاف کی تعریف وشرائط:۔ اعتکاف یہ ہے کہ آدمی یہ نیت کرے کہ اتنے دن تک کسی شرعی مجبوری اور پیشاب و پاخانہ کے علاوہ مسجد سے نہ نکلوں گا چنانچہ معتکف کے لئے ضرورتِ شرعیہ یعنی پیشاب پاخانہ غسل فرض کے علاوہ مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے حتیٰ کہ کھانے پینے وسونے کے لئے بھی جانے کی اجازت نہیں ہے بلکہ مسجد میں ہی کھائے اور سوئے۔ بہتر یہ ہے کہ مسجد میں بیکار نہ بیٹھے بلکہ نوافل اور ذکر وتلاوت اور مسائل کے پڑھنے پڑھانے میں مصروف ہے۔

③ مدینہ سے محبت کی احادیث:۔ ① آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے پروردگار! ابراہیم علیہ السلام نے تجھ سے مکہ کے لئے دعا کی تھی اور میں تجھ سے مدینہ کے لئے دعا کرتا ہوں، وہ بھی اور اس کی مثل بھی یعنی لوگوں کیلئے مکہ کی بنسبت دگنی محبت ومیلان کی دعا کرتا ہوں۔ ② آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے پروردگار! مدینہ کو ہمارا محبوب بنا دے جیسا کہ ہم مکہ سے محبت کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے روئے زمین پر اپنی قبر کے لئے مدینہ سے زیادہ محبوب و پسندیدہ جگہ نہیں ملی (یہ جملہ آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا)۔

④ قربانی کا وجوب:۔ قربانی بھی اس شخص پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہے یعنی جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی ہی مالیت کی نقدی یا سامانِ تجارت وغیرہ ہو تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہے۔

الشق الثانی ......کسبِ حلال کی احادیث کی روشنی میں فضیلت بیان کریں۔ نکاح شرعی کے فوائد تحریر کریں۔ مشورہ کی اہمیت اور اس کے فضائل تحریر کریں۔

جواب ...... ① کسبِ حلال کی فضیلت:۔ شریعت میں حرام مال کھانے کھلانے، سود لینے دینے، رشوت دینے ولینے اور کسی کا حق دبانے وغیرہ سے منع کیا گیا ہے اور کسبِ حلال واکلِ حلال کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ مختلف احادیث میں کسبِ حلال کی فضیلت اور اکلِ حرام کی قباحت ومذمت بیان کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو اپنی جگہ سے اس وقت تک حرکت کرنے کی اجازت نہ ہوگی جب تک ان سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال وجواب نہ ہو جائے، ان پانچ اشیاء میں یہ بھی شامل ہے کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ رزقِ حلال کو تلاش کرنا فرض وعبادت کے بعد ایک فرض وعبادت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سچ بولنے والا امانتدار تاجر قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام، اولیاء وشہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ ان احادیث سے کسبِ حلال کی فضیلت معلوم ہوئی کہ حلال مال کمانا کتنی اہم عبادت ونیک عمل ہے۔

② نکاحِ شرعی کے فوائد:۔ اسلام کا جاری کردہ نظام نکاح بے شمار منافع اور قومی ومعاشرتی فوائد کو جامع ہے جن میں سے چند فوائد درج ذیل ہیں: ① بنی نوعِ انسانی کا بقاء: نکاح بنی نوعِ انسانی کی بقاء کا ذریعہ ہے۔ تربیت کے سلسلہ میں جو قواعد متعین کئے گئے ہیں اُن کا مقصد بھی یہی ہے کہ نسلِ انسانی کو اخلاقی وجسمانی طور پر محفوظ رکھا جائے۔ ② نسب کی حفاظت: اگر نکاح نہ ہوتا تو مجہول النسب بچوں کی بھرمار ہوتی جو اخلاقی انحطاط اور فساد پھیلانے کا ذریعہ بنتے، اس کے برخلاف نکاح کی وجہ سے پیدا ہونے والے بچے والدین کے لئے باعثِ سکون، خوددار اور معزز ومکرم ہوتے ہیں۔ ③ معاشرے کا اخلاقی گراوٹ سے محفوظ رہنا: جس معاشرے میں صنفِ نازک کی طبعی میلان کے تقاضے نکاح کے ذریعے جائز طریقے سے پورے ہوں وہ معاشرہ قوم اور افراد کے لحاظ سے مثالی اور کامیاب ہوتا ہے۔ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ اور ملک وملت کے لئے عضوِ فعال بنتا ہے۔ شادی کرنے سے نگاہ کو پست رکھنے اور شرمگاہ کی حفاظت میں مدد ملتی ہے جو شادی کی قدرت نہ رکھتا ہو اُسے روزے رکھنے کا حکم دیا گیا تا کہ شہوانی خواہشات کا خاتمہ ہو۔ ④ معاشرے کا بیماریوں سے محفوظ رہنا: زناء سے متعدی قسم کے متعدد مہلک امراض پیدا ہوتے ہیں، بے

0313 6557913 maktabazakariyamultan@gmail.com

حیائی کا دور دورہ اور حرام کاری کا بازار گرم ہوتا ہے جبکہ نکاح کی وجہ سے معاشرہ نسلِ انسانی کو تباہ کرنے والے مہلک امراض سے محفوظ رہتا ہے۔ ⑤ روحانی اور نفسیاتی سکون: شادی زوجین میں الفت ومحبت کی روح بیدار کرتی ہے۔ دن بھر کا تھکا ہوا شوہر شام کو بیوی بچوں سے مل کر تمام پریشانیاں بھول جاتا ہے یہی حال کام کاج میں مصروف تھکی ہوئی عورت کا ہوتا ہے کہ شوہر کے استقبال سے اُس کی ساری تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے گویا نکاح کے ذریعے میاں بیوی نفسیاتی سکون اور باہمی الفت ومحبت کی روح محسوس کرتے ہیں۔ ⑥ خاندان کی تعمیر اور بچوں کی تربیت میں باہمی تعاون: نکاح کی وجہ سے میاں بیوی خاندان کی تعمیر اور بچوں کی تربیت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں، بیوی گھر کا کام کاج سنبھالتی اور بچوں کی تربیت و دیکھ بھال کرتی ہے جبکہ باہر کی ذمہ داریاں کمائی دھندہ مرد کرتا ہے اور باہمی تعمیر وتربیت کا یہ جذبہ پروان چڑھتا ہے اور ایسی قوم وجود میں آتی ہے جو مہذب اور نیک ہوتی ہے۔ ⑦ ماں باپ ہونے کے جذبے کا بیدار ہونا: نکاح کے ذریعے ماں باپ میں نیک جذبات اُبھرتے ہیں جو بچوں کی دیکھ بھال، ضرورت لئے تگ ودو، پُرسکون زندگی کی تلاش اور روشن مستقبل کی جدوجہد کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ بچوں کی تربیت خاندان کی اصلاح اور معاشرے کی بناوٹ میں ان فوائد کا بڑا گہرا اثر ہے اسی وجہ سے شریعت نے نکاح کا حکم دیا ہے اور اُس کی ترغیب دی ہے اور نیک عورت کو دنیاوی عیش وعشرت کا سب سے بہتر سامان قرار دیا ہے۔

③ مشورہ کی اہمیت وفضائل: مشورہ انسانی زندگی کا اہم جز و بنیادی عنصر ہے اسلئے کہ آپس میں محبت، ہمدردی اور اتفاق رکھنا اور معاملات یعنی لین دین وغیرہ اور معاشرت یعنی میل جول میں اس بات کا خیال رکھنا کہ میرے برتاؤ سے کسی کو دھوکہ وتکلیف نہ ہو۔ یہ تین چیزیں انسانی زندگی کے لئے ضروری ہیں اور یہ امور باہمی مشورہ واتفاق کے بغیر ممکن نہیں ہیں اور مشورہ کی صورت میں آدمی کو ندامت وشرمندگی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا بالخصوص مشورہ والے معاملہ میں خیر وبرکت ڈال دی جاتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اے پیغمبر! ان صحابہ سے خاص امور میں مشورہ لیتے رہا کرو پھر مشورہ کے بعد کسی جانب کی رائے پختہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے وہ کام کر ڈالو، اللہ تعالیٰ ایسے بھروسہ واعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ شوریٰ میں مشورہ کرنے کی وجہ سے مؤمنین کی مدح فرمائی ہے۔ خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم بالخصوص سیدنا صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے متعلق مروی ہے کہ جب ان کو کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو وہ اہلِ علم وصلحاء سے مشورہ کرتے تھے۔

السوال الثالث ۱۴۴۲ھ

الشق الاوّل ......صحیح یا غلط کو نشان زد کریں۔

جو شخص قرآن پڑھتے ہوئے اٹکتا ہو، اسے نہیں پڑھنا چاہیے۔ (غلط)

خواتین بھی مسجد میں اعتکاف کر سکتی ہیں۔ (غلط)

علم پر عمل نہ ہو تو اس کے سیکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ (غلط)

کسی کا عیب دیکھ کر چھپانے کا ثواب زندہ درگور لڑکی کی جان بچانے کی مثل ہے۔ (صحیح)

حقوق العباد علی الاطلاق بغیر سزا کے معاف ہو جائیں گے۔ (غلط)

اپنے رب سے چھوٹی چھوٹی چیزیں نہ مانگیں بلکہ بڑی بڑی چیزیں مانگیں۔ (غلط)

جواب ......کما مرّ فی السوال آنفا۔

الشق الثانی ......صحیح یا غلط کو نشان زد کریں۔

جنازے میں شرکت مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ (غلط)

بالغ اولاد کا صدقہ فطر والد کے ذمے نہیں۔ (صحیح)

بعض صورتوں میں رشوت لینا اور دینا جائز ہے۔ (غلط)

اعتکافِ مسنون کا ثواب دو حج اور دو عمرے کے برابر ہے۔ (صحیح)

طاعون سے بچ کر اپنا گھر بار چھوڑ جانا جائز ہے۔ (صحیح)

گھر کے استعمال کا سامان جو سال بھر استعمال نہ ہو اُس میں زکوٰۃ لازم ہے۔ (صحیح)

جواب ......کما مرّ فی السوال آنفا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الورقة السادسة : فی العقائد

السوال الاول ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ......تقدیر پر ایمان لانے اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کے کم از کم تین فائدے ذکر کریں۔توکل کے صحیح معنیٰ کیا ہیں؟ حدیث کی روشنی میں واضح کریں۔دعا مانگنے کے فوائد،فضائل اور آداب ذکر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں ① تقدیر پر ایمان لانے اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کے فوائد ② توکل کا معنیٰ ③ دعا مانگنے کے فوائد،فضائل و آداب۔

جواب ...... **①** تقدیر پر ایمان لانے اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کے فوائد:۔ تقدیر پر ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنے کے متعدد فوائد ہیں۔① کیسی ہی مصیبت و پریشانی کا واقعہ ہو اس سے دل مضبوط رہتا ہے گویا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا اس لئے اس کے خلاف نہیں ہوسکتا تھا اور جب وہ چاہے گا اس مصیبت کو دفع بھی کردے گا۔② جب تقدیر پر ایمان اور اللہ تعالیٰ پر توکل ہوگا تو اگر مصیبت کے دور ہونے میں کچھ دیر بھی لگ جائے گی تو پریشان اور مایوس نہ ہوگا۔③ جب مصیبت و پریشانی سے مایوس وکمزور دل نہ ہوگا تو کوئی تدبیر اُس مصیبت کے دفع کرنے کی ایسی اختیار نہ کرے گا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔④ ایمان وتوکل کی صورت میں تدبیر کے ساتھ یہ شخص دعا میں بھی مشغول ہوگا کیونکہ اِسے معلوم ہے کہ یہ مصیبت اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ہی ٹل سکتی ہے لہٰذا اُسی سے ہی دعا کرنے سے نفع کی زیادہ امید ہے۔⑤ جب ہر کام میں اللہ تعالیٰ پر یقین ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے کرنے سے ہوتا ہے غیر سے کچھ نہیں ہوتا تو کسی کامیابی میں اپنی کسی تدبیر یا سمجھ پر فخر وتکبر نہ کرے گا۔

② توکل کا معنیٰ:۔ ہاتھ سے تدبیر کرکے دل سے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اور تدبیر پر بھروسہ نہ کرنا توکل ہے۔توکل میں تدبیر کی ممانعت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو رزق وغیرہ انسان کے لئے مقدر فرمایا ہے اُسے چاہیے کہ وہ اُس پر راضی رہے اور جو مقدر نہیں فرمایا وہ اُس پر ناراض نہ ہو۔

③ دعا مانگنے کے فوائد،فضائل وآداب:۔ دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی توجہ بندہ کی طرف ہوجاتی ہے،اللہ تعالیٰ کی اس خاص توجہ کا اثر یہ ہوتا ہے کہ دعا کی برکت سے بندہ کے دل میں تسلی اور قوت پیدا ہوجاتی ہے،پریشانی وکمزوری جاتی رہتی ہے،جس کی وجہ سے حقیقی ودائمی راحت اور ابدی نعمت وحلاوت نصیب ہوگی اور خسارہ ومحرومی کا اندیشہ نہیں رہے گا۔

فضائل: آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک دعا سے بڑھ کر کسی چیز کی قدر نہیں۔نیز فرمایا: دعا کو لازم پکڑو،دعا ہر چیز سے نفع دیتی ہے،حتیٰ کہ نازل شدہ بلاء سے بھی اور غیر نازل شدہ سے بھی۔نیز فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔

آداب: دعا کے قبول ہونے کی جلدی نہ مچائے،گناہ وکسی کے ساتھ بدسلوکی کی دعا نہ کرے۔قبولیت کے یقین کے ساتھ دعا مانگی جائے۔غافل دل کے ساتھ دعا نہ مانگی جائے اور اللہ تعالیٰ سے ہر چھوٹی وبڑی حاجت مانگی جائے۔

0313 6357933 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی ......علم حاصل کرنے کی فرضیت وفضیلت کو آیاتِ کریمہ واحادیثِ نبویہ کی روشنی میں بیان کریں۔نیز دین سیکھنے وسکھانے کے طریقے اختصار کے ساتھ بیان کریں۔قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت لکھیں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① حصولِ علم کی فرضیت وفضیلت ② دین سیکھنے وسکھانے کے طریقے ③ قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت۔

جواب ...... **①** حصولِ علم کی فرضیت وفضیلت:۔ علم دین کی تعلیم وتحصیل یعنی دین کا سیکھنا،سکھلانا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ارشادِ نبوی ہے کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو،شہری ہو یا دیہاتی ہو،امیر ہو یا غریب ہو سب پر فرض ہے۔اور علم کا مطلب عربی پڑھنا نہیں بلکہ اس کا مطلب دین کی باتیں سیکھنا،معتبر عالموں سے پوچھنا،مختلف واعظوں سے سننا وغیرہ سب امور شامل ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہترین صدقہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان آدمی کوئی دین کی بات سیکھے اور پھر آگے سکھلائے۔معلوم

ہوا کہ دین کی بات سیکھ کر آگے سکھلانے کا ثواب تمام امورِ خیر سے زیادہ ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔اس کی تفصیل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اپنے گھر والوں کو بھلائی یعنی دین کی باتیں سکھاؤ، پس معلوم ہوا کہ اپنے گھر والوں کو دین کی باتیں سکھلانا فرض ہے وگرنہ اس کا انجام دوزخ ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایمان والے کے عمل اور نیکیوں میں سے جس چیز کا ثواب مرنے کے بعد بھی اُس کو پہنچتا رہتا ہے اُن میں علم بھی شامل ہے۔جو کسی دوسرے کو سکھلایا ہو یعنی کسی کو پڑھایا ہو یا مسئلہ بتلایا ہو یا کوئی کتاب لکھی ہو یا کوئی کتاب خرید کر وقف کی ہو، یہ ساری باتیں اس میں شامل ہیں۔

۲ دین سیکھنے وسکھانے کے طریقے:۔ ① جو لوگ اردو حروف پہچان سکتے ہیں اور پڑھ سکتے ہیں وہ اردو زبان میں دین کی معتبر کتابیں مثلاً بہشتی زیور، بہشتی گوہر، تعلیم الدین، قصد السبیل، تبلیغ دین، تسہیل المواعظ وغیرہ کسی اچھے جاننے والے سے سبق کے طور پر پڑھے اور جب تک کوئی پڑھانے والا نہ ملے تو ان کتابوں کو خود دیکھتا رہے اور سمجھنے کی کوشش کرتا رہے۔اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو نشان لگا کر رکھ لے، جب کوئی عالم مل جائے تو اس سے پوچھ لے اور سمجھ لے اور جو علم حاصل ہو مسجد میں یا بیٹھک میں دوسروں کو بھی پڑھ کر سنا دیں۔ ② جو لوگ اردو نہیں پڑھ سکتے وہ کسی اچھے پڑھے لکھے سمجھدار آدمی کو اپنے پاس بلا کر اس سے وہی کتابیں سن لیا کریں اور دین کی باتیں پوچھ لیا کریں جن کا اوپر تذکرہ ہوا، اگر ایسا آدمی ہمیشہ کے لئے مل جائے تو بہت ہی اچھا ہے، اگر اس کو کچھ تنخواہ وغیرہ بھی دینا پڑے تو سب آدمی مل کر اس کی تنخواہ کا بھی انتظام کریں۔ ③ دین کا دنیا کا کوئی بھی کام کریں تو اس کی پابندی کریں اور جس کام کا اچھا یا برا ہونا معلوم نہ ہو اُس کو کسی عالم، اللہ والے سے پوچھ کر کریں۔ ④ وقتاً فوقتاً اللہ والوں سے ملتے رہیں، اگر ارادہ کر کے جائیں تو بہت ہی اچھا ہے اور اگر اتنی فرصت نہ ہو تو جب کبھی شہر میں جانے کا اتفاق ہو اور وہاں کوئی عالم موجود ہو تو تھوڑی دیر کیلئے اس کے پاس بیٹھ جایا کریں اور کوئی بات یاد آجائے تو پوچھ لیا کریں۔ ⑤ وقتاً فوقتاً مہینہ دو مہینہ میں کسی عالم یا واعظ کو اپنے گاؤں یا محلے میں بلا کر اس کا وعظ سنیں جس سے اللہ کی محبت اور خوف دل میں پیدا ہو کہ اس سے دین پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

۳ قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت:۔ قرآن مجید کا پڑھنا اور پڑھانا انتہائی عظیم اور باعثِ فضیلت عمل ہے۔ قرآن کریم اور احادیثِ مبارکہ میں اس کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے سب سے بہترین اور اچھا شخص وہ ہے جو قرآن کریم سیکھے اور سکھلائے۔جبکہ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ قرآن کریم کی دو آیتوں کا سیکھنا دو اونٹوں کے ملنے سے بہتر ہے اور تین آیتوں کا سیکھنا تین اونٹنیوں کے ملنے سے بہتر ہے، اسی طرح جتنی آیات ہوں گی وہ اتنے ہی اونٹوں سے افضل و بہتر ہیں۔ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قرآن کریم پڑھا اور اس کے احکامات پر عمل کیا تو قیامت کے دن اُسکے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ خوبصورت ہوگی۔ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن کریم پڑھے اور اسکو یاد کرے اسکے حلال کو حلال اور اُسکے حرام کو حرام جانے تو اللہ تعالیٰ خود اُس شخص کو بھی جنت میں داخل کریں گے اور اس کی سفارش اسکے گھر والوں کے ایسے لوگوں کے حق میں قبول فرمائیں گے جن پر جہنم لازم ہو چکی ہوگی۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کیلئے سفارشی بن کر آئے گا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل......نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس: الصحة والفراغ۔

حدیث کا ترجمہ کریں اور اس کے مقصد پر روشنی ڈالیں۔نماز کی اہمیت کو مختصر انداز میں قلم بند کریں۔کم از کم دس آداب مسجد تحریر کریں۔

جواب...... **۱** حدیث کا ترجمہ:۔ (آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ) دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان کے متعلق کثرت سے لوگ ٹوٹے، خسارے و دھوکے میں رہتے ہیں، صحت و فراغت (بے فکری)۔

۲ حدیث کا مقصد:۔ آپ ﷺ کے ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ عموماً لوگ ان دو نعمتوں کی ناقدری کرتے ہیں ان کی موجودگی میں ان سے فائدہ و نفع حاصل نہیں کرتے حالانکہ ان نعمتوں کی قدر کرنی چاہیے جیسا کہ دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ

چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ جوانی کو بڑھاپہ سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مالداری کوافلاس سے پہلے، بےفکری کو پریشانی سے پہلے اورزندگی کوموت سے پہلے غنیمت سمجھواوران کوکام میں لے آؤ۔

③ نماز کی اہمیت:۔ نماز کودینِ اسلام کااہم رکن اور بنیادواساس قراردیا گیا ہے حتیٰ کہ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں پس جوشخص ان میں سے صرف تین کوادا کرے تووہ اس کوکام نہ دیں گے جب تک کہ چوتھی چیز بھی ادانہ کرے اوروہ چار چیزیں نماز، زکوٰۃ، رمضان کے روزے اور بیت اللہ کاحج ہے۔ معلوم ہوا کہ ان میں سے کسی ایک کوبھی ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

ایک حدیث میں ارشادفرمایا کہ اسلام اورکفرمیں فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔ گویا جس نے نماز کوترک کیاوہ عملی طور پر کفر میں داخل ہوگیا۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جوشخص نماز پرمحافظت کرے وہ نماز قیامت کے دن اس کے لئے روشنی اورنجات ہوگی اورجواس پرمحافظت نہ کرے اس کے لئے روشنی ونجات نہ ہوگی اوروہ شخص قیامت کے دن قارون، فرعون وہامان اورابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جنت کی کنجی وچابی نماز ہے، گویاجنت میں لے جانے والے اعمال میں سے سب سے بڑھ کرنماز کاعمل ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کاحساب ہوگا جس کی نماز درست ہوگی اس کے سب اعمال درست ہونگے اور جس کی نماز خراب نکلی اسکے سب اعمال خراب نکلیں گے۔ معلوم ہوا کہ نماز کی برکت تمام اعمال میں اثر کرے گی۔

④ آدابِ مسجد:۔ ① مسجد کیلئے زمین دینا ② اجتماعی چندہ سے زمین خریدی جائے تواس میں حصہ شامل کرنا ③ مسجد کی تعمیر میں شرکت کرنا ④ مسجد کی تعمیر میں جانی حصہ ڈالنا یعنی کام کاج کے ذریعہ تعمیر میں شرکت کرنا ⑤ مسجد کوصاف ستھرا رکھنا ⑥ مسجد کاادب وتعظیم کرنا ⑦ مسجد میں نماز پڑھنابالخصوص جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا ⑧ نماز کے علاوہ کثرت سے حاضرہ کرمسجد کوآباد کرنا ⑨ مسجد میں ناپاک آدمی نہ جائے، ناپاک کپڑا وناپاک تیل وغیرہ نہ لیکر جائے ⑨ مسجد میں دنیاوی اموروکاروباری معاملات نہ نمٹائے جائیں۔

الشق الثانی ......مسلمانوں کے عمومی حقوق کے لزوم وادائیگی پر مشتمل پانچ احادیث قلمبند کریں۔ نیز اپنی جان کے حقوق کی ادائیگی کواحادیثِ نبویہ کی روشنی میں وضاحت سے تحریر کریں۔

جواب ...... ① مسلمانوں کے عمومی حقوق کے لزوم وادائیگی کی پانچ احادیث:۔ ① آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جانتے ہوغیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اوراس کارسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ غیبت اپنے بھائی کاایسے طور پرذکر کرنا ہے کہ اگراس کوخبر ہوتو وہ اس کوناگوار ہو۔ عرض کیا گیا کہ اگر اُس میں وہ بات موجود ہوتو پھر؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگروہ بات اس میں موجود ہوتو غیبت ہے اوراگروہ بات موجود نہ ہوتو پھر بہتان ہے۔ ② آپ ﷺ نے فرمایا کہ جوشخص اپنے کسی مسلمان بھائی کوگناہ سے عاردلائے تو اُس کواس وقت تک موت نہ آئے گی جب تک وہ خوداس گناہ میں مبتلانہ ہوجائے۔

③ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مسلمان بھائی سے خوامخواہ بحث نہ کیا گیا اورنہ اس سے ایسی دل لگی کروجواس کوناگوار ہواور نہ اس سے کوئی ایساوعدہ کروجسے پورانہ کرسکو۔ ④ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اوروہ شخص جوکسی یتیم کواپنے ذمے لے لے خواہ وہ یتیم اس کاعزیز ہویاغیرہو، ہم دونوں جنت میں اس طرح ہوں گے اورآپ ﷺ نے شہادت کی انگلی اوردرمیانی انگلی سے اشارہ کیا۔ اوردونوں انگلیوں میں تھوڑاسافرق بھی کیا۔ اس لئے کہ نبی اورغیرنبی کے مرتبہ میں فرق ضروری ہے۔

⑤ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کروخواہ وہ ظالم ہویامظلوم ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ظالم ہونے کی صورت میں کیسے مدد کی جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسکوظلم سے روکو، یہی ظالم کی مدد کرنا ہے۔

② اپنی جان کے حقوق کی ادائیگی کی وضاحت:۔ ہماری جان بھی اللہ تعالیٰ کی مِلک ہے جوہمیں بطورِامانت دی گئی ہے اس لئے شرعی حکم کے موافق اس کی حفاظت ہمارے ذمے ہے اوراس کی حفاظت میں صحت کی حفاظت، قوت کی حفاظت اور جمعیت کی حفاظت شامل ہے۔ یعنی اپنے اختیار سے کوئی ایسا کام نہ کرے جس میں جان پریشانی میں مبتلا ہو کیونکہ ان چیزوں میں خلل آنے سے دین کے کاموں میں ہمت نہیں رہتی اور حاجت مندوں کی خدمت وامداد نہیں ہوسکتی اور بسااوقات ناشکری وبےصبری سے

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

انسان اپنا ایمان بھی کھو بیٹھتا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو یعنی اُن کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنالو، جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، مالداری کو افلاس سے پہلے، بےفکری کو پریشانی سے پہلے، زندگی کو موت سے پہلے غنیمت سمجھو۔

آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص تم میں سے اس حالت میں صبح کرے کہ اسے اپنی جان سے متعلق پریشانی سے امن ہو، بدن کے متعلق بیماری سے عافیت ہو اور دن بھر کے کھانے کا راشن موجود ہو تو یوں سمجھو کہ اُس کے لئے ساری دنیا سمیٹ کر دے دی گئی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ طاقت و قوت والا مؤمن اللہ تعالیٰ کے نزدیک کم قوت والے مؤمن سے بہتر اور پیارا ہے۔

السوال الثالث ۱۴۴۳ھ

الشق الاوّل ......اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنے کے فضائل و فوائد پر مضمون لکھیں۔ زکوٰۃ کے علاوہ دیگر نیک کاموں میں خرچ کرنے کے فضائل تحریر کریں۔

جواب ...... ① اللہ تعالیٰ اور اسکے محبوب رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا ایمان کا بنیادی و اہم رکن ہے، اسکے بغیر آدمی کا ایمان ہی مکمل نہیں ہوسکتا۔ جب تک دل میں اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ کی محبت و عقیدت نہ ہوگی اس وقت تک اسلام کے احکام پر عمل کرنا مشکل بھی ہوگا اور فائدہ مند بھی نہ ہوگا۔ چنانچہ نصوص سے اس کی اہمیت و فضیلت کو بیان کرتے ہیں۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس آدمی میں یہ تین چیزیں ہوں گی وہ ان کی وجہ سے ایمان کی حقیقی لذت سے لطف اندوز ہوگا: ① اسے اللہ اور اس کے رسول کی محبت دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ ہو ② کسی بندہ سے اس کی محبت محض اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے ہو۔ ③ جب اسے اللہ نے کفر کے اندھیرے سے نکال کر ایمان و اسلام کی روشنی سے نواز دیا ہے تو اب وہ اسلام سے پھر جانے کو اتنا ہی برا جانے جتنا آگ میں ڈالے جانے کو۔ یعنی کمالِ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ مؤمن کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت اس درجہ رچ بس جائے کہ ان کے ماسوا تمام دنیا اس کے سامنے کم تر ہو۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ اس حدیث کی رُو سے تکمیلِ ایمان کا مدار حبِ رسول پر ہے، جس آدمی میں ذات رسالت سے اس درجہ کی محبت نہ ہو کہ اس کے مقابلہ پر دنیا کے بڑے سے بڑے رشتے، بڑے سے بڑے تعلق اور بڑی سے بڑی چیز کی محبت و چاہت بھی بے معنی ہو، وہ کامل مسلمان نہیں ہوسکتا، اگرچہ زبان اور قول سے وہ اپنے ایمان و اسلام کا کتنا ہی بڑا دعوی کرے۔

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جو آدمی اللہ ہی کے لئے محبت کرے اور اللہ ہی کے لئے بغض و عداوت رکھے اور اللہ ہی کے لئے خرچ کرے اور اللہ ہی کے لئے خرچ نہ کرے تو یقیناً اس نے یقیناً اپنے ایمان کو کامل کرلیا۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بندہ جو کام بھی کرے محض اللہ کی خوشنودی اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرے، اس کا کوئی بھی فعل و عمل کسی غرض فاسد، جذبہ نام و نمود اور نمائش و ریا کے تحت نہ ہو، وہ اس آدمی سے محبت و تعلق رکھے جو نیک، صالح، اطاعت گزار اور مخلص مؤمن و مسلمان ہو اور جو سرکش و نافرمانبردار ہو اس سے محبت کا تعلق قائم نہ کرے، اسی طرح اپنا مال خرچ کرنے اور خرچ نہ کرنے میں بھی اللہ ہی کی رضا و خوشنودی کو سامنے رکھے یعنی اگر خرچ کرے تو ایسی جگہ اور ایسے مصارف میں خرچ کرے جہاں خرچ کرنے کا حکم اللہ نے دیا ہے اور جن مصارف میں خرچ کرنا اللہ کو مطلوب و پسندیدہ ہے، جہاں خرچ کرنا نہ صرف یہ کہ کوئی ثواب کا کام نہیں ہے بلکہ گناہ کو لازم کرتا ہے وہاں خرچ کرنے سے اجتناب کرے اور کسی ایسے آدمی یا جماعت کے ساتھ مالی امداد و معاونت نہ کرے جو اللہ کی نظر میں مقبول و پسندیدہ نہ ہو، یہی وہ چیز ہے جس کو تکمیلِ ایمان کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

② قرآن و حدیث میں اللہ کے راستہ اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے کے بےشمار فضائل بیان کئے گئے ہیں، چنانچہ ارشادِ باری

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تعالیٰ ہے: تم میں سے کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے (فقراء پر خرچ کرے)۔ تم اس وقت تک کامل خیر کو نہیں پا سکتے جب تک کہ اپنا محبوب مال اللہ کے راستہ میں خرچ نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانیں اور ان کے اموال کو جنت کے بدلہ میں خرید لیا ہے۔ جو چیز تم (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرو گے اللہ اس کا بدلہ دے گا۔ قرابتدار محتاج ومسافر کو ان کا حق دیتے رہو۔

ارشادِ نبوی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ابنِ آدم! تو نیک کام میں خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ وخیرات کرنے میں جلدی کرو، کیونکہ بلاء اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔ نیز فرمایا اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا مال کو کم نہیں کرتا۔ نیز فرمایا کہ رحمٰن کی عبادت کرو، حاجتمندوں کو کھانا کھلایا کرو اور سلام کو عام کرو، تم جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ گے۔ فرمایا کہ جو مسلمان کوئی درخت یا پودا لگائے پھر اس میں سے کوئی انسان یا چرند، پرند و جانور کھائے تو وہ بھی اس کیلئے صدقہ ہے۔

الشق الثانی......زکوٰۃ کا شرعی حکم بیان کریں نیز جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے ان کی تفصیل قلمبند کریں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے فضائل اور عدمِ ادائیگی پر وعید کو آیات واحادیث کی روشنی میں تحریر کریں۔

جواب...... ❶ زکوٰۃ کا شرعی حکم:۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کرنا بھی نماز کی مثل اسلام کا ایک اہم رکن اور لازمی حکم ہے۔ بہت سی آیات میں زکوٰۃ دینے کا حکم اور دینے کا ثواب اور نہ دینے پر عذاب مذکور ہے۔ نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص لازم ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

❷ اموالِ زکوٰۃ کی تفصیل:۔ اموالِ زکوٰۃ یعنی جن چیزوں میں زکوٰۃ فرض ہے وہ متعدد چیزیں ہیں۔

① سونا، چاندی خواہ ڈلی کی صورت میں ہو یا زیور کی صورت میں ہو، خواہ اپنے قبضہ میں ہو یا کسی کے ذمے ادھار ہو۔ خواہ سونا چاندی کے برتن ہوں اور ان کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کی مالیت کو پہنچ جائے اور ان پر سال بھی گزر جائے تو ان پر چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے۔

② مالِ تجارت جبکہ اس کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کی مالیت کو پہنچ جائے۔

③ وہ جانور جن کو صرف دودھ اور بچے حاصل کرنے کے لئے پالا جائے اور وہ جانور جنگل میں چل پھر کر چرتے ہوں اور زکوٰۃ کے مقرر کردہ نصاب تک ان کی تعداد پہنچ جائے تو ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ ④ عشری زمین کی پیداوار۔

⑤ صدقہ فطر، جو عید کے دن زکوٰۃ والے شخص پر اپنی طرف سے اور زیر کفالت تمام افراد کی طرف سے واجب ہے۔

⑥ قربانی، جس شخص پر زکوٰۃ لازم ہے اس پر عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی بھی لازم ہے۔

❸ زکوٰۃ کی ادائیگی کے فضائل اور عدم ادائیگی پر وعید:۔ آپ ﷺ نے فرمایا زکوٰۃ اسلام کا پل یا بلند عمارت ہے گویا اگر زکوٰۃ نہ دی جائے تو اسلام پر نہیں چل سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں نماز کی پابندی اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا گیا ہے اور جو شخص زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز بھی مقبول نہیں ہے۔ اور ایک روایت میں ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرے اور زکوٰۃ نہ دے وہ پورا مسلمان نہیں کہ اس کا نیک عمل اس کو نفع دے۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو قوم زکوٰۃ دینا بند کر دے اللہ تعالیٰ اُن کو قہر میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مال خشکی میں یا دریا میں تلف ہوتا ہے تو وہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں چار چیزیں (کلمہ طیبہ کے علاوہ) فرض کی ہیں۔ پس جو شخص ان میں سے تین کو ادا کرے تو وہ اس کو پورا کام نہ دیں گی جب تک اُن سب کو ادا نہ کرے اور وہ چار چیزیں نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج ہیں۔

(جزی اللہ عنا سیدنا و مولانا محمدا ما ھو اہلہ)

تمت بالخیر

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز
کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل
کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**

انتساب

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو اپنے جملہ محسنین کی طرف خصوصاً محسنِ انسانیت سرورِ دوعالم **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے طفیل بندہ کو ایمان کی دولت اور علم کی روشنی حاصل ہوئی۔ نیز اپنے والدین مرحومین اور اپنے اساتذہ کرام دامت برکاتہم العالیہ خصوصاً حضرت اقدس مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی نور اللہ مرقدہ، خلیفہ مجاز حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی طرف منسوب کرتا ہے جن کے فیضِ عالم اور بے پایاں شفقت کے نتیجہ میں بندہ اس قابل ہوا کہ شائقین علومِ نبویہ کی خدمت میں یہ حقیر سا ہدیہ پیش کر سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی طرف سے محسنِ انسانیت **حضرت محمّد رسول اللہ** ﷺ اور جملہ محسنین کو بہتر سے بہتر جزاء عطاء فرمائے۔ اور اس تالیف کو قبول فرما کر ان تمام حضرات کی ترقی درجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

العبد **محمد یٰسین شاکر**

صفحہ نمبر	اجمالی فہرست	نمبر شمار
۰۴	تفسیر	پہلا پرچہ
۶۵	حدیث	دوسرا پرچہ
۹۳	فقہ	تیسرا پرچہ
۱۱۳	تاریخ و ادب	چوتھا پرچہ
۱۳۷	صرف و نحو	پانچواں پرچہ
۱۷۲	سیرت و اخلاق	چھٹا پرچہ

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿الورقة الاولی: فی التفسیر (ابتداء تا یونس، عنکبوت تا مرسلات)﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ...... وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝ وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۗ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۗ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۝ (پ ۶۔ النساء: ۱۵۶ تا ۱۵۹)

آیات کا ترجمہ کریں۔ تفسیر بیان کرتے ہوئے بتائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہود، عیسائی اور مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہے؟ اور موت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟ خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اور اس وجہ سے بھی (ان پر لعنت کی گئی) کہ انہوں نے کفر اختیار کیا اور انہوں نے مریم علیہا السلام پر بہت بڑا بہتان لگایا۔ اور انہوں نے یوں کہا کہ بلاشبہ ہم نے مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا جو اللہ کے رسول ہیں حالانکہ انہوں نے نہ ان کو قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا لیکن ان کو شبہ میں ڈال دیا گیا اور بلاشبہ جن لوگوں نے ان کے بارے میں اختلاف کیا وہ ضرور ان کے بارے میں شک میں ہیں، اٹکل پر چلنے کے سوا ان کو ان کے بارے میں کوئی علم نہیں۔ اور یقیناً انہوں نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ زبردست ہے حکمت والا ہے۔ اور اہل کتاب میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو ان پر مرنے سے پہلے ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان کے خلاف گواہی دیں گے۔

② آیات کی تفسیر:۔ ماقبل کی آیات میں یہود کی شرارتوں کا ذکر تھا اور ان شرارتوں کی وجہ سے ان پر لعن، طعن اور سزا کا بیان ہوا تھا، ان آیات میں بھی یہود کے بعض جرائم کی تفصیل مذکور ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ ہم نے ان کی حرکتوں کی وجہ سے ہی انہیں سزائے لعنت و غضب اور ذلت و مسخ وغیرہ میں مبتلا کیا۔ سو ان وجوہِ لعنت میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام پر انہوں نے (نعوذ باللہ) زنا کا بڑا بھاری بہتان باندھا، حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بطورِ معجزہ پیدا ہوتے ہی اسکی تردید کردی تھی۔

یہود کے اسبابِ لعن وطعن اور سببِ کفر کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کے متعلق یہود کے باطل خیال کی تردید بھی کر دی اور یہ بھی واضح کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالی نے ان کے ظلم وستم سے بچا کر زندہ آسمان پر اٹھالیا ہے، جس شخص کو انہوں نے قتل کیا تھا وہ عیسیٰ علیہ السلام نہیں تھے، بلکہ ان کا ہمشکل ایک دوسرا شخص تھا جس کو قتل کر کے یہ لوگ یوں سمجھنے لگے کہ ہم نے عیسی علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ ان کا یہ دعوی خود عداوت کی دلیل ہے اور انبیاء کے ساتھ عداوت کفر ہے۔ نیز اس میں یہود کی طرف سے قتل کا دعوی ہے اور نبی کا قتل بھی کفر ہے اور کفر کا دعوی بھی کفر ہے۔ کفر ہونے کے علاوہ خود ان کا یہ دعوی بھی غلط ہے کیونکہ یہود نے نہ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا، بلکہ حقیقت میں یہود کو اشتباہ ہو گیا اور جو لوگ اہل کتاب میں سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں مبتلاء ہیں، ان کے پاس تخمینہ و اندازہ کے علاوہ اس پر کوئی صحیح دلیل موجود نہیں۔ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کو یقینی بات ہے کہ قتل نہیں کیا جس کا وہ دعوی کرتے ہیں بلکہ ان کو اللہ تعالی نے اپنی طرف یعنی آسمان پر اٹھالیا اور ایک شخص کو ان کا ہمشکل بنا دیا اور وہ مصلوب و مقتول ہوا اور یہود کے اشتباہ کا یہی سبب ہوا اور اس اشتباہ نے اہلِ کتاب میں اختلاف پیدا کیا۔ اور اللہ تعالی بڑے زبردست قدرت و حکمت والے ہیں کہ اپنی قدرت و حکمت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچا کر آسمانوں پر اٹھالیا اور یہود کو بوجہ تشبیہ کے پتہ بھی نہ لگا۔ اور یہود کو انکارِ نبوت عیسویہ میں اپنا کذب و بطلان بہت جلد دنیا ہی میں ظاہر ہو جائے گا، کیونکہ یہ یہود اپنی موت سے چند لمحے پیشتر جب عالمِ برزخ کو دیکھیں گے تو عیسی علیہ السلام کی نبوت پر ایمان لے آئیں گے اگرچہ اس وقت کا ایمان ان کے حق میں نافع نہ ہوگا، جس طرح کہ فرعون کو اس کے اس ایمان نے فائدہ نہیں دیا تھا جو وہ غرق ہونے کے وقت لایا تھا۔

اس آیت کی دوسری تفسیر جس کو صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کی بڑی جماعت نے اختیار کیا ہے اور حدیث صحیح سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے یہ ہے کہ موتہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ اہلِ کتاب اگرچہ اس وقت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتے، یہود تو انہیں نبی ہی تسلیم نہیں کرتے، بلکہ انہیں (العیاذ باللہ) مفتری اور کاذب قرار دیتے ہیں اور نصاری اگرچہ ان پر ایمان لانے کا دعوی کرتے ہیں مگر بعض تو ان میں اپنی جہالت میں یہاں تک پہنچ گئے کہ یہود ہی کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

مقتول ومصلوب ہونے کے قائل ہو گئے اور بعض اعتقاد کے غلو میں اس حد تک آگے نکل گئے کہ انہیں خدا اور خدا کا بیٹا سمجھ لیا۔ (مسلمانوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف یعنی آسمان پر اٹھالیا ہے، وہ قربِ قیامت میں نازل ہوں گے، آپ ﷺ کی شریعت کے مطابق زندگی بسر کریں گے اور پھر ان کا انتقال ہوگا)

قرآن کریم کی اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ یہ لوگ اگرچہ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر صحیح ایمان نہیں رکھتے، لیکن جب وہ قیامت کے قریب اس زمین پر پھر نازل ہوں گے تو یہ سب اہلِ کتاب ان پر صحیح ایمان لے آئیں گے، نصاریٰ تو سب کے سب صحیح اعتقاد کے ساتھ مسلمان ہو جائیں گے اور یہود میں سے جو مخالفت کریں گے وہ قتل کر دیئے جائیں گے، باقی سب مسلمان ہو جائیں گے، اس وقت کفر اپنی تمام قسموں کے ساتھ دنیا سے فنا کر دیا جائے گا اور اس زمین پر صرف اسلام ہی کی حکمرانی ہوگی۔ (معارف القرآن)

③ خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:۔ رَفَعَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر رَفْعًا (فتح) بمعنی اٹھانا۔
قَتَلُوْ: صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر قَتْلًا (نصر) بمعنی قتل کرنا۔
صَلَبُوْ: صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر صَلْبًا (نصر وضرب) بمعنی سولی دینا۔
اِخْتَلَفُوْا: صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر اختلافًا (افتعال) بمعنی اختلاف کرنا۔
لَيُؤْمِنَنَّ: صیغہ جمع مذکر غائب فعل لام تاکید بانون ثقیلہ معلوم از مصدر ایمانًا (افعال) بمعنی ایمان لانا۔

الشق الثانی ...... وَيٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ (پ۸۔اعراف:۱۹تا۲۱)

آیات کا ترجمہ کریں۔ مذکورہ واقعہ وضاحت کے ساتھ لکھیں۔ خط کشیدہ الفاظ کے معانی لکھ کر باب وصیغہ کی بھی تعیین کریں۔

جواب ...... ① و ② آیات کا ترجمہ وواقعہ کی وضاحت:۔ **كما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثالث ۱۴۳۳ھ۔**

③ خط کشیدہ الفاظ کی صرفی تحقیق:۔ لِيُبْدِيَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معلوم از مصدر اِبْدَاءً (افعال۔ناقص) ظاہر کرنا۔
شِئْتُمَا: صیغہ تثنیہ مذکر ومؤنث حاضر فعل ماضی معلوم از مصدر مَشِيْئَةً (سمع۔اجوف ومہموز) بمعنی چاہنا۔
وٗرِيَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مجہول از مصدر مُوَارَاةً (مفاعلہ۔لفیف) بمعنی چھپانا۔
نَهٰكُمَا: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر نَهْيًا (سمع۔ناقص) بمعنی روکنا ومنع کرنا۔
قَاسَمَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر مقاسمة (مفاعلہ۔صحیح) بمعنی قسم کھلانا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاول ...... اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ (پ۹۔انفال:۱۱،۱۲)

آیات کا ترجمہ اور پس منظر وتفسیر بیان کریں۔ رجز الشیطن سے کیا مراد ہے؟ خط کشیدہ الفاظ کے اعراب کی وجہ لکھیں۔

0315 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

﴿خلاصۂ سوال﴾ ...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کا پسِ منظر وتفسیر ③ رجز الشیطن کی مراد ④ خط کشیدہ الفاظ کے اعراب کی وجہ۔

جواب ...... ① آیات کا ترجمہ:۔ اس وقت کو یاد کرو جب تم سے گھبراہٹ کو دور کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے تم پر غنودگی و اونگھ طاری فرما رہا تھا اور تم پر آسمان سے پانی نازل فرما رہا تھا تا کہ تمہیں پاک کر دے اور تم سے شیطان کی گندگی و وسوسے کو دور فرما دے اور تا کہ تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس کے ذریعہ تمہارے قدموں کو اچھی طرح جما دے۔ یاد کرو جب کہ آپ کا رب وحی کے ذریعہ فرشتوں کو حکم دے رہا تھا کہ بلاشبہ میں تمہارے ساتھ ہوں سو تم ایمان والوں کے قدم جماؤ، میں عنقریب کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا، سو تم گردنوں پر وار کرو اور ان کی انگلیوں کے ہر ہر جوڑ پر وار کرو۔

② آیات کا پسِ منظر وتفسیر:۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بدر تشریف لے گئے تو وہاں آپ اور

مشرکین کے درمیان بہت زیادہ ریت تھی، اس ریت میں جنگ کرنا بھی مشکل تھا اور مسلمانوں کو پانی کی بھی ضرورت تھی، شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم اللہ کے دوست ہو اور تمہارے اندر خدا کا رسول ہے اور حال یہ ہے کہ پانی پر مشرکین نے قبضہ کر رکھا ہے اور تم حالت جنابت میں نمازیں پڑھ رہے ہو؟ اس وسوسہ کے بعد اللہ تعالی نے مسلمانوں پر یہ انعام فرمایا کہ گھبراہٹ و پریشانی دور کرنے کیلئے ان پر غنودگی و اونگھ طاری کر دی، اس اونگھ کا فائدہ یہ ہوا کہ مسلمان جو تکلیف محسوس کر رہے تھے اس کا احساس ختم ہو گیا کیونکہ نیند خوشی اور رنج ہر چیز سے غافل کر دیتی ہے۔ دوسرا انعام یہ ہوا کہ اللہ تعالی نے خوب زیادہ بارش برسائی، جس کے نتیجہ میں مسلمانوں نے پانی پیا اور پاکی حاصل کی جس سے ظاہری نجاست دور ہو گئی اور اللہ تعالی نے شیطان کے وسوسہ کو بھی دور فرما دیا جس سے باطنی نجاست بھی دور ہو گئی اور ریت سیمنٹ کی طرح جم گئی، جس پر مسلمانوں کا اور ان کے جانوروں کا چلنا پھرنا اور دشمنوں سے جم کر مقابلہ کرنا آسان ہو گیا اور اس سے دلوں کو اطمینان ہو گیا کیونکہ اللہ تعالی کی مدد کا ایک منظر جنگ سے پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔ دوسری آیت میں اللہ جل شانہ نے اپنے مزید انعامات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ اس وقت کو بھی یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم مؤمنین کے قلوب کو جماؤ، ان کو جنگ میں ثابت رکھو میں تمہارے ساتھ ہوں یعنی تمہارا مددگار رہوں۔ نیز وعدہ فرمایا کہ میں کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا، چنانچہ اللہ تعالی نے اس وعدہ کو پورا فرمایا، مسلمان جم کر لڑے اور کافر مقتول و مغلوب ہوئے اور قیدی بنے۔

فاضربوا فوق الاعناق کے بارے میں بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہ فرشتوں کو حکم ہے کہ وہ مشرکین کو ماریں۔ بعض روایات حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں نے جنگ کی اور بعض کافروں کو مارا۔ فرشتوں کا بڑا کام مسلمانوں کو جمانا تھا اس کے ساتھ انہوں نے کچھ قتال میں بھی حصہ لیا۔ جنگ تو اللہ تعالی نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی سے کروائی لیکن فرشتوں کو بھی مددگار بنا دیا۔ اس میں یہ بتا دیا گیا کہ ہر شخص کو اپنی محنت اور مجاہدہ پر ثواب ملتا ہے، اللہ تعالی کی طرف سے جو بھی مدد آئے یہ اللہ تعالی کا انعام ہے۔ مسلمانوں میں خود اپنے ہی طور پر لڑنے اور جم کر مقابلہ کرنے کا جذبہ رہنا چاہئے۔ (انوار البیان و معارف القرآن)

۳ رجز الشیطٰن کی مراد:۔ ابھی تفسیر کے ضمن میں رجز الشیطٰن کی وضاحت ہو چکی ہے۔

۴ خط کشیدہ الفاظ کے اعراب کی وجہ:۔ **النّعاسَ:** یہ **یُغشّی** فعل کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

یُذھبَ: یہ **لام کَیْ** کے بعد **اَنْ** مقدرہ کی وجہ سے منصوب ہے۔ **الاقدامَ:** یہ **یُثَبّتَ** فعل کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

اَلرّعبَ: یہ **سَاُلقِی** فعل کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ **کُلَّ:** یہ **اِضربُوْ** فعل کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

الشق الثانی ...... وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّيْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ (پ۲۳۔ ص: ۳۰ تا ۳۳)

آیات کا ترجمہ کریں۔ پس منظر و تفسیر بیان کریں۔ کریں۔ اللہ تعالی کی یاد میں غفلت ہو تو اپنے اوپر سزا مقرر کرنا کیسا ہے؟ خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق کریں۔

﴿ خلاصۂ سوال ﴾...... اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تفسیر ③ یادِ الٰہی میں غفلت کی وجہ سے خود پر سزا مقرر کرنے کا حکم ④ کلماتِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق۔

جواب ...... **۱ آیات کا ترجمہ:۔** ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام عطا کیا، وہ بہترین و خوب بندہ تھا اور وہ خوب رجوع کرنے والا تھا۔ جب پیش کئے گئے اس کے سامنے شام کے وقت اچھی نسل کے عمدہ گھوڑے تو بولے میں نے اس مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد کی وجہ سے ہی اختیار کیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ گھوڑے یا سورج اوٹ میں چھپ گیا (پھر فرمایا کہ) پھیر لاؤ ان کو میرے پاس پھر وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔

۲ آیات کی تفسیر:۔ ارشادِ باری ہے کہ ہم نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام کی صورت میں ایک فرزند عطاء کیا اور وہ بہت اچھے بندے تھے کہ خدا کی طرف بہت رجوع ہونے والے تھے چنانچہ ان کا قصہ ہے کہ ایک دن شام کے وقت ان کے روبرو بغرضِ جہاد وغیرہ رکھے گئے اصیل اور عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے اور ان کے ملاحظہ کرنے میں اس قدر دیر ہو گئی کہ دن چھپ گیا اور کوئی معمول از قسمِ نماز فوت ہو گیا اور بوجہ ہیبت و جلالت کسی خادم کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ مطلع و متنبہ کرے، پھر جب خود ہی متنبہ ہوا تو کہنے لگے کہ افسوس

!میں اس مال کی محبت کی خاطر اپنے رب کی یاد سے غافل ہوگیا، یہاں تک کہ آفتاب چھپ گیا پھر خادموں کو حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو دوبارہ میرے سامنے لاؤ چنانچہ وہ لائے گئے سوانہوں نے ان گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں پر تلوار سے ہاتھ صاف کرنا شروع کیا یعنی ان کو ذبح کرڈالا۔ اکثر مفسرین نے آیاتِ مذکورہ کی یہی تفسیر کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نماز سے غافل ہونے کا تدارک یہ کیا کہ نماز سے غفلت کا سبب بننے والے ان گھوڑوں کو اللہ کے راستہ میں ذبح کردیا، تاکہ آئندہ ذکرِ الٰہی میں خلل واقع نہ ہو۔

ان آیات کی دوسری تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے وہ گھوڑے معائنہ کے لئے پیش کئے گئے جو جہاد کے لئے تیار کئے گئے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام انہیں دیکھ کر مسرور ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ مجھے ان گھوڑوں سے جو محبت وتعلق خاطر ہے وہ دنیا کی محبت کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے پروردگار ہی کی یاد کی وجہ سے ہے، کیونکہ یہ گھوڑے جہاد کے لئے تیار کئے گئے ہیں اور جہاد ایک اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے، اتنے میں گھوڑوں کی وہ جماعت آپ کی آنکھوں سے روپوش ہوگئی، آپ نے حکم دیا کہ انہیں دوبارہ میرے سامنے لایا جائے چنانچہ جب وہ گھوڑے دوبارہ سامنے آئے تو آپ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر پیار سے ہاتھ پھیرنے لگے۔(معارف القرآن ۷:۵۱۳)

٣ یادِ الٰہی میں غفلت کی وجہ سے خود پر سزا مقرر کرنے کا حکم:۔ خدا کی یاد میں غفلت ہو تو اپنے اوپر سزا مقرر کرنا دینی غیرت کا تقاضا ہے۔اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر کسی وقت اللہ کی یاد سے غفلت ہوجائے تو نفس کو سزا دینے کیلئے اسے کسی فعل مباح سے محروم کردینا جائز ہے۔کسی نیکی کی عادت ڈالنے کیلئے اپنے نفس پر ایسی سزائیں مقرر کرنا اصلاحِ نفس کا ایک نسخہ ہے اور اس واقعہ سے اس کا جواز بلکہ استحباب معلوم ہوتا ہے۔سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوجہمؓ نے ایک شامی چادر ہدیتا پیش کی جس پر کچھ نقش ونگار بنے ہوئے تھے آپ نے اس چادر میں نماز پڑھی اور واپس آکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ چادر ابوجہم رضی اللہ عنہ کو واپس کرو کیونکہ نماز میں میری نگاہ اس کے نقش ونگار پر پڑ گئی تو قریب تھا کہ یہ نقش ونگار مجھے فتنہ میں ڈال دیں۔اسی طرح حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ اپنے باغ میں نماز پڑھتے ہوئے ایک پرندے کو دیکھنے میں مشغول ہوگئے جس سے نماز کی طرف دھیان نہ رہا تو بعد میں آپ نے پورا باغ صدقہ کردیا۔

یادرکھنا چاہیے کہ اس مقصد کیلئے سزا ایسی ہونی چاہیے جو بذاتِ خود جائز ہو، کسی مال کو بلاوجہ ضائع کردینا جائز نہیں۔لہذا ایسا کوئی کام درست نہیں جس سے اضاعتِ مال لازم آئے۔صوفیاء میں سے حضرت شبلیؒ نے ایک مرتبہ اسی سزا کے طور پر اپنے کپڑے جلا دیئے تھے،لیکن محقق صوفیاء مثلاً شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے ان کے اس عمل کو صحیح قرار نہیں دیا۔(معارف القرآن)

٤ کلماتِ مخطوطہ کی صرفی تحقیق:۔ مَسْحًا: یہ باب فتح کا مصدر ہے بمعنی پونچھنا وہاتھ پھیرنا۔

اَوَّابٌ: یہ مبالغہ کا مفرد کا صیغہ ہے اسکی جمع اَوَّابُوْنَ ہے از مصدر اَوْبًا مَآبًا (نصر۔مہموز واجوف) لوٹنا، واپس ہونا، قصد کرنا۔

صَافِنَاتٌ: صیغہ جمع مؤنث بحث اسم فاعل از مصدر صُفُوْنًا (ضرب) گھوڑے کا تین ٹانگ اور چوتھی ٹانگ کے کھر پر کھڑا ہونا۔

جِیَادٌ: جَوَادٌ کی جمع ہے بمعنی تیز رفتار گھوڑا۔مصدر جَوْدَةً جُوْدَةً (نصر۔اجوف) عمدہ وتیز رفتار ہونا۔

تَوَارَتْ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر تَوَارِيًا (تفاعل۔لفیف) بمعنی چھپنا۔

0313 6357912 maktabazakariamultan@gmail.com

﴿السوال الثالث﴾ ١٤٤٥ھ

الشق الاوّل ...... وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿٥٨﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰۗىِٕكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦١﴾ (پ۲۵۔زخرف:۵۷تا۶۱)

آیات کا ترجمہ وشانِ نزول تحریر کریں۔آیات کی تفسیر لکھیں۔خط کشیدہ الفاظ کے لغوی معنی تحریر کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں چار امور مطلوب ہیں (۱) آیات کا ترجمہ (۲) آیات کا شانِ نزول (۳) آیات کی تفسیر (۴) خط کشیدہ الفاظ کا لغوی معنی۔

جواب ...... ١ آیات کا ترجمہ:۔ جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو اسی وقت آپ کی قوم کے لوگ کھل کھلا کر ہنسنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارا معبود اچھا ہے یا وہ انہوں نے یہ مثال محض جھگڑا کرنے کے لئے بیان کی بلکہ وہ لوگ تو ہیں ہی جھگڑالو، نہیں ہیں وہ

(عیسیٰ) مگر ایک بندہ جس پر ہم نے فضل کیا اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے ایک مثال بنا دیا اور اگر ہم چاہتے تو بنا دیتے تم میں سے فرشتے جو زمین میں تمہارے قائمقام ہوتے اور بیشک وہ تو ایک قیامت کا نشان ہے پس تم ہرگز اس کے آنے میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔

② **آیات کا شانِ نزول:۔** ان آیات کے شانِ نزول میں مفسرین نے تین روایتیں بیان فرمائی ہیں: ① ایک مرتبہ آپ ﷺ نے قریش کے لوگوں سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا: اے قریش کے لوگو، اللہ کے سوا جس کسی کی عبادت کی جاتی ہے اس میں کوئی خیر نہیں اس پر مشرکین نے کہا کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں لیکن آپ خود مانتے ہیں کہ وہ اللہ کے نیک بندے اور اس کے نبی تھے۔ ان کے اس اعتراض کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ ② جب قرآن کریم کی آیت **انّکم وما تعبدون من دون اللّٰہ حصب جھنم** (بلاشبہ اے مشرکو! تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے) نازل ہوئی تو اس پر عبداللہ بن الزبعری نے جو اس وقت کافر تھے، یہ کہا کہ اس آیت کا تو میرے پاس بہترین جواب موجود ہے کہ نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں اور یہود حضرت عزیر علیہ السلام کی، تو کیا یہ دونوں بھی جہنم کا ایندھن بنیں گے؟ یہ بات سن کر قریش کے مشرکین بہت خوش ہوئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اور **انّ الذین سبقت لھم منّا الحسنیٰ اولئك عنھا مبعدون** نازل فرمائیں۔ ③ ایک مرتبہ مشرکینِ مکہ نے یہ بیہودہ خیال ظاہر کیا کہ حضرت محمد (ﷺ) خدائی کا دعویٰ کرنا چاہتے ہیں، ان کی مرضی یہ ہے کہ جس طرح نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو پوجتے ہیں اس طرح ہم بھی ان کی عبادت کیا کریں، اس پر مذکورہ بالا آیات نازل ہوئیں۔ درحقیقت تینوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں، کفار نے تینوں ہی باتیں کہیں ہوں گی جن کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ایسی جامع آیات نازل فرما دیں جن سے ان کے تینوں اعتراضات کا جواب ہو گیا۔ (معارف القرآن)

③ **آیات کی تفسیر:۔** ان آیات میں اس کا جواب دیتے ہیں کہ یہ مثال ان کی محض ناحق شناسی اور بیجا ہے کہ یہ لوگ ناحق جھگڑا کرنے والے ہیں غلط حجت جو محض سخن پروری کی وجہ سے ہو جدل باطل ہے یہ تمہید تھی اب اس کا اصل حال بیان فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ خدا تھے اور نہ ہی خدا کا بیٹا بلکہ وہ ہمارا بندہ تھا صرف یہ بات تھی کہ اس پر ہم نے انعام کیا تھا اور فضیلت دی تھی من جملہ انکے یہ بات تھی کہ اس کو بغیر باپ کے پیدا کیا تھا جس کی وجہ سے جاہل اس کو خدا اور اس کا بیٹا سمجھنے لگے وہ ملائکہ سے تو اس بات میں بڑھ کر نہ تھا جن کی نہ ماں ہے نہ باپ، کھانے پینے سے بھی پاک ہیں اگر ہم چاہیں تو تمہاری جگہ ان کو دنیا میں بھیج دیں کہ یہاں خلافت کریں، اصل بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کرنے میں ہم نے اُن کو بنی اسرائیل کیلئے اپنی قدرت کی نشانی بنایا تھا تاکہ وہ اس پر ایمان لائیں اور ان پر قیامت کی نشانی ہے کہ قیامت کے قریب دنیا پر اتریں گا، تم اس میں یعنی قیامت کے قائم ہونے میں شک نہ کرو، میرا کہا مانو یہ سیدھا راستہ ہے اور شیطان کے بہکاوے میں نہ آ وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔

④ **خط کشیدہ الفاظ کا لغوی معنی:۔** **ضُرِبَ:** ماضی مجہول کا صیغہ ہے لفظی معنی مارنا، مراد یہاں مثال بیان کرنا ہے۔

یَصِدُّوْنَ: مضارع کا صیغہ ہے بمعنی کھل کھلا کر ہنسنا۔ **فَلَا تَمْتَرُنَّ:** نہی حاضر کا صیغہ ہے بمعنی ہرگز شک نہ کرو۔

خَصِمُوْنَ: یہ خَصِمٌ کی جمع ہے بمعنی جھگڑالو، مخالف و مدمقابل۔

الشق الثانی اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ① اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ② ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ③ (پ ۲۸۔ المنافقون: ۱ تا ۳)

آیات کا ترجمہ کریں۔ مختصر تشریح و شانِ نزول بیان کریں۔ **قالوا نشھد انّك لرسول اللّٰہ** کی ترکیبِ نحوی کریں۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① آیات کا ترجمہ ② آیات کی تشریح و شانِ نزول ③ جملہ کی ترکیب۔

جواب...... ① **آیات کا ترجمہ:۔** جب منافقین تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بیشک ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنایا ہوا ہے اور یہ لوگ دوسروں کو اللہ کے راستہ سے روکتے ہیں۔ بیشک یہ لوگ جو عمل کرتے ہیں وہ بہت ہی بُرے عمل ہیں۔ یہ اسلئے کہ (ابتداءً بظاہر) یہ ایمان لائے پھر انہوں نے کفر اختیار کیا، اسلئے ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی، پس یہ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔

❷ آیات کی تشریح وشانِ نزول:۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ جہاد کیلئے تشریف لے گئے (غالباً یہ غزوۂ بنی المصطلق کا واقعہ ہے) منافقین بھی حسبِ عادت ساتھ تھے، وہاں فتح کے بعد یہ قصہ پیش آیا کہ مریسیع نامی چشمہ پر ایک انصاری و مہاجر صحابی کے درمیان جھگڑا ہو گیا، معاملہ قتل وقتال تک پہنچ گیا، اس موقع پر انصاری نے انصار کو اور مہاجر نے مہاجرین کو مدد کیلئے پکارا، رسول اللہ ﷺ نے آواز سنی تو فرمایا یہ کیا جاہلیت کی دہائی ہے؟ مسلمان ہونے کے بعد بھی گروہ بندی اور عصبیت نہیں چھوڑی؟ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! ایک مہاجر نے ایک انصاری کو مارا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس جاہلیت کی دہائی کو چھوڑو، یہ بدبودار چیز ہے۔ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے کہا: اچھا اب یہ بات ہے کہ مہاجرین انصار کو ماریں گے؟ یہ لوگ جو باہر سے آئے ہیں ہم نے انہیں کھلایا اور پلایا، یہ اب اتنے طاقتور ہو گئے ہیں؟ اب ان لوگوں پر خرچ نہ کرو تا کہ خود ہی منتشر ہو جائیں، کھانے کو نہیں ملے گا تو خود ہی تتر بتر ہو جائیں گے اور اس نے یہ بھی کہا کہ مدینہ پہنچ کر عزت والے ذلت والوں کو نکال دیں گے (عزت والا اس نے اپنے آپ کو کہا کیونکہ انصاری پہلے سے مدینہ میں رہتے تھے اور ذلت والا مہاجرین کو کہا جو مکہ مکرمہ سے آکر مدینہ منورہ میں مقیم ہو گئے تھے)۔ حضرت زید بن ارقمؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عبداللہ بن ابی منافق کی یہ بات نقل کر دی، جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تو عبداللہ بن ابی قسم کھا گیا اور اس نے صاف کہہ دیا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی، عبداللہ کے دوسرے ساتھیوں نے بھی جھوٹی قسم کھالی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی تصدیق فرما دی اس پر مجھے شدید ندامت ہوئی اور طبیعت پر بوجھ ہوا اور رنج کی وجہ سے میں نے گھر سے باہر نکلنا چھوڑ دیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

اب تفسیر کا حاصل یہ ہے کہ یہ منافق لوگ جب آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم دل سے گواہی دیتے ہیں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں اور یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (اس میں ان کے قول کی تکذیب نہیں کی جاتی) اور اس کے باوجود اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین اپنے اس قول میں جھوٹے ہیں کہ ہم دل سے گواہی دیتے ہیں، کیونکہ محض زبانی ان کی یہ گواہی ہے اعتقادِ قلب سے نہیں ہے۔ ان لوگوں نے اپنی قسموں کو اپنی جان و مال کو بچانے کیلئے ڈھال بنا رکھا ہے کیونکہ اظہارِ کفر کرتے تو ان کی حالت بھی مثل دوسرے کفار کے ہو جاتی کہ جہاد کیا جاتا اور قتل وغارت ہوتی، پھر اس لازمی خرابی کے ساتھ متعدی خرابی بھی ہے کہ یہ لوگ دوسروں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے ہیں بیشک ان کے یہ اعمال بہت ہی برے ہیں، اسلئے کہ یہ لوگ اولاً ظاہر میں ایمان لے آئے پھر اپنے شیاطین کے پاس جا کر کلماتِ کفر یہ "انا معکم انما نحن مستہزؤن" کہہ کر کافر ہو گئے۔ مطلب یہ کہ ان پر برے اعمال کا حکم کرنا ان کے نفاق کے سبب سے ہے کہ وہ بدترین عمل کفر ہے۔ سو اس نفاق کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی ہے، تو یہ حق بات کو نہیں سمجھتے۔

❸ قالوا نشهد انك لرسول الله کی ترکیب:۔ قالوا فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر قول نشهد فعل وفاعل انّ حرف مشبہ بالفعل ك ضمیر اس کا اسم لام تاکیدیہ رسول الله مضاف ومضاف الیہ ملکر خبر انّ اپنے اسم وخبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مقولہ، قول مقولہ ملکر سابقہ شرط کیلئے جزاء، شرط وجزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوا۔

الورقة الثانية : فی الحدیث (معارف الحدیث: ۱، ۵، ۶، ۷)

السوال الاوّل ۱۴۴۵ھ

0313 6357910 maktabazakariya...@gmail.com

الشق الاوّل ......عن انس قال قال رسول الله ﷺ ثلاثٌ من اصلِ الایمانِ؟ اَلْكَفُّ عمّن قال لا اله الّا اللّٰه، لاتُكَفِّرْه بذنب و لا تُخْرِجْهُ من الاسلام بعمل والجهاد ماضٍ مُذْ بَعَثَنِیَ اللّٰهُ الی ان یُقاتِلَ آخرُ هٰذه الامةِ الدجالَ لایُبْطِلُه جَوْرُ جائرٍ ولا عَدْلُ عادلٍ والایمانُ بالقدرِ۔

قال رسول الله ﷺ لِاَبِیْ ذَرٍّ اَیُّ عُرَی الْاِیْمَانِ اَوْثَقُ؟ قَال: اَللّٰهُ ورسولُهٗ اعلمُ، قال: الموالاةُ فی اللّٰه والحبُّ فی اللّٰه والبغضُ فی اللّٰه۔ (۹۶،۸۷،۱)

مذکورہ احادیث کا سلیس ترجمہ تحریر کریں۔ جامع تشریح کیجیے۔ خط کشید کلمات کا صیغہ، بحث، باب ومعنی تحریر کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① احادیث کا ترجمہ ② جامع تشریح ③ خط کشید کلمات کی صرفی تحقیق۔

جواب ...... ❶ احادیث کا ترجمہ:۔ پہلی حدیث کا ترجمہ وتشریح: کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۴۱ھ

رسول اللہ نے ابوذر غفاریؓ سے فرمایا: بتلاؤ کہ ایمان کا کون سا گوشہ وشعبہ سب سے زیادہ مضبوط ہے؟ ابوذرؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کیلئے باہم تعلق وتعاون قائم کرنا، اللہ واسطے کسی سے محبت کرنا اور اللہ ہی کے واسطے کسی سے بغض وعداوت کرنا۔

② **جامع تشریح:۔** آپ ﷺ نے پوچھا کہ ایمان کے شعبوں میں سے کون سا شعبہ زیادہ پائیدار ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ حضور آپ ہی ارشاد فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ایمانی اعمال واحوال میں سب سے زیادہ جاندار اور پائیدار عمل یہ ہے کہ بندہ کا دنیا میں جس کے ساتھ جو برتاؤ بھی ہو، خواہ موالات ہو یا ترکِ موالات، تعلق وتعاون، محبت وعداوت یہ سب کچھ اپنے کسی نفسانی تقاضے وجذبہ سے نہ ہو، بلکہ صرف اللہ کی رضاء کیلئے ہو اور اس کے حکم کے ماتحت ہو۔

③ **خط کشید کلمات کی صرفی تحقیق:۔** **اَلْکَفُّ:** یہ باب نصر (مضاعف) کا مصدر ہے بمعنی رُکنا وروکنا۔

لَاتُکَفِّرْہُ: صیغہ واحد مذکر فعل نہی حاضر معلوم از مصدر **تکفیرًا** (تفعیل۔صحیح) بمعنی کافر کہنا۔ کفر کی طرف منسوب کرنا۔

مَاضٍ: صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **مُضُوًّا مُضِیًّا** (نصر وضرب۔ناقص) بمعنی گزرنا وجاری رہنا۔

جَائِرٌ: صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر **جَوْرًا** (نصر۔اجوف) بمعنی ظلم کرنا۔

اَوْثَقُ: صیغہ واحد مذکر بحث اسم تفضیل از مصدر **وَثَاقَۃً** (کرم۔مثال) بمعنی قوی ومضبوط ہونا۔

الشق الثانی......عن ابی خُزَامَۃَ عن ابیہ قال: قلتُ یا رسولَ اللّٰہ ارایتَ رُقًی نَسْتَرْقِیْھَا ودَوَاءً تَتَدَاوٰی بِہٖ و تُقَاۃً نَتَّقِیْھَا، ھل تَرُدُّ من قَدَرِ اللّٰہِ شیئًا؟ قال: ھِیَ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ۔ (۱:۱۱۱)

حدیث مبارک کا ترجمہ کیجئے۔ مختصر تشریح کرتے ہوئے رقیہ کا شرعی حکم بیان کیجیے۔ خط کشیدہ الفاظ کا لغوی معنی بیان کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ورقیہ کا حکم ③ خط کشیدہ الفاظ کا لغوی معنی۔

جواب...... ① **حدیث کا ترجمہ:۔** ابوخزامہ اپنے والد رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ جھاڑ پھونک ودم کے وہ طریقے جن کو ہم دکھ درد میں استعمال کرتے ہیں یا وہ دوائیں جن سے ہم اپنا علاج کرتے ہیں یا مصیبت وتکالیف سے بچنے کی وہ تدابیر جن کو ہم اپنے بچاؤ کیلئے استعمال کرتے ہیں، اس بارہ میں آپ ﷺ کا کیا خیال ہے؟ کیا یہ چیزیں اللہ کی قضاء وقدر کو لوٹا دیتی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سب چیزیں بھی اللہ کی تقدیر سے ہیں۔

② **حدیث کی تشریح ورقیہ کا حکم:۔** سوال یہ تھا کہ جب سب کچھ تقدیر میں لکھا ہوا ہے تو ہم دُکھ درد میں جو دم درود کرتے ہیں، مصیبت وتکلیف میں جو علاج معالجہ کرتے ہیں اس سے تقدیر میں کوئی ردوبدل ہوتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم جن مقاصد کے حصول کیلئے جو تدبیریں وکوششیں کرتے ہیں اور اس سلسلہ میں جو اسباب بھی استعمال کرتے ہیں وہ سب بھی اللہ کی قضاء وقدر کے ماتحت داخل ہیں، گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی یہ مقدر اور مقرر رہتا ہے کہ فلاں شخص پر فلاں بیماری آئے گی اور فلاں قسم کے جھاڑ پھونک یا فلاں دوا کے استعمال سے وہ اچھا ہو جائے گا۔ یہ سب علاج معالجہ بھی تقدیر کا ہی حصہ ہے یہ سب کچھ بھی تقدیر میں لکھا ہوا ہے۔

رقیہ وجھاڑ پھونک کی چند قسمیں ہیں: ① وہ کلام جس میں شرکیہ کلمات اور غیر اللہ سے مدد طلب کی گئی ہو ایسے کلمات سے دم کرنا اور کرانا حرام ہے۔ ② جو مبہم اور غیر واضح الفاظ ہوں جن کا مطلب سمجھ نہ آتا ہو کہ یہ صحیح ہیں یا غلط ہیں ان الفاظ سے دم کرنا مکروہ تحریمی قریب بحکم اول ہے۔ ③ وہ کلمات جو صحیح المفہوم ہوں لیکن منقول وماثور نہ ہوں تو ان سے دم کرنا مباح اور جائز ہے۔ ④ وہ آیات، دعائیں اور کلمات جو آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہیں ان سے دم کرنا مندوب ومستحب ہے۔

الغرض نتیجتاً یہ دو صورتیں بنتی ہیں: ① بالکل کفریہ کلمات یا مشتبہات: ان سے تعویذ ودم کرنا ناجائز وحرام ہے۔ ② صحیح المفہوم ومنقول: ان سے دم کرنا وتعویذ کرنا جائز ومباح ہے۔ (انعاماتِ منعم)

③ **خط کشیدہ الفاظ کا لغوی معنی:۔** **تَتَدَاوٰی:** یہ باب تفاعل سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی خود اپنا علاج معالجہ کرنا۔

دَوَاءً: یہ مصدر ہے بمعنی بیمار۔ بیوقوف۔ اپنی جگہ پر ہمیشہ رہنے والا۔ **رُقًی:** یہ رُقْیَۃٌ کی جمع ہے بمعنی منتر وتعویذ۔

نَسْتَرْقِیْھَا: یہ رُقْیَۃٌ سے مشتق باب استفعال سے مضارع کا صیغہ ہے بمعنی منتر وتعویذ کرنا۔

0341-6... maktabazakariya...@gmail.com

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل......قال رسول اللّٰہ ﷺ: مِنَ الکبائرِ شَتْمُ الرَّجُلِ والدیهِ قالوا یا رسولَ اللّٰهِ وهل یَشْتِمُ الرَّجلُ والدیه؟ قال:نعم یَسُبُّ ابَا الرجل فَیَسُبُّ اباه ویَسُبُّ اُمَّهٗ فَیَسُبُّ اُمَّهٗ ۔(۶:۲۹۰)

حدیث مبارک کا ترجمہ کیجیے۔واضح تشریح کیجیے۔احادیث مبارکہ میں بیان کئے گئے کبیرہ گناہوں میں سے سات تحریر کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں:① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ سات گناہوں کی نشاندہی۔

جواب...... ① **حدیث کا ترجمہ:۔** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ماں باپ کو گالی دینا بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا کوئی اپنے ماں باپ کو بھی گالی دے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں،اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کے باپ کو گالی دے پھر وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دے،آدمی کسی کی ماں کو گالی دے پھر وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دے۔

② **حدیث کی تشریح:۔** الغرض جب کوئی آدمی کسی کے ماں باپ کو گالی دے اور دوسرا شخص جواب میں اس کے ماں باپ کو گالی دے تو گویا اس نے خود ہی اپنے ماں باپ کو گالی دلوائی ہے۔پسمعلوم ہوا کہ کسی آدمی کا کسی دوسرے کو ایسی بات کہنا یا ایسی حرکت کرنا جس کے نتیجہ میں دوسرا آدمی اس کے ماں باپ کو گالی دینے لگے اتنی ہی بری بات ہے جتنی کہ خود اپنے ماں باپ کو گالی دینا بُرا ہے۔یہ عمل گناہِ کبیرہ کے درجہ کی چیز ہے۔

③ **سات گناہوں کی نشاندہی:۔** کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثالث ۱۴۴۱ھ ۔

الشق الثانی......عن المقداد بن الأسود قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: اِذا رأیتم المداحین فاحثوا فی وجوههم التراب ۔ (ص ۶:۳۶۱)

حدیث کا ترجمہ کیجیے۔حدیث میں مداحین سے کون لوگ مراد ہیں؟ **فاحثوا فی وجوههم التراب** کا مفہوم بیان کیجیے۔

جواب......کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۹ھ ۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل......عن عطاءِ بن یسار قال: کان رسولُ اللّٰہ ﷺ فی المسجد فدخل رَجُلٌ ثائرَ الرَّأسِ واللِّحیَةِ فَاَشَارَ الیه رسولُ اللّٰہ ﷺ بیدِہٖ کَاَنَّهٗ یأمره باصلاح شعره ولِحیَتِهٖ فَفَعَلَ ثم رَجَعَ فقالَ رسول اللّٰہ ﷺ اَلَیْسَ هٰذَا خَیْرًا مِنْ اَنْ یأتِیَ اَحَدُکُمْ وهو ثَائِرُ الرَّأسِ کَاَنَّهٗ شیطانٌ ۔(۶:۴۲۱-۷:۵۳۴)

عن اَبِیْ اُمَامَةَ قال:سمعتُ رسولَ اللّٰہِ ﷺ یقول: العاریَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُوْدَةٌ وَالدَّیْنُ مَقْضِیٌّ وَالزَّعِیْمُ غَارِمٌ۔

احادیث کا ترجمہ تحریر کیجیے۔مختصر تشریح کیجیے۔آخری حدیث میں شریعت کے بیان کردہ چاروں احکام کی وضاحت کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں:① احادیث کا ترجمہ ② احادیث کی تشریح ③ مذکورہ احکام کی وضاحت۔

جواب...... ① **احادیث کا ترجمہ:۔** حضرت عطاء بن یسارؒ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، ایک آدمی مسجد میں آیا اس کے سر اور داڑھی کے بال بالکل بکھرے ہوئے تھے، رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اس کو اشارہ فرمایا گویا رسول اللہ ﷺ اس کو اپنے سر اور داڑھی کے بالوں کو ٹھیک کرنے کا حکم دے رہے تھے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور پھر لوٹ کر آ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارا سر اور داڑھی کے بالوں کو درست کر کے آنا اس سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی سر کے بال بکھیرے ہوئے آئے گویا کہ وہ شیطان ہے۔

حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ عاریت والی چیز واپس کی جائے اور جو چیز فائدہ اٹھانے کیلئے دی گئی ہو وہ عرف کے مطابق فائدہ اٹھا کر مالک کو لوٹائی جائے اور قرض (وعدہ کے موافق) ادا کیا جائے اور کفالت کرنے والا ادائیگی کا ذمہ دار ہوگا۔

② **احادیث کی تشریح:۔** خدا کے طالبوں اور آخرت کی فکر رکھنے والوں کو بھی اپنی صورت وہیئت اور لباس کے حسن وقبح سے بے پرواہو کر میلا کچیلا پراگندہ حال اور پراگندہ بال نہیں رہنا چاہئے، صفائی ستھرائی صورت ولباس کو سنوارنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔البتہ صورت و لباس وغیرہ کے بناؤ سنوار کا حد سے زیادہ اہتمام اور اس کیلئے فضول و بے جا تکلفات بھی ناپسند اور مزاجِ شریعت کے خلاف ہے۔

دوسری حدیث میں شریعت کے چار حکم بیان کئے گئے ہیں: ① اپنی ضرورت اور استعمال کیلئے کسی سے کوئی چیز عاریت کے طور پر لی جائے تو اس کا واپس کرنا لازم ہے، اس میں غفلت نہیں کرنی چاہئے۔ ② عرب میں رواج تھا کہ فیاض اور فراخ دل لوگ جن کو اللہ تعالی توفیق دیتا وہ اپنی ملکیت کی کوئی چیز صرف فائدہ اٹھانے اور استعمال کرنے کیلئے دوسرے کسی بھائی کو دے دیتے۔ مثلاً اپنا اونٹ سواری کیلئے یا اونٹنی وبکری دودھ پینے کیلئے دے دیتے تھے کہ اس کو اپنے پاس رکھو اور کھلاؤ پلاؤ اور اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ اس کو منحہ کہا جاتا تھا۔ تو فرمایا کہ جس شخص کو منحہ کے طور پر کوئی چیز دی گئی ہو وہ اس کو اپنی ملک نہ سمجھ لے بلکہ عرف کے مطابق اس سے فائدہ اٹھا کے وہ چیز اصل مالک کو واپس کر دے۔ ③ جس کسی نے اللہ کے کسی بندہ سے قرض لیا ہو وہ اس کے ادا کرنے کا اہتمام کرے۔ قرض کی ادائیگی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے سخت تاکیدی ارشادات اور شدید وعیدیں وارد ہیں۔ کسی بھی صورت میں قرض کی معافی نہیں ہے۔ ④ کسی شخص کے ذمہ اگر کسی دوسرے کا قرض یا کسی بھی قسم کا مالی حق ہو اور کوئی دوسرا شخص اس کا کفیل اور ضامن بن جائے تو وہ ادائیگی کا ذمہ دار ہے، یعنی اگر بالفرض اصل مدیون وہ قرض ادا نہ کرے تو وہ کفیل اور ضامن کو ادا کرنا پڑے گا۔

③ مذکورہ احکام کی وضاحت:۔ ابھی تشریح میں وضاحت ہو چکی ہے۔

الشق الثانی ......عن انس قال: لعن رسول اللہ ﷺ فی الخمر عشرةً عاصرَها ومُعْتَصِرَهَا و شاربَها وساقيها وحَامِلَهَا و المحمولةَ اليه وبائعَها ومُبْتَاعَهَا وواهبَها وآكلَ ثمنِها۔(٦:٣٩٠)

حدیث مبارک کا ترجمہ کیجیے۔ واضح تشریح کیجیے۔ شراب کا حکم تحریر کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال کا حل تین امور ہیں: ① حدیث کا ترجمہ ② حدیث کی تشریح ③ شراب کا حکم۔

جواب ...... ① حدیث کا ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شراب کے سلسلے میں (اس سے تعلق رکھنے والے) دس آدمیوں پر لعنت کی۔ شراب دوسرے کے واسطے نچوڑنے والے پر اور خود اپنے واسطے نچوڑنے والے پر، اس کے پینے والے پر، پلانے والے پر، اس پر جو شراب کو لے کر جائے اور اس پر جس کیلئے وہ لے جائی جائے، اس کے بیچنے والے اور خریدنے والے پر، اس پر جو کسی دوسرے کو ہدیہ اور تحفہ میں شراب دے اور اس پر جو اسکو فروخت کر کے اس کی قیمت کھائے۔

② حدیث کی تشریح:۔ لعنت کا مطلب خدا کی رحمت اور اس کی نگاہِ کرم سے محرومی کی بددعا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص شراب سے کچھ بھی تعلق رکھے، خواہ اس کا بنانے والا یا بنوانے والا ہو، پینے والا یا پلانے والا ہو، خریدنے والا یا بیچنے والا ہو، کسی کو ہبہ کرنے والا یا اس کو کسی کے پاس پہنچانے والا ہو، ان سب کیلئے رسول اللہ ﷺ نے بددعا کی کہ وہ خدا کی رحمت اور اس کی نگاہِ کرم سے محروم رہیں۔ الغرض جس کا کسی بھی قسم کا شراب سے تعلق ہے وہ مستحق لعنت ہے۔

③ شراب کا حکم:۔ **کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ١٤٣٧ھ۔**

﴿الورقة الثالثة : فی الفقه (بهشتی زیور: ٥، ٦، ٧)﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ١٤٤٥ھ

الشق الاوّل ......اجارہ فاسد کی کم از کم دو صورتیں تحریر کیجیے۔ اجارہ فاسد کا کیا حکم ہے؟ ایک کلو گندم قرض لینے کے وقت گندم کی قیمت ٢٠٠ روپے فی کلو تھی، اگر ادائیگی کے وقت گندم کی قیمت ٣٠٠ روپے فی کلو ہوگئی ہو تو کتنی گندم واپس کرنی ہوگی؟

03136357916 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ...... ① و ② اجارہ فاسد کی صورتیں وحکم:۔ **کما مرّفی الشق الاول من السوال الاول ١٤٣٩ھ۔**

③ اگر کسی شخص نے ایک کلو گندم بطور قرض لی ہے تو وہ ایک کلو گندم کے بدلہ میں ایک کلو گندم ہی واپس کرے گا، خواہ بازار میں اس کی قیمت کم ہو جائے یا زیادہ ہو جائے۔ قیمت کی کمی بیشی سے اس کے وزن میں کمی بیشی نہ ہوگی۔

الشق الثانی ......بیع سلم کسے کہتے ہیں؟ بیع سلم کے جواز کی شرطیں تحریر کیجیے۔ کسی سے سیر بھر گیہوں قرض لیے اور یوں کہا کہ ہمارے پاس گیہوں تو نہیں ہیں ہم اس کے عوض دو سیر چنے دے دیں گے، اس کا حکم بیان کیجیے اور متبادل صورت بھی لکھئے۔

جواب ...... ① و ② بیع سلم کی تعریف وشرائط:۔ **کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ١٤٤٠ھ۔**

③ سوال میں مذکور صورت کے مطابق گیہوں یا کوئی بھی غلہ اناج وغیرہ قرض لینا اور پھر وہی چیز ہی واپس کرنا شرعاً صحیح و جائز ہے۔ البتہ بوقتِ واپسی اگر وہ چیز موجود نہ ہو تو مارکیٹ ریٹ کے مطابق رقم بھی ادا کی جاسکتی ہے اور کوئی دوسری جنس بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

السوال الثانی ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل......محفل میں اٹھنے بیٹھنے کے آداب تحریر کیجیے۔نکاح میں زیادہ مہر ٹھہرانے کا کیا حکم ہے؟ بیاہ کی رسموں میں سے سات تحریر کیجیے۔شب برات کے حلوے، محرم کے کھچڑے اور شربت کا کیا حکم ہے؟

جواب...... ① کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۰ والشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۹ھ۔

② نکاح میں زیادہ مہر ٹھہرانے کا حکم:۔ کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۸ھ۔

③ بیاہ کی رسمیں:۔ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۹ھ۔

④ شب برات کے حلوے، محرم کے کھچڑے اور شربت کا حکم:۔ شب برات کی صرف اتنی حقیقت ہے کہ اس مہینہ کی پندرہویں رات اور پندرہواں دان بہت بزرگی اور برکت والا ہے۔آپ ﷺ نے اس رات کو جاگنے کی اور اس دن کو روزہ رکھنے کی ترغیب دی ہے۔اس رات میں آپ ﷺ نے مدینہ کے قبرستان میں تشریف لیجا کر مردوں کیلئے بخشش کی دعا مانگی ہے۔تو اگر اس تاریخ میں قرآن شریف پڑھ کر، کھانا کھلا کر یا نقد دیکر مردوں کو کچھ بخش دیا جائے اور بخشش کی دعا کر دی جائے تو یہ عمل سنت کے موافق ہے۔ اس سے زیادہ جتنے عمل لوگ کر رہے ہیں (حلوہ بنانا، فاتحہ دلانا اور خوب پابندی سے یہ کام کرنا) یہ سب واہیات وفضول ہیں۔اور جو چیز شرع میں ضروری نہ ہو اس کو ضروری سمجھنا یا حد سے زیادہ پابند ہو جانا بری بات ہے۔

اسی طرح محرم کی دسویں تاریخ کی شرع میں صرف اتنی اصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس روز اپنے گھر والوں پر خوب کھانے پینے کی فراغت رکھے، سال بھر تک اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے اور جب اتنا کھانا گھر میں پکے تو اگر اس میں سے اللہ تعالیٰ کے واسطے محتاجوں، غریبوں کو دیدے تو کیا ڈر ہے۔لوگ اس سے زیادہ جو کچھ کرتے ہیں وہ سب بُرا ہے۔

اس سے بڑھ کر شربت تقسیم کرنے کی رسم ہے کہ اپنے گمان میں کربلا کے پیاسے شہیدوں کو ثواب بخشتے ہیں تو یاد رکھو کہ شہیدوں کو شربت نہیں پہنچتا بلکہ ثواب پہنچ سکتا ہے۔اور ثواب میں ٹھنڈا شربت اور گرم گرم کھانا سب برابر ہے۔ پھر شربت کی پابندی میں غلط عقیدے ہیں کہ اس سے ان کی پیاس بجھے گی، ایسا غلط عقیدہ خود گناہ ہے۔

بعض جاہل شب برات میں آتش بازی اور محرم میں تعزیئے کا سامان کرتے ہیں۔تعزیے کی برائی اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ اس کے ساتھ ایسے ایسے برتاؤ کرتے ہیں کہ جو شرع میں بالکل شرک اور گناہ ہے۔اس پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں اس کے سامنے سر جھکاتے ہیں اس پر عرضیاں لٹکاتے ہیں، مرثیے پڑھتے ہیں، روتے چلاتے ہیں اور اس کے ساتھ باجہ بجاتے ہیں۔اس کے دفن کرنے کی جگہ کو زیارت کی جگہ سمجھتے ہیں، مرد وعورت آپس میں بے پردہ ہو جاتے ہیں، نمازیں برباد کرتے ہیں۔ان باتوں کی برائی کون نہیں جانتا۔بعض آدمی اور بکھیڑے نہیں کرتے مگر شہادت نامہ پڑھتے ہیں۔تو یاد رکھو کہ اگر اس میں غلط روایتیں ہیں تب تو ظاہر ہے کہ منع ہے اور اگر صحیح روایتیں بھی ہوں تب بھی چونکہ سب کی نیت یہی ہوتی ہے کہ سن کر روئیں گے اور شرع میں مصیبت کے اندر ارادہ کر کے رونا درست نہیں۔اسلئے اس طرح کا شہادت نامہ پڑھنا بھی درست نہیں۔اسی طرح محرم کے دنوں میں ارادہ کر کے رنگ پڑیا چھوڑ دینا اور سوگ وماتم کی وضع بنانا یا اپنے بچوں کو خاص طرز کے کپڑے پہنانا یہ سب بدعت اور گناہ کی باتیں ہیں۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی......کتا پالنے اور گھر میں تصویر رکھنے کا کیا حکم ہے؟ تفصیل کے ساتھ تحریر کیجیے۔شب برات، شادی بیاہ اور تقریبات میں ہوائی فائرنگ، پٹاخے اور آتشبازی کرنا کیسا ہے؟ شطرنج اور تاش وغیرہ کھیلنے کا کیا حکم ہے؟ قزع کا مطلب کیا ہے؟ اور اس کا حکم بھی تحریر کیجیے۔

جواب...... ① و ② کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۴۰ و ۱۴۴۱ھ۔

③ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۲ھ۔

④ قزع کا مطلب وحکم:۔ سر کے کچھ بال کٹوانا اور کچھ بال چھوڑ دینا قزع کہلاتا ہے۔

آج کل پیروں اور درباروں کے نام پر یا کسی فال کے طور پر بچوں کے سر کے اکثر بال کٹوا کر کچھ حصہ کے بال لمبی لمبی لٹوں کی صورت میں چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔یہ بُرا و ناجائز عمل ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ......صحیح اور غلط کی نشان دہی کیجئے: ① پڑھنے کیلئے کرایہ پر کتاب لینا درست نہیں (صحیح)۔
② چاندی کے بدلے سونا وزن میں کمی بیشی کے ساتھ لینا جائز ہے (صحیح)۔
③ نفلی روزہ کی طرح نفلی نماز بھی شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں پڑھنی چاہیے۔ (غلط۔ بشرطیکہ مرد کا حق ضائع نہ ہو)۔
④ درزی کے پاس اگر کپڑا چوری ہو جائے تو اس سے تاوان لینا درست ہے (غلط۔ بشرطیکہ درزی کی غفلت نہ ہو)۔
⑤ فرض نماز پڑھ کر بہتر یہ ہے اسی جگہ سنتیں بھی پڑھ لو۔ (غلط)

جواب ......کما مرّ في السوال آنفا۔

الشق الثانی ......صحیح اور غلط کی نشان دہی کیجیے: ① ولیمہ مستحب ہے (غلط۔ مسنون ہے)۔
② قطب تارہ کی طرف پاؤں کرنا شرعا درست نہیں (غلط)۔
جو شخص قرآن کریم پڑھتے ہوئے اٹکتا ہو، اسے دوہرا ثواب ملتا ہے (صحیح)۔
گندم کا آٹے سے تبادلہ کرنا کسی بھی طرح درست نہیں (صحیح)۔
ناپاک کپڑا دھلا ہوا جب تک سوکھ نہ جائے وہ پاک نہیں ہوتا، اسے پہن کر نماز پڑھنا درست نہیں (غلط)۔

جواب ......کما مرّ فی السوال آنفا۔

﴿الورقة الرابعة: الطريقة العصريه و قصص النبيين﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ......درج ذیل عبارت کا ترجمہ کیجیے اور خط کشیدہ الفاظ کا صیغہ بحث اور باب تحریر کیجیے۔

وَاِذَا بِهِمْ اَمَامَ الْبَحْرِ الْاَحْمَرِ تَتَلَاطَمُ اَمْوَاجُهٗ يا حافظُ! يا سَاتِرُ! اَيْنَ نَحْنُ؟ كَانَ الْجوابُ اِنَّنَا اَمَامَ الْبَحْرِ وَالْتَفَتُوْا اِلَى الْوَرَاءِ فَاِذَا بِغُبَارٍ سَاطِعٍ وَاِذَا بِجُنْدٍ عَظِيمٍ قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ، هُنَالِكَ اِرْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ يَا ابْنَ عِمْرَانَ! مَاذَا اَنْكَرْتَ مِنَّا حتّى دَبَّرْتَ قَتْلَنَا وجِئْتَ بِنَا اِلَى شَطِّ الْبَحْرِ لِيَقْتُلَنَا فرعونُ قَتْلَ الْفِيْرَانِ حَيْثُ لَا فِرَارَ ولا نَجَاةَ۔ (الخروج۔ حصه ثالث)

جواب ...... ① عبارت کا ترجمہ:۔ اور کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بحر احمر کی جوش مارتی موجوں کے سامنے ہیں، اے حفاظت کرنے والے! اے پردہ پوشی کرنے والے! ہم کہاں ہیں؟ جواب یہ تھا: ہم دریا کے سامنے ہیں، پیچھے مڑ کر دیکھا تو گرد وبا پھیلی دکھائی دی، اور وہ ایک بہت بڑا لشکر تھا جس نے افق کو روک رکھا تھا، وہاں آوازیں بلند ہوئیں کہ اے عمران کے بیٹے! ہم نے تمہاری کون سی بات نہیں مانی؟ تمہیں ہم سے کیا ناگواری ہوئی کہ تو نے ہمارے قتل کی تدبیر کی اور تو ہمیں دریا کے کنارے لے آیا تا کہ فرعون ہمیں چوہوں کی طرح قتل کر دے جہاں سے نہ کوئی بھاگ سکتا ہے اور نہ نجات پا سکتا ہے۔

② خط کشیدہ کلمات کی صرفی تحقیق:۔ اِلْتَفَتُوْا: صیغہ جمع مؤنث غائب فعل ماضی معلوم از مصدر التفاتًا (افتعال، صحیح) متوجہ ہونا۔
تَتَلَاطَمُ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معلوم از مصدر تَلَاطُمًا (تفاعل، صحیح) بمعنی ٹھاٹھیں مارنا۔
سَاطِع: صیغہ واحد مذکر بحث اسم فاعل از مصدر سَطْعًا سُطُوْعًا (نصر۔ صحیح) بمعنی پھیلنا و بلند ہونا۔
سَدَّ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر سَدًّا (نصر۔ مضاعف) بمعنی بند کرنا۔
اَنْكَرْتَ: صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی معلوم از مصدر انکارًا (افعال۔ صحیح) بمعنی انکار کرنا۔ ناپسند کرنا۔ ناگوار سمجھنا۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی ......درج ذیل عبارت پر اعراب لگا کر اردو میں ترجمہ کیجیے:

وَاَمْعَنَ الْيَهُوْدُ فِى الْوُقُوْفِ عِنْدَ الظَّاهِرِ وَالتَّمَسُّكِ بِالْقُشُوْرِ دُوْنَ اللُّبَابِ وَالتَّشَبُّثِ بِالْمَظَاهِرِ دُوْنَ الْحَقِيْقَةِ وغَلَوْا فِى تَقْدِيْسِ الْعُنْصُرِ وَالدَّمِ وَفِىْ حُبِّ الْمَالِ و المَادَّةِ وَ انْهَمَكُوْا فِى الْحَيَاةِ اِنْهِمَاكًا زَائِدًا وقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وجَفَّتْ طَبَائِعُهُمْ فَلَا يَرِقُّوْنَ لِلضَّعِيْفِ ولا يَعْطِفُوْنَ عَلَى الْفَقِيْرِ ويُعَامِلُوْنَ مَنْ لَا يَجْرِىْ فِىْ عُرُوْقِهِ الدَّمُ الْاِسْرَائِيْلِىُّ مُعَامَلَةَ الْحَيَوَانَاتِ وَالْكِلَابِ اَوِ الْجَمَادَاتِ الَّتِىْ لَا رُوْحَ فِيْهَا ويَخْضَعُوْنَ لِلْاَقْوِيَاءِ الْاَغْنِيَاءِ ويَتَجَبَّرُوْنَ عَلَى الصِّغَارِ الْفُقَرَاءِ ويَقْسُوْنَ عِنْدَ الْقُدْرَةِ ويَلِيْنُوْنَ عِنْدَ الْعِجْزِ۔

جواب ...... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔** **(خضوع الیهود۔ حصه چهارم)**

② عبارت کا ترجمہ:۔ یہود نے ظاہر پر غور کیا اور مغز کے بجائے چھلکوں سے چمٹے رہے، حقیقت کے بجائے ظاہر پہ جمے رہے، عنصر اور خون کے مقدس ہونے، مال اور مادہ سے محبت میں حد سے تجاوز کر گئے، زندگی پہ ٹوٹ پڑے، ان کے دل سخت ہو گئے اور ان کی طبیعتیں خشک ہو گئیں، کمزور پر ان کا دل نہیں پسیجتا تھا اور نہ فقیر کے ساتھ ہمدردی سے پیش آتے تھے اور جس شخص کی رگوں میں یہودی خون نہ ہوتا اس سے حیوانات اور کتوں یا جمادات جن میں روح نہیں ہوتی جیسا سلوک کرتے تھے، طاقتور امیروں کے سامنے دب جاتے اور چھوٹے فقیروں کو دباتے، طاقت وقدرت کے وقت سخت ہو جاتے اور عاجز ہونے کے وقت نرم ہو جاتے۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ...... **وتَعَلَّلُوْا بِضَعْفِهٖ ووَحْدَتِهٖ وانّهٗ لَوْلَا عَشِيْرَتُهٗ و قَرَابَتُهُمْ لَهٗ لَرَجَمُوْهُ بِالْحِجَارَةِ وتَخَلَّصُوْا مِنْهُ، وقَدِ اسْتَنْكَرَ ذٰلِكَ شُعَيْبٌ و تَعَجَّبَ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْقَادِرُ وَالْقَوِيُّ الْقَاهِرُ اَهْوَنَ عَلَيْهِمْ مِنْ عَشِيْرَةٍ هِيَ عُرْضَةٌ لِلْاَمْرَاضِ وَالْهَلَاكِ وَ الضَّعْفِ وَالْعِجْزِ۔(شعيب يتعجّب من قومه۔ حصه رابع)**

اعراب لگا کر اردو میں ترجمہ کیجیے۔ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کیجیے۔

جواب ...... ① عبارت پر اعراب:۔ **کما مرّ فی السوال آنفا۔**

② عبارت کا ترجمہ:۔ اور قوم کے لوگوں نے ان کے اکیلے اور کمزور ہونے کا تجزیہ کر لیا اور اگر وہ (شعیب علیہ السلام) ان کے رشتہ دار و قبیلہ سے نہ ہوتے تو وہ انہیں سنگسار کر دیتے اور ان سے چھٹکارا حاصل کر لیتے، شعیب علیہ السلام کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اور انہیں تعجب ہوا کہ کہاں ان کا وہ قبیلہ جو بیماریوں، ہلاکت، کمزوری اور عاجزی کا نشانہ ہے اور وہ اللہ جو غالب، قدرت والا، طاقتور زبردست ہے۔

③ خط کشیدہ کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق:۔ **اَلضَّعْفُ**: بمعنی کمزوری۔ مصدر (نصر۔صحیح) بمعنی ضعیف وکمزور ہونا۔

تَعَلَّلُوْا: صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **تعلُّلًا** (تفعل ۔مضاعف) بمعنی حجت ظاہر کرنا۔ تجزیہ کرنا۔

لَرَجَمُوْهُ: صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **رَجْمًا** (نصر۔صحیح) بمعنی سنگسار کرنا۔ پتھراؤ کرنا۔ چھوڑنا۔

اِسْتَنْكَرَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از مصدر **استنكارًا** (استفعال۔صحیح) بمعنی حجت ظاہر کرنا۔ تجزیہ کرنا۔

اَهْوَنُ: صیغہ واحد مذکر بحث اسم تفضیل از مصدر **هَوْنًا** (نصر۔اجوف) بمعنی نرم وآسان ہونا۔ کمزور ومسکین ہونا۔

الشق الثانی ...... عربی میں ترجمہ کیجیے: میں اسلام کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ جمیل بازار جاتا ہے تا کہ گوشت خریدے۔ اچھائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے۔ سچا وامانتدار تاجر انبیاء، صدیقین، شہداء ونیک لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ میں اس لڑکے کو پسند کرتا ہوں جو اپنے کپڑوں کی صفائی پر حرص رکھتا ہے۔ **جئتُ کَیْ اُسَلِّمَ علیكَ** کی نحوی ترکیب کیجیے۔

جواب ...... ① عربی میں ترجمہ:۔ **اُرِيْدُ اَنْ اَخْدِمَ الْاِسلامَ۔ يَذْهَبُ جميلُ الى السُّوقِ كَیْ يَشْتَرِیَ لَحْمًا۔ الامرُ بالمعروفِ و النهیُ عن المنكرِ صَدَقَةٌ۔ التاجرُ الصادقُ الامينُ مع النبيّينَ و الصدّيقينَ و الشهداءِ و الصّالحينَ۔ اُحبّ الولدَ الذی يَحْرِصُ علی نظافةِ ثيابه۔**

② جملہ کی ترکیب:۔ **جئتُ** فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معلّل **کَیْ** سببیہ وتعلیلیہ **اُسَلِّمَ** فعل وفاعل **علیكَ** جار ومجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے، فعل اپنے فاعل ومتعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر تعلیل۔ معلّل تعلیل ملکر جملہ تعلیلیہ ہوا۔

﴿السوال الثالث﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ...... **اُحِبُّ اَنْ اُسَافِرَ** کی ترکیب کیجیے۔ اردو جملوں کا عربی میں اور عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ کیجیے:

مؤمن اللہ کو بہت یاد کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کھاتا ہے۔ حامد سفر کی تیاری کرتا ہے۔ وہ ٹیکسی پر سوار ہوتا ہے اور ریلوے اسٹیشن جاتا ہے۔ **اُحِبُّ ان تكونَ عالمًا۔ يُحِبُّ اللّٰهُ اَنْ يَتُوْبَ الْعبدُ۔ دخلتُ الجامعةَ كَیْ اَتَفَقَّهَ فی الدينِ۔**

جواب ...... ① جملہ کی ترکیب:۔ **اُحِبُّ** فعل **انا** ضمیر فاعل **اَنْ** ناصبہ مصدریہ **اُسَافِرَ** فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو کر بتاویلِ مصدر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

② اردو جملوں کا عربی میں اور عربی جملوں کا اردو میں ترجمہ:۔ **يَذْكُرُ الْمؤمنُ رَبَّهٗ كثيرا و يَرْحَمُ علٰی خَلْقِ اللّٰهِ۔**

0313 6257931 maktabaazhar... @gmail.com

یَسْتَعِدُّ حامدٌ للسَّفَرِ ۔ یَرْکَبُ السَّیَّارَۃَ الْاُجْرَۃِ و یَذْھَبُ الٰی محطّۃ القطارِ ۔ میں چاہتا ہوں کہ تو عالم بن جائے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ بندہ توبہ کرے۔ میں نے جامعہ میں داخلہ لیا تاکہ میں دین کی سمجھ بوجھ حاصل کروں۔

الشق الثانی ......اردو میں ترجمہ کیجیے: عدل و انصاف اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہیں۔ اسلام عدل کا حکم دیتا ہے اگرچہ دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ صحابہ کرام ہدایت کے ستارے ہیں۔ وہ نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی مدد کی۔ آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، آپ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

ارسل قیصر ملك الروم رسولا الی امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ لینظر احواله ویشاھد افعاله،فلمّا دخل المدینة سأل اھلھا وقال: این ملککم؟ فقالوا:لیس لنا ملك بل لنا امیر، وقد خرج الی ظاھر المدینة فخرج الرسول فی طلبه فرآہ نائما فی الشمس علی الارض فوق الرمل الحارّ وقد وضع الدرة علی الوسادة۔

مندرجہ بالا واقعہ کی روشنی میں نیچے دیئے گئے سوالات کے عربی میں جوابات دیجیے: من ارسل رسولا الی امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ؟ لماذا ارسل الی امیر المؤمنین؟ ماذا سأل الرسول اھل المدینة؟وماذا اجابوا؟ ھل جلس الرسول فی انتظار امیر المؤمنین؟ کیف راہ نائما علی الفراش؟

جواب ...... ❶ عربی میں ترجمہ:۔ اَلْعدلُ وَالقسطُ مِن التعالیم الاساسیة الاسلامیةِ ۔ الاسلام یأمر بالعدل و لو کان مع العدوّ ۔ اَلصحابةُ الکرامُ نُجومُ الھدایةِ ۔ آمنوا بالنبیّ الکریم و نصروہ ۔ ھاجروا معه و قاتلوا معه۔ رَضِیَ اللّٰهُ عنھم و رضوا عنه ۔

❷ سوالات کے جوابات:۔ من ارسل رسولا الی امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ؟(ارسل قیصر ملک الروم رسولا)

لماذا ارسل الی امیر المؤمنین؟(ارسل قیصر رسولا لینظر احوالہ ویشاہد افعالہ)

ماذا سأل الرسول اھل المدینة وماذا اجابوا؟(سأل الرسول:این ملککم؟فقالوا:لیس لنا ملک بل لنا امیر وقد خرج الی ظاہر المدینۃ)

ھل جلس الرسول فی انتظار امیر المؤمنین؟(لا،بل خرج الرسول فی طلب امیر المؤمنین)

کیف راہ نائما علی الفراش؟(رآی الرسول امیر المؤمنین نائما فی الشمس علی الارض فوق الرمل الحارّ وقد وضع الدرۃ علی الوسادۃ)

الورقة الخامسة : فی الصرف و النحو (علم الصرف آخرین، عوامل النحو)

السوال الاوّل ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ......الدعوۃ مصدر سے ماضی معروف، مضارع مجہول، امر حاضر معروف، اسم فاعل اور اسم مفعول کی گردان تحریر کیجیے۔ دُعُوْا،تَدْعِیْنَ(معروف) کونسے صیغے ہیں؟ ان میں جو تعلیل ہوئی ہے وہ ذکر کیجیے۔

جواب ...... ❶ مذکورہ گردانیں:۔ یُدْعٰی یُدْعَیَانِ یُدْعَوْنَ تُدْعٰی تُدْعَیَانِ یُدْعَیْنَ تُدْعٰی تُدْعَیَانِ تُدْعَوْنَ تُدْعَیْنَ تُدْعَیَانِ تُدْعَیْنَ اُدْعٰی نُدْعٰی۔

دَعٰی دَعَوَا دَعَوْا دَعَتْ دَعَتَا دَعَوْنَ دَعَوْتَ دَعَوْتُمَا دَعَوْتُمْ دَعَوْتِ دَعَوْتُمَا دَعَوْتُنَّ دَعَوْتُ دَعَوْنَا۔

امر حاضر معروف، اسم فاعل واسم مفعول: کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۳ و ۱۴۳۹ھ

0313-6357913 maktabaezakarya multan@gmail.com

❷ صیغہ و تعلیل:۔ دُعُوْا: (صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی مجہول) اصل میں دُعِوُوْا تھا، واؤ کو یاء سے بدلا تو دُعِیُوْا ہوگیا۔ پھر یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس لئے عین کی حرکت دور کرکے یاء کا ضمہ اُسے دے دیا اور یاء کو اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے گرادیا، دُعُوْا ہوگیا۔

تَدْعِیْنَ: (صیغہ واحد مؤنث حاضر فعل مضارع معلوم) اصل میں تَدْعُوِیْنَ تھا، واؤ پر کسرہ دشوار تھا عین کی حرکت دور کرکے واؤ کا کسرہ عین کو دیا اور واؤ کو اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے گرادیا تَدْعِیْنَ ہوگیا۔

الشق الثانی ......درج ذیل قواعد میں سے تین قواعد وضاحت کے ساتھ لکھیں: ① عِدَةٌ کا قاعدہ۔ ② یسئل کا قاعدہ۔ ③ مرمیٌّ کا قاعدہ۔ خِفْنَ کا قاعدہ۔ باب افعال کی پانچ خاصیات مثالوں کے ساتھ لکھیں۔

جواب ...... ❶ :۔ عِدَةٌ: (معتل الفاء کا پہلا قاعدہ) جو واؤ ساکن علامتِ مضارع مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہو وہ گر جاتا ہے جیسے یَوْعِدُ سے یَعِدُ۔ عِدَةٌ مصدر اصل میں وِعْدٌ تھا، مضارع کی مناسبت سے مصدر کے شروع سے بھی واؤ گرادیا اور اس کے بدلہ میں آخر میں تاء کا اضافہ کردیا عِدَةٌ ہوگیا۔

یَسۡئَلُ: (مہموز کا تیسرا قاعدہ) جس جگہ ایک ہمزہ متحرک ہو اور اسکا ماقبل ساکن ہو تو ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر ہمزہ کو گرانا جائز ہے جیسے **یَسَلُ** کہ اصل میں **یَسۡئَلُ** تھا۔ **مَرۡمِیٌّ وخِفۡنَ: کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۳ھ۔**

۲ باب افعال کی خاصیات:۔ اس باب کی پندرہ خاصیات ہیں: ① **تعدیہ:** متعدی بنانا یعنی جو مصدر مجرد میں لازم ہے وہ باب افعال میں متعدی بن جاتا ہے۔ جیسے **خَرَجَ زَیۡدٌ** زید نکلا (مجرد میں یہ لازم ہے) اور **اَخۡرَجۡتُہٗ** میں نے اس کو نکالا (باب افعال میں یہ متعدی ہے) اور جو مصدر مجرد میں متعدی بیک مفعول ہو وہ باب افعال میں آکر متعدی بدو مفعول بن جاتا ہے۔ جیسے **حَفَرۡتُ نَھۡرًا** میں نے نہر کھودی (مجرد میں یہ متعدی بیک مفعول ہے) اور **اَحۡفَرۡتُ زَیۡدًا نَھۡرًا** میں نے زید سے نہر کھدوائی (باب افعال میں یہ متعدی بدو مفعول ہے)۔ ② **تصییر:** کسی چیز کو صاحب ماخذ بنانا جیسے **اَشۡرَکۡتُ النَّعۡلَ** میں نے جوتی شراك دار بنائی، شراك ماخذ ہے بمعنی تسمہ۔ ③ **الزام:** یعنی جو لفظ مجرد میں متعدی ہو اس کو افعال میں لاکر متعدی سے لازم کرنا جیسے **احمد زید** زید قابلِ تعریف ہوا، مجرد میں حمد تعریف کرنا متعدی تھا۔ ④ **تعریض:** یعنی فاعل کا مفعول کو ماخذ کی جگہ لے جانا جیسے **اَبۡعۡتُ الۡفَرَسَ** میں گھوڑے کو بیع کی جگہ لے گیا۔ **اَبۡعۡتُ** کا ماخذ بیع ہے ⑤ **وجدان:** یعنی کسی شئی کو ماخذ کیساتھ موصوف پانا جیسے **اَبۡخَلۡتُ زَیۡدًا** میں نے زید کو بخیل پایا، **اَبۡخَلۡتُ** کا ماخذ بخل ہے۔ ⑥ **سلب:** یعنی کسی شئی سے ماخذ کو دور کرنا جیسے **اَقۡسَطَ زَیۡدٌ** زید نے اپنے نفس سے ظلم کو دور کیا۔ اور **شکی زید واشکتیہٗ** زید نے شکایت کی میں نے اس کی شکایت کو دور کیا۔ ⑦ **اعطاءِ ماخذ:** یعنی ماخذ دینا جیسے **اشویتہ** میں نے اس کو گوشت بھوننے کیلئے دیا۔ ⑧ **بلوغ:** ماخذ میں پہنچنا یا داخل ہونا جیسے **اَصۡبَحَ زَیۡدٌ** زید صبح کے وقت پہنچا یہ بلوغِ زمانی ہے۔ **اَعۡرَقَ عَمۡرٌو** عمرو ملک عراق میں داخل ہوا۔ یہ بلوغِ مکانی ہے۔ ⑨ **صیرورت:** اس کے تین معانی ہیں۔ کسی چیز کا صاحب ماخذ ہونا جیسے **اَلۡبَنَتِ النَّاقَۃُ** (اونٹنی دودھ والی ہوگئی)۔ ایسی چیز کا مالک ہونا جس میں ماخذ والی صفت پائی جائے جیسے **اَجۡرَبَ الرَّجُلُ** (کوئی شخص خارشی اونٹ کا مالک ہوگیا)۔ ماخذ میں کسی چیز والا ہونا جیسے **اَخۡرَفَتِ الشَّاۃُ** (بکری موسم خریف میں بچہ والی ہوئی)۔ ⑩ **لیاقت:** یعنی کسی چیز کا ماخذ کے لائق و مستحق ہونا جیسے **اَلَامَ الۡفَرۡعُ** سردار ملامت کے قابل و مستحق ہوگیا۔ ⑪ **حینونت:** یعنی کسی چیز کا ماخذ کے وقت کو پہنچنا جیسے **احصد الزرع** کھیتی کٹنے کے وقت کو پہنچی ⑫ **مبالغہ:** یعنی ماخذ کو کثرتِ مقدار یا کیفیت میں بیان کرنا جیسے **اسفر الصبح** صبح خوب روشن ہوگئی۔ ⑬ **ابتداء:** یعنی کسی فعل کا ابتداءً باب افعال سے آنا جیسے **اَشۡفَقَ** بمعنی ڈر گیا، مجرد میں شفقت کا معنی مہربانی ہے اور **اَقۡسَمَ** بمعنی قسم کھائی، مجرد میں اس کا معنی تقسیم کرنا ہے۔ ⑭ **موافقت:** یعنی باب افعال کا مجرد، تفعیل، تفعل، تفعل اور استفعال کے ہم معنی ہونا جیسے **دَجَا اللَّیۡلُ وَاَدۡجٰی** دونوں کا معنی رات کا تاریک ہونا ہے۔ **اَکۡفَرَہٗ وَ کَفَّرَہٗ** دونوں کا معنی کفر کی طرف منسوب کرنا ہے۔ **اَخۡبَیۡتُہٗ و تَخَبَّیۡتُہٗ** دونوں کا معنی جامہ کو خیمہ بنانا ہے۔ **اَعۡظَمۡتُہٗ وَاسۡتَعۡظَمۡتُہٗ** دونوں کا معنی دوسرے کو بزرگ گمان کرنا ہے۔ ⑮ **مطاوعت:** یعنی **فَعَلَ** (مجرد) **فَعَّلَ** (تفعیل) کے بعد افعال کا اس غرض سے آنا کہ مفعول نے فاعل کا اثر قبول کرلیا ہے جیسے **کَبَبۡتُہٗ فَاَکَبَّ** (میں نے اسکو اوندھا گرایا اور وہ اوندھا گر گیا) **بَشَّرۡتُہٗ فَاَبۡشَرَ** (میں نے اسکو خوشخبری دی اور وہ خوش ہوگیا)۔

السوال الثانی ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ...... اسم فاعل، اسم مفعول، اسم تفضیل، اسم ظرف اور اسم آلہ کی تعریف و اوزان لکھیں۔ **اصطلح** سے لام تاکید با نون ثقیلہ اور امر حاضر معروف با نون خفیفہ کی گردان تحریر کیجیے۔

0313 6357913 maktabazakariyamultan@gmail.com

جواب ...... **۱** مذکورہ تعریفات و اوزان:۔ اسمِ فاعل: جو اسم کسی کام کرنے والے پر دلالت کرے اس کو اسم فاعل کہتے ہیں جیسے **ضَارِبٌ** (مارنے والا مرد) **نَاصِرَۃٌ** (مدد کرنے والی عورت)۔

ثلاثی مجرد سے اسم فاعل **فَاعِلٌ** کے وزن پر آتا ہے جیسے **نَصَرَ** سے **نَاصِرٌ**، **ضَرَبَ** سے **ضَارِبٌ**۔ ثلاثی مجرد کے علاوہ سے اسم فاعل مضارع معروف سے اس طرح بنتا ہے کہ علامتِ مضارع کو دور کرکے اس کی جگہ میم مضموم لگا کر آخر سے پہلے حرف کو زیر دیدو اگر زیر نہ ہو اور آخر حرف پر تنوین لگا دو جیسے **یُکۡرِمُ** سے **مُکۡرِمٌ** اور **یَجۡتَنِبُ** سے **مُجۡتَنِبٌ**، **یَتَقَبَّلُ** سے **مُتَقَبِّلٌ**۔

اسم مفعول: جو لفظ اُس آدمی یا چیز کی نشاندہی کرے جس پر کام واقع ہو اُس کو اسم مفعول کہتے ہیں جیسے **مَنۡصُوۡرٌ** (مدد کیا گیا شخص)

ثلاثی مجرد سے اسم مفعول **مفعول** کے وزن پر آتا ہے جیسے **نَصَرَ** سے **مَنۡصُوۡرٌ**، **ضَرَبَ** سے **مَضۡرُوۡبٌ**۔ ثلاثی مجرد کے علاوہ بقیہ تمام ابواب سے اسم مفعول مضارع مجہول کے وزن پر آتا ہے کہ مضارع مجہول سے علامتِ مضارع کو گرا کر اُس کی جگہ میم

مضموم لگادیں اور آخر میں تنوین کا اضافہ کردیں جیسے یُکْرِمُ سے مُکْرِم ۔یُجْتَنَبُ سے مُجْتَنَبٌ ۔یُقَاتَلُ سے مُقَاتَلٌ ۔

اسم ظرف: وہ اسم جو فعل کے صادر ہونے کی جگہ پر یا فعل کے صادر ہونے کے وقت پر دلالت کرے اس کو اسم ظرف کہتے ہیں جیسے مَضْرِبٌ (مارنے کا وقت یا جگہ)۔ اس کی گردان یہ ہے مَضْرِبٌ، مَضْرِبَان، مَضْرِبَیْنِ، مَضَارِبُ۔

اسم آلہ: وہ اسم جو فعل کے صادر ہونے والے آلہ پر دلالت کرے جیسے مِنْصَرٌ مدد کرنے کا آلہ، مِضْرَبٌ مارنے کا آلہ۔

اسم آلہ عموماً تین وزن پر آتا ہے: مِفْعَلٌ، مِفْعَلَةٌ، مِفْعَالٌ۔ کبھی فَاعَلٌ کے وزن پر بھی آجاتا ہے جیسے خَاتَمٌ مہر لگانے کا آلہ۔

گردان: مِنْصَرٌ مِنْصَرَانِ مِنْصَرَیْنِ مَنَاصِرُ مِنْصَرَةٌ مِنْصَرَتَانِ مِنْصَرَتَیْنِ مَنَاصِرُ مِنْصَارٌ مِنْصَارَانِ مِنْصَارَیْنِ مَنَاصِیْرُ۔ اسم تفضیل: کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۴۱ھ

۲ اصطلح سے لام تاکید با نون ثقیلہ وامر حاضر معروف با نون خفیفہ کی گردان:۔ ① لَیَصْطَلِحَنَّ لَیَصْطَلِحَانِّ لَیَصْطَلِحُنَّ لَتَصْطَلِحَنَّ لَتَصْطَلِحَانِّ لَیَصْطَلِحْنَانِّ لَتَصْطَلِحَنَّ لَتَصْطَلِحَانِّ لَتَصْطَلِحُنَّ لَتَصْطَلِحِنَّ لَتَصْطَلِحَانِّ لَتَصْطَلِحْنَانِّ لَاَصْطَلِحَنَّ لَنَصْطَلِحَنَّ ۔ ② اِصْطَلِحَنْ اِصْطَلِحُنْ اِصْطَلِحِنْ ۔

الشق الثانی ......مندرجہ ذیل الفاظ کی اصل وصیغے بتا کر تعلیل بیان کیجیے: رَاضٍ، قِ، تَلَقِّ، اِنْقَضَّ، رَضِیَ، خِیْفَ۔ باب تفعیل کی پانچ خاصیات مثالوں کے ساتھ تحریر کیجیے۔

جواب ...... ۱ مذکورہ صیغوں کی اصل وتعلیل:۔ رَاض، قِ: کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۵ھ

تَلَقِّ: کما مرّ فی الشق الاول من السوال الاول ۱۴۳۴ھ ۔

اِنْقَضَّ: کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۳۸ھ ۔

رَضِیَ: (صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم از باب سمع) اصل میں رَضِوَ تھا واؤ طرف میں کسرہ کے بعد واقع ہوئی یاء سے بدل دیا رَضِیَ ہوگیا۔ خِیْفَ: کما مرّ فی الشق الاول من السوال الثانی ۱۴۳۲ھ ۔

۲ باب تفعیل کی پانچ خاصیات:۔ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۳۵ھ ۔

السوال الثالث ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ......حُرُوْفٌ تَنْصِبُ الْاِسْمَ فَقَطْ وَهِیَ سَبْعَةُ اَحْرُفٍ، اَلْوَاوُ بِمَعْنٰی مَعَ نَحْوُ اِسْتَوَی الْمَاءُ وَالْخَشَبَةُ وَاِلَّا وَهِیَ لِلْاِسْتِثْنَاءِ نَحْوُ جَائَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا ویَا وَهِیَ لِنِدَاءِ الْقَرِیْبِ وَالْبَعِیْدِ، وَیَا وَهَیَا وَهُمَا لِنِدَاءِ الْبَعِیْدِ وَاَیْ وَالْهَمْزَةُ الْمَفْتُوْحَةُ وَهُمَا لِنِدَاءِ الْقَرِیْبِ وَهٰذِهِ الْحُرُوْفُ الْخَمْسَةُ تَنْصِبُ الْاِسْمَ اِذَا کَانَ مُضَافًا اِلٰی اِسْمٍ آخَرَ ۔

عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کیجیے۔ خط کشیدہ جملوں کی ترکیب کیجیے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں درج ذیل امور کا حل مطلوب ہے: ①

جواب ......کما مرّ في الشق الثانی من السوال الثالث ۱۴۳۲ و ۱۴۳۳ھ ۔

الشق الثانی ......اَفْعَالُ الْمُقَارَبَةِ وَهِیَ اَرْبَعَةٌ: اَلْاَوَّلُ عَسٰی وَعَمَلُهٗ عَلٰی نَوْعَیْنِ اَلْاَوَّلُ یَرْفَعُ الْاِسْمَ وَیَنْصِبُ الْخَبَرَ نَحْوُ عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ وَالثَّانِیْ اَنْ یَّرْفَعَ الْاِسْمَ وَحْدَهٗ مِثْلُ عَسٰی اَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ ۔

عبارت پر اعراب لگائیں، عبارت کی تشریح کیجئے، خط کشیدہ عبارت کی نحوی ترکیب کیجئے۔

﴿خلاصۂ سوال﴾......اس سوال میں تین امور مطلوب ہیں: ① عبارت پر اعراب ② عبارت کی تشریح ③ عبارت مخطوطہ کی ترکیب۔

جواب ...... ۱ عبارت پر اعراب:۔ کما مرّ فی السوال آنفا ۔

۲ عبارت کی تشریح:۔ اس عبارت میں افعال مقاربہ میں سے عَسٰی کے عمل کو بیان کیا گیا ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ عَسٰی کے عمل کی دو قسمیں ہیں ① یہ اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے، اس وقت اسکی خبر مضارع مع اَنْ ہوگی اور یہ قَارَبَ کے معنی میں ہوگا جیسے عسٰی زیدٌ ان یخرجَ ② یہ اپنے مابعد والے اسم کو فاعل ہونے کی بناء پر صرف رفع دے گا اس صورت میں عَسٰی بمعنی قَرُبَ ہوگا اور اس کا اسم مضارع مع اَنْ ہوگا جیسے عسی ان یخرجَ زیدٌ ۔

۳ عبارتِ مخطوطہ کی ترکیب:۔ والثانی ان یرفع الاسم وحدہ: واؤ عاطفہ الثانی مبتدا اَنْ ناصبہ مصدریہ یرفع فعل وفاعل الاسم ذوالحال وحدہ مضاف ومضاف الیہ ملکر حال، ذوالحال وحال ملکر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل ومفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویلِ مصدر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ مثل عَسٰی ان یخرج زیدٌ: مثل مضاف عسٰی تامہ فعل اَنْ ناصبہ مصدریہ یخرج زید فعل وفاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بتاویلِ مصدر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویلِ ھٰذا الترکیب مضاف الیہ، مضاف ومضاف الیہ ملکر خبر ہے مبتدا محذوف مثالہ کی، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

﴿الورقة السادسة : فی السیرة النبویة﴾

﴿السوال الاوّل﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ......قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کی فضیلت احادیث کی روشنی میں لکھیں۔قرآن کریم کے کیا حقوق ہیں؟ تفصیل کے ساتھ تحریر کیجیے۔اگر کسی کی زبان صاف نہ ہو یا عمر زیادہ ہوگئی ہو تو اس اندیشہ سے کہ اب اچھا نہ پڑھا جائے گا، بجائے ثواب کے گناہ ہوگا تو کیا قرآن مجید کی تلاوت چھوڑ دینی چاہیے یا کرتے رہنا چاہیے؟ آپ ﷺ کی تعلیم کی روشنی میں لکھئے۔

جواب ...... ۱ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۳ھ۔

۲ قرآن کریم کے حقوق:۔ ہر ہر جگہ کے مسلمان مل کر قرآن کے مکتب قائم کریں اور بچوں کو قرآن پڑھوائیں اور بڑی عمر کے آدمی بھی اپنے کاموں میں سے تھوڑا سا وقت نکال کر تھوڑا تھوڑا قرآن سیکھا کریں۔اسی طرح جو بچے اپنے گھر سے غریب ہوں اور زیادہ قرآن نہ پڑھ سکیں ان کے کھانے کپڑے کا بندوبست کر دیا کریں تاکہ وہ اطمینان سے قرآن مجید ختم کر سکیں اور جو لڑکے جتنا قرآن پڑھتے جائیں اپنے گھر جا کر عورتوں اور لڑکیوں کو بھی پڑھا دیا کریں۔اگر کوئی پارہ نہ پڑھ سکے وہ زبانی ہی کچھ سورتیں یاد کرلے۔جو شخص جتنا پڑھ لے خواہ پورا خواہ تھوڑا وہ اس کو ہمیشہ پڑھتا رہے تاکہ یاد رہے اگر یاد نہ رکھا تو پڑھا بے پڑھا سب یکساں ہو جائے گا۔اگر کسی کو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے کا بھی شوق ہو تو از خود ترجمہ نہ پڑھے اس میں غلط سمجھنے کا قوی اندیشہ ہے، کسی عالم سے سبق کے طور پر پڑھے۔قرآن مجید کا ادب کیا جائے۔اس کی طرف پاؤں نہ کرو، ادھر پیٹھ نہ کرو اس سے اونچی جگہ پر مت بیٹھو، اس کو زمین یا فرش پر مت رکھو بلکہ اوپر رکھو جو ورق وغیرہ پھٹ جائے کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر پاک جگہ جہاں پاؤں نہ پڑیں وہاں دفن کر دو۔جب قرآن پڑھو یہ دھیان رکھو کہ ہم اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہے ہیں پھر دیکھنا دل پر کیسی روشنی ہوتی ہے۔

۳ بوڑھوں وضعیفوں کے قرآن پڑھنے کی وضاحت:۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، ہم قرآن پڑھ رہے تھے اور ہم میں دیہاتی لوگ اور ایسے لوگ بھی تھے جو بہت اچھا قرآن نہ پڑھ سکتے تھے، کیونکہ دیہاتیوں کی تعلیم کم ہوتی ہے اور جو عرب نہیں ہیں ان کی زبان عربی پڑھنے میں زیادہ صاف نہیں ہوتی، آپ ﷺ نے فرمایا پڑھتے رہو سب خاصے ہیں یعنی اگر بہت اچھا نہ پڑھ سکو تو دل تھوڑا نہ کرو اور اچھا پڑھنے والے ان کو حقیر نہ سمجھیں اللہ تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے۔پس معلوم ہوا کہ آدمی یہ خیال نہ کرے کہ ہماری زبان صاف نہیں یا ہماری عمر زیادہ ہوگئی اب اچھا نہ پڑھا جائے گا تو ہم کو ثواب کیا ملے گا یا شاید گناہ ہوگا۔دیکھو رسول اللہ ﷺ نے سب کی کیسی تسلی فرمادی اور سب کو پڑھنے کا حکم دیا۔نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قرآن کی ایک آیت سننے کیلئے بھی کان لگائے اس کیلئے ایسی نیکی لکھی جاتی ہے جو بڑھتی چلی جاتی ہے۔سبحان اللہ قرآن مجید کیسی بڑی چیز ہے کہ جب تک قرآن پڑھنا نہ آئے کسی پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سن لینا بھی باعثِ ثواب سے ہے۔

0313 6357913 maktabahzakariyamultan@gmail.com

الشق الثانی ......حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں۔۔۔الخ مسلمان کے مسلمان پر کیا حقوق ہیں؟ نمبر دار تحریر کیجیے۔مسلمانوں کے حقوق سے متعلق کوئی سی تین احادیث کا مفہوم لکھئے۔وعدہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اگر کسی عذر کی وجہ سے وعدہ پورا نہ کیا جا سکے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ...... ۱ مسلمان کے مسلمان پر حقوق:۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی اس روایت میں رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کے مسلمان کے ذمہ چھ حقوق بیان کئے ہیں، کیونکہ اس وقت انہی چھ کے ذکر کا موقع تھا، چنانچہ فرمایا: ① جب ایک دوسرے کو ملو تو سلام کرو، سلام کرنا سنت اور جواب دینا واجب ہے، یہی جواب دینا ایک دوسرے کا حق ہے۔ ② جب مسلمان بھائی دعوت پر بلائے تو دعوت قبول کرو۔ ③ جب کوئی مسلمان بھائی خیر خواہی وبھلائی چاہے تو اس کی بھلائی خیر خواہی کرو۔ ④ جب چھینک آنے پر الحمد للہ کہے تو اسکے جواب میں یرحمک اللہ کہو۔ ⑤ جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت وتیمارداری کرو۔ ⑥ جب مر جائے تو اس کے جنازہ

وتدفین میں شرکت کرو، اس کو اچھے انداز میں دنیا سے رخصت کرو۔

❷ مسلمانوں کے حقوق سے متعلق تین احادیث:۔ **کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۴۳ھ۔**

❸ وعدہ کی شرعی حیثیت اور کسی عذر کی وجہ سے وعدہ پورا نہ کرنے کا حکم:۔ عہد و وعدہ وفا کرنے کو ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا کہ جو وعدہ کی پاسداری نہیں کرتا اس کا ایمان ہی مکمل نہیں ہے، نیز فرمایا کہ وعدہ خلافی کرنا منافق کی علامت ونشانی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے مسلمان بھائی سے نہ خواہ مخواہ بحث کیا کرو اور نہ اس سے ایسی دل لگی کرو جو اس کو ناگوار ہو اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو پورا نہ کرسکو۔ البتہ اگر کسی عذر کی وجہ سے وعدہ پورا نہ کرسکے تو یہ شخص شرعاً معذور ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وقت وعدہ پورا کرنے کی نیت بھی ہو مگر پورا نہ کرسکے یعنی کسی عذر کے سبب وعدہ پورا نہیں کرسکا تو اس پر گناہ نہ ہوگا۔

﴿السوال الثانی﴾ ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ......اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی فضیلت قرآن وحدیث کی روشنی میں لکھیے۔ ہاتھ میں تسبیح رکھ کر ذکر کرنے کا کیا حکم ہے؟ اگر دل دنیاوی کام میں پھنسا ہوا ہو تو صرف زبان سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا کیسا ہے؟ بلند آواز سے ذکر کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اگر کوئی شیخ جہراً ذکر کرنے کا کہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ...... ❶ ذکر اللہ کی فضیلت:۔ **کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۲ھ۔**

❷ تسبیح پر ذکر کرنے کا حکم:۔ ذکر اللہ میں کسی گنتی، وقت، تسبیح رکھنے، پکار کر پڑھنے، وضو کرنے، قبلہ کی طرف منہ کرنے، کسی خاص جگہ یا ایک ہی جگہ بیٹھ کر کسی بھی قسم کی کوئی شرط وقید اور پابندی نہیں ہے۔ ہر طرح سے آزادی اور اختیار ہے۔ البتہ اگر کوئی اپنی خوشی سے تسبیح پر پڑھنا چاہے خواہ گنتی یاد رکھنے کیلئے یا اسلئے کہ تسبیح ہاتھ میں ہونے سے پڑھنے کا خیال آجاتا ہے، خالی ہاتھ یاد نہیں رہتا تو اس مصلحت کیلئے تسبیح رکھنا بھی جائز ہے بلکہ بہتر ہے اور اس کا خیال نہ کرے کہ تسبیح رکھنے سے دکھلاوا ہو جائے گا۔ دکھلاوا تو نیت سے ہوتا ہے یعنی جب یہ نیت ہو کہ دیکھنے والے مجھے بزرگ سمجھیں گے اور اگر یہ نیت نہ ہو تو وہ دکھلاوا نہیں، اس کو دکھلاوا سمجھنا اور ایسے وہموں سے ذکر کو چھوڑ دینا یہ شیطان کا دھوکا ہے وہ اس طرح بہکا کر ثواب سے محروم رکھنا چاہتا ہے۔

❸ دل دنیاوی کام میں پھنسا ہوا ہو تو صرف زبان سے ذکر اللہ کرنے کا حکم:۔ شیطان انسان کو ایک دھوکا یہ بھی دیتا ہے کہ جب دل دنیا کے کام میں پھنسا ہوا ہو تو زبان سے اللہ کا نام لینے کا کیا فائدہ؟ دل کا یہ وہم بھی غلطی اور دھوکہ ہے جب دل سے ایک دفعہ یہ نیت کرلی کہ ہم ثواب کے واسطے اللہ کا نام لیتے ہیں اسکے بعد اگر دل دوسری طرف بھی ہو جائے مگر نیت نہ بدلے تو برابر ثواب ملتا رہے گا۔ البتہ جو وقت کاموں سے خالی ہو اس میں دل کو ذکر کی طرف متوجہ رکھنے کی کوشش کی جائے، تاکہ اور زیادہ ثواب ہو۔

❹ جہراً ذکر کرنے کا حکم:۔ زور زور سے بآوازِ بلند ذکر کرنا کوئی عبادت وثواب نہیں ہے، لیکن اگر کوئی بزرگ جو شریعت کا پابند ہو اور وہ علاج کے طور پر بلند آواز سے ذکر کرنے کا حکم دے تو یہ جائز ہے۔ وہ علاج یہ ہے کہ اس سے بعض لوگوں کے دل پر زیادہ اثر ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ خیال رکھیں کہ کسی کی نیند میں خلل نہ پڑے، وگرنہ گناہ ہوگا۔

الشق الثانی ......رسول اللہ ﷺ نے باہمی ہمدردی، باہمی محبت اور باہمی شفقت میں تمام مسلمانوں کی مثال جاندار بدن کے ساتھ بیان فرمائی ہے، مسلمانوں کی مثال جاندار بدن کے ساتھ بیان کرنے کا مطلب بیان کیجیے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، تو ظالم کی مدد کرنے کا کیا مطلب ہے؟ حدیث کی روشنی میں بیان کیجیے۔ اچھی صحبت کیسے شخص کی صحبت کو کہتے ہیں؟ واضح کیجیے۔

جواب ...... ❶ مسلمانوں کی مثال جاندار بدن کے ساتھ بیان کرنے کا مطلب:۔ مسلمانوں کی مثال جاندار بدن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تمام مسلمان ایک جاندار جسم کی مانند ہیں، مسلمانوں کو باہمی ہمدردی اور باہمی محبت وشفقت میں ایسا دیکھو گے جیسے جاندار جسم وبدن ہوتا ہے کہ جب اس کے کسی ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو تمام بدن بدخوابی اور بیماری میں اس کا ساتھ دیتا ہے۔ گویا پورے جسم کے کسی بھی حصہ میں تکلیف ہو تو پورا جسم ہی تکلیف میں ہوتا ہے، اس کو راحت وسکون نہیں ملتا۔ اسی طرح کسی ایک مسلمان کو کوئی تکلیف ہو تو تمام عالم کے مسلمان بے چین وتکلیف میں ہوتے ہیں۔

۲ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الثانی ۱۴۴۳ھ۔
۳ کما مرّ فی الشق الثانی من السوال الاول ۱۴۴۱ھ۔

السوال الثالث ۱۴۴۵ھ

الشق الاوّل ......حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی قربانیوں کو خوب قوی کیا کرو، کیونکہ وہ پل صراط میں تمہاری سواریاں ہوں۔ سواریاں ہونے کا کیا مطلب ہے؟ واضح کیجیے۔ قربانی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ بیان کیجیے۔ میت کی طرف سے قربانی کا کیا حکم ہے؟ قرآن واحادیث کی روشنی میں قربانی کے فضائل تحریر کیجیے۔

جواب ...... ❶ قربانی کے جانور کے سواریاں ہونے کا مطلب:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی قربانی کے جانوروں کو خوب قوی کیا کرو یعنی ان کو خوب کھلایا پلایا کرو کیونکہ وہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی۔

سواری ہونے کے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں: ① قربانی کے جانور خود سواریاں ہو جائیں گے اور اگر کئی جانور قربانی کئے ہوں گے تو یا وہ سب کے بدلے میں ایک بہت اچھی سواری مل جائے گی اور یا ایک ایک منزل میں ایک ایک جانور پر سواری کریں گے۔ ② قربانیوں کی برکت سے پل صراط پر چلنا ایسا آسان ہو جائے گا جیسے گویا خود ان پر سوار ہو کر پار ہو گئے۔ ایک حدیث میں ہے کہ سب سے افضل قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہو اور خوب موٹی ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیاری قربانی وہ ہے جو اعلیٰ درجہ کی ہو اور خوب موٹی تازی ہو۔

❷ قربانی کی شرعی حیثیت:۔ جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہے یعنی جو صاحبِ نصاب ہے اس پر قربانی کرنا بھی واجب ہے۔ البتہ قربانیبعض ایسے لوگوں پر بھی واجب ہے جن پر زکوٰۃ فرض نہیں، یعنی وہ شخص صاحبِ نصاب ہے مگر اس کے مال پر سال نہیں گزرا تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے مگر قربانی اس پر بھی واجب ہے۔

❸ میت کی طرف سے قربانی کا حکم:۔ اگر کوئی شخص اپنے کسی مرحوم عزیز، رشتہ دار، استاد وغیرہ کی طرف سے قربانی کرے یعنی نفلی قربانی کرے اور اس کا ثواب اپنے مرحوم کی روح کو بخش دے تو اس مرے ہوئے کو بھی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔

❹ قربانی کے فضائل:۔ قرآن وحدیث میں متعدد نصوص قربانی کے فضائل پر دال ہیں۔ مثلاً سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قربانی کے ایام میں آدمی کا کوئی بھی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کے عمل سے زیادہ محبوب وپسندیدہ نہیں ہے۔ نیز فرمایا کہ قربانی کے جانور کی ہر ہر چیز کے بدلہ میں اجر وثواب ملے گا۔ نیز فرمایا کہ قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو جاتا ہے۔ نیز فرمایا کہ قربانی کے جانور کے جسم پر موجود ہر ہر بال کے بدلہ میں نیکی کا اجر وثواب لکھا جاتا ہے۔ نیز فرمایا کہ جو شخص قربانی لازم ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں ہی نہ آئے۔

الشق الثانی ......ظلم سے بچنے کے لیے رشوت دینے کا کیا حکم ہے؟ دباؤ یا شرم ولحاظ سے لیے جانے والے چندہ کا کیا حکم ہے؟ حدیث شریف کی روشنی میں بیان کیجیے۔ جن گناہوں پر عذاب کی وعیدیں آئی ہیں، ان میں سے دس گناہوں کا ذکر کیجیے۔

جواب ...... ❶ ظلم سے بچنے کے لیے رشوت دینے کا حکم:۔ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ ایک روایت کے مطابق اس شخص پر بھی لعنت فرمائی ہے جو ان دونوں میں معاملہ طے کروانے والا ہو۔ نیز فرمایا کہ رشوت دینے اور لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ البتہ جہاں رشوت دیئے بغیر ظالم کے ظلم سے نہ بچا جا سکے وہاں رشوت دینا جائز ہے مگر رشوت لینا بہرصورت حرام ہے۔

❷ دباؤ یا شرم ولحاظ سے لیے جانے والے چندہ کا حکم:۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سنو ظلم مت کرنا، سنو کسی کا مال اسکی خوش دلی کے بغیر حلال نہیں۔ اس ارشاد میں جیسے کھلم کھلا کسی کا حق چھین لینا یا مار لینا، کسی کا قرض یا میراث کا حصہ وغیرہ دبا لینا شامل ہے، اسی طرح جو چندہ دباؤ سے یا شرم ولحاظ سے لیا جاتا ہے وہ بھی شامل ہے۔ گویا خوش دلی ورضامندی کے بغیر چندہ لینا جائز وحلال نہیں ہے۔

❸ عذاب کی وعید والے دس گناہ:۔ ① شرک کرنا۔ ② والدین کی نافرمانی کرنا۔ ③ ناحق کسی کو قتل کرنا۔ ④ جھوٹی قسم کھانا۔ ⑤ جھوٹی گواہی دینا۔ ⑥ زنا کرنا۔ ⑦ چوری ڈکیتی کرنا۔ ⑧ یتیم کا مال کھانا۔ ⑨ میدانِ جنگ سے بھاگنا۔ ⑩ تہمت لگانا۔

تمت بالخیر

0313 6337313 maktabazakariyamultan@gmail.com

تنظیم المدارس، کنزالمدارس، نظام المدارس، وفاق المدارس العربیہ اور دیگر بورڈز کی کتابیں، داخلہ جات، امتحانی مسائل کے حل، گزشتہ پیپرز، اور دیگر اپڈیٹس حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ahlesunnatboardspak.com

Follow Our Social Media Account:

1. **Whatsapp Channel (https://whatsapp.com/channel/0029VaFmkdD0VycHbvDRY70I)**
2. **Youtube (https://youtube.com/@ahlesunnatboards)**
3. **Tiktok (https://www.tiktok.com/@ahlesunnatboardspak)**
4. **Facebook Page (https://www.facebook.com/ahlesunnatboardspak)**